جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بفضلِ عظیم حضرتِ ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ

جسکو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب **میرزا غلام احمد صاحب** رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے
کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شایع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی داروغہ پرنٹر

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور دیگر ضروری گذارش

بعالی خدمت تمام معزز اور بزرگ خریداران کتاب **براہین احمدیہ** کے گذارش کیجاتی ہے کہ کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے یہان تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھہ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکہنے سے اور بہی بڑہ جائیگی اور ایسی عمدگی کاغذ اور پاکیزگی خط اور دیگر لوازم حسن اور لطافت اور موزونیت سے چہپ رہی ہے کہ جس کے مصارف کا حساب جو لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ اصل اصل قیمت اسکی یعنے جو اپنا خرچ آتا ہے فی جلد پچیس روپیہ ہے۔ مگر ابتدا مین پانچ روپیہ قیمت اسکی اس غرض سے مقرر ہوئی تہی اور یہہ تجویز اٹہائی گئی تہی جو کسی طرح سے مسلمانون مین یہہ کتاب عام طور پر پہیل جائے اور اسکا خریدنا کسی مسلمان پر گران نہ ہو اور یہہ امید کیگئی تہی کہ **امراء اسلام** جو ذی ہمت اور اولی العزم ہین ایسی ضروری کتاب کی اعانت مین دلی ارادت سے مدد کرینگے تب جبر اس نقصان کا ہوجائیگا۔ پر اتفاق ہے کہ ابتک وہ امید پوری نہین ہوئی بلکہ بجز عالی جناب حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم و دستور معظم ریاست پٹیالہ پنجاب کہ جنہون نے مسکین طالب علمون کو تقسیم کرنے کے لئے پچاس جلدین اس کتاب کی خریدین اور جو قیمت بذریعہ اشتہار شایع ہوچکی تہی وہ سب بہیجدی اور نیز فراہمی خریداران مین بڑی مدد فرمائی اور کئی طرح سے اور بہی مدد دینے کا وعدہ فرمایا (خدا انکو اس فعل خیر کا ثواب دے اور اجر عظیم بخشے) اور اکثر صاحبون نے ایک یا دو نسخہ سے زیادہ نہین خریدا۔ اب حال یہہ ہے کہ اگرچہ پہلے بموجب اشتہار مشتہرہ

التماسِ ضروری از مُولّفِ کتاب

اُس خداوندِ عالم کا کیا کیا شُکر ادا کیا جائے کہ جس نے اوّل مجھہ ناچیز کو محض اپنے فضل و کرم اور عنایتِ غیبی سے اِس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی اور پہر اِس تصنیف کے شایع کرنے اور پہیلانے اور چہپوانے کے لئے **اسلام** کے عمائد اور بزرگون اور اکابر اور امیرون اور دیگر بہائیون مومنون اور مسلمانون کو شائق اور راغب اور مُتوجہ کر دیا پس اِس جگہہ اُن تمام حضرات معاونین کا شُکر کرنا ہی واجبات سے ہے کہ جنکی کریمانہ توجہات سے میرے **مقاصدِ دینی** ضایع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتین برباد جانے سے بچ رہین مین اُن صاحبون کی اعانتون سے ایسا ممنون ہون کہ میرے پاس وہ الفاظ نہین کہ جن سے مین اُنکا شکر ادا کر سکون بالخصوص جب مین دیکھتا ہون کہ بعض صاحبون نے اِس کارِ خیر کی تائید مین بڑہ بڑہ کے قدم رکہے ہین اور بعض نے زائد اعانتون کے لئے اَور ہی مواعید فرمائے ہین تو یہہ میری ممنونی اور احسان مندی اَور ہی زیادہ ہو جاتی ہے۔

مین نے اسی تقریر کے ذیل مین اسماءِ مبارک اُن تمام مردانِ اہلِ ہمت اور اولی العزم کے کہ جنہون نے خریداری اور اعانتِ طبع اِس کتاب مین کچھہ کچھہ عنائت فرمایا معہ رقومِ عنائت شدہ اُنکی کے زیبِ تحریر کئے ہین اور ایسا ہی آئندہ بہی تا اختتامِ طبع کتاب عملدرآمد رہیگا کہ تا جب تک صفحہ روزگار مین نقشِ افادہ اور افاضہ اِس کتاب کا باقی رہے ہر یک مُستفیض کہ جسکا اِس کتاب سے وقت خوش ہو مجھہ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے۔

اور اِس جگہہ بطور تذکرہ خاص کے اِس بات کا ظاہر کرنا ہی ضروری ہے کہ اِس کارِ خیر مین آجتک سب سے زیادہ **حضرت خلیفہ سیّد محمد حسن خان صاحب بہادر وزیرِ اعظم و دستورِ مُعظم** ریاست پٹیالہ سے اعانت ظہور مین آئی یعنے حضرتِ ممدوح نے اپنی عالی ہمتی اور کمال محبتِ دینی سے مبلغ دو سو پچاس روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پچہتر روپیہ اپنے اَور دوستون سے فراہم کرکے سافیصد تین سو پچیس روپیہ بوجہ خریداری کتابون کے عطا فرمایا عالی جناب ستیدنا وزیر صاحب ممدوح الاوصاف نے اپنے والانامہ مین یہہ ہی وعدہ فرمایا ہے کہ تا اختتامِ کتاب فراہمی چندہ اور بہم رسانی خریدارون مین اَور ہی سعی فرماتے رہین گے اور نیز اِسی طرح حضرت فخر الدولہ نواب مرزا **محمد علاء الدین احمد** خان بہادر فرمان روائے ریاستِ لوہارو نے مبلغ چالیس روپیہ کہ جن مین سے بیس روپیہ محض بطورِ اعانت کتاب کے ہین مرحمت فرمائے اور آئندہ اِس بارہ مین مدد کرنے کا اَور ہی وعدہ فرمایا اور علی ہذا القیاس توجہ خاص **جناب نوّاب شاہجہان بیگم صاحبہ کرون آف انڈیا رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارۂ ہند و رئیسہ بہوپال دام اقبالہا** کی ہی قابل بے انتہا شکر گذاری کے ہے کہ جنہون نے عاداتِ فاضلہ ہمدردی مخلوق اللہ کے تقاضا سے خریداری کُتب کا وعدہ فرمایا اور مجھہ کو بہت توقع ہے کہ حضرت معظم الیہا تائید اِس کام بزرگ مین کہ جس مین صداقت اور شان و شوکت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ وسلّم کی ظاہر ہوتی ہے اور دلائل حقیتِ اسلام کی مثل روزِ روشن کے جلوہ گر ہوتی ہین اور بندگانِ الٰہی کو غائت درجہ کا فائدہ پہنچتا ہے کامل توجہ فرماوینگی۔

اب مین اِس جگہہ بخدمتِ عالی دیگر اُمراء اور اکابر کے ہی کہ جنکو اب تک اِس کتاب سے کچھہ اطلاع نہین اسقدر گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ وہ ہی اگر اشاعت اِس کتاب کی غرض سے کچھہ مدد فرماوینگے تو اُنکی ادنی توجہ سے پہیلنا اور شایع ہونا اِس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے نہایت

آسانی سے ظہور مین آجائیگا اے بزرگان و چراغانِ اسلام! آپ سب صاحب خوب جانتے ہونگے کہ آجکل اشاعت دلائل حقیقتِ اسلام کی نہایت ضرورت ہے اور تعلیم دینا اور سکہلانا براہینِ ثبوت اِس دینِ متین کا اپنی اولاد اور عزیزون کو ایسا فرض اور واجب ہوگیا ہے اور ایسا واضح الوجوب ہے کہ جس مین کسیقدر ایماکی بہی حاجت نہین جسقدر اِن دنون مین لوگون کے عقائد مین برہمی درہمی ہورہی ہے اور خیالات اکثر طبایع کے حالت خرابی اور ابتری مین پڑے ہوئے ہین کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا کیا کیا رائین ہین جو نکل رہی ہین کیا کیا ہوائین ہین جو چل رہی ہین کیا کیا بخارات ہین جو اُٹھ رہے ہین پس جن جن صاحبون کو ان اندہیریون سے جو بڑے بڑے درختون کو جڑہ سے اُکہیڑ تی جاتی ہین کچھ خبر ہے وہ خوب سمجھتے ہونگے جو تالیف اِس کتاب کی بالخاص ضرورت کے نہین۔ ہرزمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگون اور وضعون مین ظہور پکڑتے ہین اور خدا نے اُنکے ابطال اور ازالہ کے لئے یہی علاج رکہا ہوا ہے جو اُسی زمانہ مین ایسی تالیفات مہیا کر دیتا ہے جو اُسکی پاک کلام سے روشنی پکڑکر پوری پوری قوت سے اُن خیالات کی مدافعت کے لئے کہڑی ہوجاتی ہین اور معاندین کو اپنی لاجواب براہین سے ساکت اور ملزم کرتی ہین پس ایسے انتظام سے پودہ اسلام کا ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ اور شاداب رہتا ہے۔

اے معزز بزرگانِ اسلام!! مجھے اِس بات پر یقینِ کُلی ہے کہ آپ سب صاحبان پہلے سے اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقفیت سے ان خرابیون موجودہ زمانہ پر کہ جنکا بیان کرنا ایک دردانگیز قصہ ہے بخوبی اطلاع رکہتے ہونگے اور جو جو فساد طبایع مین واقعہ ہورہے ہین اور جس طرح پر لوگ باعث اغوا اور اضلال وسوسہ اندازون کے بگڑتے جاتے ہین آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا پس یہہ سارے نتیجے اِسی بات کے ہین کہ اکثر لوگ دلائل حقیتِ اسلام سے بیخبر ہین اور اگر کچھہ پڑہے لکہے بہی ہین تو ایسے مکاتب اور مدارس مین کہ جہان علومِ دینیہ بالکل سکہائے نہین جاتے اور سارا عُمدہ زمانہ اُنکے فہم اور ادراک اور تفکر اور تدبر کا اَور اَور علوم اور فنون مین کہو یا جاتا ہے اور کوچۂ دین سے محض ناآشنا رہتے ہین پس اگر اُنکو دلائل حقیتِ اسلام سے جلدتر باخبر نہ کیا جائے تو آخر کار ایسے لوگ یا تو محض دُنیا کے کیڑے ہوجاتے ہین کہ جنکو دین کی کچھہ بہی پروا نہین رہتی اور یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہین یہہ قول میرا محض قیاسی بات نہین بڑے بڑے شُرفا کے بیٹے مین نے اپنی آنکہہ سے دیکھے ہین جو باعث بیخبری دینی کے اصطباغ پائے ہوئے گرجا گہرون مین بیٹھے ہین اگر فضلِ عظیم پروردگار کا ناصر اور حامی اسلام کا نہ ہوتا اور وہ بذریعہ پُرزور تقریرات اور تحریرات علما اور فضلا کے اپنے اِس سچے دین کی نگہداشت نہ کرتا تو تہوڑا زمانہ گذرتا پاتا جو دُنیا پرست لوگون کو اتنی خبر بہی نہ رہتی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس مُلک مین پیدا ہوئے تہے بالخصوص اِس پُرآشوب زمانہ مین کہ چارون طرف خیالات فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محققانِ دینِ اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہریک مُنکر اور ملحد کے ساتھہ مناظرہ اور مباحثہ کررہے ہین اپنی اِس خدمت اور چاکری سے خاموش رہین تو تہوڑی ہی مُدت مین اِسقدر شعار اسلام کا ناپدید ہوجائے کہ بجائے السلام مسنون کے گڈ بائی اور گڈ مارننگ کی آواز سُنی جائے پس ایسے وقت مین دلائل حقیتِ اسلام کی اشاعت مین بدل مشغول رہنا حقیقت مین اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے کیونکہ جب وبا کے ایام مین زہرناک ہوا چلتی ہے تو اُسکی تاثیر سے ہریک کو خطرہ ہوتا ہے۔

شاید بعض صاحبون کے دل مین اِس کتاب کی نسبت یہہ وسوسہ گذرے کہ جو ابتک کتابین مناظراتِ مذہبی مین تصنیف ہوچکی ہین کیا وہ الزام اور افحام مخاصمین کے لئے کافی نہین ہین کہ اِسکی حاجت ہے لہذا مین اِس بات کو بخوبی منقوش خاطر کردینا چاہتا ہون جو اِس کتاب اور اُن کتابون کے فوائد مین بڑا ہی فرق ہے وہ کتابین خاص خاص فرقون کے مقابلہ پر بنائی گئی ہین اور اُنکی وجوہات اور دلائل وہان تک ہی محدود ہین جو اُس فرقہ خاص کے ملزم کرنیکے لئے کفایت کرتی ہین اور گو وہ کتابین کیسی ہی عُمدہ اور لطیف ہون مگر اُنسے وہی خاص قوم فائدہ اُٹہا سکتی ہے کہ جسکے مقابلہ پر وہ تالیف پائی ہین لیکن یہہ کتاب تمام فرقون کے مقابلہ پر حقیتِ اسلام اور سچائی عقائد اسلام کی ثابت کرتی ہے اور عام تحقیقات سے حقانیتِ فُرقانِ مجید کی پایۂ ثبوت پہنچاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو جو حقائق اور دقایق عام تحقیقات مین کہلتے ہین خاص مباحثات مین انکشاف اُنکا ہرگز ممکن نہین کسی خاص قوم کے ساتھہ جو شخص مناظرہ کرتا ہے

اُسکو ایسی حاجتین کہان پڑتی ہین کہ جن اُمور کو اُس قوم نے تسلیم کیا ہوا ہے اُنکو بہی اپنی عمیق اور مستحکم تحقیقات سے ثابت کرے بلکہ خاص مباحثات مین اکثر الزامی جوابات سے کام نکالا جاتا ہے اور دلائل معقولہ کی طرف نہائت ہی کم توجہ ہوتی ہے اور خاص بحثون کا کچہہ مقتضا ہی ایسا ہوتا ہے جو فلسفی طور پر تحقیقات کرنے کی حاجت نہین پڑتی اور پوری دلائل کا تو ذکر ہی کیا ہے بستم حصہ دلائل عقلیہ کا بہی اندراج نہین پاتا مثلاً جب ہم ایسے شخص سے بحث کرتے ہین جو وجود صانع عالم کا قائل ہے الہام کا مُقِر ہے خالقیت باری تعالیٰ کو مانتا ہے تو پہر ہمکو کیا ضرور ہوگا جو دلائل عقلیہ سے اُسکے روبرو اثباتِ وجودِ صانع کرین یا ضرورتِ الہام کی وجوہ دکہلاوین یا خالقیت باری تعالیٰ پر دلائل لکہین بلکہ بالکُل بیہودہ ہوگا کہ جس بات کا کچہہ تنازع ہی نہین اُسکا جہگڑا لے بیٹہین مگر جس شخص کو مختلف عقائد مختلف عذریات مختلف شبہات مختلف عُذرات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اُسکی تحقیقاتون مین کسی قسم کی فروگذاشت باقی نہین رہتی۔

علاوہ اِسکے جو خاص قوم کے مقابلہ پر کچہہ لکہا جاتا ہے وہ اکثر اِس قسم کی دلائل ہوتی ہین جو دوسری قوم پر حُجت نہین ہو سکتین مثلاً جب ہم بائبل پر ملفوف سے چند پیشین گوئی نکالکر صدقِ نبوت حضرت خاتم انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ اُنکے ثابت کرین تو گو ہم اُس ثبوت سے عیسائیون اور یہودیون کو ملزم کر دین مگر جب ہم وہ ثبوت کسی ہندو یا مجوسی یا فلسفی یا برہمو سماجی کے روبرو پیش کرینگے تو وہ یہی کہیگا کہ جس حالت مین مین اُن کتابون کو ہی نہین مانتا تو پہر ایسا ثبوت جو اُنہین سے لیا گیا ہے کیونکر مان لون اسی طرح جو بات مفید مطلب ہم وید سے نکالکر عیسائیون کے سامنے پیش کرینگے تو وہ بہی یہی جواب دینگے پس بہرحال ایسی کتاب کی اشد ضرورت تہی کہ جو ہر ایک فرقہ کے مقابلہ پر سچائی اور حقیتِ اسلام کی دلائلِ عقلیہ سے ثابت کرے کہ جنکے ماننے سے کسی انسان کو چارہ نہین سو الحمد للہ کہ اِن تمام مقاصد کے پورا کرنے کے لئے یہہ کتاب طیار ہوئی دوسری اِس کتاب مین یہہ بہی خوبی ہے جو اِسمین معاندین کے بیجا عُذرات رفع کرنے کے لئے اور اپنی حُجت اُن پر پوری کرنے کے لئے خوب بند و بست کیا گیا ہے یعنے ایک اشتہار تعدادی دس ہزار روپیہ کا اسی غرض سے اِسمین داخل کیا گیا ہے کہ تا منکرین کو کوئی عُذر اور حیلہ باقی نہ رہے اور یہہ اشتہار مخالفین پر ایک ایسا بڑا بوجہہ ہے کہ جس سے سبکدوشی حاصل کرنا قیامت تک اُنکو نصیب نہین ہو سکتا اور نیز یہہ اُنکی منکرانہ زندگی کو ایسا تلخ کرتا ہے جو اُنہین کا جی جانتا ہوگا غرض یہہ کتاب نہائت ہی ضروری اور حق کے طالبون کے لئے نہایت ہی مبارک ہے کہ جس سے حقیتِ اسلام کی مثل آفتاب کے واضح اور نمایان اور روشن ہوتی ہے اور شان اور شوکت اُس مقدس کتاب کی کہلتی ہے کہ جسکے ساتہہ عزت اور عظمت اور صداقت اسلام کی وابستہ ہے۔

فہرست معاونین کی کہ جنہون نے ہمدردئ دینی سے اشاعت کتاب براہینِ احمدیہ مین اعانت کی اور خریداری کتابون سے ممنون اور مشکور فرمایا۔

نمبر	نام اُن معاون صاحب کا کہ جنہون نے خریداری کتاب سے یا یون ہی اعانت فرمائی	تعداد زر اعانت	کیفیت
(۱)	حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیرِ اعظم و دستورِ معظم ریاستِ پٹیالہ .. معرفت جناب ممدوح	از جیب خاص [illegible] از دیگر احباب [illegible]	بابت خریداری کتاب
الف	مولوی فضل حکیم صاحب	صہ	بابت خریداری کتاب
ب	خدا بخش خان صاحب ماسٹر	صہ	ایضاً
ج	سید محمد علی صاحب منصرم تعمیر چہاونی	صہ	"
د	مولوی احمد حسن صاحب خلف مولوی علی احمد صاحب	صہ	"
ہ	غلام نبی خان صاحب محرر نظامت کرم گڈہ	صہ	"
و	کالے خان صاحب ناظم کرم گڈہ	صہ	"

ز	شیخ کریم اللہ صاحب ڈاکٹر ناظم حفظانِ صحت	صہ	بابت خریداری کتاب
ح	شیخ فخر الدین صاحب سول جج	صہ	ایضاً
ط	سید عنایت علی صاحب جرنیل	صہ	؍؍
ی	بلو خان صاحب جمعدار جیلخانہ	صہ	؍؍
ک	میر صدر الدین صاحب سررشتہ دار نظامت کرم گڈہ	صہ	؍؍
ل	میر ہدایت حسین صاحب ساکن بسی نظامت سرہند	صہ	؍؍
م	سید نیاز علی صاحب ناظم نہر	صہ	؍؍
ن	سید نثار علی صاحب وکیل کمشنری انبالہ	صہ	؍؍
(۲)	حضرت فخر الدولہ نواب مرزا محمد علاء الدین احمد خان صاحب بہادر فرمان روائے ریاست لوہارو	للعہ	بابت خریداری کتاب سعہ محض بطور اعانت سعہ
(۳)	جناب مولوی محمد چراغ علی خان صاحب بہادر نائب معتمد مدار المہام حیدر آباد دکھن	عہ	محض بطور اعانت طبع کتاب
(۴)	جناب نواب غلام محبوب سبحانی صاحب بہادر رئیس اعظم لاہور	صہ	بابت خریداری کتاب
(۵)	محمد عبد اللہ صاحب بہاری رئیس کلکتہ	صہ	بشرح صدر
(۶)	جناب نواب اکرم الدولہ صاحب بہادر صدر المہام مالگذاری سرکار حیدر آباد	عہ	؍؍
(۷)	جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر سابق رئیس جہجر	صہ	؍؍
(۸)	وزیر غلام قادر خان صاحب بہادر ریاست نالہ گڈہ	صہ	؍؍
(۹)	ملک یار خان صاحب تھانہ دار بٹالہ	عا	بطور اعانت
(۱۰)	عظیم اللہ خان صاحب رسالدار ترپ پنجم رجمنٹ اول چھاونی موسن آباد حیدر آباد	صہ	بابت خریداری کتاب
(۱۱)	مولوی عبد الحمید صاحب قاضی جلال آباد ضلع فیروز پور	عا	بشرح صدر
(۱۲)	میاں جان محمد صاحب قادیان	عم	بطور اعانت
(۱۳)	میاں غلام قادر صاحب قادیان	عہ	بابت خریداری کتاب صہ بطور اعانت صہ
(۱۴)	جناب نواب احمد علی خان صاحب بہادر بھوپال	صہ	بابت خریداری کتاب
(۱۵)	مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیل مظفر گڈہ	صہ	بشرح صدر
(۱۶)	میاں کرم بخش صاحب نائب منصرم تحصیل مظفر گڈہ	صہ	؍؍
(۱۷)	قاضی محفوظ حسین صاحب منصرم تحصیل مظفر گڈہ	صہ	؍؍
(۱۸)	میاں جلال الدین صاحب تاریخ نویس مظفر گڈہ	صہ	؍؍
(۱۹)	شیخ عبد الکریم صاحب محرر جوڈیشل مظفر گڈہ	صہ	؍؍
(۲۰)	میاں اکبر ساکن بلہووال ضلع گورداسپور	۲ر	بطور اعانت

مطبع سفیر ہند امرتسر

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

بفضلِ عظیم حضرتِ ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیّہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوّۃ المحمّدیہ

جسکو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب **میرزا غلام احمد صاحب** رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شایع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دلہ پرنٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک ما اقوی برھانک العظمة کلھا لک والقدرة کلھا لک العالم کلہ ضعیف والقوة کلھا
لک انت الاحد الصمد الذی توحد فی وجوب وجودہ و تفرد فی فضلہ وجودہ جلت حکمتک
وتجلت حجتک وتمت نعمتک وعمت رحمتک و تنزہ ذاتک عن کل منقصة ونقصان و
تعالی شانک من جمیع ما یشان انت المتوحد المتفرد بجلال ذاتہ وکمال صفاتہ المنزہ عن
شوائب النقص وسماتہ نحمدک علی ما تفضلت علینا بتنزیل کتاب لا ریب فیہ ولا اخطاء ولا
نسیان وکشفت بہ علی نفوسنا الخاطئة المخطئة سبیل الحق والعرفان فانت ھدیتنا بالفضل والجود
والاحسان وما کنا لنھتدی لولا ھداک یا رحمن۔
ونسئلک ان تصلی علی رسولک النبی الامی الذی نجیتنا بہ من سبل الضلالة والطغیان و
اخرجتنا بہ من ظلمات العمی والحرمان الذی ظھر دینہ الحق علی کل دین من الادیان وتفرد
ملتہ عن کل شرک و بدعة وعدوان وسبقت شریعتہ فی کل معرفة وحکمة وبرھان

هو العبد المخلص الذي اصطفیته لجنابك وتوحیدك وجعلت احبّ الیه من نفسه ذکر تقدیسك وتمجیدك ارسلته رحمة للعالمین وحجّة علی المنکرین وسراجًا منیرًا للسالکین وداعیًا الی الله للطالبین وبشیرًا ومبشرًا للمؤمنین وانسانًا کاملًا للناظرین جاء بکتابٍ یحیط علی القوانین الحکمیة ویهدي الی جمیع السعادات الدینیة اکمل کثیرًا من الناس فی القوی النظریة والعملیة فجعلهم المتحلین بالاخلاق المرضیة الالٰهیة والمتخلین عن الادناس البشریة السفلیة فاصبحوا بتعلیمه المترقین فی العلوم الحقیقیة الیقینیة والمتلذذین بالمحبّة الرّبانیة الاحدیة والمستعدین لحظیرة القدس والتجلّیات القدّوسیة اللّهم فصلّ علیه وعلی جمیع اخوانه من الرُسل والنبیین وآله الطیّبین الطاهرین واصحابه الصالحین الصدّیقین۔

هر دم از کاخ عالم آوازیست — کہ یکش بانی و بنا سازیست

نہ کس او را شریک و انبازیست — نے بکارش دخیل و ہمرازیست

این جہان را عمارت اندازیست — واز جہان برتر است و ممتازیست

وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر — لم یزل لایزال فرد و بصیر

کارسازِ جہان و پاک و قدیم — خالق و رازق و کریم و رحیم

رہنماء و مُعلّمِ رہِ دین — ہادی و مُلہمِ علومِ یقین

مُتّصف با ہمہ صفاتِ کمال — برتر از احتیاجِ آل و عیال

بر یکے حال ہست در ہمہ حال — رہ نیابد بدو فنا و زوال

نیست از حکمِ او برون چیزے — نہ ز چیزیست او نہ چون چیزے

نتوان گفت لا مِسِ اشیاست | نے توان گفتن این کہ دور از ماست

ذاتِ او گرچہ ہست بالا تر | نتوان گفت زیرِ او ست دگر

ہر چہ آید بفہم و عقل و قیاس | ذاتِ او برتر ست زان و سواس

ذاتِ بیچون و چند افتاد ست | وز حدود و قیود آزاد ست

نہ وجودے بذاتِ او انباز | نہ کسے در صفاتِ او انباز

ہمہ پیدا ز دستِ قدرتِ او | کثرتِ شان گواہِ وحدتِ او

گر شریکش بُدی ز خلق دگر | گشتی این جملہ خلق زیر و زبر

ہر چہ از وصفِ خاکی و خاک ست | ذاتِ بیچونِ او ازان پاک ست

بند بر پائے ہر وجود نہاد | خود ز ہر قید و بند ہست آزاد

آدمی بندہ ہست و نفسش بند | در دو صد حرص و آز و سر بکمند

ہمچنین بندہ آفتاب و قمر | بند در سیر گاہِ خویش و مقر

ماہ را نیست طاقتِ این کار | کہ بتابد بروز چون احرار

نیز خورشید را نہ یارائے | کہ نہد بر سریرِ شب پائے

آب ہم بندہ ہست زین کہ مدام | بند در سروے است نے خودکام

آتشے تیز نیز بندۂ او | در چنین سوزشے فگندۂ او

گر برآری بہ پیشِ او فریاد | گرمیش کم نہ گردد اے استاد

پائے اشجار در زمین بند ست | سخت در پا سلاسل افگند ست

این ہمہ بستگانِ آن یک ذات — بر وجودش دلائل و آیات

اے خداوندِ خلق و عالمیان — خلق و عالم ز قُدرتت حیران

چہ مہیب ست شان و شوکتِ تو — چہ عجیب ست کار و صنعتِ تو

حمد را با تو نسبت از آغاز — نے دران کس شریک نے انباز

تو وحیدی و بے نظیر و قدیم — مُنزّہ ز ہر قسیم و سہیم

کس نظیرِ تو نیست در دو جہان — بر دو عالم توئی خُدائے یگان

زورِ تو غالب ست بر ہمہ چیز — ہمہ چیزے بہ جنبِ تو ناچیز

ترست ایمن کند ز ترس و خطر — ہر کہ عارف ترست ترسان تر

خلق جُوید پناہ و سایۂ کس — وان پناہِ ہمہ توئی و بس

ہست یادت کلید ہر کارے — خاطرے بے تو خاطر آزارے

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز — بختِ گُم کردہ را بیابد باز

لُطف تو ترکِ طالبان نکند — کس بکارِ رہت زیان نکند

ہر کہ با ذاتِ تو سرے دارد — پُشت بر روئے دیگرے دارد

زینکہ چون کار بر تو بگُذارد — رو بہ اغیار از چہ رو آرد

ذاتِ پاکت بس ست یارِ یکے — دل یکے جان یکے نگار یکے

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد — رحمتت آشکار بنوازد

ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور — از در و بام او ببارد نور

ہر کہ راحت گرفت کارش شُد　　صد اُمیدے بروزگارش شُد

ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است　　تافت آن رو کہ سر نتافتہ است

وانکہ از ظلِّ قُربتِ تو رمید　　بر درِ ہر کہ رفت ذلّت دید

اے خُداوندِ من گناہم بخش　　سوئے درگاہِ خویش راہم بخش

روشنی بخش در دل و جانم　　پاک کُن از گناہِ پنہانم

دلستانی و دلربائی کُن　　بہ نگاہے گرہ کشائی کُن

در دو عالم مرا عزیز توئی　　و آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکہہ لاکہہ حمد اور تعریف اُس قادرِ مُطلق کی ذات کے لایق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادّہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حُکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قُدرتِ عظیمہ کا نمونہ دکہلایا اور تمام نفوسِ قُدسیہ انبیا کو بغیر کسی اُستاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سُبحان اللہ کیا رحمٰن اور منّان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے سب کام ہم ضعیفون کا آپ بنایا ہمارے جسمی قیام کے لئے سُورج اور چاند اور بادلون اور ہواؤن کو کام مین لگایا اور ہمارے روحانی انتظام کے لئے توریت اور انجیل اور فُرقان اور سب آسمانی کتابون کو عین وقتون پر پہنچایا الہی تیرا ہزار ہزار شُکر کہ تو نے ہمکو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابون کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیون اور خطاؤن سے بچایا اور درود اور سلام حضرتِ سیّد الرُسل محمّد مُصطفی اور اُنکی آل و اصحاب پر کہ جس سے خُدا نے ایک عالمِ گُم گشتہ کو سیدہی راہ پر چلایا وہ مُربّی اور نفع رسان کہ جو بہولی ہوئی خلقت کو پہر راہِ راست پر لایا وہ مُحسن اور صاحبِ احسان کہ جس نے لوگون کو شرک اور بُتون کی بلا

سے جھوڑا یا وہ نور اور نورِ افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دُنیا مین پہلا یا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلون کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردون کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمت کے لئے غم کہایا اور درد اٹہایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہمکو موت کے مُنہہ سے نکالکر لایا وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی مین سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحرِ عرفان کہ جسکو صرف خدا کا جلال بہایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزۂ قدرتِ رحمٰن کہ جو اُمی ہوکر سب پر علومِ حقانی مین غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیون اور خطاؤن کا ملزم ٹھہرایا۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل — آنکہ روحش واصلِ آن دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حقست — ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم — آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار — آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آن رحیم و رحمِ حق را آیتے — آن کریم و جودِ حق را مظہرے
آن رُخِ فرخ کہ یک دیدارِ او — زشت رو را میکند خوش منظرے
آن دلِ روشن کہ روشن کردہ است — صد درونِ تیرہ را چون اخترے
آن مبارک پے کہ آمد ذاتِ او — رحمتے زان ذاتِ عالم پرورے
احمدِ آخر زمان کز نورِ او — شُد دلِ مردم ز خور تابان ترے

از بنی آدم فزون تر در جمال وز آلے پاک تر در گوہرے

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ در دلش پُر از معارف کوثرے

بہرِ حق دامان ز غیرش بر فشاند ثانیٔ او نیست در بحر و برے

آن چراغش دادِ حق کش تا ابد نے خطرِ نے غم ز بادِ صرصرے

پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل بر میان بستہ ز شوکت خنجرے

تیرِ او تیزی بہر میدان نمود تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے

کرد ثابت بر جہان عجزِ بتان وانمودہ زورِ آن یک قادرے

تا نماند بے خبر از نورِ حق بُت ستا و بُت پرست و بُت گرے

عاشقِ صدق و سداد و راستی دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

خواجہ و مر عاجزان را بندۂ بادشاہ و بیکسان را چاکرے

آن ترحّمہا کہ خلق از وے بدید کس ندیدہ در جہان از مادرے

از شرابِ شوقِ جانان بیخودی در سرش بر خاک بنہادہ سرے

روشنی از وے بہر قومے رسید نورِ او رخشید بر ہر کشورے

آیتِ رحمٰن برائے ہر بصیر حُجّتِ حق بہرِ ہر دیدہ ورے

ناتوانان را برحمت دستگیر خستہ جانان را بہ شفقت غمخورے

حسنِ رویش بہ ز ماہ و آفتاب / خاکِ کویش بہ ز مشک و عنبرے

آفتاب و مہ چہ میماند بدو / در دلش از نورِ حق صد نیّرے

یک نظر بہتر ز عمرِ جاودان / گر فتد کس را بر آن خوش پیکرے

منکہ از حُسنش ہمی دارم خبر / جان فشانم گر دہد دل دیگرے

یادِ آن صورت مرا از خود بُرد / ہر زمان مستم کُند از ساغرے

می پریدم سوئے کوئے او مدام / من اگر میداشتم بال و پرے

لالہ و ریحان چہ کار آید مرا / من سرے دارم بآن رو و سرے

خوبیٔ او دامنِ دل می کشد / مُو کشانم می بُرد زور آورے

دیدہ ام کو ہست نورِ دیدہ ہا / در اثر مہرش چو مہرِ انورے

تافت آن روئے کزان روشن تافت / یافت آن درمان کہ بگزیدان درے

ہر کہ بے او زد قدم در بحرِ دین / گرد در اوّل قدم گُم معبرے

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر / زین چہ باشد حجّتے روشن ترے

آن شرابِ معرفت داوش خُدا / کز شعاعش خیرہ شُد ہر اخترے

شُد عیان از روئے علی الوجہ الاتم / جوہرِ انسان کہ بود آن مُضمرے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال / لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے

آفتابِ ہر زمین و ہر زمان / رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

مجمع البحرین علم و معرفت — جامع الاسمین ابر و خاورے

چشم من بسیار گردید و ندید — چشمۂ چون دین او صافی ترے

سالکان را نیست غیر از وے امام — رہروان را نیست جز وے رہبرے

جائے او جائے کہ طیرِ قدس را — سوزد از انوار آن بال و پرے

آن خداوندش بداد آن شرع و دین — کان نگردد تا ابد متغیّرے

تا فتد اوّل بُرد بارِ تازیان — تازیانش را شود درمان گرے

بعد ازان آن نورِ دین و شرعِ پاک — شد محیطِ عالمے چون چنبرے

خلق را بخشید از حق کامِ جان — وارہانید از کامِ اژدرے

یک طرف حیران از و شاہانِ وقت — یک طرف مبہوت ہر دانشورے

نے بعلمش کس رسید و نے بزور — در شکستہ کبرِ ہر متکبّرے

او چہ میدارد بمدحِ کس نیاز — مدحِ او خود فخرِ ہر مدحت گرے

ہست او در روضۂ قدس و جلال — واز خیالِ ما و جان بالاترے

اے خدا بر وے سلامِ ما رسان — ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

ہر رسولے آفتابِ صدق بود — ہر رسولے بود مہرِ انورے

ہر رسولے بود ظلّے دین پناہ — ہر رسولے بود باغے مثمرے

گر بُدی نامد رسے این خیلِ پاک — کارِ دین ماندے سراسر ابترے

ہر کہ شک بعثِ نشان آرد بجا — ہست او آلائے حق را کافرے

آن ہمہ از یک صدف صد گوہر اند — مُتّحد در ذات و اصل و گوہرے

اُمّتے ہرگز نبودہ در جہان — کاندران نامد بوقتے مُنذرے

اوّل آدم آخرِ شان احمدست — اے خُنک آنکس کہ بیند آخرے

انبیا روشن گہر ہستند لیک — ہست احمد زان ہمہ روشن ترے

آن ہمہ کانِ معارف بودہ اند — ہر کیے از راہِ مولیٰ مُخبرے

ہر کہ را علمے ز توحیدِ حق ست — ہست اصلِ علمش از پیغمبرے

آن رسیدش از رہِ تعلیم ہا — گو شود اکنون ز نخوت مُنکرے

ہست قومے کج رو و ناپاک رائے — آنکہ زین پاکان ہمی پیچد سرے

دیدۂ شان روئے حق ہرگز ندید — بس سیہ کردند روئے دفترے

شور بختے ہائے بختِ شان ببین — ناز بر چشم و گُریزان از خورے

چشم گر بودے غنی از آفتاب — کس نبودے تیز بین چون شپّرے

ہر کہ کور ست و براہش صد مغاک — وائے بروے گر نداند رہبرے

قوم دیگر را چنین رائے رکیک — درگشتہ از جہالت در سرے

کان خدا مُلکے دگر اندر جہان — از دیارِ شان ندیدہ خوشترے

ہمہ گروہے چو روئے خوب شان — نامدش مرغوبِ طبع و خاطرے

لاجرم از ابتدائش تا ابد — ماند و خواہد ماند آنجا بسترے

ملکِ دیگر گرچہ سیر دو ضلال — مے نگردد زو گہے مستفسرے

داد ہر یک ذرّہ قومے را کتاب — ترک کردہ صد ہزاران معتبرے

چون بروزِ ابتدا تقسیم کرد — در میانِ خلق از خیر و شرے

راستی در حصۂ اوشان فتاد — دیگران را کذب شد آبشخورے

قولِ شان این ست کاندر غیر شان — آمدہ صد کاذب و حیلت گرے

یک نامد نزد شان یک نیز ہم — آنکہ بودے از خدا دین گسترے

آنکہ ایشان را نمودے راہِ حق — در کشودے کذبِ ہر کذب آورے

تا شُدے دادار را حجّت تمام — بر سرِ ہر مُسلم و مُتنصّرے

الغرض نزدیکِ شان دادار پاک — ہست ظالم تر ز ہر ظالم ترے

کو گذارد عالمے را در ضلال — مُبتلا در پنجۂ ہر ماکرے

خود ہمیدارد بیک قومے مدام — ہمچو شیدائے کسے میل و سرے

ہیچنین پر حمق رائے - این قوم را — حُمق دیگر این کہ بروے فاخرے

عاقبت این رائے زشت و بدخیال — کرد ایشان را عجب کور و کرے

چشم پوشیدند از صد چشمهٔ — سرنگون گشتند بر یک آخورے

سخت ورزیدند کین با انبیا — الامان از کینِ ہر متکبّرے

آنچه کین شان با پاکان ثابت است — از شیاطین کس ندارد باورے

خر بود اندر حماقت بے نظیر — لیکن ایشان را بہر مو صد خرے

نی سرِ تحقیق دارند و ثبوت — نی زنند از صدق پا بر معبرے

نی دوائے را شناسند از اثر — نی درختے را شناسند از برے

نی زکس پرسند از روئے نیاز — نے بصرفِ فکرِ خود متفکّرے

نے بدل پروائے این تفتیش ہا — کز ہمہ دین ہا کدامین بہترے

بر یکے مائل عدو صد ہزار — فارغ از فرقِ اقل و اکثرے

نے بدل خوفِ خدائے کردگار — نے بخاطر بیمِ روزِ محشرے

تیره جانان دیده ہا را دوخته — سوخته در کین و رشکے چون آذرے

دیده وا بسته از حق قاصر اند — دل نهاده در جہانِ غادرے

از برائے حق تراشیده ز جہل — دائما در خانهٔ خود منبرے

آن خدائے شان عجب باشد خدا — کو تغافل داشت از ہر کشورے

بہرِ الہام آمدش دایم پسند — یک زبان یک خطه کوته ترے

اینچنین رائے کجا باشد درست — کے خرد گردد بسوئیش رہبرے

کے گمان بد کند بر نیکوان — آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے

ماہ را گفتن کہ چیزے نیست این — ہست دشنامے نہ زین افزون ترے

کور گر گوید کجا ہست آفتاب — میشود در کوری اش رسوا ترے

در خور تابان مکن شک و گمان — تا ملامت را نہ گردی در خورے

گر خدا خواہی چرا کج میروی — چون نمی ترسی ز قہر قاہرے

چون نمی ترسی ز روز باز پرس — چون نہ ترسی از حضور داورے

افترائے شان چسان گشتست یقین — یا خدائیت وانمودہ دفترے

نور شان یک عالمی را در گرفت — تو ہنوز اے کور در شور و شرے

لعل تابان را اگر گوئی کثیف — زین چہ کاہد قدر روشن جوہرے

طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود — خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

بغض با مردان حق نامردیست — آن بشر باشد کہ باشد بے شرے

وانکہ در کین و کراہت سوختست — نفس دون را ہست صید لاغرے

صد مراتب بہ ز چشم اہل کین — چشم نابینا و کور و اعورے

بر سر کین و تعصب خاک باد — ہم بفرق کین وران خاکسترے

جُز بہ پابندیٔ حق بندد گر ‌‌ ‌ ورنہ گیرد با خُدائے اکبرے

ما ہمہ پیغمبران را چاکریم ‌ ‌ ‌ ہمچو خاکے اوفتادہ بردرے

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود ‌ ‌ ‌ جانِ ما قُربان بران حق پرورے

اے خُداوندم بہ خیلِ انبیا ‌ ‌ ‌ کش فرستادے بفضلِ اوفرے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم ‌ ‌ ‌ مے بدہ زان سان کہ دادی ساغرے

اے خُداوندم بنامِ مُصطفیٰ ‌ ‌ ‌ کش شُدے در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم ‌ ‌ ‌ در مہّم باش یار و یاورے

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من ‌ ‌ ‌ ہمچو خاکم بلکہ زان ہم کمترے

امّا بعد سب طالبانِ حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم **بالبراہین الاحمدیہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوّۃ المحمدیّہ** ہے یہہ ہے جو دینِ اسلام کی سچّائی کے دلائل اور قُرآنِ مجید کی حقیّت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہُ علیہ وسلّم کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحتِ تمام ظاہر کئے جائین اور نیز اُن سب کو جو اِس دینِ متین اور مُقدّس کتاب اور برگزیدہ نبی سے مُنکر ہین ایسے کامل اور معقول طریق سے مُلزم اور لاجواب کیا جائے جو آیندہ اُنکو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہہ باقی نہ رہے۔

اور یہہ کتاب مُرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مُقدّمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر خُدا اِسکو حق کے طالبون کے

لئے مبارک کرے اور بہتوں کو اسکے پڑھنے سے اپنے سچے دین کی ہدایت دے آمین۔

اشتہار

انعامی دس ہزار روپیہ اُن سب لوگوں کے لئے جو مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے اُن دلائل
اور براہین حقانیہ میں جو فرقان مجید سے ہم نے لکھیں ہیں ثابت کر دکھائیں
یا اگر کتاب الہامی انکی اُن دلائل کے پیش کرنے سے قطعاً عاجز ہو تو اس
عاجز ہونیکا اپنی کتاب میں اقرار کرکے ہمارے ہی
دلائل کو نمبروار توڑ دیں

اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس
ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع اربابِ
مذہب اور ملّت کے جو حقانیّت
فُرقانِ مجید اور نبوّتِ حضرت

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
سے منکرین اتماماً للحجۃ شایع
کر کے اقرارِ صحیح قانونی اور عہد
جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی

صاحب منکرین میں سے

مشارکت اپنی کتاب کی

فرقانِ مجید سے اُن سب

براہین اور دلائل میں جو

ہم نے دربارہ حقیّت فرقانِ مجید

اور صدقِ رسالتِ حضرت

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم

اُسی کتابِ مقدّس سے اخذ

کرکے تحریر کین مین اپنی الہامی

کتاب مین سے ثابت کرکے

دکھلاوے یا اگر تعداد مین

اِنکے برابر پیش نہ کر سکے تو

نصف ان سے یا ثلث ان سے
یا ربع ان سے یا خمس ان سے
نکال کر پیش کرے یا اگر بکلّی
پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے

ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے

تو اُن سب صورتوں میں بشرطیکہ

تین منصف مقبولہ فریقین

بالاتفاق یہہ رائے ظاہر کر دین

کہ الفاء شرط جیسا کہ چاہیئے
تہا ظہور میں آگیا میں مشتہر
ایسے مجیب کو بلا عذر و حیلے
اپنی جائداد قیمتی دس ہزار

روپیہ پر قبض و دخل دیدونگا۔

مگر واضح رہے کہ اگر اپنی کتاب

کی دلائل معقولہ پیش کرنے سے

عاجز اور قاصر رہیں یا بطبق

شرط اشتہار کی خمس تک پیش
نہ کر سکیں تو اس حالت میں
بصراحت تمام تحریر کرنا ہوگا جو
بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے

کتاب کے اِس شق کے پورا کرنے

سے مجبور اور معذور رہے

اور اگر دلائل مطلوبہ پیش کریں

تو اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ جو ہم نے خمس دلائل تک

پیش کرنیکی اجازت اور رخصت

دی ہے اِس سے ہماری

یہہ مُراد نہیں ہے جو اس

تمام مجموعہ دلائل کا بغیر کسی تفرقہ
اور امتیاز کے نصف یا ثلث
یا ربع یا خمس پیش کر دیا جاوے
بلکہ یہہ شرط ہر یک صنف

کی دلائل سے متعلّق ہے اور
ہر صنف کے براہین میں سے
نصف یا ثُلث یا ربع یا خمس
پیش کرنا ہوگا۔

شائد کسی صاحب کا فہم اس بات

کے سمجھنے سے قاصر ہے

جو عبارت مذکورہ میں صنف

دلائل سے کیا مراد ہے

پس بغرض تشریح اس فقرہ کے

لکھا جاتا ہے جو دلائل اور

براہین فرقان مجید کی کہ جن

سے حقیت اس کلام پاک

کی اور صدق رسالت آن

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ثابت ہوتا ہے دو قسم پر

ہیں اوّل وہ دلائل جو اِس

پاک کتاب اور آنحضرت کی

صداقت پر اندرونی اور ذاتی

شہادتیں ہیں یعنی ایسی دلائل

جو اُسی مقدّس کتاب کے

کمالاتِ ذاتیّہ اور خود آنحضرت
کی ہی خصالِ قدسیّہ اور اخلاقِ
مرضیّہ اور صفاتِ کاملہ سے
حاصل ہوتی ہیں دوسری

وہ دلائل جو بیرونی طور پر

قرآن شریف اور آنحضرت

کی سچائی پر شواہد قاطعہ ہیں

یعنی ایسی دلائل جو خارجی

واقعات اور حادثات متواترہ
مثبتہ سے لی گئی ہیں
اور پھر ہر یک ان دونون
قسمون کی دلائل سے دو قسم

پر ہے دلیلِ بسیط اور دلیلِ
مرکّب دلیلِ بسیط وہ دلیل
ہے جو اثباتِ حقیّتِ قرآن
شریف اور صدقِ رسالت

آں حضرت کے لئے کسی

اور امر کے الحاق اور انضمام

کی محتاج نہیں اور دلیل

مرکّب وہ دلیل ہے جو

اُسکے تحقّق دلالت کے

لئے ایک ایسے کل مجموعے

کی ضرورت ہے کہ اگر

من حیث الاجتماع اُسپر

نظر ڈالیجائے یعنی نظر یکجائی

سے اسکی تمام افراد کو دیکھا

جائے تو وہ کُل مجموعی

ایک ایسی عالی حالت مین

ہو جو تحقق اُس حالت کا

تحقق حقیّتِ فرقانِ مجید

اور صدقِ رسالتِ آنحضرت کو مُستلزم ہو اور جب

اجزا اسکی الگ الگ دیکھی
جائیں تو یہہ مرتبہ براہینیت
کا جیساکہ اُنکو چاہیئے حاصل
نہ ہو اور وجہ اس تفاوت

کی یہہ ہے جو کُل مجموعی
اور کُل واحد ہمیشہ متخالف
فی الاحکام ہوتے ہیں جیسے
ایک بوجھہ کو دس آدمی

اکٹھے ہو کر اُٹھا سکتے ہیں

اور اگر وہی دس آدمی ایک

ایک ہو کر اُٹھانا چاہیں تو

یہہ امر محال ہو جاتا ہے

اور ہر واحد ان دونوں قسم
کی دلائلِ بسیطہ اور مُرکّبہ سے
جب اپنی خاص خاص
صورتوں اور ہیئتوں اور

وضعون کے لحاظ سے

تصوّر کئے جائین تو اُن کا

نام اِس کتاب مین اصناف

دلائل ہے اور یہہ وُہی اصناف

ہیں کہ جنکے التزام کے
لئے ہمنے صدر اشتہار ہذا
میں یہہ قید لگادی ہے
جو ہر صنف کے براہین

میں سے شخص متصدی

مقابلہ فرقان مجید کا نصف

یا ثلث یا ربع یا خمس پیش

کرے یعنی اس صورت

مین کہ جب اِن کُل دلائل

کے پیش کرنیسے عاجز

ہو جو ایک صِنف کے

تحت مین داخل ہین

اور نیز اس جگہہ یہہ امر
زیادہ تر قابلِ انکشاف
ہے کہ جو صاحب کسی
دلیلِ مرکّب کا کہ جسکی

تعریف ابھی ہم بیان کر چکے
ہیں اپنی کتاب میں سے
نمونہ دکھلانا چاہیں تو اُن
پر واجب ہوگا کہ اگر وہ دلیل

مُرکّب ایسی مجموعہ اجزا سے
مُرکّب ہو جو ہر یک جُز سے کا
بجائے خود کسی امر پر دلیل
ہو تو ان سب جُزوی دلائل

کا بھی کم سے کم ایک
نمونہ پیش کرنا ہو گا -
چونکہ سمجھنا اس شرط کا
محتاج تمثیل ہے اسلئے

ہم بطورِ تمثیل کے اِس جگہہ

اسی قسم کی ایک دلیل دلائلِ

مُرکّبہ مُثبتہ حقیّت فُرقان

مجید سے تحریر کرتے ہین

اور وہ یہہ ہے جو تعلیم

اصولی فرقان مجید کی دلائل

حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے

یعنی فرقان مجید ہر یک

اصولِ اعتقادی کو جو مدارِ نجات

ہیں محققانہ طور سے

ثابت کرتا ہے اور قوی اور

مضبوط فلسفی دلیلوں سے

بپایۂ صداقت پہنچاتا ہے

جیسے وجود صانع عالم کا ثابت

کرنا توحید کو بپایۂ ثبوت پہنچانا

ضرورتِ الہام پر دلائلِ قاطعہ

کا لکھنا اور کسی احقاقِ حق اور

ابطالِ باطل سے قاصر نہ

رہنا پس یہ امر قرآن مجید

کے منجانب اللہ ہونے پر

بڑی بزرگ دلیل ہے جس

سے حقیّت اور افضلیّت

اُسکی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے

کیونکہ دُنیا کے تمام عقائدِ فاسدہ

کو ہریک نوع اور ہر صنف

کی غلطیون سے بدلائل واضحہ

پاک کرنا اور ہر قسم کے شکوک

اور شبہات کو جو لوگون کے

دلوں میں داخل کر گئے ہوں

براہین قاطعہ سے مٹا دینا

اور ایسا مجموعہ اصول مسلّمہ محققہ

مثبتہ کا اپنی کتاب میں

درج کرنا کہ نہ پہلے اس سے

وہ مجموعہ کسی الہامی کتاب

مین درج ہوا اور نہ کسی ایسے

حکیم اور فیلسوف کا پتا مل

سکتا ہو کہ جو کبھی کسی زمانہ میں

اپنی نظر اور فکر اور عقل اور

قیاس اور فہم اور ادراک کے

زور سے اُس مجموعہ کی

حقیقی سچّائی کا دریافت
کرنیوالا ہوچکا ہو اور نہ کبھی
کسی بھلے مانس نے ایک
ذرہ اس بات کا ثبوت دیا ہو

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم کبھی کوئی ایک آدہ دن
کسی مدرسہ یا مکتب میں پڑھنے
بیٹھے تھے یا کسی سے کچھہ

علمِ معقول یا منقول سیکھا تھا

یا کسی فلسفی اور منطقی سے

اُنکی صحبت اور مخالطت

رہی تھی کہ جسکے اثر سے

اُنہون نے ہریک اصولِ

حقّہ پر دلائلِ فلسفہ قایم کرکے

تمام عقائدِ مدارِ نجات کی حقیقی

سچّائی کو ایسا کہولدیا کہ جس

کی نظیر صفحۂ روزگار میں کہیں

نہیں پائی جاتی یہہ ایسا کام

ہے کہ بجز تائیدِ الہی اور

الہام ربّانی کے ہرگز کسی

سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا

پس ناچار عقل اس بات

پر قطع واجب کرتی ہے

جو قرآن شریف اس خدا

واحد لاشریک کی کلام ہے

کہ جسکے علم کے ساتھہ کسی

انسان کا علم برابر نہیں -

یہہ دلیل ہے جو ہمنے بطور

نمونہ کے اُن دلائلِ مرکّبہ

میں سے لکھی ہے کہ جنکا مجموعہ

اجزا تمام ایسی جزوں سے مرکّب

ہے کہ وہ سب جزیں دلائل

ہی ہیں چنانچہ اس دلیل کے
اجزا کے سب وہ دلائل
ہیں جو عقائد حقہ پر قائم کی
گئی ہیں اور چونکہ یہہ دلیل

بھی اصنافِ دلائل میں سے
ایک صنف ہے اس لئے جیساکہ
مخاصم پر تمام اصنافِ دلائل
کا پیش کرنا فرض ہے ایسا ہی

اِس دلیل کا بہی پیش کرنا فرض ہے مگر اِس دلیل کو دکہلانیکے لئے اُن تمام دلائل کا دکہلانا بہی ضروری ہے کہ جنسے اِس دلیل کی

تالیف اور ترکیب ہے اور جنکی

ہیئت اجتماعی سے اسکا وجود

تیار ہوتا ہے جیسی دلیل

اثبات وجود صانع دلیل اثبات

توحید دلیلِ اثباتِ خالقیّت

باری تعالیٰ وغیرہ وغیرہ کیونکہ

یہی دلائل (اس دلیل) کی اجزا ہیں اور

وجودِ کُل کا بغیر وجود اجزا کے

ممکن نہیں اور نہ تحصّل کسی
ماہیّت کا بدوں اسکی جزون
کے ہوسکتا ہے پس مخاصم
پر لازم ہے جو ان تمام جزوی

دلائل کو پیش کرے ہاں یہہ
اختیار کیے کہ جہاں ہمنے مثلاً کسی
اصول کے اثبات پر پانچ
دلیلیں لکھی ہوں مخاصم

صاحب اُسکے اثبات پر یا اُسکے

ابطال پر یعنی جیسا کہ رائے اور

اعتقاد ہو صرف ایک ہی دلیل

بپابندی انہیں شرائط اور نیز

حدود کے جو اشتہار ہذا میں ہم ذکر کر چکے ہیں اپنی الہامی کتاب سے نکالکر دکھلاویں۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد مقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

THE

BARAHIN-I-AHMADIYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDIÁN,
GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Umritsur:
PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,
AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.
1880.

This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters, who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000 for its refutation, subject to the conditions contained in the preface. *Author.*

سیوم دسمبر ۱۸۸۰ء بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ قیمت کتاب کی مقرر کردی مگر تب بہی وہ قیمت اصل قیمت سے ڈیڑہ حصہ کم ہے۔ علاوہ اسکے اس قیمت ثانی سے وہ سب صاحب مستثنیٰ مین جو اس اشتہار سے پہلے قیمت ادا کر چکے لہذا بذریعہ اس اعلان کے بخدمت اُن عالی مراتب خریداروں کے کہ جن کے نام نامی حاشیہ مین بڑے فخر سے درج ہین اور دیگر ذی ہمت اُمرا کے جو حمایتِ دینِ اسلام مین مصروف ہو رہے ہین عرض کیجاتی ہے۔ کہ وہ ایسے کارِ ثواب مین کہ جس سے اعلائے کلمۂ اسلام ہوتا ہے اور جس کا نفع صرف اپنے ہی نفس مین محدود نہین بلکہ ہزارہا بندگانِ خدا کو ہمیشہ پہنچتا رہیگا اعانت سے دریغ نہ فرماوین کہ بموجب فرمودہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی اور بڑا عمل صالح نہین کہ انسان اپنی طاقتون کو اُن کامون مین خرچ کرے کہ جن سے عبادِ الٰہی کو سعادتِ اُخروی حاصل ہو۔ اگر حضرات ممدوحین اس طرف متوجہ ہونگے تو یہہ کام کہ جسکا انجام بہت روپیہ کو چاہتا ہے اور جسکی حالت موجودہ پر نظر کرکے کئی طرح کی زیر باریان نظر آتی مین نہایت آسانی سے انجام پذیر ہو جائیگا اور امید تو ہے کہ خدا ہمارے اس کام کو جو اشد ضروری ہے ضایع ہونے نہین دیگا اور جیسا کہ اس دین کے ہمیشہ بطور معجزہ کے کام ہوتے رہے ہین ایسا ہی کوئی غیب سے مرد کھڑا ہو جائیگا وتوکلنا علی اللہ ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر

(۱) جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بالقابہ فرمان فرمائے بہوپال۔
(۲) جناب نواب علاء الدین احمد خان بہادر والی لوہارو۔
(۳) جناب مولوی محمد چراغ علی خان نائب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدرآباد دکن
(۴) جناب غلام قادر خان صاحب وزیر ریاست نالہ گڈہ پنجاب۔
(۵) جناب نواب مکرم الدولہ بہادر حیدرآباد۔
(۶) جناب نواب نظیر الدولہ بہادر بہوپال۔
(۷) جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بہوپال۔
(۸) جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر لودہیانہ پنجاب۔
(۹) جناب نواب غلام محبوب سبحانی خان صاحب بہادر رئیس اعظم لاہور۔
(۱۰) جناب سردار غلام محمد خان صاحب رئیس واہ۔
(۱۱) جناب مرزا سعید الدین احمد خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروزپور

المشتہر

مرزا غلام احمد رئیس قادیان ضلع گورداسپور پنجاب مصنف کتاب

عُذر

یہہ کتاب ابتک قریب نصف کے چہپ چکی مگر بباعث علالت طبع مہتمم صاحب سفیر ہند امرتسر پنجاب کہ جنکے مطبع مین یہہ کتاب چہپ رہی ہے اور نیز کئی اور طرح کی مجبوریون کے جو اتفاقاً انکو پیش آگئین سات آٹہہ مہینے کی دیر ہوگئی اب انشاء اللہ آئندہ کبہی ایسی توقف نہین ہوگی

غلام احمد

THE

BARAHIN-I-AHMADIYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDÍÁN,

GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Amritsur:

PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,

AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.

1880.

V. P. L.

☞ This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters, who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000/- for its refutation, subject to the conditions contained in the preface.

Author.

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

بفضلِ عظیم حضرتِ ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیّہ علی حقیّت کتاب اللّٰہ القرآن و النبوّة المحمّدیہ

جسکو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے

کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی داروغہ پرنٹر

سأريكم آياتي فلا تستعجلون

الجزو ۱۷ سورۃ الانبیا

براہین احمدیہ

کی مخالفون کی جلدی

کئی ایک پادری صاحبون اور ہندو صاحبون نے جوش مین آکر اخبار سفیر ہند اور نور افشان اور رسالہ ودیا پرکاشک مین ہمارے نام طرح طرح کے اعلان چھپوائے ہین جن مین وہ دعوی کرتے ہین کہ ضرور ہم رد اس کتاب کی لکھینگے اور بعض صاحب ڈومون کی طرح ایسے ایسے صریح ہجو آمیز الفاظ استعمال مین لائے ہین کہ جن سے اُنکی طینت کی پاکی خوب ظاہر ہوتی ہے گویا وہ اپنی اوباشانہ تقریرون سے ہمین ڈراتے اور دھمکاتے ہین - مگر اُنہین معلوم نہین ہم تو اُنکی تہ سے واقف ہین اور اُنکے جھوٹے اور ذلیل و پست خیال ہم پر پوشیدہ نہین - سو اُن سے ہم کیا ڈرینگے اور وہ کیا ڈراوینگے -

کرمکِ پروانہ را چون موت می آید فراز ۔ می قدد بر شمعِ سوزان از رہِ شوخی و ناز

بہرحال ہم اُنکی خدمت مین التماس کرتے ہین کہ ذرا صبر کرین اور جب کوئی حصہ کتاب کی فصلون مین سے چھپ چکتا ہے تب جتنا چاہین زور لگالین - ایک عام مقولہ مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہین - سو ہم سچ پر ہین ہمارے سامنے کسی پادری یا پنڈت کی کیا پیش جا سکتی ہے اور کسی کی نری زبان کی فضول گوئی سے ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے - بلکہ ایسی باتون سے خود پادریون اور پنڈتون کی دیانتداری کھلتی جاتی ہے - کیونکہ جس کتاب کو ابھی نہ دیکھا اور نہ بھالا نہ اُسکی براہین سے کچھ اطلاع نہ اُسکے پایہ تحقیقات سے کچھ خبر اُسکی نسبت جھٹ پٹ منہہ کھولکر رد نویسی کا دعوی کر دینا کیا یہی اُن لوگون کی ایمانداری اور راستبازی ہے - اے حضرت جب آپ لوگون نے ابھی میری دلائل کو ہی نہین دیکھا تو پھر آپکو کیسے معلوم ہوا کہ آپ اُن تمام دلائل کا جواب لکھہ سکینگے - جب تک کسی کی کوئی حجت نکالی ہوئی یا کوئی برہان قایم کی ہوئی یا کوئی دلیل لکھی ہوئی معلوم نہ ہو اور پھر اسکو جانچا نہ جائے کہ یقینی ہے یا ظنی اور مقدمات صحیحہ پر مبنی ہے یا مغالطات پر تب تک اُسکی نسبت کوئی مخالفانہ رائے ظاہر کرنا اور خواہ نخواہ اُسکے رد لکھنے کے

عرضِ ضروری بحالتِ مجبوری

انسان کی کمزوریان جو ہمیشہ اُسکی فطرت کے ساتھہ لگی ہوئی ہین ہمیشہ اُسکو تمدن اور تعاون کا محتاج رکھتی ہین اور یہہ حاجت تمدن اور تعاون کی ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ جسمین کسی عاقل کو کلام نہین خود ہمارے وجود کی ہی ترکیب ایسی ہے کہ جو تعاون کی ضرورت پر اوّل ثبوت ہے ہمارے ہاتھہ اور پاؤن اور کان اور ناک اور آنکھہ وغیرہا اعضا اور ہماری سب اندرونی اور بیرونی طاقتین ایسی طرز پر واقع ہین کہ جبتک وہ باہم ملکر ایک دوسرے کی مدد نکرین تب تک افعال ہمارے وجود کے علی مجری الصحت ہرگز جاری نہین ہوسکتے اور انسانیت کی کل ہی معطل ہو جاتی ہے جو کام دو ہاتھہ کے ملنے سے ہونا چاہیے وہ محض ایک ہی ہاتھہ سے انجام نہین ہوسکتا اور جس راہ کو دو پاؤن ملکر طے کرتے ہین وہ فقط ایک ہی پاؤن سے طے نہین ہوسکتا اسی طرح تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دیسکتا ہے ہرگز نہین کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہین سکتا ہر ایک گروہ کہ جسکا مدعا اور مقصد ایک ہی مثل اعضا کے یکہ رہے اور ممکن نہین جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ [illegible] باہمی انکے بخوبی و خوش اسلوبی ہوسکے بالخصوص جسقدر جلیل القدر کام ہین اور جنکی علت غائی کوئی فایدہ عظیمہ جمہوری ہے وہ تو بجز [illegible] اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہین ہوسکتے اور صرف ایک ہی شخص انکا متحمل ہرگز نہین ہوسکتا اور نہ کبھی ہوا انبیا علیہ السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر مین سب سے بڑھکر ہین انکو بھی برعایت اسباب ظاہری **مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ** کہنا پڑا خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی مین بتصدیق اپنے قانون قدرت کے **تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی** کا حکم فرمایا۔

مگر افسوس جو مسلمانون مین سے بہتون نے اس اصول متبرک کو فراموش کر دیا ہے اور ایسی اصل عظیم کو کہ جس پر ترقی اور اقبال دین کا سارا مدار تھا بالکل چھوڑ بیٹھے ہین اور دوسری قومین کہ جنکی الہامی کتابون مین اس بارے مین کچھہ تاکید بھی نہین تھی وہ اپنی دلی تدبیر سے اپنے دین کی اشاعت کے شوق نے مضمون **تَعَاوَنُوْا** پر عمل کرتی جاتی ہین اور خیالات مذہبی انکے بباعث قومی تعاون کے روز بروز زیادہ سے زیادہ پھیلتے چلے جاتے ہین آج کل عیسائیون کی قوم کو ہی دیکھو جو اپنے دین کے پھیلانے مین کسقدر دلی جوش رکھتے ہین اور کیا کچھہ محنت اور جانفشانی کر رہے ہین لاکھہا روپیہ بلکہ کروڑہا انکا صرف تالیفات جدیدہ کے چھپوانے اور شایع کرنے کی غرض سے جمع رہتا ہے ایک متوسط دولتمند یورپ یا امریکہ کا اشاعت تعلیم **انجیل** کے لئے اسقدر روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر دیتا ہے جو اہل اسلام کے اعلی سے اعلی دولتمند من حیث المجموع بھی اسکی برابری نہین کر سکتے یون تو مسلمانون کا اس ملک **ہندوستان** مین ایک بڑا گروہ ہے اور بعض بعض متموّل اور صاحب توفیق بھی مین مگر امور خیر کی بجا آوری مین (باستثنائے ایک جماعت قلیل امرا اور وزرا اور عہدہ دارون کے) اکثر لوگ نہایت درجہ کے پست ہمت اور منقبض الخاطر اور تنگدل ہین کہ جنکے خیالات محض نفسانی خرامغون مین محدود ہین اور جنکے دماغ استغنا کے مواد ردیہ سے متعفن ہو رہے ہین یہہ لوگ دین اور ضروریات دین کو تو کچھہ چیز ہی نہین سمجھتے ہان ننگ و نام کے موقعہ پر سارا گھربار لٹانے کو بھی حاضر ہین خالصاً دین کے لئے عالی ہمت مسلمان (جیسے ایک سیدنا

ومخدومنا حضرت **خلیفہ سیّد محمّد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم پٹیالہ**) اسقدر تہوڑے ہین کہ جنکو اُنگلیون پر ہی شمار کرنیکی حاجت نہین ماسوا اسکے بعض لوگ اگر کچہہ تہوڑا بہت دین کے معاملہ مین خرچ ہی کرتے ہین تو ایک رسم کے پیرایہ مین نہ واقعی ضرورت کے انجام دینے کی نیت سے جیسے ایک کو مسجد بنواتے دیکہہ کر دوسرا بہی جو اُسکا حریف ہے خواہ نخواہ اُسکے مقابلہ پر مسجد بنواتا ہے اور خواہ واقعی ضرورت ہو یا نہ ہو مگر ہزارہا روپیہ خرچ کر ڈالتا ہے کسی کو یہہ خیال پیدا نہین ہوتا جو اس زمانہ مین سب سے مقدّم اشاعت علم دین ہے اور نہین سمجہتے کہ اگر لوگ دیندار ہی نہین رہینگے تو پہر اُن مسجدون مین کون نماز پڑہیگا صرف پتہرون کے مضبوط اور بلند مینارون سے دین کی مضبوطی اور بلندی چاہتے ہین اور فقط سنگ مرمر کے خوبصورت قطعات سے دین کی خوبصورتی کے خواہان ہین لیکن جس روحانی مضبوطی اور بلندی اور خوبصورتی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے اور جو **اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء** کا مصداق ہے اُسکی طرف نظر اُٹہا کر بہی نہین دیکہتے اور اُس شجرہ طیّبہ کے ظلِ ظلیل دکہلانے کی طرف ذرا متوجہ نہین ہوتے اور یہود کی طرح صرف ظواہر پرست بن رہے ہین نہ دینی فرائض کو اپنے محل پر ادا کرتے ہین اور نہ ادا کرنا جانتے ہین اور نہ جاننے کی کچہہ پروا رکہتے ہین۔

اگرچہ یہہ بات قابل تسلیم ہے جو ہر سال مین ہماری قوم کے ہاتہہ سے بے شمار روپیہ بنام نہاد خیرات وصدقات کے نکل جاتا ہے مگر افسوس جو اکثر لوگ ان مین سے نہین جانتے کہ **حقیقی نیکی** کیا چیز ہے اور بذل اموال مین اصلح اور انسب طریقون کو مدنظر نہین رکہتے اور آنکہہ بند کر کے بے موقع خرچ کرتے چلے جاتے ہین اور پہر جب سارا شوق دلی اُسی بے موقع خرچ کرنے مین تمام ہوجاتا ہے تو موقعہ پر آ کر اصلی فرض کے ادا کرنے سے بالکل قاصر رہ جاتے ہین اور اپنے پہلے اسراف اور افراط کا تدارک بطور تفریط اور ترک ماوجب کے کرنا چاہتے ہین یہہ ان لوگون کی سیرت ہے کہ جن مین روح کی سچائی سے قوت فیاضی اور نفع رسانی کی جوش نہین مارتی بلکہ صرف اپنی ہی طمع خاص سے مثلاً بوڑہے ہوکر پیرانہ سالی کے وقت مین آخرت کی تن آسانی کا ایک حیلہ سوچ کر مسجد بنوانے اور بہشت مین بنا بنایا گہر لینے کا لالچ پیدا ہوجاتا ہے اور حقیقی نیکی پر اُنکی ہمدردی کا یہہ حال ہے کہ اگر **کشتی دین** کی اُنکی نظر کے سامنے ساری کی ساری ڈوب جائے یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہوجائے تب ہی اُنکے دل کو ذرا لرزہ نہین آتا اور دین کے رہنے یا جانے کی کچہہ بہی پروا نہین رکہتے اگر درد ہے تو دنیا کا اگر فکر ہے تو دنیا کا اگر عشق ہے تو دنیا کا اگر سودا ہے تو دنیا کا اور پہر دنیا بہی جیسا کہ دوسری قومون کو حاصل ہے حاصل نہین ہر یک شخص جو قوم کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہا ہے وہ ان لوگون کی لاپروائی سے نالان اور گریان ہی نظر آتا ہے اور ہر یک طرف سے **یا حسرتا علی القوم** کی ہی آواز آتی ہے اور دل کی کیا کہین ہم آپ ہی سناتے ہین۔

ہم نے صد ہا طرح کا فتور اور فساد دیکہہ کر کتاب **براہین احمدیہ** کو تالیف کیا تہا اور کتاب موصوف مین **تین سو** مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بہی زیادہ تر روشن دکہلایا گیا چونکہ یہہ مخالفین پر **فتح عظیم** اور مومنین کے دل وجان کی مراد تہی اسلئے امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بہروسا تہا جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کرینگے اور جو مشکلات اسکی طبع مین پیش آ رہی ہین اُنکے دور کرنے مین بدل وجان متوجہ ہوجائینگے مگر کیا کہین اور کیا لکہین اور کیا تحریر مین لاوین **اللّٰہ المستعان واللّٰہ خیر وابقی!!۔**

بعض صاحبون نے قطع نظر اعانت سے ہمکو سخت تفکّر اور تردد مین ڈالدیا ہے ہم نے **پہلا حصّہ** جو چہپ چکا تہا اُسمین سے قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیرون اور دولتمندون اور رئیسون کی خدمتمین بہیجی تہین اور یہہ اُمید کی گئی تہی جو امراء عالی قدر خریداری

کتاب کی منظور فرماکر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے بطور پیشگی بھیجدینگے اور انکی اس طور کی اعانت سے دینی کام باسانی پورا ہوجائیگا اور ہزارہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچیگا اسی امید پر ہم نے قریب ڈیڑہ سو کے خطوط اور عرائض بھی لکہے اور بہ انکسار تمام حقیقت حال سے مطلع کیا مگر باستثناء دو تین عالی ہمتون کے سب کی طرف سے خاموشی رہی نہ خطوط کا جواب آیا نہ کتابین واپس آئین مصارف ڈاک تو سب ضایع ہوئے لیکن اگر خدانخواستہ کتابین بھی واپس نہ ملین تو سخت دقت پیش آئیگی اور بڑا نقصان اٹہانا پڑیگا افسوس جو ہمکو اپنے معزز بہائیون سے بجائے اعانت کے تکلیف پہنچ گئی اگر یہی حمایت اسلام ہے تو کار دین تمام ہے ہم بکمال غربت عرض کرتے ہین کہ اگر قیمت پیشگی کتابون کا بھیجنا منظور نہین تو کتابون کو بذریعہ ڈاک واپس بھیجدین ہم اسکو عطیہ عظمیٰ سمجھینگے اور احسان عظیم خیال کرینگے ورنہ ہمارا بڑا حرج ہوگا اور گمشدہ حصون کو دوبارہ چہپوانا پڑیگا کیونکہ یہہ پرچہ اخبار نہین کہ جسکے ضایع ہونے مین کچہہ مضائقہ ہو ہر یک حصہ کتاب کا ایک ایسا ضروری ہے کہ جسکے تلف ہونے سے ساری کتاب ناقص رہ جاتی ہے برائے خدا ہمارے معزز اخوان سردمہری اور لاپروائی کو کام مین نہ لائین اور دنیوی استغنا کو دین مین استعمال نہ کرین۔ اور ہماری اس مشکل کو سوچ لین کہ اگر ہمارے پاس اجزا کتاب کے ہی نہین ہونگے تو ہم خریدارون کو کیا دینگے اور انسے پیشگی روپیہ کہ جس پر چہپنا کتاب کا موقوف ہے کیونکر لینگے تمام اہتمام بگڑ جائیگا اور دین کے امر مین جو سب کا مشترک ہے ناحق کی دقت پیش آجائیگی۔

امیدوار بود آدمی بخیر کسان — مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان

ایک اور بڑی تکلیف ہے جو بعض نافہم لوگون کی زبان سے ہمکو پہنچ رہی ہے اور وہ یہہ ہے جو بعض صاحب کہ جنکی اسے بباعث کم توجہی کے دینی معاملات مین صحیح نہین ہے وہ اس حقیقت حال پر اطلاع پاکر جو کتاب براہین احمدیہ کی تیاری پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے بجائے اسکے جو دلی غمخواری سے کسی نوع کی اعانت کی طرف متوجہ ہوتے اور جو زیر باریان بوجہ کمی قیمت کتاب وکثرت مصارف طبع کے عاید حال ہین انکے جبر نقصان کے لئے کچہہ للہ فی اللہ ہمت دکہلاتے منافقانہ باتین کرنے سے ہمارے کام مین خلل انداز ہورہے ہین اور لوگون کو یہہ وعظ سناتے ہین جو کیا پہلی کتابین کچہہ تہوڑی ہین جو اب اسکی حاجت ہے اگرچہ ہمکو ان لوگون کے اعتراضون پر کچہہ نظر اور خیال نہین اور ہم جانتے ہین جو دنیا پرستون کی ہریک بات مین کوئی خاص غرض ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ اسی طرح شرعی فرائض کو اپنے سر سے ٹالتے رہتے ہین تا کسی دینی کارروائی کی ضرورت کو تسلیم کرکے کوئی کوڑی ہاتہہ سے نہ چہوڑنی پڑے لیکن چونکہ وہ ہماری اس جہد بلیغ کی تحقیر کرکے اوروں کو اسکے نفع عظیم سے محروم رکہنا چاہتے ہین اور باوصفیکہ ہم نے پہلی حصہ کے پرچہ منضمہ مین **وجہ ضرورت** کتاب موصوف کی بیان کردی تہی پہر بھی بمقتضائے فطرتی خاصیت اپنی کے نکتہ چینی کررہے ہین ناچار اس اندیشہ سے کہ مبادا کوئی شخص انکی واہیات باتون سے دہوکا نہ کہاوے پہر کہولکر بیان کیا جاتا ہے کہ کتاب براہین احمدیہ بغیر اشد ضرورت کے نہین لکہی گئی جس مقصد اور مطلب کے انجام دینیکے لئے ہمنے اس کتاب کو تالیف کیا ہے اگر وہ مقصد کسی پہلی کتاب سے حاصل ہوسکتا تو ہم اسی کتاب کو کافی سمجہتے اور اسی کی اشاعت کے لئے بدل وجان مصروف ہوجاتے اور کچہہ ضرور نہ تہا جو ہم سالہاسال اپنی جان کو محنت شدید مین ڈالکر اور اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ خرچ کرکے بہ آخر کار ایسا کام کرتے جو محض تحصیل حاصل تہا لیکن جہانتک ہم نے نظر کی ہمکو کوئی کتاب ایسی نہ ملی جو جامع ان تمام دلائل اور براہین کی ہوتی کہ جنکو ہم نے اس کتاب مین جمع کیا ہے اور جنکا شایع کرنا بغرض اثبات حقیت دین اسلام کے اس زمانہ مین نہایت ضروری ہے تو ناچار واجب دیکہہ کر ہم نے یہہ تالیف کی اگر کسی کو ہمارے اس بیان مین شبہ ہو تو ایسی کتاب کہین سے نکالکر ہمکو دکہاوے تا ہم بہی جانین ورنہ بیہودہ بکواس کرنا اور ناحق بندگان خدا کو ایک چشمہ فیض سے روکنا بڑا عیب ہے مگر یاد رہے جو اس مقولہ سے کسی نوع کی خودستائی ہمارا مطلب نہین جو تحقیقات ہم نے کی اور پہلے عالیشان فضلانے نہ کی یا جو دلایل ہمنے

لکھین اور اُنہون نے نہ لکھین یہہ ایک ایسا امر ہے جو زمانہ کے حالات سے مُتعلق ہے نہ اس سے ہماری ناچیز حیثیت ٹرہتی ہے اور نہ اُنکی بلند
شان مین کچہہ فرق آتا ہے اُنہون نے ایسا زمانہ پایا کہ جس مین ابہی خیالاتِ فاسدہ کم پہیلے تہے اور صرف غفلت کے طور پر باپ دادون کی
تقلید کا بازار گرم تہا سو اُن بزرگون نے اپنی تالیفات مین وہ روش اختیار کی جو اُنکے زمانہ کی اصلاح کے لئے کافی تہی ہم نے ایسا زمانہ پایا کہ
جس مین بباعث زور خیالات فاسدہ کے وہ پہلی روش کافی نہ رہی بلکہ ایک پُرزور تحقیقات کی حاجت ٹرہی جو اِسوقت کی شدّت فساد کی
پوری پوری اصلاح کرے یہہ بات یاد رکہنی چاہیئے جو کیون از منۂ مُختلفہ مین تالیفات جدیدہ کی حاجت ٹرتی ہے اِسکا باعث یہی ہے جو ہم نے
اوپر بیان کیا یعنی کسی زمانہ مین مفاسد کم اور کسی مین زیادہ ہو جاتے ہین اور کسی وقت کسی رنگ مین اور کسی وقت کسی رنگ مین پہیلتے ہین
اب مُولّف کسی کتاب کا جو اُن خیالات کو مٹانا چاہتا ہے اُسکو ضرور ہوتا ہے جو وہ طبیبِ حاذق کی طرح مزاج طبیعت اور مقدار فساد اور
قسم فساد پر نظر کر کے اپنی تدبیر کو علی قدر ما ینبغی و علی نحو ما ینبغی عمل مین لاوے اور جسقدر یا جس نوع کا بگاڑ ہو گیا ہے اُسی طور پر اُسکی اصلاح
کا بند و بست کرے اور وہی طریق اختیار کرے کہ جس سے احسن اور اسہل طور پر اُس مرض کا ازالہ ہوتا ہو کیونکہ اگر کسی تالیف مین مخاطبین کے مناسب
حال تدارک نہ کیا جائے تو وہ تالیف نہایت نکمّی اور غیر مفید اور بے سود ہوتی ہے اور ایسی تالیف کے بیانات مین یہہ زور ہرگز نہین ہوتا جو مُنکر کی
طبیعت کے پورے گہراو تک غوطہ لگا کر اُسکے دلی خلجان کو بکلّی مستاصل کرے پس ہمارے معترضین اگر ذرا غور کر کے سوچین گے تو اُن پر بیقین
کامل واضح ہو جائیگا کہ جن انواع و اقسام کے مفاسد نے آج کل دامن پہیلا رکہا ہے اُنکی صورت پہلے فسادون کی صورت سے بالکل مختلف ہے وہ
زمانہ جو کچہہ عرصہ پہلے اِس سے گُذر گیا ہے وہ جاہلانہ تقلید کا زمانہ تہا اور یہہ زمانہ کہ جسکی ہم زیارت کر رہے ہین یہہ عقل کی بد استعمالی کا زمانہ ہے۔ پہلے اِس
سے اکثر لوگون کو نامعقول تقلید نے خراب کر رکہا تہا اور اب فکر اور نظر کی غلطی نے بہتون کی مٹّی پلید کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ جن دلائلِ عمیقہ اور
براہینِ قاطعہ لکہنے کی ہمکو ضرورتین پیش آئین وہ اُن نیک اور بزرگ عالمون کو کہ جنہون نے صرف جاہلانہ تقلید کا غلبہ دیکہہ کر کتابین لکہی تہین
پیش نہین آئی تہین ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (کہ خاک بر فرق این روشنی) نو آموزون کی روحانی قوّتون کو افسردہ کر رہی ہے اُنکے دلون مین
بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہین اگرچہ آجکل تقریباً تمام نو آموزون کا قدرتی
میلان وجوہاتِ عقلیہ کی طرف ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ یہی میلان بباعث عقلِ ناتمام اور علم خام کے بجائے رہنما ہونے کے رہزن
ہوتا جاتا ہے فکر اور نظر کی کجروی نے لوگون کے نیا ساختہ اپنے بڑی بڑی غلطیان ڈالدی ہین اور مختلف رایون اور گوناگون خیالات کے
شایع ہونے کے باعث سے کم فہم لوگون کے لئے بڑی بڑی دقتین پیش آگئی ہین سوفسطائی تقریرون نے نو آموزون کی طبایع مین
طرح طرح کی پیچیدگیان پیدا کر دی ہین جو امور نہایت معقولیت مین تہے وہ اُن کی آنکہون سے چہپ گئے ہین جو باتین بغایت درجہ
نامعقول ہین اُنکو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتین سمجہہ رہے ہین وہ حرکات جو نشاء انسانیت سے مغایر ہین اُنکو وہ تہذیب خیال کئے بیٹھے ہین اور
جو حقیقی تہذیب ہے اُسکو وہ نظرِ استخفاف اور استحقار سے دیکہتے ہین پس ایسے وقت مین اور ان لوگون کے علاج کے لئے جو اپنے ہی گہر
مین مُحقق بن بیٹھے ہین اور اپنے ہی منہہ سے میان مٹّہو کہلاتے ہین ہمنے کتاب براہینِ احمدیہ کو جو تین سو براہینِ قطعیۂ عقلیہ پر مشتمل ہے
بغرضِ اثباتِ حقانیتِ قُرآنِ شریف جس سے یہہ لوگ بکمال نخوت مُونہہ پہیر رہے ہین تالیف کیا ہے کیونکہ یہہ بات اجلی بدیہات ہے جو سرگشتۂ
عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کا رہزدہ ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے۔
اب ہر یک مومن کے لئے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائلِ عقلی حقیّتِ قرآنِ شریف پر شایع ہوئین اور تمام

مخالفین کے شبہات کو دفع اور دور کیا جائیگا وہ کتاب کیا کچھ بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچائیگی اور کیسا فروغ اور جاہ وجلال اسلام کا اُسکی اشاعت سے چمکیگا ایسے ضروری امر کی اعانت سے وہی لوگ لاپروا رہتے ہین جو حالتِ موجودہ زمانہ پر نظر نہین ڈالتے اور مفاسدِ منتشرہ کو نہین دیکھتے اور عواقب امور کو نہین سوچتے یا وہ لوگ کہ جنکو دین سے کچھ غرض ہی نہین اور خدا اور رسول سے کچھ محبت ہی نہین - اے عزیزو!! اِس پُراشوب زمانہ مین دین اسی سے برپا رہ سکتا ہے جو بمقابلہ زورِ طوفان گمراہی کے دین کی سچائی کا زور بہی دکہایا جاوے اور اُن بیرونی حملون کے جو چارون طرف سے ہو رہے ہین حقانیت کی قوی طاقت سے مدافعت کیجائے یہہ سخت تاریکی جو چہرۂ زمانہ پر چہاگئی ہے یہہ تب ہی دور ہوگی کہ جب دین کی حقیت کے براہین دُنیا مین بکثرت چمکین اور اُسکی صداقت کی شعاعین چارون طرف سے چہوٹتی نظر آوین- اِس پراگندہ وقت مین وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیقِ عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہ کو کہولتی ہو اور اُس حقیقت کے اصل قرارگاہ تک پہنچاتی ہو کہ جسکے جاننے پر دلون کی تشفّی موقوف ہے-

اے بزرگو!!! اب یہہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتون کے اپنے دین کی خیر منانی چاہے تو یہہ خیال محال اور طمع خام ہے تم آپ ہی نظر اُٹہاکر دیکہو جو کیسی طبیعتین خود رائی اختیار کرتی جاتی ہین اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہین اِس زمانہ کی ترقیٔ علومِ عقلیہ نے بہی اُلٹا اثر کیا ہے حال کے تعلیم یافتہ لوگون کی طبایع مین ایک عجب طرح کی آزادمنشی بڑہتی جاتی ہے اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی مین ہے وہ انکے مغرور دلون سے بالکل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ سیکہتے ہین وہ اکثر ایسے ہین کہ جن سے ایک لامذہبی کے وساوس پیدا کرنیوالا اُنکے دلون پر اثر پڑتا جاتا ہے اور اکثر لوگ قبل اسکے جو اُنکو کوئی مرتبہ تحقیق کامل کا حاصل ہو صرف جہل مرکب کے غلبہ سے فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے جاتے ہین اوس اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنون پر رحم کرو اور قبل اسکے جو وہ باطل کی طرف کہینچے جائین اُنکو حق اور راستی کی طرف کہینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری ذریّت کا بہلا ہو اور تا سب کو معلوم ہو جو بمقابلہ دینِ اسلام کے اَور سب ادیان بے حقیقت محض ہین دُنیا مین خدا کا قانونِ قُدرت یہی ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے اور جو شخص ہاتہہ پانو توڑکر اور غافل ہوکر بیٹہہ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بےنصیب رہتا ہے سو آپ لوگ اگر دینِ اسلام کی حقیت کے پہیلانے کے لئے جو فی الواقع حق ہے کوشش کرینگے تو خدا اِس سعی کو ضائع نہین کریگا خُدا نے ہمکو صدہا براہینِ قاطعہ حقیّتِ اسلام پر عنایت کین اور ہمارے مخالفین کو اُن مین سے ایک بہی نصیب نہین اور خدا نے ہمکو حق محض عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہین اور جو راستبازون کے دلون مین جلال احدیت کے ظاہر کرنیکے لئے سچا جوش ہوتا ہے اُسکی ہمارے مخالفون کو بو بہی نہین پہنچی لیکن تب بہی دن رات کی کوشش ایک ایسی مُوثر چیز ہے کہ باطل پرست لوگ بہی اُس سے فائدہ اُٹہالیتے ہین اور چورون کی طرح کہین نہ کہین اُنکی نقب بہی لگتی ہی رہتی ہے دیکہو عیسائیون کا دین کہ جسکا اصول ہی **اول الدن وُردہ** ہے پادریون کی ہمیشہ کی کوششون سے کیسا ترقی پر ہے اور کیسے ہرسال اُنکی طرف سے فخریہ تحریرین چہپتی رہتی ہین کہ اِس برس چار ہزار عیسائی ہوا اور اِس سال آٹہہ ہزار پر خُداوند مسیح کا فضل ہوگیا ابہی کلکتہ مین جو پادری **ہیکر صاحب** نے اندازہ کرشٹان شدہ آدمیون کا بیان کیا ہے اُس سے ایک نہایت قابل افسوس خبر ظاہر ہوتی ہے - پادری صاحب فرماتے ہین جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان مین کرشٹان شدہ لوگون کی تعداد صرف ستائیس ہزار تہی اِس پچاس سال مین یہہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکہہ تک شمار عیسائیون کا پہنچ گیا ہے **اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون** !! اے بزرگو اِس سے زیادہ تر اَور کونسا وقت انتشارِ گمراہی کا ہے کہ جسکے آنے کی آپ لوگ راہ دیکہتے ہین ایک وہ زمانہ تہا جو دینِ اسلام **یدخلون فی دین اللہ افواجا** کا مصداق تہا اور اب یہہ زمانہ!!!

کیا آپ لوگون کا دل اِس مصیبت کو سُنکر نہین جلتا ؟ کیا اُس وباءِ عظیم کو دیکھہ کر آپکی ہمدردی جوش نہین مارتی ؟ اے صاحبان عقل و غیرت اِس بات کا سمجھنا کچھہ مُشکل نہین کہ جو فسادِ دین کی بے خبری سے پہیلا ہے اُسکی اصلاح اشاعتِ علمِ دین پر ہی موقوف ہے سو اِسی مطلب کو کامل طور پر پورا کرنیکے لئے مین نے کتابِ براہینِ احمدیّہ کو تالیف کیا ہے اور اِس کتاب مین ایسی دہوم دہام سے حقانیتِ اسلام کا ثبوت دکہلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتہہ ہو جاویگا اِس کتاب کی اعانتِ طبع کے لئے جسقدر ہم نے لکہا ہے وہ محض مسلمانون کی ہمدردی سے لکہا گیا ہے کیونکہ ایسی کتاب کے مصارف جو ہزارہا روپیہ کا معاملہ ہے اور جسکی قیمت بہی بہ نیّت عام فائدہ مسلمانون کے نصف سے بہی کم کر دی گئی ہے یعنے پچیس روپیہ مین سے صرف دس روپیہ رکہے گئے ہین وہ کیونکر بغیر اعانت عالی ہمت مسلمانون کے انجام پذیر ہو۔

بعض صاحبون کی سمجھہ پر رونا آتا ہے جو وہ بر وقت درخواست اعانت کے یہہ جواب دیتے ہین کہ ہم کتاب کو بعد طیاری کتاب کے خرید لینگے پہلے نہین اُنکو سمجھنا چاہئے کہ یہہ کچھہ تجارت کا معاملہ نہین اور مؤلف کو بجُز تائیدِ دین کے کسی کے مال سے کچھہ غرض نہین اعانت کا وقت تو یہی ہے کہ جب طبعِ کتاب مین مُشکلات پیش آ رہی ہین ورنہ بعد چہپ چُکنے کے اعانت کرنا ایسا ہے کہ جیسے بعد تندرستی کے دوا دینا پس ایسی لاحاصل اعانت سے کس ثواب کی توقّع ہوگی۔ خُدا نے لوگون کے دِلون سے دینی محبّت کیسی مٹا دی جو اپنے ننگ و ناموس کے کامون مین ہزارہا روپیہ آنکہہ بند کر کے خرچ کرتے چلے جاتے ہین لیکن دینی کامون کے بارے مین جو اِس حیاتِ فانی کا مقصدِ اصلی ہین لنبے لنبے تاملون مین پڑ جاتے ہین زبان سے تو کہتے ہین جو ہم خُدا اور آخرت پر ایمان رکہتے ہین پر حقیقت مین اُنکو نہ خُدا پر ایمان ہے نہ آخرت پر اگر ایک ساعت اپنے بذلِ اموال کی کیفیّت پر نظر کرین جو خُدا داد نعمتون کو اپنے نفسِ امّارہ کے ذبح کرنیکے لئے ایک برس مین کسقدر خرچ کر ڈالتے ہین اور پہر سوچین جو خلق اللہ کی بہلائی اور بہبودی کے لئے ساری عمر مین خالصًا للہ کتنے کام کئے ہین تو اپنے خیانت پیشہ ہونے پر آپ ہی رو دین پر اِن باتون کو کون سوچے اور وہ پردے جو دل پر ہین کیونکر دور ہون **ومن يضلل الله فما له من هاد**

انہین لوگون کی پست ہمتی اور دُنیا پرستی پر خیال کر کے بعض ہمارے مُعزز دوستون نے جو دین کی محبّت مین مثل عاشقِ زار پائے جاتے ہین بمقتضاء البشریّت کے ہمپر یہہ اعتراض کیا ہے کہ جس صورت مین لوگون کا یہہ حال ہے تو اتنی بڑی کتاب تالیف کرنا کہ جسکی چہپوائی پر ہزارہا روپیہ خرچ آتا ہے بے موقع تہا سو اُنکی خدمتِ والا مین یہہ عرض ہے کہ اگر ہم اُن صدہا دقائق اور حقائق کو نہ لکہتے کہ جو درحقیقت کتاب کے حجم بڑہ جانے کا موجب ہوتے ہیں تو پہر خود کتاب کی تالیف ہی غیر مفید ہوتی رہا یہہ فکر کہ اسقدر روپیہ کیونکر میسّر آویگا سو اِس سے تو ہمارے دوست ہمکو معذور رکہین اور یقین کر کے سمجھین جو ہمکو اپنے خُدائے قادرِ مطلق اور اپنے مولیٰ کریم پر اُس سے زیادہ تر بہروسا ہے کہ جو مُمسک اور خسیس لوگون کو اپنی دولت کے انبار صندوقون پر بہروسا ہوتا ہے کہ جنکی تالی ہر وقت اُنکی جیب مین رہتی ہے سو وہی قادرِ توانا اپنے دین اور اپنی وحدانیّت اور اپنے بندہ کی حمایت کے لئے آپ مدد کریگا۔ **الم تعلم ان الله على كل شيء قدير**۔

پناہم آن توانائیست ہر آن ز نخچل ناتوانانم مترسان

مقدمہ

اور اسمین کئی مقصد واجب الاظہار ہین جو ذیل مین تحریر کئے جاتے ہین

اوّل ہر ایک صاحب کی خدمت مین جو اعتقاد اور مذہب مین ہم سے مُخالف ہین بصد ادب اور غُربت عرض کیجاتی ہے جو اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہہ مطلب اور مدعا نہین جو کسی دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اُٹھایا جائے بلکہ محض حق اور راستی کا ظاہر کرنا مُرادِ دلی اور تمنّاء قلبی ہے اور ہمکو ہرگز منظور نہ تہا کہ اس کتاب مین کسی اپنے مُخالف کے خیالات اور عذرات کا ذکر زبان پر لاتے بلکہ اپنے کام سے کام تہا اور مطلب سے مطلب مگر کیا کیجیے کہ کامل تحقیقات اور باستیفا بیان کرنا جمیع اُصولِ حقّہ اور ادلّہ کاملہ کا اسی پر موقوف ہے کہ اُن سب اربابِ مذاہب کا جو برخلاف اُصولِ حقّہ کے رائے اور خیال رکھتے ہین غلطی پر ہونا دکھلایا جائے پس اس جہت سے اُنکا ذکر کرنا اور اُنکے شکوک کو رفع دفع کرنا ضروری اور واجب ہوا اور خود ظاہر ہے کہ کوئی ثبوت بغیر رفع کرنے عذرات فریقِ ثانی کے کماحقّہ اپنی صداقت کو نہین پہنچتا مثلاً جب ہم اثبات وجودِ صانعِ عالم کی بحث لکھین تو تکمیل اُس بحث کی اس بات پر موقوف ہوگی جو دہریہ یعنے مُنکرین وجودِ خالقِ کائنات کے ظنونِ فاسدہ کو دور کیا جائے اور جب ہم حضرت باری کے خالق الارواح والاجسام ہونے پر دلائل قائم کرین تو ہم پر انصافاً لازم ہے جو آریہ سماج[*]

---

[*] **حاشیہ نمبر ا** یہہ ایک نیا فرقہ ہے جو ہندؤن مین پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو آریہ سماج سے موسوم کرتے ہین ان دونون مین سرپرست بلکہ بانی مبانی

والون کے اوہام اور وسواس کو بھی جو خدا تعالیٰ کے خالق ہونے سے منکر ہین مٹاوین اور جب ہم ضرورت الہام کی دلائل تحریر کرین تو ہم پر اُن شبہات کا ازالہ کرنا بھی واجب ہوگا جو برہمو سماج والون کے دلون مین متمکن ہورہے ہین علاوہ اسکے یہہ بات بھی نہایت پختہ تجربہ سے ثابت ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کی یہہ عادت ہو رہی ہے کہ جب تک اپنے اصولِ مسلّمہ کو باطل اور خلافِ حق نہین دیکھتے اور اپنے مذہب کے فساد پر مطلع نہین ہوتے تب تک راستی اور صداقتِ دینِ اسلام کی کچھہ بھی پروا نہین رکھتے اور گو آفتابِ صداقت دینِ الٰہی کا کیسا ہی اُنکو چمکتا نظر آوے تب بھی اُس آفتاب سے دوسری طرف مُنہہ پھیر لیتے ہین پس جبکہ یہہ حال ہے تو ایسی صورت مین دوسرے مذاہب کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ دیانت اور امانت اور پوری ہمدردی کا یہی مقتضا ہے جو ضرور ذکر کیا جائے اور اُنکے اوہام کے مٹانے اور اُنکے عقائد کے بُطلان ظاہر کرنے مین کسی طرح کی فروگذاشت اور کسی طور کا اخفا نہ رکھا جائے بالخصوص جبکہ وہ لوگ ہماری دانست مین صراطِ مستقیم سے دور اور مہجور ہین اور

بقیہ حاشیہ نمبر اس فرقہ کے ایک پنڈت صاحب ہین کہ جنکا نام دیانند ہے اور ہم اس وجہ سے اس فرقہ کو نیا فرقہ کہتے ہین کہ وہ تمام اصول کہ جنکا یہہ فرقہ پابند ہے اور وہ تمام خیالات اور تاویلات کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہین وہ بہ ہئیتِ مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب مین نہین پائی جاتی اور نہ کسی وید بھاش اور نہ کسی شاستر مین یکجائی طور پر اُنکا پتہ ملتا ہے بلکہ منجملہ اُن ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھہ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے ہی دل کے بخارات ہین اور کچھہ ایسے بیجا تصرفات ہین کہ کسی جگہہ سے سر اور کسی جگہہ سے ٹانگ لی گئی غرض اسی قسم کی کارسازیون سے اس فرقہ کا قالب طیّار کیا گیا اور پہلا اصول اس فرقہ کا یہی ہے جو پرمیشر روحون اور اجسام کا خالق نہین بلکہ یہہ سب چیزین پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کی آپ ہی پرمیشر ہین اور پرمیشر اُنکے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادری سے یا اتفاق سے سلطنت کو پہنچ گیا ہے اور اپنے جیسی چیزون پر حکومت کرتا ہے اور انہین کے سہارے اور آسرے سے اُسکی پرمیشری بنی ہوئی ہے ورنہ اگر وہ چیزین نہ ہوتین تو پھر خیر نہ تھی اور وہ سب چیزین یعنے ارواح اور اجزا صغار اجسام کی اپنے وجود اور بقا مین بالکُل پرمیشر سے بے تعلق ہین یہان تک کہ اگر پرمیشر کا مرنا بھی فرض کیا جائے تو اُنکا کچھہ بھی حرج نہین۔ نعوذ باللہ من هذه الهفوات۔ منہ

ہم اپنے سچے دل سے اُنکو خطا پر سمجھتے ہین اور اُنکے اُصول کو حق کے برخلاف جانتے ہین اور اُنکا اُنہین عقائد پر اس عالم فانی سے کوچ کرنا موجبِ عذابِ عظیم یقین رکھتے ہین تو پھر اس صورت مین اگر ہم اُنکی اصلاح سے عمداً چشم پوشی کرین اور اُنکا گمراہ ہونا اور دوسرے لوگون کو گمراہی مین ڈالنا دیدہ و دانستہ روا رکھین تو پھر ہمارا کیا ایمان اور کیا دین ہوگا اور ہم اپنے خدا کو کیا جواب دیوینگے اور اگرچہ یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض دُنیا پرست آدمی کہ جنکو خدا اور خدا کے سچے دین کی کچھہ بھی پروا نہین اُنکو اپنے مذہب کی خرابیان یا اسلام کی خوبیان سُنکر بڑا رنج دل مین گذرے گا اور مُنہہ بگاڑینگے اور کچھہ کا کچھہ بولین گے مگر ہم اُمید رکھتے ہین کہ ایسے طالبِ صادق بھی کئی نکلین گے کہ جو اس کتاب کے پڑھنے سے صراطِ مُستقیم کو پا کر جنابِ الٰہی مین سجداتِ شکر کے ادا کرینگے اور خدا نے جو ہمکو سمجھایا ہے وہ اُنکو بھی سمجھاویگا اور جو کچھہ ہم پر ظاہر کیا ہے وہ اُن پر بھی ظاہر کردیگا اور حقیقت مین یہہ کتاب اُنہین کے لئے تصنیف ہوئی ہے اور یہہ سارا بوجھہ ہم نے اُنہین کی خاطر اُٹھایا ہے وہی ہمارے حقیقی مخاطب ہین اور اُنکی خیرخواہی اور ہمدردی ہمارے دل مین اس قدر بھری ہوئی ہے کہ نہ زبان کو طاقت ہے کہ بیان کرے اور نہ قلم کو قوّت ہے کہ تحریر مین لاوے۔

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبانِ حق — نمے گردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مُستغرق اندر فکرِ اوشان ست — کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم — ازین در لذّتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق ست — ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا — کہ ہمدردی بُرد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زبان خوردن چہ کارست این — گرش صد جان بہ پا ریزم ہنوزش عذر میخواہم

چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم خُدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحر گا ہم

سو اب سب اربابِ صدق و صفا کی خدمت مین التماس ہے جو مجھہ خاکسار کو ایک حقیقی خیر خواہ اور دلی ہمدرد تصور فرما کر میری اِس کتاب کو توجّہ کامل سے مطالعہ فرماوین اور جیسا کہ انسان اپنے دوست کی بات مین بہت غور کرتا ہے اور جہان تک ممکن ہو اُسکی نصائح مُشفقانہ کو بدظنّی کی نظر سے نہین دیکھتا اور اگر حقیقت مین وہ نصائح اُسکے حق مین بہتر اور مفید ہون تو اپنی ضد چھوڑ کر اُنکو قبول کر لیتا ہے بلکہ اُس دوست کا ممنون اور مشکور ہوتا ہے جو قلبی محبت اور صداقت سے اُسکا ناصح بنا اور جن باتون مین اُسکی خیر اور بھلائی تھی اُن سے اُسکو اطلاع دیدی اسی طرح مین بھی ہر یک قوم کے بُزرگون اور اربابِ علم اور فضل سے مُتوقّع ہون کہ جو جو مین نے براہین اور دلائل حقیّتِ دینِ اسلام کے بارے مین لکھی ہین یا جن جن وجوہات سے مین نے کلامِ الٰہی ہونا فُرقانِ مجید کا اور افضل اور اعلیٰ ہونا اُسکا دوسری کُتبِ الہامیّہ سے ثابت کیا ہے اگر اُن ثبوتون کو کامل اور لاجواب پاوین تو انصاف اور خُدا ترسی سے قبول فرماوین اور یون ہی لاپروائی اور بدظنّی سے منُہہ نہ پھیر لین ✠

✠ **حاشیہ نمبر ۲** اگر کوئی مخالفینِ اسلام مین سے یہہ اعتراض کرے کہ قرآن شریف کو سب الہامی کتابون سے افضل اور اعلیٰ قرار دینے مین یہہ لازم آتا ہے کہ دوسری الہامی کتابین ادنیٰ درجہ کی ہون حالانکہ وہ سب ایک خُدا کی کلام ہے اُسمین ادنیٰ اور اعلیٰ کیونکر تجویز ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بے شک بہ اعتبار نفس الہام کے سب کتابین مساوی ہین مگر باعتبار زیادت بیانِ امورِ مکمّلات دین کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے پس اسی جہت سے قُرآنِ شریف کو سب کتابون پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ جسقدر قُرآنِ شریف مین امور تکمیلِ دین کے جیسے مسائلِ توحید اور ممانعتِ انواع و اقسام شرک اور معالجاتِ امراضِ روحانی اور دلائلِ ابطالِ مذاہبِ باطلہ اور براہینِ اثباتِ عقائدِ حقّہ وغیرہ بکمال شدّ و مد بیان فرمائے گئے ہین وہ دوسری کتابون مین درج نہین جیسا کہ ہم ثبوت اِس دعویٰ کا فصلِ اوّل اِس کتاب مین بہ تفصیلِ تمام ذکر کرینگے۔
اور اگر یہہ شُبہ پیدا ہو کہ خُدائے تعالیٰ نے حقائق اور معارفِ دینی کو اپنی ساری کتابون مین برابر کیون درج نہ فرمایا اور قُرآنِ شریف کو سب سے زیادہ جامعِ کمالات کیون رکھا تو ایسا شُبہ بھی صرف اُس شخص کے دل مین گذریگا کہ جو وحی کی

خاکساریم و سخن از رہِ غربت گوئیم | یعلم اللّٰہ کہ بکس نیست غبارے مارا
مانہ بیہودہ پئے این سروکارے برویم | جلوۂ حسن کشد جانبِ یارے مارا

صاحبو انسان کی دانشمندی اور زیرکی سب اسی مین ہے کہ وہ اُن اُصولون اور اعتقادون کو جو بعد مرنے کے موجب سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا ٹھہرینگے اسی زندگی مین خوب معلوم کر کے حق پر قائم اور باطل سے گریزان ہو اور اپنے اُن نازک عقائد کی بنا کہ جنکو مدارِ نجات کا جانتا ہے اور آخری خوشحالی کا باعث تصور کرتا ہے ثبوتِ کامل اور مستحکم پر رکہے اور ایسی باتون پر جو بچپن مین کسی پالنے والی ماما نے سکہائی تہین مغرور اور فریفتہ نہ رہے کیونکہ صرف اُن اوہام اور خیالات پر بہروسہ کر کے بیٹھے رہنا کہ جنکی حقیقت کی اپنے ہاتھ مین ایک بہی دلیل نہین حقیقت مین اپنے نفس کو آپ دہوکا دینا ہے ہر یک عاقل جانتا اور سمجھتا ہے کہ ایسی کتابین یا ایسے اُصول کتابون کے کہ جنکو مختلف قومون نے خُدا کی رضامندی اور اپنی رستگاری کا وسیلہ سمجھہ رکہا ہے اور جن کے نہ ماننے سے ایک قوم دوسری قوم کو دوزخ کی طرف بہیج رہی ہے علاوہ شہاداتِ الہامیہ کے دلائلِ عقلیہ سے بہی ثابت کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ حقیقت کو نہین جانتا اور اس بات پر اطلاع نہین رکہتا کہ کن تحریکات سے اور کس طرح پر وحی نازل ہوتی ہے سو ایسے شخص پر واضح رہے کہ اصل حقیقت وحی کی یہہ ہے جو نزول وحی کا بغیر کسی موجب کے جو مستدعی نزولِ وحی ہو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ضرورت کے پیش آ جانے کے بعد ہوتا ہے اور جیسی جیسی ضرورتین پیش آتی ہین بمطابق اُنکے وحی بہی نازل ہوتی ہے کیونکہ وحی کے باب مین یہی عادت اللہ جاری ہے کہ جب تک باعث محرکِ وحی پیدا نہ ہو لے تب تک وحی نازل نہین ہوتی اور خود ظاہر بہی ہے جو بغیر موجودگی کسی باعث کے جو تحریکِ وحی کی کرتا ہو یونہی بلاموجب وحی کا نازل ہو جانا ایک بے فائدہ کام ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف جو حکیمِ مطلق ہے اور ہر یک کام برعایت حکمت اور مصلحت اور مقتضاء وقت کے کرتا ہے منسوب نہین ہو سکتا۔ پس سمجہنا چاہئے کہ جو قرآن شریف مین تعلیم حقانی کامل اور مفصل طور پر بیان کی گئی اور دوسری کتابون مین بیان نہ ہوئی یا جو جو امور تکمیلِ دین کے اُسمین لکہے گئے اور دوسری کتابون مین نہ لکہے گئے تو اُسکا یہی باعث ہے کہ پہلی کتابون کو وہ تمام وجوہ محرکِ وحی کے پیش نہ آئے اور قرآن شریف کو پیش آ گئے اور خود ظاہر ہو جانا اُن تمام وجوہ محرکہ وحی کا کسی پہلے عہد مین قبل عہد قرآن شریف کے ایک امر محال تہا چنانچہ اس بات کا ثبوت بہی فصل اول مین بدلائل کاملہ دیا جائیگا۔ منہ

اگرچہ شہادتِ الہامی بڑی معتبر خبر ہے اور استکمال مراتبِ یقین کا اُسی پر موقوف ہے لیکن اگر کوئی کتاب مدعی کی کسی ایسے امر کی تعلیم کرے کہ جسکے امتناع پر کہلا کُہلی دلائلِ عقلیہ قائم ہوتی ہین تو وہ امر ہرگز درست نہین ٹھہر سکتا بلکہ وہ کتاب ہی باطل یا مُحرّف یا مُبدّل المعنی کہلائیگی کہ جس مین کوئی ایسا خلافِ عقل امر لکہا گیا پس جبکہ تصفیہ ہر یک امر کے جائز یا مُمتنع ہونے کا عقل ہی کے حُکم پر موقوف ہے اور ممکن اور محال کی شناخت کرنے کے لئے عقل ہی معیار ہے تو اِس سے لازم آیا کہ حقیّتِ اُصولِ نجات کی بہی عقل ہی سے ثابت کی جائے کیونکہ اگر اُصول مذاہبِ مُختلفہ کے دلائلِ عقلیہ سے ثابت نہ ہون بلکہ اُنکا باطل اور ممتنع اور محال ہونا ثابت ہو تو پہر ہمین کیونکر معلوم ہو کہ زید کے اُصول سچے اور بکر کے جہوٹے ہین یا ہندؤن کی پُستک غلط اور بنی اسرائیل کی کتابین صحیح ہین اور نیز اگر حق اور باطل مین عقلاً کچھہ فرق قائم نہ ہو تو پہر اِس حالت مین کیونکر ایک طالبِ حق کا جہوٹ اور سچ مین تمیز کرکے جہوٹ کو چہوڑے اور سچ کو اختیار کرے اور کیونکر ایسے اُصولون کے نہ ماننے سے کوئی شخص خداوند تعالیٰ کے حضور مین مُلزم ٹھہرے ☆ اور جبکہ ہم فی الحقیقت اپنی نجات کے لئے ایسے عقائد کے مُحتاج ہین کہ جنکا حق ہونا دلائلِ عقلیہ سے ثابت ہو تو پہر یہہ سوال ہوگا کہ وہ عقائدِ حقّہ کیونکر ہمین معلوم ہون اور کس یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ

☆ **حاشیہ نمبر ۳** غیر معقول اُصول کہ جنکے امتناع پر عقل دلائلِ بیّنہ پیش کرتی ہے ہرگز سچے نہین ہوسکتے کیونکہ اگر وہ سچے ہون تو پہر ہر یک امر مین دلائلِ قطعیہ عقلیہ کا اعتبار اُٹہہ جائیگا پس جب وہی اُصول جو مدارِ نجات کا سمجہے گئے تہے سچے نہ ہوئے تو پہر بالضرور ایسے لوگ جو اُن پر بہروسہ کئے بیٹہے تہے بغیر نجات کے رہ جائینگے اور مستوجب عذابِ ابدی اور عقوبتِ دائمی کے ٹھہرینگے کیونکہ اُنکے اپنے گہر کے اُصول تو جہوٹے نکلے اور سچے اُصولون کو جو عقل کے مطابق تہے اُنہون نے پہلے ہی سے قبول نہ کیا اور یہہ بات اسی دُنیا مین ظاہر ہے کہ جو شخص کسی امرِ ممتنع اور محال یا دروغ اور باطل کو اپنا اعتقاد ٹھہراتا ہے اور مُدلّل اور ثابت شدہ باتون کو قبول نہین کرتا اُسکو کیسی کیسی ندامتین اُٹہانی پڑتی ہین اور کیا کچھہ اہلِ تحقیق کے مُنہہ سے سُننا پڑتا ہے بلکہ اپنا ہی نفس اُسکا ہر وقت اُسکو ملزم قرار دیتا ہے اور بسا اوقات گہبراکر آپ ہی اپنے دل سے خطاب کرتا ہے جو یہہ کیا واہیات اعتقاد ہے جو مین نے اختیار کر رکہا ہے پس یہہ ہی ایک عذابِ روحانی ہے جو اِسی جہان مین اُسپر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ منہ

سے ہم اُن تمام عقائد کو معہ اُنکی دلائل کے بآسانی دریافت کرلین اور حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جائین پس اسکے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ وہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت اور مزاحمت شکوک اور شبہات اور خطا اور سہو کے اُصول صحیحہ معہ اُنکی دلائلِ عقلیہ کے معلوم ہوجائین اور یقین کامل سے معلوم ہون وہ قرآنِ شریف ہے اور بجز اُسکے دُنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہہ مقصدِ اعظم ہمارا پورا ہوسکے + صاحبو مین نے بہ یقینِ تمام معلوم کرلیا ہے اور جو شخص اُن باتون پر غور کریگا

+حاشیہ نمبر ۳ یہہ قول ہمارا جو یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت عقائدِ حقّہ کا بجز قرآنِ شریف کے اَور کوئی نہین اپنے موقعہ پر بدلائل کاملہ ثابت کیا گیا ہے اور جو لوگ دوسری کتابون کے پابند ہین اُنکے اُصولون کا غلط اور باطل اور نادرست ہونا بجمال تحقیق دکھلایا گیا ہے مگر شاید اِس جگہہ برہمو سماج والے جو کسی کتاب الہامی کے پابند نہین اور اُصولِ حقّہ کے جاننے مین صرف اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہین اِس وہم کو دل مین جگہہ دین کہ کیا مجرّد عقل انسان کی معرفت اُصولِ حقّہ کے لئے یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ نہین سو اگرچہ یہہ وہم اُنکا الہام کے بحث مین جو انشاالله عنقریب بہ تفصیل تمام اِسی کتاب مین درج ہوگی جیسا کہ چاہیئے دور کیا جائیگا مگر اِس مقام مین بھی وہم مذکور کا قلع و قمع کرنا ضروری ہے سو واضح ہو کہ اگرچہ یہہ سچ بات ہے کہ عقل ہی خدا نے انسان کو ایک چراغ عطا کیا ہے کہ جسکی روشنی اُسکو حق اور راستی کی طرف کھینچتی ہے اور کئی طرح کے شکوک اور شبہات سے بچاتی ہے اور انواع اقسام کے بے بنیاد خیالون اور بیجا وساوس کو دور کرتی ہے نہایت مفید ہے بہت ضروری ہے بڑی نعمت ہے مگر پھر بھی باوجود اِن سب باتون اور اِن تمام صفتون کے اُس مین یہہ نقصان ہے کہ صرف وہی اکیلی معرفتِ حقایقِ اشیاء مین مرتبۂ یقینِ کامل تک نہین پہنچا سکتی کیونکہ مرتبۂ یقینِ کامل کا یہہ ہے کہ جیسا کہ حقائق اشیاء کے واقعہ مین موجود ہین انسان کو بھی اُن پر ایسا ہی یقین آجائے کہ ہان حقیقت مین موجود ہین مگر مجرّد عقل انسان کو اِس اعلیٰ درجہ یقین کا مالک نہین بنا سکتی کیونکہ غائیت درجہ حکم عقل کا یہہ ہے کہ وہ کسی شے کے موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرے جیسا کسی چیز کی نسبت یہہ حکم دے کہ اِس چیز کا ہونا ضروری ہے یا یہہ چیز ہونی چاہیئے مگر ایسا حکم ہرگز نہین دے سکتی کہ واقعہ مین یہہ چیز ہے بھی اور یہہ پایۂ یقین کامل کا کہ علم انسان کا کسی امر کی نسبت **ہونا چاہیئے** کے مرتبہ سے ترقی کرکے **ہے** کے مرتبہ تک پہنچ جائے تب حاصل ہوتا ہے کہ جب عقل کے ساتھہ کوئی دوسرا ایسا رفیق ملجاتا ہے کہ جو اُسکی قیاسی وجوہات کو تصدیق کرکے واقعاتِ مشہودہ کا لباس پہناتا ہے یعنے جس امر کی نسبت عقل کہتی ہے کہ ہونا چاہیئے وہ رفیق اُس امر کی نسبت یہہ خبر دے دیتا ہے کہ واقعہ مین وہ امر موجود بھی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے

کہ جن پر مین نے غور کی ہے وہ بھی بہ یقینِ تمام معلوم کر لیگا کہ وہ سب اُصول کہ جن پر ایمان لانا ہریک طالبِ سعادت
پر واجب ہے اور جن پر ہم سب کی نجات موقوف ہے اور جن سے ساری اُخروی خوشحالی انسان کی وابستہ ہے
وہ صرف قرآنِ شریف ہی مین محفوظ ہین اور باقی سب کتابون کے اُصول بگڑ گئے ہین اور ایسی جعلی اور مصنوعی
اور اِس قدر طریقۂ مُستقیمۂ حکمت اور مجری طبعی سے دور جا پڑے ہین کہ اُنکے لکھنے سے بھی ہمین شرم آتی ہے
اور یہہ قول ہمارا بلاتحقیق نہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ اِس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہین عقل صرف ضرورت شے کو ثابت کرتی ہے خود شے کو ثابت نہین کر سکتی اور ظاہر ہے کہ کسی شے کی ضرورت کا ثابت ہونا امرِ دیگر ہے
اور خود اُس شے کا ثابت ہو جانا امرِ دیگر بہرحال عقل کے لئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اِس قیاسی اور ناقص
قول کا کہ جو **ہونا چاہیئے** کے لفظ سے بولا جاتا ہے شہودی اور کامل قول سے جو **ہے** کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جبر
نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ وہ نفس الامر مین واقعہ ہین آگاہی بخشے سو خدا نے جو بڑا ہی رحیم اور کریم ہے اور انسان کو مراتب قصوی
یقین تک پہنچانا چاہتا ہے اِس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقینِ کامل کا اُس پر کھولدیا ہے تا نفس
انسان کا کہ جسکی ساری سعادت اور نجات یقینِ کامل پر موقوف ہے اپنی سعادتِ مطلوبہ سے محروم نہ رہے اور **ہونا چاہیئے**
کے نازک اور پُر خطر پُل سے کہ عقل نے شکوک اور شبہات کے دریا پر باندھا ہے بہت جلد آگے عبور کر کے **ہے** کے قصرِ عالی مین جو
دار الامن والاطمینان ہے داخل ہو جائے اور وہ رفیق عقل کے جو اُسکے یار اور مددگار ہین ہر مقام اور موقعہ مین الگ الگ ہین
لیکن از روئے حصرِ عقلی کے تین سے زیادہ نہین اور اُن تینون کی تفصیل اِس طرح پر ہے کہ اگر حکم عقل کا دُنیا کے محسوسات اور مشہودات
سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے جاتے یا سُنے جاتے یا سونگھے جاتے یا ٹٹولے جاتے مین تو اُس وقت رفیق اُسکا جو اُسکے حکم کو یقینِ کامل تک پہنچاوے
مشاہدۂ صحیحہ ہے کہ جسکا نام تجربہ ہے۔ اور اگر حکم عقل کا اُن حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمنہ اور امکنہ مین صدور پاتے
رہے ہین یا صدور پاتے ہین تو اُسوقت اُسکا ایک اَور رفیق بنتا ہے کہ جسکا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ
بھی تجربہ کی طرح عقل کی دودآمیز روشنی کو ایسا مصفا کر دیتا ہے کہ پھر اُسمین شک کرنا ایک حمق اور جنون اور سودا ہوتا ہے اور اگر حکم
عقل کا اُن واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہین جنکو ہم نہ آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہین اور نہ کان سے سُن سکتے ہین اور نہ ہاتھہ
سے ٹٹول سکتے ہین اور نہ اِس دُنیا کی تواریخ سے دریافت کر سکتے ہین تو اُسوقت اُسکا ایک تیسرا رفیق بنتا ہے کہ جسکا نام الہام اور وحی
ہے اور قانونِ قدرت بھی یہی چاہتا ہے کہ جیسے پہلے دو مواضع مین عقل ناتمام کو دو رفیق میسر آگئے ہین تیسرے موضع مین بھی میسر آیا ہو

ہریک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض اور تدبر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علماء سے ہوتے رہے غرض جہاں تک طاقت بشری ہے ہریک طور کی کوشش اور جان فشانی اظہار حق کے لئے کی گئی بالآخر ان تمام تحقیقاتوں سے یہہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جسکا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جسکے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں جسکے عقائد ایسے

بقیہ حاشیہ نمبر ۴ کیونکہ قوانین فطرتیہ میں اختلاف نہیں ہو سکتا بالخصوص جبکہ خدا نے دنیا کے علوم اور فنون میں کہ جنکے نقصان اور سہو اور خطا میں چندان حرج بھی نہیں انسان کو ناقص رکھنا نہیں چاہا تو اس صورت میں خدا کی نسبت یہہ بڑی بدگمانی ہوگی جو ایسا خیال کیا جاوے جو اس نے ان امور کی معرفت تامہ کے بارے میں کہ جن پر کامل یقین رکھنا نجات اخروی کی شرط ہے اور جنکی نسبت شک کرنے سے جہنم ابدی طیار ہے انسان کو ناقص رکھنا چاہا ہے اور اسکے علم اخروی کو صرف ایسے ایسے ناقص خیالات پر ختم کر دیا ہے کہ جن کی محض اٹکلوں پر ہی ساری بنیاد ہے اور ایسا ذریعہ اسکے لئے کوئی بھی مقرر نہیں کیا کہ جو شہادت واقعہ دیکر اسکے دل کو یہہ تسلی اور تشفی بخشے کہ وہ اصول نجات کہ جنکا ہونا عقل بطور قیاس اور اٹکل کے تجویز کرتی ہے وہ حقیقت میں موجود ہی ہیں اور جس ضرورت کو عقل قایم کرتی ہے وہ فرضی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی ضرورت ہے۔ اب جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ الٰہیات میں یقین کامل صرف الہام ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے اور انسان کو اپنی نجات کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور خود بغیر یقین کامل کے ایمان سلامت لیجانا مشکل۔ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان کو الہام کی ضرورت ہے اور اس جگہ یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ ہریک الہام الٰہی یقین دلانے کے لئے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اس اعلیٰ درجہ یقین کی بنیاد ڈالی کہ بس حد ہی کر دی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ پہلے جتنے الہام خدا کی طرف سے نازل ہوئے وہ صرف شہادت واقعہ کی ادا کرتے رہے اور انکی ساری طرز منقولات کی طرز تھی اور اسی باعث سے وہ آخر میں بگڑ گئے اور خود غرضوں اور خود پرستوں نے کچھ کا کچھ سمجھ لیا لیکن قرآن شریف کی تعلیم نے عقل کا بھی سارا بوجھ آپ ہی اٹھا لیا اور انسان کو ہریک طرح کی مشکلات سے خلاصی بخشی آپ ہی مخبر صادق ہو کر الٰہیات کے واقعات کی خبر دی اور پھر آپ ہی عقلی طور پر اس خبر کو بپایہ ثبوت پہنچایا جو شخص دیکھے اسے معلوم ہو کہ قرآن شریف میں دو امر کا التزام اول سے آخر تک پایا جاتا ہے ایک عقلی وجوہ اور دوسری الہامی شہادت یہہ دونوں امر فرقان مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں عقلی وجوہ کی جو نہر ہے وہ یہہ ظاہر کرتی گئی ہے کہ یہہ امر ایسا ہونا چاہیئے اور جو اسکے مقابلہ پر الہامی شہادت کی نہر ہے وہ بزرگ اور راستباز مخبر کی طرح

کامل اور مستحکم ہین جو براہینِ قویہ اُنکی صداقت پر شاہد ناطق ہین جس کے احکام حق محض پہ قائم ہین جس کی تعلیمات ہریک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہین جس مین توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس مین یہہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیّتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دہبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باریتعالی پر نہین لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہین چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اُسکی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہریک اصول کی حقیّت پر دلائلِ واضح بیان کر کے مرتبہٗ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیان اور ناپاکیان اور خلل اور فساد لوگون کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال مین پڑے ہوئے ہین اُن تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جنکا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر ایک فساد کی اُسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اُس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکامِ قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اُسکے نقصان کا جبر کرنے والا ہے لیکن دوسری کتابین جو الہامی کہلاتی ہین جب اُنکی حالتِ موجودہ کو دیکھا گیا تو بخوبی ثابت ہوگیا جو وہ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۴

یہہ دلون کو تسلی بخشی گئی ہے کہ واقعہ مین بھی ایسا ہی ہے اور طرزِ فرقانی سے جو طالبِ حق کو حق کے معلوم کرنے مین آسانی ہے وہ بھی ظاہر ہے کیونکہ پڑھنے والا فرقانِ مجید کا ساتھہ ساتھہ دلائلِ عقلی کو بھی معلوم کرتا جاتا ہے ایسے دلائل کہ جس سے زیادہ تر محکم دلائل کسی دفترِ فلسفی مین مرقوم نہین جیسا کہ ہم اِس دعوی کو اسی کتاب کی فصل اوّل مین ثابت کرینگے اور پھر دوسری طرف الہامِ الٰہی سے شہادتِ واقعہ پاکر اعلیٰ درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اور یہہ سب کچھہ اُسکو مفت ملتا ہے جو دوسرے شخص کو ساری عُمر کی مغز خواری اور جان کنی سے بھی نہین مل سکتا پس ثابت ہوا کہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناختِ اصولِ حقّہ کا اور اُن سب عقائد کا کہ جنکے علمِ یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے صرف قرآنِ شریف ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ منہ

سب کتابیں اُن صفاتِ کاملہ سے بالکُل خالی اور عاری ہیں اور خدا کی ذات اور صفات کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں اُن میں پائی جاتی ہیں اور مُقلد اُن کتابوں کے عجیب عجیب عقائد کے پابند ہو رہے ہیں کوئی فرقہ اُن میں سے خُدا کو خالق اور قادر ہونے سے جواب دے رہا ہے اور قدیم اور خود بخود ہونے میں اسکا بھائی اور حصہ دار بن بیٹھا ہے اور کوئی بُتوں اور مورتوں اور دیوتوں کو اسکے کارخانہ میں دخیل اور اُسکی سلطنت کا مدار المہام سمجھ رہا ہے کوئی اُسکے لئے بیٹے اور بیٹیاں اور پوتے اور پوتیاں تراش رہا ہے اور کوئی خود اسی کو مچھ اور کچھ کا جنم دے رہا ہے غرض ایک دوسرے سے بڑھکر اُس ذاتِ کامل کو ایسا خیال کر رہے ہیں کہ گویا وہ نہائت ہی بدنصیب ہے کہ جس کمالِ تام کو اُسکے لئے عقل چاہتی تھی وہ اُسکو میسر نہ ہوا اب اے بھائیو خلاصہ کلام یہہ ہے کہ جب میں نے ایسے ایسے باطل عقائد میں لوگوں کو مبتلا دیکھا اور اس درجہ کی گمراہی میں پایا کہ جسکو دیکھکر جی پگھل آیا اور دل اور بدن کانپ اُٹھا تو میں نے اُنکی رہنمائی کے لئے اس کتاب کا تالیف کرنا اپنے نفس پر ایک حقِ واجب اور دینِ لازم دیکھا جو بجز ادا کرنے کے ساقط نہ ہوگا چنانچہ مسودہ اس کتاب کا خُدا کے فضل اور کرم سے تھوڑے ہی دنوں میں اور ایک قلیل بلکہ اقل مُدت میں جو عادت سے باہر تھی طیار ہوگیا اور حقیقت میں یہہ کتاب طالبانِ حق کو ایک بشارت اور مُنکرانِ دینِ اسلام پر ایک حُجتِ الہی ہے کہ جسکا جواب قیامت تک اُن سے میسر نہیں آسکتا اور اسی وجہ سے اسکے ساتھ ایک اشتہار بھی انعامی دس ہزار روپیہ کا شامل کیا گیا کہ تا ہر یک مُنکر اور معاند پر جو اسلام کی حقیت سے انکاری ہے اتمام حُجت ہو اور اپنے باطل خیال اور جھوٹے اعتقاد پر مغرور اور فریفتہ نہ رہے۔

بیا اے طلبگارِ صدق و صواب بخوان از سر خوض و فکر این کتاب
گرت بر کتابم فتد یک نگاہ بدانی کہ تا جنت این ست راہ
مگر شرطِ انصاف و حق پروریست کہ انصاف مفتاح دانشوریست

دو چیز ست چوبانِ دنیا و دین — دلِ روشن و دیدۂ دور بین

کسے کو خرد دارد و نیز داد — نخواہد مگر راہ صدق و سداد

نہ پیچد سر از آنچہ پاک ست و راست — نتابد رخ از آنچہ حق و بجاست

چو بیند سخن را ز حق پرورے — دگر در سخن کم کند داورے

الا ایکہ خواہی نجات از خدا — بقصدِ نجات از درِ حق درآ

بحق گرد و حق را بخاطر نشان — منہ دل بباطل چو کژ خاطران

مشو عاشقِ زشت رو زینہار — وگر خوب گم گردد از روزگار

زمین از زراعت تہی داشتن — بہ از تخم خار و خسک کاشتن

اگر گردوت دیدۂ عقل باز — بجوئی رہِ حق ز عجز و نیاز

طلبگار گردی بصدقِ دلی — بخواب اندر اندیشۂ ہم نگسلی

نگیری دمے استراحت ازان — مگر چون ز حق باز یابی نشان

اجل بر سرت ہستی ات چون حباب — تو زین سان سر اندر نہادہ بخواب

بآبا و اجداد پیشین نگر — کہ چون در گذشتند زین رہگذر

بیادت نماندست انجامِ شان — فراموش کردی در اندک زمان

خودت با اجل چیست از مکر و بند — چہ دیوار داری کشیدہ بلند

چو ناگہ نہنگِ اجل در کشد — چرا آدمی این چنین سر کشد

بدنیائے دون دل مبند ایجوان — تماشائے آن بگذرد ناگہان

بدنیا کسے جاودانہ نماند — بیک رنگ وضعِ زمانہ نماند

بدستِ خود از حالتِ دردناک — سپردیم بسیار کس را بخاک

چو خود دفن کردیم خلقے کثیر — چرا یاد ناریم روزِ اخیر

ز خاطر چرا یادِ شان افگنیم — نہ ما آہنِ جسم و روئین تنیم

بترس اے معاند ز قہرِ خدا — کہ سخت ست قہرِ خداوندِ ما

بناکردنِ ترسِ پروردگار — بسا شہر ویران شدند و دیار

ازان بے ہراسان نشانے نماند — نشانی چہ یک استخوانے نماند

ہمہ زیرکی در ہراسیدن ست — وگرنہ بلا بر بلا دیدن ست

بناپاکی و خُبث ہا زیستن — بہ از این چنین زیست نازیستن

بیا و بنہ سوئے انصاف گام — ز کین توبہ کردن چرا شد حرام

یقین دان کہ قولم ز حق پروریست — نہ لاف و گزاف ست و نے سرسریست

بہر مذہبے غور کردم بسے — شنیدم بدل حُجّتِ ہر کسے

بخواندم ز ہر ملّتے دفترے — بدیدم ز ہر قوم دانشورے

ہم از کودکی سوئے این تاختم — درین شُغل خود را بینداختم

جوانی ہمہ اندرین باختم — دل از غیرِ این کار پرداختم

بماندم درین غم زمانِ دراز — نُخفتم ز فکرش شبانِ دراز

نگہ کردم از روئے صدق و سداد — بترسِ خُدا و بعدل و داد

چو اسلام دینے قوی و متین | ندیدم کہ برمنبعش آفرین
چنان دارد این دین صفا بخش شیر | کہ حاسد بہ بیند در روئے خویش
نماید ازان گونہ راہِ صفا | کہ گردد بصد قش خرد رہنما
ہمہ حکمت آموزد و عقل وداد | رہاند زہر نوعِ جہل و فساد
ندارد دگر مثلِ خود در بلاد | خلافش طریقے کہ مثلش مباد
اصولش کہ ہست آن مدارِ نجات | چو خورشید تابد بصدق و ثبات
اصولِ دگر کیشہا ہم عیان | نہ چیزے کہ پوشیدنش مے توان
اگر نا مسلمان خبر داشتے | بجان جنسِ اسلام بگذاشتے
محمدؐ ہمین نقش نورِ خداست | کہ ہرگز جنوئے بگیتی نخاست
تہی بود از راستی ہر دیار | بکردار آن شب کہ تاریک و تار
خدائیش فرستاد و حق گسترید | زمین را بدان مقدمے جان دمید
نہالیست از باغ قدس و کمال | ہمہ آلِ او ہمچو گلہائے آل

دوم یہہ امر بہی قابلِ گذارش ہے کہ اگر کوئی صاحب برطبق شرائط مندرجۂ اشتہار کے جواب اس کتاب کا لکہنا چاہین تو اُن پر لازم ہوگا کہ جیسا کہ اشتہار مین قرار پا چُکا ہے دونون طور پر جواب تحریر فرما دین یعنے بغرض مقابلہ دلائلِ فرقان مجید کے اپنی کتاب کی دلائل بہی پیش کرین اور ہماری دلائل کو بہی توڑ کر دکہلاوین اور اگر اپنی کتاب کی دلائل بالمقابل پیش نہین کرینگے اور صرف ہماری دلائل کی جرح قدح کی طرف متوجہ ہونگے تو اس سے یہہ

سمجھا جائیگا کہ وہ اپنی کتاب کی دلائل حقیت کے پیش کرنے سے بکلّی عاجز ہین اور یہہ بات واضح رہے کہ ہم بدل
خواہشمند ہین کہ اگر کسی صاحب کو اس بات مین ہم سے اتفاق رائے نہ ہو جو فرقانِ مجید حقیقت مین خدا کی کتاب اور
سب الٰہی کتابون سے افضل اور اعلیٰ ہے اور اپنی حقانیت کے ثبوت مین بے مثل و مانند ہے تو وہ اپنے اس خیال
کی تائید مین ضرور کچھہ قلم زنی کرین اور ہم سچ سچ کہتے ہین جو ہم انکی اس تکلیف کشی سے نہائیت ہی ممنون ہونگے
کیونکہ ہم ہر چند سوچتے ہین کہ ہم کیونکر عامۂ خلائق پر یہہ بات ظاہر کر دین کہ جو جو فضائل اور خوبیان قرآنِ مجید
کو حاصل ہین یا جن جن دلائل اور براہینِ قاطعہ سے قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا ثابت ہے وہ فضیلتین اور وہ ثبوت
دوسری کتابون کے لئے ہرگز حاصل نہین تو بعد بہت سی سوچ کے ہمکو اس سے بہتر اور کوئی تدبیر معلوم نہین
ہوتی کہ کوئی صاحب اُن وجوہات اور اُن ثبوتون کو جو ہم نے قرآنِ مجید کی حقیت اور افضلیت پر لکھی ہین اپنی
کتاب کی نسبت دعویٰ کر کے کوئی رسالہ شایع کرے اور اگر ایسا ہوا اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو تو پھر آفتاب صداقت
اور بزرگی قرآنِ شریف کا ہر یک ضعیف البصر پر بھی ظاہر ہو جائیگا اور آئندہ کوئی سادہ لوح مخالفین کے بہکانے
مین نہین آویگا اور اگر اس کتاب کے ردّ لکھنے والا کوئی ایسا شخص ہو جو کسی کتابِ الہامی کا پابند نہین جیسے
برہمو سماج والے ہین تو اُس پر صرف یہی واجب ہوگا جو ہماری سب دلائل کو نمبروار توڑ کر دکھلاوے اور اپنے مخالفانہ
خیالات کو بمقابلہ ہمارے عقائد کے عقلی دلائل سے ثابت کر کے دکھلاوے پس اگر کوئی ایسا شخص بھی اُٹھا تو اُسکی
عبرت انگیز تحریرات سے بھی لوگون کو بڑا فائدہ ہوگا اور جو صاحبان برہمو سماج ہمیشہ عقل عقل کرتے ہین اُنکی عقل کا
بھی قصہ پاک ہو جائیگا غرض ہم یقیناً جانتے ہین جو ہماری کتاب کی اُسی دن پوری پوری تاثیر ہوگی اور اُسی وقت
اُسکا ٹھیک ٹھیک قدر بھی معلوم ہوگا کہ جب بمقابلہ اُسکی حقانیت کی دلائل کے کوئی صاحب اپنی کتاب کی بھی دلائل
پیش کرینگے یا اس زمانہ کے آزاد مشربون کی طرح صرف اپنے خود تراشیدہ عقائد پر وجوہات دکھلائینگے کیونکہ ہر یک چیز

کا قدر و منزلت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے اور پھول کی خوبی اور لطافت تب ہی ظاہر ہوتی ہے کہ جب خار بھی اُسکے پہلو مین ہو۔

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ — کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد — کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را

روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی — واز جہالت ہاست عزّ و فر عقل تام را

حُجتِ صادق ز نقض و قدح روشن تر شود — عُذرِ نامعقول ثابت میکند الزام را

اور اِس جگہہ یہہ بہی التماس ہے کہ جو صاحب ردّ لکہنے کی طرف مُتوجہ ہون وہ اِس بات کو یاد رکہین کہ اگر اظہارِ حق منظور ہے اور انصاف مدِ نظر ہے اور پورا کرنا شرط اشتہار کا مقصود خاطر ہے تو ہماری دلائل کو اپنی کتاب مین تمام و کمال نقل کرین اور نمبروار جواب دین اِس طرح پر کہ اوّل ہماری دلیل کو بالفاظہٖ درج فرماوین اور پھر اُسکا جواب بہ تصریح لکہین کہ جس مین کسی طرح کا اجمال اور اہمال نہ ہو کہ تا ہر یک مُنصف پر نظر ڈالتے ہی روشن ہو جائے کہ جواب ادا ہو گیا یا نہین کیونکہ خُلاصون مین پوری پوری کیفیت استدلال کی معلوم نہین ہو سکتی اور بہت سے ایسے مطالب ہوتے ہین کہ بر وقت اختصار کے معاندین کے خائنانہ تصرفات سے یا اُنکی جہالت اور سادہ لوحی سے فوت ہو جاتے ہین بلکہ بسا اوقات حذف و اسقاط سے اصل مدعا شخص مدلّل کا کچہہ کا کچہہ بن جاتا ہے پہر ایسی حالت مین یہہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے جو ناظرین اُس کتاب کے کہ جن کے پاس فریقِ ثانی کی کتاب موجود نہین کسی بات کو صحیح طور پر سمجہہ سکین یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پا وین پس چونکہ یہہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس مین بہ نیّت اتمام حُجت کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور تدلیس کو استعمال مین لانا ایک بیجا اور بے سود

چالاکی ہے لہذا بجمال تاکید لکھا جاتا ہے کہ صفائی اسی مین ہے اور صرف اسی حالت مین کوئی ردّ لکھنے والا شرائط اشتہار سے استفادہ اُٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے مُنہہ سے نکلی ہے اور جو طرزِ عبارت ہماری کتاب مین مندرج ہے وہ سب کامل طور پر بترتیبہ و بالفاظہٖ بیان کرے۔

سوم یہہ امر بہی ہر یک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اِس کتاب مین جسقدر دلائلِ حقیتِ قُرآنِ مجید اور براہینِ صدقِ رسالتِ حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم لکہی ہین یا جو فضائل اور محاسن قُرآن شریف کے اور آیاتِ بیّنات منجانب اللہ ہونے اُس کتاب کے کتاب ہذا مین درج کئے ہین یا جس طور کا اُسکی نسبت کوئی دعوی کیا ہے وہ سب دلائل وغیرہ اُسی مُقدّس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہین یعنے دعوی بہی وُہی لکہا ہے جو کتابِ ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بہی وُہی لکہی ہے جو اُسی پاک کتاب نے اُسکی طرف اشارہ فرمایا ہے نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکہی ہے اور نہ کوئی دعوی کیا ہے چنانچہ جابجا وہ سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہین درج کرتے گئے ہین پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچہہ اپنی کتاب کے مُتعلق لکہنا چاہین یا کوئی دعوی کرین تو اُن پر بہی لازم ہے جو بپابندی اِسی طریق معہود ہمارے کے کاربند ہون یعنی وُہی دعوی اور وُہی دلیل نفس کتاب اور اُصول کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کرین جو اُنکی کتاب مین مندرج ہو اور اِس جگہہ یہہ بہی یاد رکہین کہ دلیل سے مُراد ہماری عقلی دلیل ہے کہ جسکو معقول لوگ اپنے مطالب کے اثبات مین پیش کیا کرتے ہین کوئی کتہا یا قصّہ یا کہانی مُراد نہین ہے غرض ہر یک باب مین عقلی دلیل جو کتابِ الہامی مین درج ہو دکہلاوین اور صرف اپنے ہی خیال سے کوئی قیاسی امر بیان کرنا کہ جسکا کوئی اصل صحیح کتاب مین نہین پایا جاتا روا نہ رکہین کیونکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ ربّانی کتاب کا یہہ آپ ذمّہ ہے کہ اپنے الہامی ہونیکے بارے مین جو جو دعوی کرنا واجب ہے وہ آپ کرے اور اُسکی دلائل بہی آپ لکہے اور

ایسا ہی اپنے اصولوں کی حقیت کو آپ دلائلِ واضحہ سے بپایۂ صداقت پہنچاوے نہ یہہ کہ کتابِ الہامی اپنا دعویٰ پیش کرنے اور اسکا ثبوت دینے سے قطعاً ساکت ہو اور اپنے اصولوں کی وجوہِ صداقت پیش کرنے سے بہی بکلّی سکوت اختیار کرے اور کوئی دوسرا اُٹھہ کر اُسکی وکالت کرنا چاہے * پس بخوبی یاد خاطر رہے کہ جو صاحب بغرض اثبات حقانیت اپنی کتاب اور اپنے اُصول کے کوئی ایسا دعویٰ یا دلیل پیش کہینگے کہ جسکو اُنکی الہامی کتاب نے پیش نہین کیا تو یہہ فعل اُنکا اِس امر پر شہادتِ قاطعہ ہوگا جو کتابِ مقبولہ اُنکی کہ جسکو وہ الہامی خیال کر رہے ہین

---

* **حاشیہ نمبر ۵** الہامی کتاب کا اپنے اُصول کی سچائی پر آپ دلائل بیان کرنا اِس وجہ سے بہی ضروری ہے کہ الہامی کتاب کا صرف یہہ منصب نہین ہے کہ اُس سے کوئی شخص طوطے کی طرح چند غیر معقول اور مجہول الکیفیت باتین سیکہہ کر اپنے دل مین سمجہہ بیٹہے کہ بس اب مین نجات پاگیا بلکہ عُمدہ کام الہامی کتاب کا تو یہی ہے کہ دلائلِ عقلیہ بتلا کر اُس لازوال مرتبۂ یقین تک پہنچاوے جو کسی وسوسہ انداز کے وسوسہ ڈالنے سے زائل نہ ہوسکے تا اُس کامل یقین کی برکت سے سارے اعمال اور اقوال اور عقائد ایماندار کے درست ہوجائین اور ناراستی کو حقیقت مین ناراستی سمجہہ کر اور کجی کو حقیقت مین کجی سمجہہ کر حقیقی تقویٰ کی صفت سے مُتّصف ہوجائے کیونکہ جب تک انسان جہالت کے دوزخ مین پڑا ہوا ہے اور بجز ایمان تقلیدی کے کہ جس پر باعثِ غفلت اور لاپروائی اور غلبہ حُبِّ دُنیا کے پورا پورا اُسے یقین بہی نہین رہا اور کسی طرح کی عقلی بصیرت اُسکو حاصل نہین تو وہ بڑی خطرہ کی حالت مین ہوتا ہے اور اُسکے حسبِ حال یہہ آیت قُرآن شریف کی ہے **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا** (سورہ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵) یعنے جو شخص اِس جہان مین اندھا ہے وہ اُس دوسرے جہان مین بہی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر۔ پس جو کتاب اپنی حقیت اور اپنے اُصول کی حقیت کو ثابت کرکے نہین دکہلاتی وہ انسان پر حقیقی سعادت کا دروازہ نہین کہولتی اور نہ اُسکو عقل اور علم مین ترقی بخشتی ہے بلکہ ترقیات سے روکتی ہے اور مُردے کی طرح صرف تقلید کے گڑہے مین ڈالنا چاہتی ہے کہ جس مین وہ نہ دیکہے نہ سُنے نہ سمجہے اور جو شخص ایسی کتابوں کا پیرو ہوتا ہے وہ عقل اور قیاس اور نظر اور فکر سے کچہہ سروکار نہین رکہتا بلکہ محض قصّوں اور کہانیوں پر بہروسہ کر بیٹہتا ہے اور حقائق امور کی تہہ کو نہین پہنچتا اور تدبر اور تفکر کی قوت کو بالکُل بیکار چہوڑ کر اور اُن تمام استعدادوں کو جو اُسکے نفس مین مخزون اور مودع ہین دانستہ تلف کرکے رفتہ رفتہ حیواناتِ لایعقل سے بہی پرلے پار ہوجاتا ہے اور بالآخر طریقۂ عقل اور قیاس اور فکر اور ادراک سے کہ جس سے انسان کی تمام انسانیت وابستہ ہے بالکُل بیگانہ اور ناآشنا ہوکر ایک ایسا مسلوب الحواس بن جاتا ہے کہ پہر

ایفا مضمون اِس شرط سے قاصر ہے۔

چہارم بخدمت جملہ صاحبان یہہ بہی عرض ہے کہ یہہ کتاب کمال تہذیب اور رعائیت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اِسمین کوئی ایسا لفظ نہین کہ جس مین کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسرِ شان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتًا یا کنایتًا اختیار کرنا خبثِ عظیم سمجہتے ہین اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہین سو اسی طرح ہریک اپنے شریف مخاطب کو اِس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ اُنکی کوششین بہی اِس بارے

بقیہ حاشیہ نمبر ۵

لائق ہی نہین رہتا کہ اُسکو انسان کہا جائے اور اُسمین یہہ قابلیت ہی نہین رہتی جو عقلی طور پر حق اور باطل مین تمیز کر سکے اور اُسپر وہ تمثیل خوب صادق آتی ہے جو فرقانِ مجید مین مذکور ہے۔ **لھم قلوبٌ لا یفقھون بھا ولھم اعینٌ لا یبصرون بھا ولھم آذانٌ لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل** (سورہ عراف سیپارہ ۹) یعنے وہ لوگ جو صرف باپ دادے کی تقلید پر چلنے والے ہین وہ دل تو رکہتے ہین پر دلون سے سمجہنے کا کام نہین لیتے اور اُنکی آنکہین بہی ہین پر آنکہون کو دیکہنے سے معطل چہوڑا ہوا ہے اور کان بہی رکہتے ہین پر وہ بہی بیکار پڑے ہوئے ہین یہہ لوگ چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بہی گئے گذرے غرض کلام الٰہی کا یہہ نہایت عمدہ کام ہے کہ جو جو طاقتین اور قوتین انسان کی فطرت مین ڈالی گئی ہین اُنکو بطور اصلح اور انسب کے استعمال مین لانیکی تاکید کرے تا کوئی قوت اور طاقت جو عین حکمت اور مصلحت سے انسان کو عطا کی گئی تہی ضایع نہو جائے یا بطور افراط یا تفریط کے استعمال مین نہ لائی جائے اور منجملہ اُن سب طاقتون کے ایک عقل ہی طاقت ہے کہ جسکی تکمیل مین شرف انسان کا ہے اور جسکے ٹہیک ٹہیک استعمال مین لانیسے انسان حقیقی طور پر انسان بنتا ہے اور اپنے کمال مطلوب کو پہنچتا ہے اور وہی ایک آلہ انسان کے ہاتہہ مین ہے جو لے انتہا ترقیات کے حاصل کرنیکے لئے عام طور پر اُسکو دیا گیا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر الہامی کتاب اُس آلہ کی ممد اور معاون اور محافظ نہو بلکہ یہہ تعلیم دے جو اس آلہ کو بالکل معطل چہوڑ دینا چاہیے تو ایسی کتاب بجائے اِسکے جو انسان کی فطرتی طاقتون کو وضع استقامت پر چلاوے خود اُن طاقتون کو وضع استقامت پر چلنے سے روکیگی اور بجائے اِسکے جو کچہہ یاری اور مددگاری کرے خود رہزن اور مضلّ بن جائیگی اور جو کچہہ اُسکے ذریعہ سے سیکہا اور سمجہا یا جائیگا وہ ایسی شے نہ ہوگی کہ جسکو علم اور حکمت کہا جاوے بلکہ صرف خام طمع اور غیر معقول اعتقادون اور بیجا ہوسون اور قصّون اور کہانیون کا ذخیرہ ہوگا اور مقلد اُسکا سودائیون اور وہمیون کی طرح بغیر بونے کے کاٹنے کی اُمید رکہیگا پس ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کہ جسکے اُصولون کی سرسبزی عقل کی بیخ کنی پر موقوف ہے انسان کو کسی نوع کی بہلائی نہین پہنچا سکتی۔ منہ

مین مصروف رہنی چاہئیں کہ تمام تحریریں اُنکی اسطرح بلکہ کچھہ تحریر کرین جیساکہ مُہذب اشخاص کے لائق ہے سراسر تہذیب پر مبنی ہو اور ادبانہ کلام اور ہجو اور ہتک مقدسین اور رسولون اور نبیون سے بُکلی پاک ہو یہہ منصب تالیفات مذہبی کا بڑا نازک منصب ہے اور اس مین عنانِ حکومت صرف ایک ہی شخص کے ہاتہہ مین نہین ہوتی بلکہ ہر ایک حُسن اور قُبح مین فرق کرنے والے اور منصف اور متعصب اور مفسد اور حق گو پہچاننے والے پیچھے لگے ہوئے ہین ایسے شریف لوگ ہر ایک قوم مین کم و بیش موجود ہوتے ہین جو مفسدانہ اور غیر مُہذب تقریرون کو بالطبع پسند نہین کرتے اور مختلف فرقون کے بزرگ ہادیون کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہین اور فی الواقع سچ بہی ہے کہ جن مقدسون کو خدا نے اپنی خاص مصلحت اور ذاتی ارادہ سے مُقتدا اور پیشوا قومون کا بنایا اور جن روشن جوہرون کو اُس نے دُنیا پر چمکا کر ایک عالم کو اُنکے ہاتہہ سے نورِ خدا پرستی اور توحید کا بخشا جنکی پُرزور تعلیمات سے شرک اور مخلوق پرستی جو اُم الخبائث ہے اکثر حصون زمین سے معدوم ہو گئی اور درخت ذکر و حدانیتِ الٰہی کا جو سوکھ گیا تہا پہر سرسبز اور شاداب اور خوشحال ہو گیا اور عمارت خدا پرستی کی جو گر پڑی تہی پہر اپنے مضبوط چٹان پر بنائی گئی جن مقبولون کو خدا نے اپنے خاص سایہ عاطفت مین لیکر ایسے عجائب طور پر تائید کی کہ وہ کروڑون مخالفون سے نہ ڈرے اور نہ تہکے اور نہ گھٹے اور نہ اُنکی کارروائیون مین کچھہ تنزل ہوا اور نہ اُن پر کچھہ بلا آئی جب تک کہ اُنہون نے راستی کو ہر ایک موذی سے امن مین رکہکر زمین پر قائم نہ کر لیا ایسے مقبولان الٰہی کی نسبت زبان درازی کرنا نہایت درجہ کی ناپاکی اور نا اہلی اور ہٹ دہرمی ہے۔

ہر کہ تُف افگند بہ مہر منیر | ہم بروئش فتد تُفِ تحقیر
تا قیامت تُف ست بر رویش | قُدسیان دور تر زبد بوئش

اور جو کچھہ مین اس مقام مین ادب اور حفظ لسان کے بارے مین نصیحت کر رہا ہون یہہ بلا وجہ اور بلا خاص معنے کے

نہین اِس وقت میرے ذہن مین کئی ایک ایسے لوگ حاضر ہین کہ جو انبیا اور رسولون کی تحقیر کرکے ایسا خیال کرتے ہین کہ گویا ایک بڑے ثواب کا کام کررہے ہین اور ایسے پُر تہذیب فقرے لکھتے ہین کہ جن سے اُن کی طینت کی پاکی خوب ظاہر ہوتی ہے مین نے خوب تحقیق کی ہے کہ اِن نالائق حرکات کے یہی دو باعث ہین کہ جب بعض لوگ حکیمانہ اور معقول کلام کرنے کا مادّہ نہین رکہتے۔ یا جب کسی اہل حق کے الزام اور افحام سے تنگ آجاتے ہین اور رُک جاتے ہین تو پہر وہ اپنی پردہ پوشی اسی مین دیکھتے ہین جو علمی بحث کو ٹہٹّہے اور ہنسی کی طرف منتقل کردین اور اگر کسی اَور طور سے نہین تو اسی طرح سے اپنے ہم مشربون مین نام حاصل کرین پس ایسے لوگون کو جو اپنی قوم کے مُعلّم اور اتالیق بن بیٹھتے ہین بغرض حفاظت اُس کُلاہ فضیلت کے بات بات مین ضدیت کرنی پڑتی ہے اور عوام لوگون سے کچہہ بڑہکر مادّہ تعصّب کا دکہلانا پڑتا ہے اور اگر سچ پوچہو تو ایسون پر کچہہ افسوس بہی نہین کیونکہ جہالت اور تعصب نے چارون طرف سے اُنکو گہیرا ہوا ہوتا ہے نہ خدا کا کچہہ خوف ہوتا ہے اور نہ ایمان اور حق اور راستی کی کچہہ پروا ہوتی ہے اور جیفہ دُنیا پر مرے جاتے ہین تو پہر جب کہ اُنکو خدا سے کچہہ غرض ہی نہین اور حیا سے اور شرم سے کچہہ کام ہی نہین اور سچ کا قبول کرنا کسی طور سے منظور ہی نہین تو اس حالت مین اگر وہ اوباشانہ باتین نہ کرین تو اَور کیا کرین اور اگر زبان درازی ظاہر نہ کرین تو اُنکے ظرف مین اَور کیا ہے جو ظاہر کرین اگر بولین تو کیا بولین اگر لکہین تو کیا لکہین عیسائیون مین باستثنا اُن لوگون کے کہ جنکو تہذیب اور تحقیق سے کچہہ غرض نہین ✝ اِس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور مُنصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہین کہ جنہون نے

✝ **حاشیہ نمبر ۶** اِس اعتراض سے عوام مسیحی بہی خالی نہین کہ علاوہ اُس ذاتی بُغض کے جو اُنکو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دلون مین بہرا ہوا ہے باقی تمام نبیون کی عزت اور تعظیم بہی بجز ایک ذات حضرت مسیح علیہ السلام کے جیسا کہ لائق ہے ہرگز نہین کرتے بلکہ جب ہی سے کہ ایک شخص اصطباغ پاکر حضرت عیسیٰ کو خدا کا خاص فرزند خیال کرتا ہے اُسی دم سے اَور نبیون کی نسبت اُسکی

دلی انصاف سے عظمت شانِ اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب مین مخلوط ہوجانا اپنی تصنیفات مین بڑی شدّ و مدسے بیان کیا ہے مگر افسوس کہ یہہ انصاف ہمارے ہم وطنون آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے اس قوم کو تعصّب نے اِسقدر گھیرا ہے کہ انبیاء کا ادب سے نام لینا بہی ایک پاپ سمجہتے ہین اور تمام انبیا کی کسر شان کرکے اور سب کو مُفتری اور جعلساز ٹہرا کر یہہ دعوی بلادلیل پیش کرتے ہین کہ ایک وید ہی خُدا کی کلام ہے جو ہمارے بزرگون پر نازل ہوئی تہی اور باقی سب الہامی کتابین

بقیّہ حاشیہ نمبر ۶ زُبان کہل جاتی ہے خصوصاً ایسے ایسے فقرون نے اُنکو بہت خراب کر رکہا ہے کہ جیسے یہہ لکہا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے جتنے پہلے نبی آئے وہ سب چور اور ڈاکو تہے مگر یہہ مُتکبرانہ الفاظ کسی حالت مین کسی نیک پاک آدمی کی طرف منسوب نہین ہوسکتے حضرت مسیح تو ایسے خُدا کے مُتواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تہے جو اُنہون نے یہہ بہی روا نہ رکہا جو کوئی اُنکو نیک آدمی کہے پہر کیونکر اُنکی طرف کوئی غرور آمیز لفظ کہ جس مین اپنی شیخی اور دوسرے کی توہین پائی جاتی ہے منسوب کیا جائے بے شک اگر ہم خُدا کے پاک نبیون کو چور اور ڈاکو کہین تو ہم چورون اور ڈاکوؤن سے ہزار درجہ بدتر ہین جن دلون پر خُدا کی کلامِ مُقدّس نازل ہوتی رہی ہے اگر وہ دل مقدّس نہین تہے تو ناپاک کو پاک سے کیا نسبت تہی یہہ نہایت چالاکی ہے جو خُدا کے ستودہ بندون کی شان مین بیجا الفاظ بولے جائین کیا افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنی خودی سے ایک دم باہر نہین نکلتے اور جنہون نے دُنیا سے ایسی ربط بڑہائی اور تعلق پیدا کئے کہ اُنکے دلون مین ہردم دُنیا ہی دُنیا ہے وہ خُدا کے مُقدّس لوگون کو تحقیر سے یاد کرین اے بہائیو! نبیون کا پاک اور کامل اور راستباز ہونا تسلیم کرو تا وہ کتابین بہی پاک ٹہرین جو نبیون پر نازل ہوئین ورنہ جن دلون سے وہ کتابین نکلی ہین اگر وہ دل ہی پاک نہین تو پہر کتابین کیونکر پاک ہوسکتی ہین کیا ممکن ہے جو دہاتورے کے درخت کو انگور کا پہل لگے یا آک کو انجیر جب چشمہ کا پانی صاف ہے تو چشمہ بہی صاف ہی سمجہو اگر وہ لوگ چیدہ اور برگزیدہ اور خُدا کے کامل وفادار بندے نہین تہے تو گویا یہہ خُدا پر بہی اعتراض ٹہرا جو اُسکو جوہر قابل کی شناخت نہین اور نعوذ باللہ یہہ ماننا پڑا جو خُدا بہی بد وضع لوگون کی طرح چورون ڈاکوؤن سے ہی میل ملاپ رکہتا ہے تم آپ ہی سوچو کہ جو لوگ خُدا اور خلقت مین واسطہ ہین اور جو آسمانی نورون کو زمین پر پہیلانے والے ہین وہ کامل چاہیئے یا ناقص اور راستباز چاہیئے یا دروغباز جب علت غائی رسالت اور پیغمبری کی عقائدِ حقّہ اور اعمالِ صالحہ پر قایم کرنا ہے تو پہر اگر اِس علت غائی پر نبی لوگ آپ ہی قایم نہ ہون تو اُنکی کون سُن سکتا ہے اور

جن سے دنیا کو ہزارہا طور کا فائدہ توحید اور معرفت الٰہی کا پہنچا ہے وہ لوگون نے آپ ہی بنالی ہین سو اگرچہ یہہ دعویٰ تو اس کتاب مین ایسا رد کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصہ ہی پاک ہوگیا ہے لیکن اس جگہہ ہمکو یہہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر اِن لوگون کے خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور پڑے ہوئے ہین اور کیسے یہہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو انکی رگ و ریشہ اور تار اور پود مین اثر کر گیا ہے اُن نیک ظنّی کی طاقتون کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تہین اور اُسکی انسانیّت کا

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا ہمکو انکی بات مین اثر ہوگا انکو تو اُمّی لوگ ضرور کہینگے کہ اے حکیمو پہلے تم اپنا ہی علاج کراؤ اور ماسوا اِسکے کیا یہہ انصاف ہے یا تہذیب ہے یا خداترسی مین داخل ہے جو خدا کے پاک نبیون کا نام ایسا تہک اور استخفاف سے لین کہ جیسے کسی ذلیل مذکوری یا چوکیدار کا اور اگر کسی دنیادار کا نام لکہین تو ایک بالشت بہر القاب لکہتے ہی چلے جائین اس سے کم نہین کیا یہہ جائز ہے کہ ایک بقّال دولتمند کی تعظیم کے لئے سر و قد اُٹھہ کہڑے ہون اور جن لوگون کو خدا کی ہمکلامی کی عزت حاصل ہے اور انمین وہ خوبیان ہین جو خدا کو بہا گئی ہین وہ ایسی نظر مین حقیر معلوم ہون جو انکی زبان سے بہی تعظیم نہ کی جائے اگر وہ تمہاری دانست مین حقیر ہین تو پہر انکو نبی کیون مانتے ہو سیدہے ہی کیون نہین کہتے کہ ہمکو انکی نبوّت سے ہی انکار ہے سارا باعث اِن بدگمانیون کا یہہ ہے کہ آپ لوگون کو الہام الٰہی کی حقیقت معلوم نہین اور آپ لوگ ایسا سمجہہ رہے ہین کہ الہام بہی ایک جسمانی خدمت ہے کہ جیسے کسی شخص کو کسی بد انتظام گورنمنٹ سے کوئی عہدہ مثلاً ججی یا تحصیلداری یا رسالداری کا کچہہ دے دلا کر بغیر دریافت چال چلن اور لیاقت کے مل جاتا ہے یا جس مین حکّام کو صرف کام لینے سے مطلب ہوتا ہے اور کچہہ تہوڑی سی معمولی نیک چلنی اور لیاقت دیکہی جاتی ہے کیونکہ وہ عہدہ ہی ایسا ذلیل اور ناچیز ہوتا ہے کہ جس مین کامل دیانتداری اور نیک چلنی اور نیک وضعی کی ضرورت نہین ہوتی لیکن اے بہائیو یہہ آپ لوگون کی کمال غلطی ہے وحی الٰہی وہ خدا کی پاک کلام ہے کہ جس مین منزل علیہ کی طہارت تامہ اور قابلیّت کاملہ شرط ہے کیونکہ جو شخص طرح طرح کے اغشیۂ جسمانی اور اہوئیۂ نفسانی سے محجوب ہے اُسمین اور مبدا پاک مین پرلے درجہ کی دوری واقعہ ہے کہ جس سے وہ قابل افاضہ الہام الٰہی ہرگز نہین ٹہر سکتا پس جب تک ایک نفس کو ہریک قسم کی نالائق باتون سے تنزّہ تام حاصل نہ ہو جائے تب تک وہ نفس قابلیّت فیضان وحی کی پیدا نہین کرتا اور اگر تنزّہ تام کی شرط نہ ہوتی اور قابل اور غیر قابل یکسان ہوتا تو سارا جہان نبی ہوجاتا اور جب تنزّہ تام شرط ہے تو پہر نبیون کو اعلیٰ درجہ کے پاک یقین

زیب و زینت تہین یہ یکبار کہو بیٹھے ہین # جو اُنکے دلون مین یہہ خیال سمایا ہوا ہے جو بجز آریہ دیس کے
اَور جتنے مُلکون مین نبی اور رسول آئے جنہون نے بہت سے لوگون کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر

بقیہ حاشیہ نمبر ۶

کرنا چاہیئے کہ جس سے زیادہ تر پاکی نوع انسان کے لئے متصوّر نہین اگر حضرت داؤد ایسے ہی پاک نہ ہوتے
کہ جیسے حضرتِ مسیح پاک تہے تو ہرگز نبی ہونے کے لائق نہ ٹھہرتے مسیح کو داؤد سے زیادہ پاک اور بہتر سمجہنا یہی
ایک غلط خیال ہے جو باعث سخت ناواقفیت حقیقتِ الہام اور رسالت کے عیسائی لوگون کے دلون مین متمکن
ہوگیا ہے چنانچہ ہم تفصیل اُسکی معہ تمام دلائل کے اپنے موقعہ پر درج کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ اور اِس جگہہ یہہ بہی یاد رہے
کہ ایسے مسیحی کہ جنکا اِس حاشیہ مین ذکر کر رہے ہین ایک طرف تو خدا کے پاک پیغمبرون سے ٹہٹہا ہنسی کرتے ہین
اور دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا تو بنا ہی رکہا ہے مگر علاوہ الوہیّت کے نبوت مین بہی سب نبیون سے افضل اور اعلیٰ
سمجہتے ہین سو واضح رہے کہ یہہ بہی اُنکی ایک دوسری غلطی ہے بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ سب نبیون سے افضل وہ
نبی ہے کہ جو دُنیا کا مُربّیٔ اعظم ہے یعنے وہ شخص کہ جس کے ہاتہہ سے فسادِ اعظم دُنیا کا اصلاح پذیر ہوا جس نے توحیدِ
گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پہر زمین پر قایم کیا جس نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حجّت اور دلیل سے مغلوب کرکے ہریک گمراہ
کے شُبہات مٹائے جس نے ہریک ملحد کے وسواس دور کئے اور سچا سامان نجات کا کہ جس کے لئے کسی بیگناہ کو
پہانسی دینا ضرور نہین اور خدا کو اپنی قدیمی اور ازلی جگہہ سے کہسکا کر کسی عورت کے پیٹ مین ڈالنا کچہہ حاجت نہین
اصولِ حقہ کی تعلیم سے از سرِ نو عطا فرمایا پس اِس دلیل سے کہ اُسکا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اُسکا درجہ اور رتبہ
بہی سب سے زیادہ ہے اب تواریخ بتلاتی ہے کتابِ آسمانی شاہد ہے اور جنکی آنکہین ہین وہ آپ بہی دیکہتے ہین کہ وہ نبی
جو بموجب اِس قاعدہ کے سب نبیون سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم**
ہین جیسا کہ عنقریب اسی کتاب مین یہہ ثبوت آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا۔ منہ

 # حاشیہ نمبر ۷

نیک ظنی انسان مین ایک فطرتی قوّت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو تب تک اُس قوّت کو استعمال
مین لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلاوجہ اُس قوّت کا برتنا چہوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑلے
تو ایسا انسان سودائی یا وہمی یا مجنون یا مسلوب الحواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار کی شیرینی یا روٹی وغیرہ
کو اِس وہم سے کہانا چہوڑ دے کہ کہین حلوائیون یا نان بائیون وغیرہ نے اُن چیزون مین زہر نہ ملا رکہی ہو یا سفر کی
حالت مین ہریک راستہ بتلانے والے پر شک کرے کہ شائد یہہ مجہے دہوکا ہی نہ دیتا ہو یا حجامت کرانے کے وقت
مین حجام سے ڈرے کہ کہین اُسترہ مار کر مجہے قتل ہی نہ کر دے یہہ سب خیال مقدمات جنون اور دیوانگی کے ہین

نکالا اور اکثر ملکون کو نورِ ایمان اور توحید سے منوّر کیا وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے اور سچّی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنون کی وراثت اور اُنہین کے بزرگون کی جاگیرِ خاص ہے اور اس بارے مین خدا نے ہمیشہ کے لئے اُنہین کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریا ہدایت اور رہنمائی کو اُنہین کے چھوٹے سے ملک مین گھیر دیا ہے اور ہمیشہ اُسکو اُنہین کا دیس اور اُنہین کی زبان اور اُنہین مین سے پیغمبر پسند آگئے ہین * اور وہ بہی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۷ اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ایسے ہی خیالات فاسدہ دل مین اُٹھا کرتے ہین اور پہر رفتہ رفتہ پکا سودائی ہوجاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ بغیر معقول وجوہ رکھنے کے بدظنّی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے اور خدا نے قوّت نیک ظنّی کی جو انسان کی فطرت مین ڈال دی تو اُسمین یہہ حکمت ہے جو بنی آدم مین راست گوئی اور راست روشی ہی ایک فطرتی قوّت ہے اور جب تک انسان کسی قاسر سے مجبور نہ ہو نہ جہوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اَور طرح کی بدی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک ظنّی کی قوّت انسان کو عطا نہ کی جاتی تو وہ تمام فوائد جو راستگوئی اور راستروشی کی قوّت کے ذریعہ سے ایک سے دوسرے کو پہنچتے ہین اور جن پر تمام مہمات تمدّن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہین ضائع ہوجاتے اور نفوسِ انسانی جمیع منافع سے جو قوّت مذکور کے استعمال پر مُرتب ہوتے ہین محروم رہ جاتے مثلاً یہہ نیک ظنّی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے آسانی بولنا اور باتین کرنا سیکھہ لیتے ہین اور ماباپ کو ماباپ کرکے جانتے ہین اگر بدظنّی کرتے تو کچھہ بہی نہ سیکھتے اور دل مین کہتے کہ شاید ان سکھانے والون کی کچھہ اپنی ہی غرض ہوگی اور آخر اس بدظنّی سے گنگے ہی رہ جاتے اور والدین کے والدین ہونے مین بہی شک ہی رہتا۔ منہ

* **حاشیہ نمبر ۸** جو حال مین ہندو صاحبان کے ہاتہہ مین وید ہین جنکو وہ رگ اور یجر اور شام اور اتہرون سے موسوم کرتے ہین اور رج اور یجش اور سامن اور اتہر وناہی بولتے ہین اُنکا ٹہیک ٹہیک حال کچھہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تہے کوئی کہتا ہے کہ اگنی اور وایو اور سورج کو یہہ الہام ہوا تہا جو بالکل نامعقول بات ہے اور کسی کا یہہ دعویٰ ہے کہ برہما کے چار مُکھہ سے یہہ چارون وید نکلے تہے اور کسی کی یہہ رائے ہے کہ یہہ الگ الگ رشیون کے اپنے ہی بچن ہین اب ان بیانات مین بہانتک شک ہے کہ کچھہ پتہ نہین ملتا کہ آیا ان اشخاص کا کچھہ خارج مین وجود بہی تہا یا محض فرضی نام ہین اور وید پر نظر کرنے سے تیسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب بہی وید کے جدا جدا منترون پر جدا جدا رشیون کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہین اور اتہرون وید کی نسبت تو اکثر محقق پنڈتون کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا براہمن پستک

صرف تین یا چار کہ جن سے مسئلہ الہام اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ اور عادات قدیمہ الہٰیہ مین داخل ہی نہین ہوسکتا اور امر نبوّت اور وحی کا باعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگون کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہر جاتا ہے اور نیز کروڑ ہا بندگان خدا جو اس ملک سے بے خبر رہے ہا یہہ ملک انکے ملکون سے بے خبر رہا فضل اور رحمت اور ہدایت الٰہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہین اور پہر طرفہ یہہ کہ بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبون کے وہ تین یا چار بہی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوّت پر مامور نہین ہوئے بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملون کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہوگئے اور خدا کو بہرحال انہین پیغمبر بنانا ہی پڑا اور باقی سب لوگون کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا او کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیس سے باہر سکونت رکہنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا اب دیکہنا چاہیئے کہ اس ناپاک اعتقاد مین خدا کے مقبول بندون پر کہ جنہون نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے اس اندہیرے کو دور کیا جو انکے وقت مین دنیا پر چہا رہا تہا کس قدر ناحق بے موجب بدظنی کی گئی ہے اور پہر اپنے پرمیشر پر بہی یہہ بدظنی جو اسکو غافل یا مدہوش یا مخبط الحواس تصور کیا ہے کہ جو اسقدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۸

ہے جو پیچہے سے ویدون کے ساتہہ ملایا گیا ہے اور یہہ رائے سچی ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ رگ وید مین جو سب ویدون کا اصل الاصول اور سب سے زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے صرف رگ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے اور اتہرون وید کا نام تک درج نہین اگر وہ وید ہوتا تو اسکا ہی ضرور ذکر ہوتا پہر یجر وید کے ۲۶-ادہیا مین ہی صاف لکہا ہے کہ وید صرف تین ہی ہین اور ایسا ہی شام وید مین ہی ویدون کا تین ہونا ہی بیان کیا ہے اور منوجی ہی اپنی پستک کے ساتوین ادہیا بالیسون اشلوک مین تین وید ہی تسلیم کرتے ہین اور جوگ لبشسٹ مین جو ہندون مین بڑی متبرک کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو خاص راجہ رام چندر جی کو انکے بزرگ استاد نے دی تہین چار ون ویدون کی نسبت ایسا صاف بیان کیا ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ صرف اتہرون وید کے وید ہونے مین بحث نہین بلکہ سارے ویدون کا یہی حال ہے اور کوئی ان مین سے ایسا نہین جو تغیر اور تبدل اور کمی اور بیشی سے خالی ہو
منہ

بے خبر ہے کہ گو بعد وید کے ہزارہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان آئے اور اندھیریاں چلیں اور رنگارنگ کے فساد برپا ہوئے اور اُسکے راج میں ایک بُری طرح کا گڑبڑ پڑ گیا اور دُنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھہ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھہ ایسا کہسکا کہ پھر نہ آیا گویا اُسکے پاس اُتناہی الہام تہا جو وید میں خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تہا جو پہلے ہی بانٹ چکا اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھہ رہ گیا اور مُنہہ پہ مُہر لگ گئی اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی پھر باطل ہو گئی اور پرمیشر ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بہیجنے سے عاجز ہو گیا + یہہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جس پر

+ حاشیہ نمبر ۹ شاید اس جگہہ کسی کے دل میں یہہ وسوسہ اُٹہے کہ مُسلمانوں کا بہی یہی اعتقاد ہے کہ وحی حضرت آدم سے شروع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو گئی سو اس عقیدہ کے رو سے بہی بعد زمانہ حضرت خاتم الانبیا کے انقطاع وحی کا ہمیشہ کے لئے لازم آیا سو اسکے جواب میں یاد رکہنا چاہیئے جو ہمارا ہندوؤں کی طرح ہرگز یہہ اعتقاد نہیں جو خدا کے پاس اتنی ہی کلام تہی جتنی وہ ظاہر کر چکا بلکہ بموجب اعتقاد اسلام کے خُدا کی کلام اور خدا کا علم اور حکمت مثل ذات اُسکی کے غیر محدود ہے چنانچہ اِس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے **قُل لو کان البحر مداداً لکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی و لو جئنا بمثلہ مددا** (سورہ کہف الجزو ۱۶) یعنے اگر خدا کی کلام کے کہنے کے لئے سمندر کو سیاہی بنایا جائے تو لکہتے لکہتے سمندر ختم ہو جائے اور کلام میں کچھہ کمی نہ ہو گو ویسے ہی اور سمندر بطور مدد کے کام میں لائے جائیں۔ رہی یہہ بات کہ ہم لوگ ختم ہونا وحی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر کن معنوں سے مانتے ہیں سو اسمیں اصل حقیقت یہہ ہے کہ گو کلام الٰہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے لیکن چونکہ وہ مفاسد کہ جنکی اصلاح کے لئے کلام الٰہی نازل ہوتی رہی یا وہ ضرورتیں کہ جنکو الہام ربّانی پورا کرتا رہا ہے وہ قدر محدود سے زیادہ نہیں ہیں اسلئے کلام الٰہی بہی اُسیقدر نازل ہوئی ہے کہ جسقدر بنی آدم کو اُسکی ضرورت تہی اور قرآن شریف ایسے زمانہ میں آیا تہا کہ جسمیں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جنکا پیش آنا ممکن ہے پیش آگئی تہیں یعنے تمام اُمور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تہے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہا کو پہنچ گیا تہا اِس لئے قرآن شریف کی تعلیم بہی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی پس انہیں معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جنکی اصلاح کے لئے الہامی کتابیں آئیں وہ بہی انتہائی درجہ پر

ہریک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اُسی کو اپنا دہرم بناوے مگر تعجب کہ اِس اعتقاد کا ویدوں میں کہیں ذکر تک نہیں اور کوئی شُرتی اُس میں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اشلوک انہیں دنوں میں گہڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے اپنی پُستکوں اور شاستروں میں یہہ بہی لکھہ مارا تہا جو ہمالہ پہاڑ اور کچھہ اشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک ہی نہیں اور اِسی طرح اَور بہی سیکڑوں خام خیالیاں اور وہم پرستیاں کہ جنکا اِس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے اور جو اَب روز بروز دُنیا سے مٹی جاتی ہیں اور علم او

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ نہیں پہنچے تہے اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تہے پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بہی رہتیں پہر بہی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تہا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنے فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا مگر قرآن شریف کے لئے اب یہہ ضرورت درپیش نہیں کہ اُسکے بعد کوئی اَور کتاب بہی آوے کیونکہ کمال کے بعد اَور کوئی درجہ باقی نہیں ہاں اگر یہہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائینگے اور تعلیم توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوےگی یا اگر ساتہہ اُسکے یہہ بہی فرض کیا جائے جو کسی زمانہ میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قایم ہیں وہ بہی بطریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لینگے تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں قرآن شریف کی تعلیم کا محرف مبدل ہونا اِس لئے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** (سورۃ حجر الجزو ۱۴) یعنے اِس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اُسکے محافظ رہیں گے۔ سو تیرہ سو برس سے اِس پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے اب تک قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی اور آئندہ بہی عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اُسمیں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے کیونکہ لاکہوں مسلمان اُسکے حافظ ہیں ہزارہا اُسکی تفسیریں ہیں پانچ وقت اُسکی آیات نمازوں میں پڑہی جاتی ہیں ہر روز اُسکی تلاوت کی جاتی ہے اسی طرح تمام ملکوں میں اُسکا پہیل جانا کروڑہا نسخے اُسکے دُنیا میں موجود ہونا ہر یک قوم کا اُسکی تعلیم سے مطلع ہو جانا یہہ سب اُمور ایسے ہیں کہ جنکے لحاظ سے عقل اِس بات پر قطع واجب کرتی ہے کہ آئندہ بہی کسی نوع کا تغیر اور تبدل قرآن شریف میں واقع ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اور مسلمانوں کا بطریق شرک اختیار کرنا اِس جہت سے ممتنعات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اِس بارے میں بہی پیشین گوئی کر کے آپ فرما دیا ہے۔ **مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ** (سورۃ سبا الجزو ۲۲)

عقل کے حاصل کرنے والے خود ڈھونڈ ڈھونڈ کے ان کو چھوڑتے جاتے ہین انہین دنون مین لکلی تھین پس غضب کی بات ہے کہ جو لوگ اِس تحقیق اور تدقیق کے مالک ہین اور جنکے وید مقدس مین بجز آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ مخلوق چیزون کے خدا کا پتہ بہی مشکل سے ملتا ہے وہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیا کو مفتری ٹھہراوین اور انکے ادوارِ مبارک کو مکر اور فریب کے دور قرار دین اور انکی کامیابیون کو جو تائید الٰہی کے بڑے نمونے ہین بخت اور اتفاق پر حمل کرین اور انکی پاک کتابین جو خدا کی طرف سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ یعنے شرک اور مخلوق پرستی جسقدر دور ہو چکی ہے پہر وہ نہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالیگی اور نہ اُسی پہلی حالت پر عود کر یگی سو اس پیشین گوئی کی صداقت بہی اظہر من الشمس ہے کیونکہ باوجود منقضی ہونے زمانہ دراز کے ابتک اُن قومون اور اُن ملکون مین کہ جن سے مخلوق پرستی معدوم کی گئی تہی پہر شرک اور بت پرستی نے توحید کی جگہہ نہین لی اور آئندہ بہی عقل اس پیشین گوئی کی سچائی پر کامل یقین رکہتی ہے کیونکہ جب اوائل ایام مین کہ مسلمانون کی تعداد بہی قلیل تہی تعلیم توحید مین کچہہ تزلزل واقع نہین ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب کہ جماعت اِس موحد قوم کی بیس کروڑ سے بہی کچہہ زیادہ ہے کیونکر تزلزل ممکن ہے علاوہ اسکے زمانہ بہی وہ آگیا ہے کہ مشرکین کی طبعیتین بباعث متواتر استماع تعلیم فرقانی اور دائمی صحبت اہلِ توحید کے کچہہ کچہہ توحید کی طرف میل کرتی جاتی ہین جدہر دیکہو دلائل وحدانیت کے بہادر سپاہیون کی طرح شرک کے خیالی اور وہمی برجون پر گولہ اندازی کر رہے ہین اور توحید کے قدرتی جوش نے مشرکون کے دلون پر ایک ہل چل ڈال رکہی ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودا ہونا عالی خیال لوگون پر ظاہر ہوتا جاتا ہے اور وحدانیت الٰہی کی پرزور بندوقین شرک کے بدنما جہونپڑون کو اڑاتی جاتی ہین پس ان تمام آثار سے ظاہر ہے کہ اب انواع شرک کا اُن اگلے دنون کی طرح پہیلنا کہ جب تمام دنیا نے مصنوع چیزون کی ٹانگ صانع کی ذات اور صفات مین پہنسا رکہی تہی ممتنع اور محال ہے اور جبکہ فرقانِ مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا یا پہر ساتہہ اُسکے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بہی چہا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے مین بہی امتناع عقلی لازم آیا کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بہی محال ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ ان حضرت حقیقت مین خاتم الرسل ہین منہ

عین ضرورتوں کے وقتوں میں انکو ملیں جن کے ذریعہ سے بڑی اصلاح دنیا کی ہوئی وہ وید کے مضامین مسروقہ خیال کئے جائیں اور تماشا یہہ کہ اب تک یہہ پتہ نہیں دیا گیا کہ کس طور کے سرقہ کا ارتکاب ہوا کیا کسی جگہہ قرآن شریف یا انجیل یا توریت میں وید کی طرح اگنی کی پرستش کا حکم پایا جاتا ہے یا کہیں وایو اور جل کی مناجات لکھہ دی ہے یا کسی مقام میں آکاش اور چاند اور سورج کی حمد و ثنا کی گئی ہے یا کسی آیت میں اندر کی مہما اور برنن کرکے اس سے بہت سی گوئیں اور بے انتہا مال مانگا گیا ہے اور اگر ان چیزوں میں سے جو وید کا لب لباب اور اسکی ساری تعلیموں کا خلاصہ ہیں کچھہ بھی نہیں لیا گیا تو پھر وید میں سے کیا چرایا اور اس جگہہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف کی نسبت اپنے بعض رسالوں اور نیز اپنے وید بہاش کے بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذاللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سونا قرار دیا ہے سارا باعث ان واہیات باتوں اور بیہودہ چالاکیوں کا یہہ ہے کہ پنڈت صاحب نہ عربی جانتے ہیں نہ فارسی اور نہ بجز سنسکرت کے کوئی اور بولی بلکہ اردو خوانی سے بھی بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور ایک اور بھی باعث ہے جو ان کی تصنیف کتابوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ علاوہ کم فہمی اور بے علمی اور تعصب کے انکی فطرتی سمجھہ بھی سودائیوں اور وہمیوں کی طرح وضع استقامت پہ قائم ہونے اور صراط مستقیم پر ٹھہرنے سے نہایت لاچار ہے اور نیک کو بدخیال کرنا اور بد کو نیک سمجھنا اور کھرے کو کھوٹا اور کھوٹے کو کھرا قرار دینا اور الٹے کو سیدھا اور سیدھے کو الٹا جاننا انکی ایک عام عادت ہوگئی ہے جو ہر جگہہ بلا اختیار ان سے ظہور میں آتی ہے اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کی خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے

پنڈت شور مچا رہے ہین جو ہمارے وید مین توحید کا نام و نشان نہین اور ہمارے باپ دادون نے یہہ سبق کبہی پڑہا ہی نہین اور وید نے ہمکو کسی جگہہ مخلوق پرستی سے منع کیا ہی نہین مگر پنڈت جی پہر بہی اپنے خیالی پلاؤ پکانے سے باز نہین آتے اور اُن صدہا دیوتون کو جو وید کے متفرق معبود ہین صرف ایک ہی خدا بنانا چاہتے ہین کہ تا وید کے الہامی ہونے مین کچہہ فرق نہ آجائے بہرحال جو کچہہ اُنہون نے وید پرستی دوراز کی اور کررہے ہین یہہ تو اُنکا اختیار ہے مگر قرآن شریف کی نسبت ناحق ہتک اور توہین کرنا یہہ وہ کام ہے کہ جس سے اُنکی سخت رسوائی ہوگی چنانچہ اِس کتاب کی تصنیف سے وہ دن آہی گیا ہے اور ہمین معلوم نہین کہ اب پنڈت صاحب صدہا دلائل حقیت اور افضلیت قرآن شریف کی اور صدہا ادلہ بطلان اصول وید کے کتاب ہذا سے بذریعہ کسی لکہے پڑہے آدمی کے معلوم کرکے پہر بہی جیتے رہین گے یا خودکشی کا ارادہ جوش مار یگا کیا غضب کی بات ہے کہ قرآن شریف جیسی اعلی اور افضل اور اتم اور اکمل اور احسن اور اجمل کتاب کی توہین کرکے نہ عاقبت کی ذلت سے ڈرتے ہین اور نہ اِس جہان کے طعن و تشنیع کا کچہہ اندیشہ رکہتے ہین شائد اُنکو دونون عالم کی کچہہ پروا نہین رہی اگر خدا کا کچہہ خوف نہین تہا تو بارے دنیا کی ہی رسوائی کا کچہہ خوف کرتے اور اگر شرم اور حیا اُٹہہ گیا تہا تو کاش لوگون کے ہی لعن طعن کا اندیشہ باقی رہتا اور اگر پنڈت صاحب کا کچہہ مادہ ہی ایسا ہے کہ وہ ناحق خدا کے مقدس رسولون کی توہین کرکے خوش ہوتے ہین اور کچہہ خو ہی ایسی ہے کہ سنبہلی نہین جاتی تو اِس سے بہی وہ خدا کے پاک لوگون کا کیا بگاڑ سکتے ہین پہلے اس سے نبیون کے دشمنون نے اُن روشن چراغون کے بجہانے کے لئے کیا کیا نہ کیا اور کونسی تدبیر ہے جو عمل مین نہ لائے لیکن چونکہ وہ راستی اور صداقت کے درخت تہے اِس لئے وہ غیبی مدد سے دم بدم نشوونما پکڑتے گئے اور معاندین کی مخالفانہ تدبیرون سے کچہہ بہی اُنکا نقصان نہ ہوا بلکہ وہ اُن لطیف اور خوشنما پودون کی طرح جو مالک کے جی کو

بہاتے ہین اَور ہی بڑہتے پہولتے گئے یہانتک کہ وہ بڑے بڑے سایہ دار اور پہلدار درختون کے مانند ہوگئے اور دور دور کے روحانی اور حقانی آرام کے ڈہونڈہنے والے پرندون نے آکر اُن مین بسیرا لیا اور مخالفون کی کچہہ بہی پیش نہ گئی اور گو اُن بد اندیشون نے بہتیرے ہاتہہ پاؤن مارے ایڑیان رگڑین مکاریان اور عیاریان دکہلائین پر آخر مرغ گرفتار کی طرح پہڑپہڑا کے رہ گئے پس جبکہ ہاتہون سے اُن مقدّس لوگون کا نقصان نہ ہوسکا تو صرف زُبان کے نیش آمیز الفاظ سے کب ہوسکتا ہے یہہ وہ برگزیدہ قوم ہے کہ جن کے اقبال کی اُنہین کے زمانہ مین آزمائش ہوچکی ہے وہ اقبال نہ بُت پرستون کے روکنے سے رُکا اور نہ کسی اَور مخلوق پرست کی مزاحمت سے بند رہا نہ تلوارون کی دہار اُس شان و شوکت کو کاٹ سکی نہ تیرون کی تیزی اُسمین کچہہ رخنہ ڈال سکی وہ جلال ایسا چمکا جو اُسکا حسد کتنون کا لہو پی گیا وہ تیر ایسا برسا جو اُسکا چہوٹنا کئی کلیجون کو کہا گیا وہ آسمانی پتّہر جس پر پڑا اُسے پیس ڈالتا رہا اور جو شخص اُسپر پڑا وہ آپ ہی پسا گیا

خدا کے پاک لوگون کو خدا سے نُصرت آتی ہے	جب آتی ہے تو پہر عالم کو اِک عالم دکہاتی ہے
وہ بنتے ہی ہوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے	وہ ہوجاتی ہے آگ اور ہر مُخالف کو جلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہوکر دشمنون کے سر پہ پڑتی ہے	کبہی ہوکر وہ پانی اُن پہ اِک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہین ہرگز خدا کے کام بندون سے	بہلا خالق کے آگے خلق کی کچہہ پیش جاتی ہے

خُلاصہ اِس کلام کا یہہ ہے کہ اگر پنڈت صاحب وغیرہ معاندین ومُخالفین کو دُنیا اور قوم کی محبّت کے باعث یا ننگ و ناموس کے سبب یا صفت حیا کی کمزوری کی وجہ سے خدا کی سچّی کتابون پر ایمان لانا منظور نہ ہو تو خیر یہہ اُنکی خوشی مگر ہم اُنکو نصیحت کرتے ہین جو زبان درازیون سے باز رہین جو اِسکا انجام اچہا نہین ہوتا

اور بہ فرضِ محال یہہ بہی ہم نے تسلیم کیا جو خدا کے پاک پیغمبرون کا صدق اُنکی عقل عجیب کے نزدیک ثابت نہین
سہی مگر پہر بہی وہ شخص کہ جس کے دل مین کچہہ خدا کا خوف یا لوگون کے طعن سے ہی کچہہ ڈر ہے وہ اِس بات کو
ضرور تسلیم کریگا کہ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہین آتا کیونکہ مفہوم اِس عبارت کا کہ زید کا
سچا ہونا ثابت نہین اِس عبارت کے مفہوم سے ہرگز مساوی نہین ہوسکتا کہ زید کا جہوٹا ہونا ثابت ہے
پس جس حالت مین کسی شخص کا کذب ثابت نہین تو اُسپر احکام کذب کے وارد کرنا اور کاذب کاذب کرکے
پکارنا حقیقت مین اُنہین لوگون کا کام ہے کہ جنکا دہرم اور ایمان اور پرمیشر اور بہگوان صرف جیفہ دُنیا کا
لالچ یا جاہلانہ ننگ و ناموس یا قوم اور برادری ہے اگر وہ حق کو قبول کرین اور ہر ایک نوع کی ضدیت چہوڑ دین
تو پہر ایک غریب درویش کی طرح سب کچہہ چہوڑ چہاڑ کر دینِ الہی مین داخل ہونا پڑے تو پہر پنڈت جی اور گورو
جی اور سوامی جی اُنکو کون کہے پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہون تو اَور کون ہو اور اگر اُنکا
غضب اور غُصّہ نہ بہڑکے تو اَور کس کا بہڑکے اُنکو تو اسلام کی عزّت ماننے سے اپنی عزّت مین فرق آتا ہے طرح
طرح کی وجوہِ معاش بند ہوتی ہین تو پہر کیونکر ایک اسلام کو قبول کرکے ہزار آفت خرید لین یہی وجہ ہے کہ جس
سچائی پر یقین کرنیکے لئے صدہا سامان موجود ہین اُسکو تو قبول نہین کرتے اور جن کتابون کی تعلیم حرف حرف
مین شرک کا سبق دیتی ہے اُن پر ایمان لائے بیٹہے ہین اور بے انصافی اُنکی اِس سے ظاہر ہے کہ اگر مثلاً کوئی
عورت کہ جس کی پاکدامنی بہی کچہہ ایسی ویسی ہی ثابت ہو کسی ناکردنی فعل سے مُتّہم کی جائے تو فی الفور کہین گے
جو کس نے پکڑا اور کس نے دیکہا اور کون معائنہ واردات کا گواہ ہے مگر اُن مُقدّسون کی نسبت کہ جنکی راستبازی
پر نہ ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آئے ہین بغیر ثبوت مُعتبر اِس امر کے کہ کسی کے سامنے
اُنہون نے مسودہ افترا کا بنایا یا اُس منصوبہ مین کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکرون

یا دوستون یا عورتون مین سے تبلا یا یاکسی اَور شخص نے مشورہ کرتے یاراز تبلاتے پکڑا یا آپ ہی موت کا سامنا دیکھہ کراپنے مُفتری ہونے کا اقرار کر دیا یون ہی جھوٹی تہمت لگانے پر طیار ہوجاتے ہین پس یہی تو سیاہ باطنی کی نشانی ہے اور اسی سے توانکی اندرونی خرابی مُترشح ہورہی ہے انبیا وہ لوگ ہین کہ جنہون نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حُجت پیش کرکے اپنے دُشمنون کو بھی الزام دیا جیساکہ یہہ الزام قرآنِ شریف مین ہے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہان فرمایا ہے **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون** (سورہ یونس الجزو ۱۱) یعنے مین ایسا نہین کہ جھوٹ بولون اور افترا کرون دیکھو مین چالیس برس اس سے پہلے تم مین ہی رہتا رہا ہون کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افترا ثابت کیا پھر کیا تمکو اتنی سمجھہ نہین یعنے یہہ سمجھہ کہ جس نے کبھی آجتک کسی قسم کا جھوٹ نہین بولا وہ اب عمر کے آخر میں کیون جھوٹ بولنے لگا غرض انبیا کے واقعات عمری اور اُنکی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے کہ اگر سب باتون کو چھوڑ کر اُنکے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو انکی صداقت اُنکے واقعات سے ہی روشن ہورہی ہے مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل اُن تمام براہین اور دلایل صدقِ نبوتِ حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کتاب مین لکھی جائینگی قطع نظر کرکے محض اُنکے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ اُنہین حالات پر غور کرنے سے اُنکے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کریگا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے مُعطر ہین کہ حق کے طالبون کے دل بلااختیار اُنکی طرف کھنچے جاتے ہین خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آن حضرت اپنے دعوئی نبوت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزارون خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھون معاندون اور مزاحمون اور ڈرانے والون کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قایم رہے برسون تک وہ مصیبتین دیکھین اور وہ دُکھہ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکُلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دُنیوی مقصد کا حاصل ہوجانا وہم بھی نہین

گذرتا تہا بلکہ نبوّت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیّت کو بہی کہو بیٹہے اور ایک بات کہہ کر لاکہہ تفرقہ خرید
لیا اور ہزارون بلاؤن کو اپنے سر پر بُلالیا وطن سے نکالے گئے قتل کے لئے تعاقب کئے گئے گہر اور اسباب تباہ اور
برباد ہوگیا بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تہے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تہے وہ دشمنی کرنے لگے اور
ایک زمانۂ دراز تک وہ تلخیان اُٹہانی پڑین کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا
کام نہین اور پہر جب مُدّت مدید کے بعد غلبۂ اسلام کا ہوا تو اُن دولت اور اقبال کے دنون مین کوئی خزانہ
اکٹہا نہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی
اَور ذاتی نفع نہ اُٹہایا بلکہ جو کچہہ آیا وہ سب یتیمون اور مسکینون اور بیوہ عورتون اور مقروضون کی خبرگیری
مین خرچ ہوتا رہا اور کبہی ایک وقت بہی سیر ہوکر نہ کہایا اور پہر صاف گوئی اِسقدر کہ توحید کا وعظ کرکے سب
قومون اور سارے فرقون اور تمام جہان کے لوگون کو جو شرک مین ڈوبے ہوئے تہے مخالف بنالیا جو
اپنے اور خویش تہے اُنکو بُت پرستی سے منع کرکے سب سے پہلے دشمن بنایا یہودیون سے بہی بات لگاڑ لی
کیونکہ اُنکو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیون سے روکا حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین
سے منع کیا جس سے اُنکا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہوگئے اور ہردم قتل کردینے کی گہات
مین رہنے لگے اسی طرح عیسائیون کو بہی خفا کردیا گیا کیونکہ جیسا کہ اُنکا اعتقاد تہا حضرت عیسیٰ کو نہ خدا نہ خدا
کا بیٹا قرار دیا اور نہ اُنکو پہانسی ملکر دوسرون کو بچانے والا تسلیم کیا آتش پرست اور ستارہ پرست بہی ناراض
ہوگئے کیونکہ اُنکو بہی اُنکے دیوتون کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی اب
جائے انصاف ہے کہ کیا دُنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تہی کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دل آزار باتین
سُنائی گیئن کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندہ لی اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اِسکے کہ اپنی کچہہ

ذرہ ہی جمعیّت بنی ہوتی یا کسی کا حملہ روکنے کے لئے کچھہ طاقت بہم پہنچ جاتی سب کی طبعیت کو ایسا اشتعال دے دیا کہ جس سے وہ خون کرنے کے پیاسے ہوگئے زمانہ سازی کی تدبیر تو یہہ تہی کہ جیسا بعضون کو جھوٹا کہا تہا ویسا ہی بعضون کو سچّا ہی کہا جاتا تا اگر بعض مخالف ہوتے تو بعض موافق ہی رہتے بلکہ اگر عربون کو کہا جاتا کہ تمہارے ہی لات وعزّیٰ سچّے ہین تو وہ تو اُسی دم قدمون پر گر پڑتے اور جو چاہتے اُن سے کراتے کیونکہ وہ سب خویش اور اقارب اور حمیّتِ قومی مین بےمثل تہے اور ساری بات مانی منائی تہی صرف تعلیم بُت پرستی سے خوش ہوجاتے اور بدل و جان اطاعت اختیار کرتے لیکن سوچنا چاہیئے کہ آن حضرت کا یک لخت ہر ایک خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو اُن دنون مین اُس سے زیادہ دُنیا کے لئے کوئی نفرتی چیز نہ تہی اور جس کے باعث سے صدہا مُشکلین پڑتی جاتی تہین بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تہا مضبوط پکڑ لینا یہہ کس مصلحت دُنیوی کا تقاضا تہا اور جب کہ پہلے اُسی کے باعث سے اپنی تمام دُنیا اور جمعیّت برباد کر چکے تہے تو پہر اُسی بلا انگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جسکو ظاہر کرتے ہی نو مسلمانون کو قید اور زنجیر اور سخت سخت مارین نصیب ہوئین کس مقصد کا حاصل کرنا مُراد تہا کیا دُنیا کمانے کے لئے یہی ڈہنگ تہا کہ ہر ایک کو کلمۂ تلخ جو اُسکی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تہا سُنا کر سب کو ایک دم کے دم مین جانی دشمن بنا دیا اور کسی ایک آدہ قوم سے ہی پیوند نہ رکہا جو لوگ طامع اور مکّار ہوتے ہین کیا وہ ایسی ہی تدبیرین کیا کرتے ہین کہ جس سے دوست بہی دشمن ہو جائین جو لوگ کسی مکر سے دُنیا کو کمانا چاہتے ہین کیا اُنکا یہی اُصول ہوا کرتا ہے کہ یکبارگی ساری دُنیا کو عداوت کرنیکا جوش دلاوین اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر مین ڈال لین وہ تو اپنا مطلب سادہنے کے لئے سب سے صُلح کاری اختیار کرتے ہین اور ہر ایک فرقہ کو سچائی کا ہی سرٹیفکیٹ دیتے ہین خُدا کے لئے یک رنگ ہو جانا اُنکی عادت کہان ہوا کرتی ہے خُدا

کی وحدانیت اور عظمت کا کب وہ کچھہ دہیان رکہا کرتے ہین اُنکو اس سے غرض کیا ہوتی ہے کہ ناحق خدا کے لئے دُکھہ اُٹھاتے پہرین وہ تو صیاد کی طرح وہین دام بچہاتے ہین کہ جو شکار مارنے کا بہت آسان راستہ ہوتا ہے اور وُہی طریق اختیار کرتے ہین کہ جس مین محنت کم اور فائدہ دُنیا کا بہت زیادہ ہو نفاق اُنکا پیشہ اور خوشامد اُنکی سیرت ہوتی ہے سب سے میٹھی میٹھی باتین کرنا اور ہر ایک چور اور سادہ سے برابر رابطہ رکھنا اُنکا ایک خاص اُصول ہوتا ہے مسلمانون سے اللہ اللہ اور ہندؤون سے رام رام کہنے کو ہر وقت مستعد رہتے ہین اور ہر ایک مجلس مین ہان سے ہان اور نہین سے نہین ملاتے رہتے ہین اور اگر کوئی میر مجلس دن کو رات کہے تو چاند اور گیتیان دکہلانے کو ہی طیار ہو جاتے ہین اُنکو خدا سے کیا تعلق اور اُسکے ساتہہ وفاداری کرنے سے کیا واسطہ اور اپنی خوش باش جان کو مفت مین ادہر اُدہر کا غم لگا لینا اُنہین کیا ضرورت اُستاد نے اُنکو سبق ہی ایک پڑہایا ہوا ہوتا ہے کہ ہر ایک کو یہی بات کہنا چاہیئے کہ جو تیرا راستہ ہے وہی سیدہا ہے اور جو تیری رائے ہے وہی درست ہے اور جو تو نے سمجہا ہے وہی ٹہیک ہے غرض اُنکی راست اور ناراست اور حق اور باطل اور نیک اور بد پر کچھہ نظر ہی نہین ہوتی بلکہ جس کے ہاتہہ سے اُنکا کچھہ مُنہہ میٹھا ہو جائے وُہی اُنکے حساب مین بہگت اور سِدّہ اور جنٹلمین ہوتا ہے اور جسکی تعریف سے کچھہ پیٹ کا دوزخ بہرتا نظر آوے اُسی کو مکتی پانیوالا اور سُرگ کا وارث اور حیاتِ ابدی کا مالک بنا دیتے ہین لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہہ بات نہایت واضح اور نمایان اور روشن ہے کہ آن حضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل مُنہہ پہیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تہے کہ جنہون نے خدا کی خواہش اور مرضی مین محو اور فنا ہو کر اِس بات کی کچھہ بہی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آویگی اور مشرکون کے ہاتہہ سے کیا کچھہ دُکھہ اور درد اُٹہانا ہوگا بلکہ تمام

شدّتون اور سختیون اور مُشکلون کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھہ حقیقت نہ سمجھا ہم سچ سچ کہتے ہین کہ تمام نبیون کے واقعات مین ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنیوالا اور اِسقدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بہی ثابت نہین پس فدہ ایا نداری سے سوچنا چاہیئے کہ یہہ سب حالات کیسے آن حضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہین ماسوا اِسکے جب عاقل آدمی ان حالات پر اَور بہی غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس مین آن حضرت مبعوث ہوئے حقیقت مین ایسا زمانہ تہا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مُصلح ربّانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشدّ محتاج تہی + اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بہی واقعہ مین سچّی

+ حاشیہ نمبر ۱۰ تواریخ صاف بتاتی ہے اور فُرقانِ مجید کے کئی مقامات مین کہ جنکا انشا اللہ فصلِ اوّل مین ذکر ہوگا بوضاحتِ تمام وارد ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و سلم اُس زمانہ مین مبعوث ہوئے تہے کہ جب تمام دُنیا مین شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پہیل چکی تہی اور تمام لوگون نے اُصولِ حقّہ کو چہوڑ دیا تہا اور صراطِ مُستقیم کو بہول بہلا کر ہر یک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تہا عرب مین بُت پرستی کا نہایت زور تہا فارس مین آتش پرستی کا بازار گرم تہا ہند مین علاوہ بُت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پہیل گئی تہی اور اُنہین دنون مین کئی پُران اور پُستک کہ جنکے رو سے بیسیون مخدا کے بندے خُدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بُنیا ڈالی گئی تصنیف ہو چکی تہی اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزون کے اُن دنون مین عیسائی مذہب سے زیادہ اَور کوئی مذہب خراب نہ تہا اور پادری لوگون کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دہبہ لگ چکا تہا اور مسیحی عقائد مین نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزون نے خدا کا منصب لے لیا تہا پس آن حضرتؐ کا ایسی عالم گمراہی کے وقت مین مبعوث ہونا کہ جب خود حالتِ موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تہی اور ہدایتِ ربّانی کی کمال ضرورت تہی اور پہر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منوّر کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُم الشرور ہے قلع قمع فرمانا اِس بات پر صاف دلیل ہے کہ آن حضرتؐ خدا کے سچے

اور ایسی تہی کہ جسکی نہائیت ضرورت تہی اور اُن تمام اُمور کی جامع تہی کہ جن سے تمام ضرورتین زمانہ کی پوری ہوتی تہین اور پہر اُس تعلیم نے اثر بہی ایسا کر دکہایا کہ لاکہون دلون کو حق اور راستی کی طرف کہینچ لائی اور لاکہون سینون پر لا الہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوّت کی علتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اُسکو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتہہ سے وہ کمال کسی زمانہ مین بہم نہین پہنچا تو ان واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلیگی کہ آن حضرت ضرور خُدا کی طرف سے سچّے ہادی ہین جو شخص تعصّب اور ضدیّت سے انکاری ہو اُسکی مرض تو لاعلاج ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رسول اور سب رسولون سے افضل تہے۔ سچا ہونا اُنکا تو اِس سے ثابت ہے کہ اُس عام ضلالت کے زمانہ مین قانونِ قُدرت ایک سچّے ہادی کا متقاضی تہا اور سنتِ الٰہیہ ایک رہبرِ صادق کی مُقتضی تہی کیونکہ قانونِ قدیم حضرت رب العالمین کا یہی ہے کہ جب دُنیا مین کسی نوع کی شدّت اور صعوبت اپنے انتہا کو پُہنچ جاتی ہے تو رحمتِ الٰہی اُسکے دور کرنے کی طرف مُتوجہ ہوتی ہے جیسے جب امساکِ باران سے غائیت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خُداوندکریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکہون آدمی مرنے لگتے ہین تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ مین کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرس پیدا ہو جاتا ہے پس ایسا ہی جب لوگ خُدا کا راستہ بہول جاتے ہین اور توحید اور حق پرستی کو چہوڑ دیتے ہین تو خُداوند تعالٰی اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرتِ کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مُشرّف کر کے بنی آدم کی ہدائیت کے لئے بہیجتا ہے کہ تا جسقدر بگاڑ ہو گیا ہے اُسکی اصلاح کرے اِسمین اصل حقیقت یہہ ہے کہ پروردگار جو قیّوم عالم کا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہین کرتا اور نہ بیکار اور معطّل چہوڑتا ہے بلکہ ہریک صفت اُسکی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے پس جب کہ ازروے تجویز عقلی کے اِس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہریک

خواہ وہ خدا سے بہی منکر ہوجائے ورنہ یہہ سارے آثارِ صداقت جو آن حضرتؐ مین کامل طور پر جمع ہین کسی اُور نبی مین کوئی ایک تو ثابت کرکے دکہلاوے تاہم بہی جانین مُنہہ سے فضول باتین بکنا کوئی بڑی بات نہین جو جی چاہے بک لیا کون روکتا ہے لیکن معقول طور پر مدلل بات کا مدلل جواب دینا شرط انصاف ہے یون تو ہمارے سارے مخالفین گالیان دینے اور توہین کرنے کو بڑے چالاک ہین اور ہجو اور اہانت کرنا کسی اُستاد سے خوب سیکہے ہین ہندو دوسرے تمام پیغمبرون اور کتابون کی تکذیب کرکے صِرف وید کا بہجن گارہے ہین کہ جو ہے سو وید ہی ہے عیسائی ساری تعلیم الہی انجیل پر ختم کئے بیٹھے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ قدر و منزلت ہر یک کتاب کی افادہ توحید سے وزن کیجاتی ہے اور جو کتاب توحید کا فائدہ پہنچانے مین زیادہ ہو وہی رُتبہ مین زیادہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر منکرِ وحدانیت الہی کا کیسا ہی جامع اخلاق کیون نہ ہو مگر تب بہی نجات نہین پاسکتا - اب اِن صاحبون کو سوچنا چاہئیے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آفت کا غلبہ توڑنے کے لئے خدا تعالی کی وہ صفت جو اُسکے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فُرقانِ مجید کے بیانِ واضح سے ثابت ہوچکی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت مین یہہ آفت غالب ہورہی تہی کہ دُنیا کی تمام قومون نے سیدہا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چہوڑ دیا تہا اور نیز یہہ بات بہی ہر یک کو معلوم ہے کہ اُس فساد موجودہ کے اصلاح کرنے والے اور ایک عالم کو ظلماتِ شرک اور مخلوق پرستی سے نکالکر توحید پر قایم کرنے والے صِرف آن حضرت ہی ہین کوئی دوسرا نہین تو اِن سب مُقدمات سے نتیجہ یہہ نکلا کہ آن حضرت خدا کی طرف سے سچے ہادی ہین چنانچہ اِس دلیل کی طرف اللہ تعالی نے اپنے پاک کلام مین آپ ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے - **تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم ٥ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی**

کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے دُنیا مین سب سے زیادہ شایع ہوئی بہلا کوئی تبلاوے توسہی کہ کس مُلک مین وید کے ذریعہ سے وحدانیّتِ الٰہی پہیلی ہوئی ہے یا وہ دُنیا کس پردہ زمین مین بستی ہے کہ جہان رِگ اور یجر اور شام اور اتہرون نے توحیدِ الٰہی کا نقّارہ بجار کہا ہے جو کچھہ وید کے ذریعہ سے ہندوستان مین پہیلا ہوا نظر آتا ہے وہ تو یہی آتش پرستی اور شمس پرستی اور اگن پرستی وغیرہ انواع واقسام کی مخلوق پرستیان ہین کہ جن کے لکھنے سے بہی کراہت آتی ہے ہندوستان کے اِس سرے سے اُس سرے تک نظر اُٹہا کر دیکھو جتنے ہندو ہین سب مخلوق پرستی مین ڈوبے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ○ واللّٰہ انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا ط ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یسمعون ○ (سورۃ النحل الجزو ۱۴) یعنے ہمکو اپنی ذاتِ الوہیّت کی قسم ہے جو مبدء فیضانِ ہدائیت اور پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے جو ہم نے تجہہ سے پہلے دُنیا کے کئی فرقون اور قومون مین پیغمبر بہیجے پس وہ لوگ شیطان کے دہوکا دینے سے بگڑ گئے سو وہی شیطان آج اُن سب کا رفیق ہے اور یہہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا اُن لوگون کا رفع اختلافات کیا جائے اور جو امر حق ہے وہ کہولکر سُنایا جائے اور حقیقت حال یہہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مرگئی تہی خُدا نے آسمان سے پانی اُتارا اور نئے سرے اُس مُردہ زمین کو زندہ کیا یہہ ایک نشانِ صداقت اس کتاب کا ہے پر اُن لوگون کے لئے جو سُنتے ہین یعنے طالب حق ہین۔

اب غور سے دیکھنا چاہیئے کہ وہ تینون مُقدّمات مُتذکرہ بالا کہ جن سے ابہی ہم نے آن حضرت کے سچّے ہادی

ہوئے نظر آوینگے کوئی مہادیوجی کا پوجاری اور کوئی کرشن جی کا بھجن گانے والا اور کوئی مورتون کے آگے ہاتھہ جوڑنے والا۔ ایسا ہی انجیل کا حال ہے کوئی مُلک نظر نہین آتا کہ جہان بذریعہ انجل کے اشاعت توحید کی ہوئی ہو بلکہ انجیل کے ماننے والے مُوحّد کو ناجی ہی نہین سمجہتے اور پادری لوگ اہلِ توحید کو ایک اندہیری آگ مین بہیج رہے ہین کہ جہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور بقول اُنکے اُس کالی آگ سے وہی شخص بچیگا جو خُدا پر موت اور مصیبت اور بہوک اور پیاس اور درد اور دُکہہ اور تجسّم اور حلول ہمیشہ کے لئے روا رکہتا ہو ورنہ کوئی صورت بچنے کی نہین گویا وہ فرضی بہشت یورپ کی دو بُزرگ قومون انگریزون اور روسیون کو نصفانصف تقسیم کرکے دیا جائیگا اور باقی سب مُوحّد اِس قصور سے جو خُدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اُسکے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجہتے تہے دوزخ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

ہونے کا نتیجہ نکالا تہا کس خوبی اور لطافت سے آیاتِ ممدوحہ مین درج ہین اول گمراہون کے دلون کو جو صدہا سال کی گمراہی مین پڑے ہوئے تہے زمین خشک اور مُردہ سے تشبیہہ دیکر اور کلامِ الہی کو مینہہ کا پانی جو آسمان کی طرف سے آتا ہے ٹہراکر اُس قانون قدیم کی طرف اشارہ فرمایا جو امساک باران کی شدّت کے وقت مین ہمیشہ رحمتِ الہی بنی آدم کو برباد ہونے سے بچالیتی ہے اور یہہ بات جتلادی کہ یہہ قانونِ قُدرت صرف جسمانی پانی مین محدود نہین بلکہ روحانی پانی بہی شدّت اور صعوبت کے وقت مین جو پہیل جانا عام گمراہی کا ہے ضرور نازل ہوتا ہے اور اُس جگہ بہی رحمتِ الہی آفتِ قلوب کا غلبہ توڑنے کے لئے ضرور ظہور کرتی ہے۔ اور پہر انہین آیات مین یہہ دوسری بات بہی تبلادی کہ آنحضرت کے ظہور سے پہلے تمام زمین گمراہ ہوچکی تہی اور اسی طرح اخیر پر یہہ بہی ظاہر کردیا کہ اُن روحانی مُردون کو اُس کلامِ پاک نے زندہ کیا اور آخر یہہ بات کہہ کر کہ اسمین اِس کتاب کی صداقت کا نشان ہے طالبینِ حق کو اِس نتیجہ نکالنے کی طرف توجہ دلائی کہ فُرقانِ مجید خُدا کی کتاب ہے۔

اور جیسا کہ اِس دلیل سے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کا نبیٔ صادق ہونا ثابت ہوتا ہے ایسا ہی اِس سے اُن حضرتؐ کا دوسرے نبیون سے افضل ہونا بہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ آن حضرت کو تمام عالم کا مقابلہ کرنا پڑا اور جو کام

مین ڈالے جائینگے غرض ہماری اِس تحریر سے یہہ ہے کہ آج صفحۂ دُنیا مین وہ شے کہ جسکا نام توحید ہے بجز اُمتّ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اَور کسی فرقہ مین نہین پائی جاتی اور بجُز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہین ملتا کہ جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیتِ الٰہی پر قایم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اُس سچّے خُدا کی طرف رہبر ہو ہر یک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خُدا بنالیا اور مسلمانون کا وہی خُدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مُبدّل اور اپنی ازلی صفتون مین ایسا ہی ہے جو پہلے تہا۔ سو یہہ تمام واقعات ایسے ہین کہ جن سے ہادئی اسلام کا صدق نبوّت اظہر من الشمس ہے کیونکہ معنے نبوّت کے اور علّت غائی رسالت اور پیغمبری کی اُنہین کی ذاتِ بابرکات مین ثابت اور متحقق ہورہی ہے اور جیسا کہ مصنوعات سے صانع شناخت کیا جاتا ہے ویسا ہی عاقل لوگ اصلاحِ موجودہ سے اُس مُصلح ربّانی

بقیہ حاشیہ نمبرا حضرتِ ممدوح کو سُپرد ہوا وہ حقیقت مین ہزار دو ہزار نبی کا کام تہا لیکن چونکہ خدا کو منظور تہا جو بنی آدم ایک ہی قوم اور ایک ہی قبیلہ کی طرح ہو جائین اور غیریّت اور بیگانگی جاتی رہے اور جیسے یہہ سلسلہ وحدت سے شروع ہوا ہے وحدت پر ہی ختم ہو اسلئے اُس نے آخری ہدایت کو تمام دُنیا کے لئے مشترک بہیجا اور اسوقت زمانہ بہی وہ آپہنچا تہا کہ بباعث کہُل جانے راستون اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دوسرے مُلک سے اتحاد سلسلہ نوعی کی کارروائی شروع ہوگئی تہی اور بوجہ میل ملاپ دائمی کے خیالات بعض مُلکون کے بعض مُلکون مین اثر کرنے لگے تہے چنانچہ یہہ کارروائی ابتک ترقی پر ہے اور سارے سامان جیسے ریل تار جہاز وغیرہ ایسے ہی دن بدن نکلتے آتے ہین کہ جن سے یقیناً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس قادرِ مُطلق کا یہی ارادہ ہے کہ کسی دن تمام دُنیا کو ایک قوم کی طرح بنادے بہرحال پہلے نبیون کی محدود کوشش تہی کیونکہ اُنکی رسالت بہی ایک قوم مین محدود ہوتی تہی اور آن حضرت کی غیر محدود اور وسیع کوشش تہی کیونکہ اُنکی رسالت عام تہی یہی وجہ ہے جو فُرقانِ مجید مین دُنیا کے تمام مذاہب باطلہ کا رد موجود ہے اور انجیل مین صرف یہودیون کی بدچلنی کا ذکر ہے پس آن حضرت کا دوسرے نبیون سے افضل ہونا ایسی غیر محدود کوشش سے ثابت ہے ماسوا اسکے یہہ بات اجلی بدیہات ہے

کی شناخت کر رہے ہین اسی طرح ہزارہا ایسے اَور بہی واقعات ہین کہ جن سے آن حضرت کا مؤید بتائید الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً کیا یہہ حیرت انگیز ماجرا نہین کہ ایک بے زر بے زور بیکس اُمّی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ مین کہ جس مین ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکہتی تہی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حُجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگون کی جو حکیم بنے پہرتے تہے اور فیلسوف کہلاتے تہے فاش غلطیان نکالین اور پہر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بہی ایسا دکہایا کہ بادشاہون کو تختون سے گرا دیا اور اُنہین تختون پر غریبون کو بٹہایا اگر یہہ خدا کی تائید نہین تہی تو اَور کیا تہی کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور مین غالب آ جانا بغیر تائید الٰہی کے بہی ہوا کرتا ہے خیال کرنا چاہیئے کہ جب آن حضرت نے پہلے پہل مکّے کے لوگون مین منادی کی کہ مین نبی ہون اُسوقت اُنکے ہمراہ کون تہا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُنکے قبضہ مین آ گیا تہا کہ جس پر اعتماد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ شرک اور مخلوق پرستی کو دور کرنا اور وحدانیت اور جلال الٰہی کو دلون پر جمانا سب نیکیون سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے۔ پس کیا کوئی اِس سے انکار کر سکتا ہے کہ یہہ نیکی جیسی آن حضرتؐ سے ظہور مین آئی ہے کسی اَور نبی سے ظہور مین نہین آئی آج دُنیا مین بجز فرقانِ مجید کے اَور کونسی کتاب ہے کہ جس نے کروڑہا مخلوقات کو توحید پر قائم کر رکہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کے ہاتہہ سے بڑی اصلاح ہوئی وہی سب سے بڑا ہے۔

اِس جگہہ پادری فنڈر صاحب مصنف میزان الحق اپنی کتاب مین لکہتے ہین کہ فی الحقیقت اُس زمانہ کے عیسائی کہ جب دینِ اسلام شروع ہوا تہا سخت بدعتون مین گرفتار تہے اور انجیل پر سے اُنکا عمل جاتا رہا تہا اور پہر بعد اُسکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے لکہتے ہین کہ یہی باعث تہا جو خدا نے اُنکو دین پہیلانے سے نہ روکا کیونکہ اُس وقت خدا کو یہی منظور تہا جو عیسائیون کو کہ جنہون نے انجیل پر عمل کرنا چہوڑ دیا تہا تنبیہ اور سزا دے اب پادری صاحب کی دیانت اور انصاف اور ایمانداری کو دیکہئے کہ بات کو کہان سے کہان گہسیٹ کر لے گئے اپنے عیسائی بہائیون پر قہرِ الٰہی نازل کر دیا مگر آن حضرت کی رسالت قبول کرنا طبیعت پر گوارا نہ ہوا واہ رے تیرا تعصب سزا دینے کی خوب کہی افسوس کہ پادری صاحب کو ایسی متعصبانہ رائے ظاہر کرتے ہوئے

کرکے ساری دُنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کونسی فوج اکٹھی کرلی تھی کہ جس پہ بھروسہ کرکے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا ہمارے مُخالف بھی جانتے ہیں کہ اُسوقت آن حضرت زمین پر اکیلے اور بیکس اور بے سامان تھے صرف اُنکے ساتھ خدا تھا جس نے اُنکو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا پھر ذرہ اِس طرف بھی غور کرنی چاہیئے کہ وہ کس مکتب میں پڑھے تھے اور کس سکول کا پاس حاصل کیا تھا اور کب اُنہوں نے عیسائیوں اور یہودیوں اور آریہ لوگوں وغیرہ دُنیا کے فرقوں کی مُقدس کتابیں مطالعہ کی تھیں پس اگر قُرآن شریف کا نازل کرنے والا خدا نہیں ہے تو کیونکر اُس میں تمام دُنیا کے علومِ حقّہ الہیّہ لکھے گئے اور وہ تمام ادلہ کاملہ علمِ الٰہیات کی کہ جنکے باستیفا اور نصیحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے اور ہمیشہ غلطیوں میں ہی ڈوبتے ڈوبتے مرگئے وہ کس فلاسفر بے مثل و مانند نے قُرآنِ شریف میں درج کردیں اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مُدلّل تقریریں کہ جنکی پاک اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کچھہ خُدا کا خوف نہ آیا ورنہ ظاہر ہے کہ خُدا تعالیٰ کی نسبت یہہ بات مُنہہ پر لانا کہ وہ ایک عالم کو گمراہ اور غلطی میں پاکر اُنکے لئے ایسا سامان مقرر کرتا ہے کہ جس سے وہ اَور بھی گمراہی میں پڑیں نہایت درجہ کا کفر اور پرلے درجہ کی بیبا کی اور ہٹ دھرمی ہے اور یہہ پادری صاحبوں کی ہی نیک بختی اور دینداری ہے کہ آن حضرت کی عداوت کے لئے خُدا کو بھی ہادی ہونے کی صفت سے جواب دیتے ہیں ورنہ کون عاقل اور ایماندار اِس فعل کو خُدا کی طرف نسبت دے سکتا ہے کہ خُدا کو اُس زمانہ میں کہ جب گُمراہی اور بداعتقادی کمال کو پہنچ گئی تھی اور لوگ سراسر شرک اور مخلوق پرستی میں ڈوب گئے تھے یہی تدبیر سوجھی اور یہی علاج دل کو پسند آیا جو بقول پادری صاحب خلقت کو پہلے سے بھی بدتر کردے اور بجائے پیدا کرنے ایک مُصلح کے ایسے شخص کو خلقت پر مسلّط کردے جو بزعم پادریوں کے رہی سہی صلاحیت کو بھی دور کرے یعنے خُدا کو لہو اور گندگی میں گُھس آنے سے پاک سمجھے اور تولّد اور موت اور فوت اور درد اور دُکھہ سے مُنزّہ قرار دے کیا کسی کے خیال میں آسکتا ہے یا کسی مُنصف کا انصافِ دلی یہہ فتویٰ دیتا ہے جو خُدائے کریم و رحیم میں ایسی ہی عادات ہیں اور وہ دُنیا کو گُمراہ دیکھہ کر ایسا ہی بندوبست کیا کرتا ہے جو پہلے سے صدہا درجہ زیادہ گمراہی میں ڈالتا ہے کسی اہلِ انصاف پر اِس بات کا سمجھنا کچھہ مشکل نہیں کہ دُنیا میں فسادِ عام پھیل جانا ایک مُصلح کو چاہتا ہے اور ہر یک عاقل کو صریح نظر آتا ہے کہ بروقت غلبہ جہالت اور گمراہی کے خُدا کی صفت رہنمائی کی خلقت پر ظاہر

روشن دلائل کو دیکھہ کر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھہ شرم ہو تو جیتے ہی مر جائین ایک غریب اُمّی کے ہونٹون سے نکلین اسقدر دلائل صدق کی پہلے نبیون مین کہان موجود ہین آج دُنیا مین وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتون مین قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے کس نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے مثل آن حضرت کے گذرے ہین بالخصوص جو وید کے الہام یافتہ رشی قرار دیئے جاتے ہین اُنکا تو خود وجود ہی ثابت نہین ہوتا قطع نظر اس سے کہ کوئی اثر صدق کا ثابت ہو صاحبو اگر آپ لوگون کے نزدیک انصاف بہی کچھہ چیز ہے اور عقل بہی کوئی شے قابلِ لحاظ ہے تو یا تو ایسی دلائل صدق اور راستی کی کہ جن پر قرآن شریف مشتمل ہے جنکو ہم فصلِ اوّل سے لکھنا شروع کرینگے کسی اپنی کتاب سے نکالکر دکہلاؤ اور یا حیا اور شرم کی صفت کو عمل مین لاکر زبان درازی چہوڑ دو اور اگر خدا کا کچھہ خوف ہے اور نجات کی کچھہ خواہش ہے تو ایمان لاؤ اب یہہ مقدمہ ختم ہو گیا اور جسقدر ہم نے مطالب بالائی لکہنے تہے سب لکھہ چکے بعد اسکے اصل مطلب کتاب کا شروع ہو گا اور دلائل حقیّت قرآنِ شریف اور صدقِ نبوّت آن حضرت کی بسط اور تفصیل سے بیان کی جائینگی اور وہ تمام براہین کہ جنکی سچائی کے اعلیٰ مرتبہ پر نظر کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب ہذا کے شامل کیا گیا ہے خود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ہونی چاہیئے مگر جو شخص تعصب سے اندہا ہو جائے اُسکو کیونکر نظر آوے کیا کبھی اندہے نے کچھہ دیکھا ہے کہ وہ بہی دیکھے افسوس کہ پادری لوگ ایسی ایسی ہٹ دہرمی کر کے پہر روزِ مواخذہ سے ڈرتے نہین اور کیونکر ڈرین مسیح کے کفارہ پر بہروسہ جو ٹھہرا اور نہ عقل ہرگز باور نہین کر سکتی کہ پادریون کی ایسی ناقص سمجھہ ہے کہ وہ ابتک خدا کے قانونِ قدیم سے بہی بے خبر ہین اور وہ خدا کہ جس نے موسیٰ کے وقت مین ایک قوم کو غافل اور ظالم کے ہاتہہ مین گرفتار دیکھہ کر اپنا پیغمبر بہیجا اور پہر حضرت عیسیٰ کے وقت مین یہودیون کی ذرہ سی بد چلنی پر جہٹ پٹ حضرت مسیح کو بہیجدیا وہ آخری زمانہ مین ایسا سخت دل اور بے رحم ہو گیا کہ باوصفیکہ ساری دُنیا شرک اور مخلوق پرستی مین غرق ہو گئی پر اُسے ہدایت نازل کرنے کا کچھہ بہی خیال نہ آیا بلکہ اُلٹا گمراہون کی اَور بہی ستیاناس کرنے لگا گویا پہلے زمانون مین تو اُسے گمراہی بُری معلوم ہوتی تہی اور اب اچہی معلوم ہونے لگی

منہ

فرقانِ مجید مین سے نکالکر دکھلائی جائینگی اور یہہ طرز دلائل عقلیہ پیش کرنے کی کہ جسکا خاص کلام الہی کے بیان پر حصر رکھا گیا ہے یہہ ہم مین اور ہمارے مخالفین مین ایک ایسا صاف فیصلہ ہے کہ جو ہریک عقلمند کی آنکھہ کھول دینے کو کافی ہے اور ایک ایسی رہنما روشنی ہے کہ جس سے جھوٹون اور سچون مین نہایت آسانی سے فرق کھل جائیگا سو اب اے حضراتِ منکرینِ اسلام اگر آپ لوگون کو حقیتِ قرآن شریف مین کچہہ کلام ہے یا اُسکی افضلیت ماننے مین کچہہ تامل ہے تو آپ پر فرض ہو چکا ہے کہ اُن دلائل اور براہین کا اپنی اپنی کتابون مین سے عقلی طور پر جواب دین ورنہ آپ لوگ جانتے ہین اور ہر ایک منصف جانتا ہے کہ جس کتاب کی صداقت اور افضلیت صدہا دلائل سے ثابت ہو چکی ہو تو پھر اُسکو بغیر توڑنے دلائل اُسکی کے اور بغیر پیش کرنے ایسی کتاب کے جو کمالات مین اُس سے برابر ہو افترا انسان کا سمجھنا اور توہین کرنا ایک ایسا نامنصفانہ فعل ہے کہ جو صفت حیا اور شرم اور پاک اخلاقی سے بالکل بعید ہے اور اس جگہہ ہم اِس بات کو بھی کھولکر بیان کر دیتے ہین کہ جو صاحب بعد اشاعت اِس کتاب کے راستبازون کی طرح اِسکی دلائل کے توڑنے کی طرف متوجہ نہ ہون اور یون ہی اپنے رسالون اور اخبارون اور تقریرون اور تحریرون مین عوام کو دہوکا دینے کے لئے اسلام کے چشمۂ پاک کا کدورت ناک ہونا بیان کرین یا اپنے گھر مین ہی تعلیمِ فرقانی کو قابلِ اعتراض ٹھہراوین تو ایسے صاحب خواہ عیسائی ہون خواہ ہندو خواہ برہمو سماج والے یا کوئی اور ہون بہر حال یہہ فعل اُنکا دیانت اور پاک طینتی کے برخلاف سمجھا جائیگا کیونکہ جس حالت میں ہم دلائلِ قاطعہ سے حقیت اور صداقت فرقان مجید کی بخوبی ثابت کر چکے اور سارے اعتراض کوتہ اندیشون اور ناقص عقلون کے دفعہ اور دور کئے گئے اور اتماماً للحجۃ جواب دینے والون کو زرِ کثیر دینے کا وعدہ بھی دیا گیا اگر چاہین تو اپنے دل کی تسلی کے لئے بہ رجسٹری سرکار تمسک بھی لکھا لین تو پھر باوجود ہماری ایسی صداقت اور اِس درجہ کی صاف باطنی کے اگر اب بھی کوئی شخص یہہ سیدہا راستہ بحث اور مناظرہ کا کہ جس مین غالب آنے سے اِسقدر مفت روپیہ ملتا ہے اختیار

نہ کرے اور اس کتاب کے مقابلہ سے بہاگ کر جاہلون اور لڑکون اور عوام کے بہکانے کے لئے جہوٹے الزام اسلام پر لگاتا رہے تو سمجہو اسکے اور کیا سمجہین جو اسکی نیت مین ہی فساد اور اسکی طینت مین ہی خلل ہے صاحبو تعصب کو چہوڑ دو اور حق کو قبول کرو اور کچہہ خدا سے ڈرو یہہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہہ نہین اس پر فریفتہ مت ہو یہہ چند روزہ زندگی مزرعۂ آخرت ہے اسکو باطل عقیدون اور جہوٹے خیالون مین ضائع مت کرو یہہ بڑے کام کی چیز ہے اسکو یون ہی ہاتہہ سے مت دو یہہ مسافرخانہ کسی دن کی بات ہے اس سے دل مت لگاؤ اور یہہ عیش و عشرت دائمی نہین ہے اس پر مت بہولو۔

عیش دنیائے دون دمے چندست ۔۔۔ آخرش کار با خداوندست
این سرائے زوال و موت و فناست ۔۔۔ ہر کہ بنشست اندرین برخاست
یک دمے رو بسوئے گورستان ۔۔۔ وا ز خموشانِ آن بپرس نشان
کہ مآلِ حیاتِ دنیا چیست ۔۔۔ ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست
ترک کن کین و کبر و ناز و دلال ۔۔۔ تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال
چون ازین کارگہ ببندی بار ۔۔۔ باز نائی درین بلاد و دیار
اے ز دین بیخبر بخور غم دین ۔۔۔ کہ نجاتت معلق ست بدین
ہان تغافل مکن ازین غم خویش ۔۔۔ کہ ترا کار مشکل ست بپیش
دل ازین درد و غم فگار بکن ۔۔۔ دل چہ جان نیز ہم نثار بکن
ہست کارت ہمہ بآن یک ذات ۔۔۔ چون صبوری کنی از و ہیہات
بخت گردد چو زو بگردی باز ۔۔۔ دولت آمد ز آمدن بنیاز

چون بهتری زاین چنین یارے | چون بدین ابلهی کنی کارے

این جهان ست مثل مُردارے | چون سگے هر طرف طلبگارے

خُنک آن مرد کو ازین مُردار | روئے آرد بسوے آن دادار

چشم بندد ز غیر و داد دهد | در سرِ یار سر بباد دهد

این همه جوشِ حرص و آز و هوا | هست تا هست مرد نابینا

چشمِ دل اندکے چو گردد باز | سرد گردد بر آدمی همه آز

اے رسن هائے آز کرده دراز | زین هوس ها چرا نیائی باز

دولتِ عمر دمبدم بزوال | تو پریشان بفکرِ دولت ومال

خویش و قوم و قبیله پُر ز دغا | تو بریده برائے شان ز خُدا

این همه را بکُشتنت آهنگ | گه بصلحت کشند و گاه بجنگ

خاک بر رشته که بپیوندت | بگسلاند ز یار دل بندت

هست آخر بآن خُدا کارت | نه تو یار کسے نه کس یارت

قدمِ خود بنه بخوفِ اتم | تا روی از جهان بصدقِ قدم

تا خدا ات مُحبِ خود سازد | نظرِ لُطف بر تو اندازد

باده نوشی ز عشق وزان باده | مست باشی و بے خود افتاده

نیست این جائے گه مقام مدام | هوش کُن تا نه بد شود انجام

مهرِ آن زنده نورت افزاید | مهرِ این مُردگان چه کار آید

لقمہ و معدہ و سرودستار   سربسر ہست بخششِ دادار

حقِ باری شناس و شرم بدار   پیش زان کز جہان بہ بندی بار

رو ازو از چہ رو بگردانی   سگ وفا مے کُند تو انسانی

ترس باید ز قادرے اکبر   ہر کہ عارف ترست ترسان تر

فاسقان در سیاہ کاری اند   عارفان در دعا و زاری اند

اے خُنک دیدۂ کہ گریانش   اے ہمایون دلے کہ بریانش

اے مُبارک کسیکہ طالبِ اوست   فارغ از عمرو زید بارُخِ دوست

ہر کہ گیرد رہِ خُدائے یگان   آن خُدائش بس ست در دو جہان

لاجرم طالبِ رضائے خُدا   بگسلد از ہمہ برائے خُدا

شیوہ اش مے شود فِدا گشتن   بہر حق ہم ز جان جُدا گشتن

در رضائے خُدا شدن چون خاک   نیستی و فنا و استہلاک ۔

دل نہادن در آنچہ مرضیٔ یار   صبر زیرِ مجاریٔ اقدار

تو بحق نیز دیگرے خواہی   این خیال ست اصل گمراہی

گر دہندت بصیرت و مردی   از ہمہ خلق سوئے حق گردی

در حقیقت بس ست یار یکے   دِل یکے جان یکے نگار یکے

ہر کہ او عاشقِ یکے باشد   ترکِ جان پیشش اندکے باشد

کوئے او باشدش ز بُستان بہ   روئے او باشدش ز ریحان بہ

ہر چہ دلبر برد کند آن بہ　　دیدنِ دلبرش ز صد جان بہ

پا بہ زنجیرِ پیشِ دلدارے　　بہ ز ہجران و سیرِ گلزارے

ہر کہ دارد یکے دلآرامے　　جُز بوصلش نیابد آرامے

شب بہ بستر تپد ز فرقتِ یار　　ہمہ عالم بخواب و او بیدار

تا نہ بیند صبوری اش نآید　　ہر دمش سیلِ عشق بربآید

در دلِ عاشقان قرار کجا　　توبہ کردن ز روئے یار کجا

حُسنِ جانان بگوشِ خاطرِ شان　　گُفت رازے کہ گفتنش نتوان

ہم چنین ست سیرتِ عُشّاق　　صدق ورزان بایزدِ خلّاق

جان منوّر بشمعِ صدق و یقین　　نورِ حق تافتہ بلوحِ جبین

کام یابان و زین جہان ناکام　　زیرکان دور تر پریدہ ز دام

از خود و نفسِ خود خلاص شُدہ　　مہبطِ فیضِ نورِ خاص شُدہ

در خُداوندِ خویش دل بستہ　　باطن از غیرِ یار بگسستہ

پاک از دخلِ غیر منزلِ دل　　یار کردہ بجان و دل منزل

دین و دُنیا بکارِ او کردند　　بر درش اوفتادہ چُو گردند

ریزہ ریزہ شدہ آبگینۂ شان　　بوئے دلبر دمد ز سینۂ شان

نقشِ ہستی بشُست جلوۂ یار　　سر زد آخر ز جیبِ دل دلدار

گر بر آرند شعلہ ہائے درون　　دود خیزد ز تُربتِ مجنون

نے ز سر ہوشش نے ز پا خبرے	در سرِ دلستان بخاک سرے
ہر کسی را بجو و سرو کارے	کارِ دل داوگان بدلدارے
ہر کسی را بعزّت خود کار	فکرِ ایشان ہمہ بعزّتِ یار
تو سرِ خویش تافتہ از دین	حاصلِ روزگارِ تو ہمہ کین
در عنا و وفا دا فتادہ	داد و دانش ز دستِ خود دادہ
سرکشیدہ بناز و کبر و ریا	واز تدیّن نہادہ بیرون پا
چون خدُاات نداد نورِ درون	عقل و ہوشِ تو جملہ گشت نگون
کُفر گوئی عبادت انگاری	فسق ورزی ثواب پنداری
صد حجابت بچشمِ خویش فرا	باز گوئی کہ آفتاب کجا
پردہ بردار تا بہ بینی پیش	جانِ ما سوختی بکوریِ خویش
تافتی سر ز مُنعم و منّان	این بود شُکرِ نعمت اے نادان
دل نہادن درین سرا چہ دون	عاقبت میکُند ز دین بیرون
ترکِ کوئے حق از وفا دورست	دل بغیرے مدہ کہ غیّورست
دانی و باز سرکشی از وے	این چہ بر خود ستم کُنی ہے ہے
ہر چہ غیرے خُدا بخاطرِ تست	آن بُتِ تُست اے بایمان سُست
پُرحذر باش زین بتانِ نہان	دامنِ دل ز دستِ شان برہان
چیست قدرے کسے کہ نترکش کار	چون زنِ زانیہ ہزارش یار

صدق مے ورز و صدق پیشہ بگیر　　جانبِ صدق را ہمیشہ بگیر

دیدۂ تو بصدق بکشاید　　یار رفتہ بصدق باز آید

صادق آن ست کو بقلبِ سلیم　　گیرد آن دین کہ ہست پاک و قویم

دینِ پاک ست ملتِ اسلام　　از خدائے کہ ہست علمش تام

زین کہ دین از برائے آن باشد　　کہ ز باطل بحق کشان باشد

دین صفت ہست خاصۂ فرقان　　ہر اصولش موثق از برہان۔

با براہینِ روشن و تابان ۔　　مے نماید رہِ خدائے یگان

من گر امروز سیم داشتمے ۔　　آن براہین بزر نگاشتمے۔

اللہ اللہ چہ پاک دین ست این　　رحمتِ ربِّ عالمین ست این

آفتابِ رہِ صواب ست این　　بخدا بہ ز آفتاب ست این

مے برآرد ز جہل و تاریکی　　سوئے انوارِ قرب و نزدیکی

مے نماید بطالبان رہِ راست　　راستی موجبِ رضائے خداست

گر ترا ہست بیمِ آن دادار　　بہ پذیر و ز خلق بیم مدار

چون بود بر تو رحمتِ آن پاک　　دیگر از لعن و طعن خلق چہ باک

لعنتِ خلق سہل و آسان ست　　لعنت آن ست کو ز رحمان ست

بالآخر بعد تحریر تمام مراتب ضروریہ کے اس بات کا واضح کرنا بھی اسی مقدمہ میں قرینِ مصلحت ہے

جو کن کن قسمون کے **فوائد** پر یہہ کتاب مشتمل ہے تا وہ لوگ جو حقّانی صداقتون کے جان لینے پر جان دیتے ہین اپنے روحانی محبوب کی خوشخبری پاوین اور تا اُن پر جو راستی کے بہوکے اور پیاسے ہین اپنی دلی مُراد کا راستہ ظاہر ہو جاوے سو وہ فوائد **چار** قسم کے ہین جو بہ تفصیل ذیل ہین۔

اوّل اِس کتاب مین یہہ فائدہ ہے کہ یہہ کتاب مہمّات دینیہ کے تحریر کرنے مین ناقص البیان نہین بلکہ وہ تمام **صداقتین** کہ جن پر اصول علم دین کے مُشتمل ہین اور وہ تمام حقائقِ عالیہ کہ جنکی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے وہ سب اِس مین مکتوب اور مرقوم ہین اور یہہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑہنے والون کو ضروریاتِ دین پر احاطہ ہو جاویگا اور کسی مُغوی اور بہکانے والے کے پیچ مین نہین آوینگے بلکہ دوسرون کو وعظ اور نصیحت اور ہدائت کرنے کے لئے ایک کامل اُستاد اور ایک عیّار رہبر بن جاوینگے۔

دوسرا یہہ فائدہ کہ یہہ کتاب **تین سو** محکم اور قوی دلائل حقیتِ اسلام اور اُصولِ اسلام پر مشتمل ہے کہ جنکے دیکہنے سے صداقت اِس دینِ متین کی ہریک طالبِ حق پر ظاہر ہو گی بجُز اُس شخص کے کہ بالکُل اندہا اور تعصب کی سخت تاریکی مین مُبتلا ہو۔

تیسرا یہہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہین یہودی عیسائی مجوسی آریہ برہمو بُت پرست دہریہ طبعیہ اباحتی لامذہب سب کے شُبہات اور وساوس کا اِس مین جواب ہے۔ اور جواب بہی ایسا جواب کہ دروغ گو کو اُس کے گہر تک پُہنچایا گیا ہے اور پہر صرف رفع اعتراض پر کفائیت نہین کی گئی بلکہ یہہ ثابت کر کے دکہلایا گیا ہے کہ جس امر کو مخالفِ ناقص الفہم نے جائے اعتراض سمجہا ہے وہ حقیقت مین ایک ایسا امر ہے کہ جس سے تعلیم قُرآنی کی دوسری کتابون پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جائے اعتراض اور پہر وہ فضیلت بہی ایسی دلائلِ واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض الیہ ٹہر گیا ہے۔

چوتھا یہہ فائدہ جو اس مین بمقابلہ اُصولِ اسلام کے مخالفین کے اُصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اُصول اور عقائد اُنکے جو صداقت سے خارج ہین بمقابلہ اُصول حقہ قرآنی کے اُنکی حقیقتِ باطلہ کو دکہلایا گیا ہے کیونکہ قدر ہریک جوہر بیش قیمت کا مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے

پانچوان اِس کتاب مین یہہ فائدہ ہے کہ اِسکے پڑہنے سے حقائق اور معارف کلام ربّانی کے معلوم ہوجائینگے اور حکمت اور معرفت اُس کتاب مُقدّس کی کہ جس کے نور روح افزا سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہوجائیگی کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اسمین لکہی گئی ہین اور وہ تمام کامل صداقتین جو اس مین دکہائی گئی ہین وہ سب آیاتِ بیّناتِ قرآنِ شریف سے ہی لی گئی ہین اور ہریک دلیلِ عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی کلام مین آپ پیش کی ہے اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بادان سیپارہ قرآنِ شریف کے اِس کتاب مین اندراج پائے ہین پس حقیقت مین یہہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اُسکے اسرارِ عالیہ اور اُسکے علومِ حکمیہ اور اُسکے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جسکے مطالعہ سے ہریک طالبِ صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔

چھٹا یہہ فائدہ ہے جو اِس کتاب کے مباحث کو نہائت متانت اور عمدگی سے قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمال خوبی اور موزونیّت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے اور یہہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ترقی علوم اور پختگی فکر اور نظر کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہوگا کیونکہ دلائل صحیحہ کے توغل اور استعمال سے قوّتِ ذہنی بڑہتی ہے اور ادراک اُمورِ دقیقہ مین طاقتِ مدرکہ تیز ہوجاتی ہے اور بباعث ورزش براہین حقہ کے عقل سچائی پر ثبات اور قیام پکڑتی ہے اور ہریک امر متنازع کی اصلیت اور حقیقت دریافت کرنے کے لیے ایک

ایسی کامل استعداد اور بزرگ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو تکمیل قوائے نظریہ کا موجب اور نفسِ ناطقہ انسان کے لئے ایک منزل اقصیٰ کا کمال ہے کہ جس پر تمام سعادت اور شرف نفس کا موقوف ہے وھذا آخر ما اردنا بیانہ فی ھذہ المقدّمۃ

والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

تمّت المقدّمۃ

مطبوعہ سفیر ہند امرتسر

لئے دم زنی کرنا اگر تعصب نہین تو اور کیا ہے؟ اور جب آپ لوگون نے قبل از دریافتِ اصل حقیقت ردّ لکہنے کی پہلے ہی ٹہہرالی تو پہر کب نفسِ امارہ کا آپکا اِس بات سے باز آسکتا ہے جو بات بات مین فریب اور تدلیس اور خیانت اور بددیانتی کو کام مین لایا جائے تا کسی طرح یہہ فخر حاصل کرین ہمنے جواب لکہہ دیا۔ اگر آپ لوگون کی نیت مین کچہہ خلوص اور دل مین کچہہ انصاف ہوتا تو آپ لوگ یون اعلان دیتے کہ اگر دلائل کتاب کی واقع مین صحیح اور سچی ہونگی تو ہم بسروچشم اُنکو قبول کرینگے ورنہ اظہارِ حق کی غرض سے اُنکی ردّ لکہینگے۔ اگر آپ ایسا کرتے تو بیشک منصفون کے نزدیک منصف ٹہہرتے اور صاف باطن کہلاتے۔ لیکن خدا نہ کرے کہ ایسے لوگون کے دلون مین انصاف ہو جو خدا کے ساتہہ ہی بے انصافی کرتے ہوئے نہین ڈرتے۔ اور بعض نے اُسکو خالق ہونے سے ہی جواب دے رکہا ہے اور بعض ایک کے تین بنائے بیٹہے ہین اور کسی نے اُسکو ناصرہ مین لا ڈالا ہے اور کوئی اُسکو اجودہیا کی طرف کہینچ لایا ہے۔

اب خلاصۂ کلام یہہ ہے کہ آپ سب صاحبون کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کرین افلاطون بن جاوین بیکن کا اوتار دہارین ارسطو کی نظر اور فکر لاوین اپنے مصنوعی خداؤن کے آگے استمداد کے لئے ہاتہہ جوڑین پہر دیکہین جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگون کے الہۂ باطلہ۔ اور جب تک اِس کتاب کا جواب نہ دین تب تک بازارون مین عوام کالانعام کے سامنے اسلام کی تکذیب کرنا یا ہنود کے مندرون مین بیٹہہ کر ایک وید کو ایشرکرت اور ست ودیا اور باقی سارے پیغمبرون کو مفتری بیان کرنا صفتِ حیا اور شرم سے دور سمجہین۔

یارو خودی سے باز بہی آؤ گے یا نہین؟ ❊ خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہین؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہین؟ حق کی طرف رجوع بہی لاؤ گے یا نہین؟
کب تک رہو گے ضدّ و تعصّب مین ڈوبتے؟ آخر قدم بصدق اُٹہاؤ گے یا نہین؟
کیونکر کرو گے ردّ جو محقّق ہے ایک بات؟ کچہہ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہین؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچہہ جواب؟ پہر بہی یہہ منہہ جہان کو دکہاؤ گے یا نہین؟

اشتہارِ ضروری

کتاب براہینِ احمدیّہ کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے وہ صرف مسلمانون کے لئے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جنکو بشرط وسعت و طاقتِ مالی کے اعانتِ دین متین مین کسی نوع کا دریغ نہین۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہین تو چونکہ اعانت کی اُن سے کچہہ توقع نہین لہذا اُنسے وہ پوری پوری قیمت لیجائیگی جو حصۂ اولی کے اعلان مین شائع ہو چکی ہے ———— المشتہر مولف براہین احمدیہ

THE

BARÁHÍN-I-AHMADÍYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDÍÁN,

GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Amritsur:

PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,

AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.

1880.

V. P. L.

This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters, who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000 for its refutation, subject to the conditions contained in the preface. *Author.*

حصہ سوم

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

بفضلِ عظیم حضرتِ ہادی عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ

جسکو فخر اہلِ اسلام پنجاب جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرینِ اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در ۱۸۸۲ء طبع ہوا

امیر علی دو والا پرنٹر

عُذر و اطلاع

اکی دفعہ کہ جو حصۂ سوم کے نکلنے مین حد سے زیادہ توقف ہوگئی غالباً اِس توقف سے اکثر خریدار اور ناظرین بہت
ہی حیران ہونگے اور کچھہ تعجب نہین کہ بعض لوگ طرح طرح کے شکوک و شُبہات بھی کرتے ہون مگر واضح رہے کہ یہہ توقف
ہماری طرف سے ظہور مین نہین آئی بلکہ اتفاق یہہ ہوگیا کہ جب مئی ۱۸۹۱ء کے مہینہ مین کچھہ سرمایہ جمع ہونیکے بعد
مطبعِ سفیرِ ہند امرتسر مین اجزاءِ کتاب کے چھپنے کے لئے دیئے گئے اور اُمید تھی کہ غایت کار دو ماہ مین حصۂ سوم چھپ کر
شایع ہو جائیگا لیکن تقدیری اتفاقون سے جنمین انسانِ ضعیف البنیان کی کچھہ پیش نہین جا سکتی مہتمم صاحب مطبعِ سفیر
طرح طرح کی ناگہانی آفات اور مجبوریون مین مُبتلا ہوگئے جن مجبوریون کی وجہ سے ایک مُدتِ دراز تک مطبع بند رہا چونکہ
یہہ توقف اُنکے اختیار سے باہر تھی اسلئے اُنکی قائمی جمعیت تک برداشت سے انتظار کرنا مقتضاءِ انسانیت تھا سو الحمدللہ
کہ بعد ایک مُدت کے اُنکے موانع کچھہ رو بخفت ہوگئے اور اب کچھہ تھوڑے عرصہ سے حصۂ سوم کا چھپنا شروع ہوگیا لیکن
چونکہ اِس حصہ کے چھپنے مین بوجہ موانعِ مذکورہ بالا ایک زمانۂ دراز گذر گیا اسلئے ہم نے بڑے افسوس کے ساتھہ اِس بات کو
قرینِ مصلحت سمجھا کہ اِس حصہ کے مکمّل طور پر چھپنے کا انتظار نہ کیا جائے اور جسقدر اب تک چھپ چُکا ہے وہی خریدارون کی خدمت
مین بھیجا جاوے تا اُنکی تسلّی و تشفّی کا موجب ہو اور جو کچھہ اِس حصہ مین سے باقی رہگیا ہے وہ انشاءاللہ القدیر چہارم حصہ کے ساتھہ جو ایک بڑا حصہ ہے چھپوا دیا جائیگا۔
شاید ہم بعض دوستون کی نظر مین اِس وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرین کہ ایسے مطبع مین جسمین ہر دفعہ لمبی لمبی توقف
پڑتی ہے کیون کتاب کا چھپوانا تجویز کیا گیا سو اِس اعتراض کا جواب ابھی عرض کیا گیا ہے کہ یہہ مہتمم مطبع کی طرف سے لاچاری
توقف ہے نہ اختیاری اور وہ ہمارے نزدیک اُن مجبوریون کی حالت مین قابلِ رحم ہین نہ قابلِ الزام ما سوائے اِسکے مطبعِ سفیر ہند کے
مہتمم صاحب مین ایک عُمدہ خوبی یہہ ہے کہ وہ نہایت صحت اور صفائی اور محنت اور کوشش سے کام کرتے ہین اور اپنی خدمت کو عرق ریزی

(الف)

اسلامی انجمنونکی خدمت مین التماس ضروری

ایک خط انجمن اسلامیہ لاہور کی سکرٹری صاحب کی طرف سے اور ایسا ہی ایک تحریر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی طرف سے کہ جو انجمن ہمدردی اسلامی لاہور کے سکرٹری ہین موصول ہوکر اس عاجز کے ملاحظہ سے گذری جس سے یہہ مطلب تھا کہ اُن عرضداشتون پر معزز برادران اہل اسلام و منصفین اہل ہنود کے دستخط کرائے جائین کہ جو مسلمانون کی ترقی تعلیم و ملازمت و نیز مدارس کی تعلیم مین اُردو زبان قایم رکھنے کے لئے گورنمنٹ مین پیش کرنیکے لئے طیار کی گئی ہین مگر افسوس کہ مین اول بوجہ علالت اپنی طبیعت کے اور پھر بوجہ قیام ضروری امر ترکے اس خدمت کو ادا نہین کر سکا لیکن بحکم الدین النصیحت اسقدر عرض کرنا اپنے بھائیون کے دین اور دُنیا کی بہبودی کا موجب سمجھتا ہون کہ اگرچہ گورنمنٹ کی نظر مین مسلمانون کی شکستہ حالت ہر حال قابل رحم ٹھہریگی جس گورنمنٹ نے اپنے قوانین مین مویشی اور چارپایون سے بھی ہمدردی ظاہر کی ہے وہ کیونکر ایک گروہ کثیر انسانون کی ہمدردی سے کہ جو اُسکی رعیت اور اُسکی زیردست ہین اور ایک غربت اور مصیبت کی حالت مین پڑے ہین غافل رہ سکتی ہے لیکن ہمارے معزز بھائیون پر صرف یہی واجب نہین کہ وہ مسلمانون کو افلاس اور تنزل اور نا تربیت یافتہ ہونیکی حالت مین دیکھکر ہمیشہ اسی بات پر زور مارا کرین کہ کوئی میموریل طیار کرکے اور بہت سے دستخط اُسپر کرا کر گورنمنٹ مین بھیجا جائے۔ ہر ایک کام دینی ہو یا دنیوی اُسمین استمداد سے پہلے اپنی خداداد طاقت اور ہمت کا خرچ کرنا ضروری ہے اور پھر اُس فعل کی تکمیل کے لئے مدد طلب کرنا۔ خدا نے ہمکو ہماری ہر روزہ عبادت مین بھی یہی تعلیم دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ایاک نعبد و ایاک نستعین کہین نہ یہہ کہ ایاک نستعین و ایاک نعبد۔ مسلمانون پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ اُنہین فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائینگے حاجت بیان و تشریح نہین مگر اس جگہ اُن امور مین سے یہہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہین کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزون نے خصوصاً ڈاکٹر ھنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہین اپنی ایک مشہور تصنیف مین اس دعوی پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیرخواہ نہین ہین اور انگریزون سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہین۔ گو یہہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنیکے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتین اس خیال کی تائید کرتی ہین اور شاید انہین اتفاقی شواہد سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہوگیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگون کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہین لیکن محققین پر یہہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی مدینہ سے دور و مہجور ہین اور ایسے ہی مسلمان ہین جیسے مکلین عیسائی تھا بس ظاہر ہے کہ اُنکی یہہ ذاتی حرکات ہین نہ شرعی پابندی سے اور اُنکے مقابل پر اُن ہزارہا مسلمانون کو دیکھنا چاہئیے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیرخواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہین اور کرتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو کچھہ فساد ہوا اسمین بجز جہلا اور بدچلن لوگون کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ مین شامل نہین ہوا بلکہ پنجاب مین بھی غریب غریب مسلمانون نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کرکے اور پچاس مضبوط اور لایق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار مین بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غربیانہ حالت سے بڑھ کر خیرخواہی دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے اُنہون نے تو بڑے بڑے خدمات نمایان ادا کئے۔ اب پھر ہم اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ گو مسلمانون کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہین مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانون کی بدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفادارایون کو نظر انداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت اُن مخلصانہ خدمات کو اپنے قیاس کے صغری مین جگہہ دی اور نہ کبری مین۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانون پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُنکے دہوکون سے تاخر ہونیسے پہلے مجدد طور پر اپنی خیرخواہی ظاہر کرین۔ جس حالت مین شریعت اسلام کا یہہ واضح مسئلہ ہے جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہون اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہون اور جسکی مبارک سلطنت حقیقت مین نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماے اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شایع کرکے ناواقف لوگون کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہین جن اعتراضون سے اُنکے دین کی سُستی پائی جائے اور اُنکی دُنیا کو ناحق کا ضرر پہنچے۔ سو اس عاجز کی دانست مین قرین مصلحت ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہہ بندوبست کرین کہ چند نامی مولوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقوی اکثر لوگون کی نظر مین مسلم الثبوت ہو اس امر کے فتوے تجویز کئے جائین کہ اطراف اکناف کے اہل علم کہ جو اپنے مسکن کے گرد و نواح مین کسیقدر شہرت رکھتے ہون اپنی اپنی عالمانہ تحریرین جنمین بطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان

قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر اندرونی شہادتیں ہیں وہ تمام اُمور قدرتیہ ہی سے ماخوذ ہیں
اور تعریف اقسام مذکورہ کی بہ تفصیل ذیل ہے۔

اُمورِ محتاج الاصلاح سے وہ اُمور کفر اور بے ایمانی اور شرک اور بدعملی کے مراد ہیں جنکو بنی آدم نے
بجائے عقائد حقّہ اور اعمال صالحہ کے اختیار کر رکھا ہو اور جو عام طور پر تمام دُنیا مین پھیلنے کی وجہ سے
اِس لائق ہو گئے ہون کہ عنایتِ ازلیہ اُنکی اصلاح کی طرف توجّہ کرے۔

اُمورِ محتاج التکمیل سے وہ اُمور تعلیمیہ مراد ہین جو کُتبِ الہامیہ مین ناقص طور پر پائے جاتے ہون
اور حالت کاملہ تعلیم پر نظر کرنے سے اُنکا ناقص اور ادھورا ہونا ثابت ہوتا ہو اور اِس وجہ سے وہ ایک
ایسی کتاب الہامی کے محتاج ہون جو اُنکو مرتبہ کمال تک پہنچاوے۔

اُمورِ قدرتیہ دو طور پر ہین۔

(۱) بیرونی شہادتین۔ اِن سے وہ اُمور مُراد ہین جو بغیر وسیلہ انسانی تدبیرون کے خدا کی طرف سے
پیدا ہو جائین اور ہر ایک ذرّہ بمقدار کو وہ شوکت و شان اور عظمت و بزرگی بخشین جسکا حاصل
ہونا عند العقل محالاتِ عادیہ سے مُتصوّر ہو اور جسکی نظیر صفحۂ دُنیا مین کہین نہ پائی جاتی ہو۔

(۲) اندرونی شہادتین۔ اِنسے وہ محاسنِ صوری اور معنوی کتاب الہامی کے مراد ہین جنکا مقابلہ کرنے سے قُویٰ
بشریہ عاجز ہون اور جو فی الواقعہ بے مثل و مانند ہو کر ایسے قادرِ یکتا پر دلالت کرتی ہون کہ گویا آئینۂ خدانما ہون۔ ۱۲

اُمورِ غیبیہ سے وہ اُمور مراد ہین جو ایک ایسے شخص کی زبان سے نکلین جسکی نسبت یہہ یقین کیا جائے
کہ اُن اُمور کا بیان کرنا من کُل الوجوہ اُسکی طاقت سے باہر ہے۔ یعنے اُن اُمور پر نظر کرنے اور
اُس شخص کے حال پر نظر کرنے سے یہہ بات بہ بداہت واضح ہو کہ نہ وہ اُمور اُسکے لئے حکمِ بدیہی اور

مشہود کار کہتے ہین اور نہ بذریعہ نظر اور فکر کے اُسکو حاصل ہو سکتے ہین اور نہ اُسکی نسبت عند العقل یہہ گمان جائز ہے کہ اُس نے بذریعہ کسی دوسرے واقفکار کے اُن امور کو حاصل کر لیا ہوگا گو وہی اُمور کسی دوسرے شخص کی طاقت سے باہر نہ ہون پس اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ امورِ غیبیہ اضافی اور نسبتی اُمور ہین یعنے ایسے اُمور ہین کہ جب بعض خاص اشخاص کی طرف اُنکو نسبت دیجاتی ہے تو اِس قابل ہوجاتے ہین کہ اُمورِ غیبیہ ہونے کا اُن پر اطلاق ہو اور پہر جب وہی اُمور بعض دیگر کی طرف منسوب کئے جائین تو یہہ قابلیت اُن مین متحقق نہین ہوتی۔

تمثیلات

الف زید ایک شخص ہے جو ہمارے اِس زمانہ مین پیدا ہوا۔ اور بکر ایک شخص ہے جو پچاس برس بعد زید کے پیدا ہوا جسکا زمانہ زید نے نہین پایا اور نہ اُسکے واقعات سے مطلع ہونے کا زید کو کوئی خارجی ذریعہ حاصل ہوا۔ سو وہ واقعات جو بکر پر گذرے اگرچہ وہ بکر کی نسبت اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ وہ اُسی کے واقعات ہین اور اُسکے لئے مشہود اور محسوس ہین لیکن اگر اُنہین واقعات سے زید ٹہیک ٹہیک اطلاع دے ایسا کہ سرِمو فرق نہ ہو تو کہا جائیگا کہ زید نے اُمورِ غیبیہ سے اطلاع دی کیونکہ وہ اُمور زید کے لئے مشہود اور محسوس نہین ہین اور نہ ممکن تہا کہ اُنکے حصول کے لئے زید کو کوئی ذریعہ خارجی حاصل ہو۔

ب بکر ایک فلاسفر ہے جس نے کُتبِ فلسفیہ مین ایک زمانۂ دراز تک بغورِ تمام نظر اور فکر کر کے دقائق حکمیہ کے جاننے اور معلوم کرنے مین ملکۂ کاملہ پیدا کیا ہے اور بوجہ تحصیلِ علومِ عقلیہ اور مطالعۂ تالیفاتِ اوّلین اور حصولِ ذخائرِ تحقیقاتِ متقدّمین اور نیز بباعث ہمیشہ کے سوچ اور بچار اور مشق اور مغز زنی اور استعمال قواعد مقرّرہ صناعت منطق کے بہت سے حقائقِ علمیہ اور دلائلِ یقینیہ اُسکو مستحضر ہوگئے ہین۔ اور زید ایک

شخص ہے جسکی نسبت یہہ واقعہ ثابت ہے کہ نہ اُس نے کچھہ منطق و فلسفہ وغیرہ سے کوئی حرف پڑہا ہے اور نہ کُتبِ فلسفہ سے اُسکو کچھہ اطلاع ہے اور نہ طریقۂ نظر اور فکر مین اُسکو کچھہ مشق ہے اور نہ کسی اہلِ علم اور حکمت سے اُسکی مخالطت اور صحبت ہے بلکہ محض اُمّی ہے اور اُمیون مین ہمیشہ بود و باش رکھتا ہے پس وہ علوم جو بکر نے بتمامتر محنت و کلفت و مشقّت حاصل کئے ہین وہ بکر کی نسبت اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ بکر نے اُنکو ایک مُدتِ مدید تک جہدِ شدید سے تعلیم پا کر حاصل کیا ہے لیکن زید جو بالکُل ناخواندہ ہے اگر حکمت اور فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کو ایسا صاف اور صحیح بیان کرے جس مین سرِ مو تفاوت نہ ہو اور علومِ عالیہ کی نازک اور اعلیٰ صداقتون کو ایسے کامل طور پر ظاہر کرے جس مین کسی نوع کا فتور اور نقصان نہ پایا جائے اور دقائق حکمیہ کا ایسا مکمل مجموعہ پیش کرے جسکا باستیفا بیان کرنا پہلے اُس سے کسی حکیم کو میسّر نہ ہوا ہو۔ تو ہر یک امر کی نسبت مکمل بیان اُسکا جسمین شرائطِ مذکورہ بالا پائی جائین اُمورِ غیبیہ مین داخل ہوگا کیونکہ اُس نے اُن اُمور کو بیان کیا جنکا بیان کرنا اُسکی طاقت اور استعداد اور اندازۂ علم اور فہم سے باہر تہا اور جن کے بیان کرنے مین اُسکے پاس اسبابِ عادیہ مین سے کوئی ذریعہ موجود نہ تہا۔

ج بکر ایک پادری یا پنڈت یا کسی اَور مذہب کا عالم اور فاضل اور ماہر جزو کُل ہے۔ جس نے ایک کلان حصّہ اپنی عمر کا خرچ کر کے اور بیسیون برس محنت اور مشقّت اُٹھا کر اُس مذہب کے متعلّق جو نہائت دقیق باتین ہین دریافت کین اور جو کچھہ اس مذہب کی کتاب مین صواب یا خطا ہے یا جو غائیت درجہ کی باریک صداقتین ہین وہ سب مُدّت دراز کے تفکّر اور تدبّر سے معلوم کر لین اور زید ایک شخص ہے جسکی نسبت یہہ واقعہ ثابت ہے کہ بہ باعث ناخواندہ ہونے کے کسی کتاب کو پڑہ نہین سکتا ہے سو اگر بکر اُن کتابون

مین سے کچھ اُمور یا مسائل یا واقعات بیان کرے تو وہ اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ بذریعہ تعلیم کامل اور عرصہ دراز کی مشق کے اُن کتابون کے مضامین پر بخوبی مطلع اور حاوی ہے لیکن اگر زید جو محض اُمّی ہے اُن حقائقِ عمیقہ کو بیان کردے جنکا جاننا بجزء واقفیّت تام کے محالِ عادی ہے اور اُن کتابون کی ایسی باریک صداقتون کو کھولدے جو بجزء خواص عُلما کے کسی پر منکشف نہین ہوتین اور اُنکے وہ تمام معائب اور نقصانات ظاہر کردے جنکا ظاہر کرنا بجز نہایت درجہ کی دقّت نظر کے عادتاً ممتنع ہے اور پھر اس منصبِ تدقیق اور تحقیق مین ایسا کامل ہو جو اپنی نظیر نہ رکھتا ہو تو اس صورت مین اُسکی نسبت یہہ کہنا حق اور راست ہوگا کہ اُس نے اُمورِ غیبیہ کو بیان کیا۔

تشریح

شائد کوئی معترض اس تمہید پر یہہ اعتراض کرے کہ اُن سہل اور آسان منقولات کا بیان کرنا جو مذہبی کتابون مین مدوّن اور مرقوم ہین بذریعہ سماعت بھی ممکن ہے جنمین لکھا پڑھا ہونا کچھ ضروری نہین کیونکہ ناخواندہ آدمی کسی واقعہ کو کسی خواندہ آدمی سے سُنکر بیان کرسکتا ہے یہہ کچھ مسائلِ دقیقہ علمیہ نہین ہین جنکا جاننا بغیر تعلّم باقاعدہ کے محال ہو ایسے معترض سے یہہ سوال کیا جائیگا کہ تمہاری کتابون مین کوئی ایسی باریک صداقتین بھی ہین یا نہین جنکو بجزء اعلیٰ درجہ کے عالم اور اجل فاضل کے ہریک شخص کا کام نہین کہ دریافت کرسکے بلکہ اُنہین لوگون کے ذہن اُنکی طرف سبقت کرنیوالے ہین جنہون نے زمانہ دراز تک اُن کتابون کے مطالعہ مین خونِ جگر کہایا ہے اور مکاتبِ علمیہ مین کامل استادون سے پڑھا سیکھا ہے۔ پس اگر اس سوال کا یہہ جواب دین کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی دقیق صداقتین ہماری کتابون مین موجود نہین ہین بلکہ اُن مین تمام موٹی اور سرسری اور بےمغز باتین بھری ہوئی ہین جنکو

عوام الناس بھی ادنیٰ التفات سے معلوم کر سکتے ہین اور جن پر ایک کم فہم لڑکا بھی سرسری نظر مار کر اُنکی
تہ تک پہنچ سکتا ہے اور جنکا جاننا کچھہ فضیلتِ علمیہ مین داخل نہین بلکہ غایت کار مثل اُن کتابون کے
ہین جن مین قصّے کہانیان لکھی جاتی ہین یا جو محض اطفال اور عوام کے مطالعہ کے لئے بنائے جاتے ہین
تو افسوس ایسی گئی گذری کتابون پر۔ کیونکہ یہہ امر نہائت صاف اور واضح ہے کہ اگر مضامین کسی کتاب
کے صِرف عوام الناس کی موٹی عقل تک ہی ختم ہون اور حقائق دقیقہ کے مرتبہ سے بکُلّی تنزّل ہون
تو وہ کتاب ہی کوئی عُمدہ کتاب نہین کہلاتی بلکہ وہ بھی عقلمندون کی نظر مین ایسی ہی موٹی اور کم عزّت
ہوتی ہے جیسے اُسکے مضامین موٹے ہین اور اُسکا مضمون کوئی ایسی شے نہین ہوتا جسکو علوم حکمیہ کی
سلک مین مُنسلک کیا جائے یا حقائق عالیہ کے رتبہ پر سمجھا جائے پس جو شخص اپنی الہامی کتاب
کی نسبت ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ اُسکی تمام باتین موٹی اور خفیف ہین اور اُن جمیع صداقتون سے خالی
اور عاری ہین جو نہائت باریک اور دقیق ہین اور جنکا جاننا اربابِ علم اور نظر اور فکر سے مخصوص ہے
تو وہ آپ ہی اپنی کتاب کی توہین کرتا ہے اور اِس سے اُسکی شیخی بھی قایم نہین رہ سکتی کیونکہ جس
چیز کی تہ تک پہنچنے مین عوام الناس بھی اُسکے ساتھہ شریک اور مساوی ہین اُس چیز کے حاصل
کرنے سے وہ کسی ایسی فضیلتِ علمیہ کو حاصل نہین کر سکتا کہ عوام الناس سے اُسکو امتیاز بخشے یا
کوئی لقب عالم یا فاضل کا اُسکو عطا کرے بلکہ وہ بھی بلاشُبہ عوام کالانعام مین سے ہوگا کیونکہ اُس کے
علم اور معرفت کا اندازہ عوام سے زیادہ نہین اور بلاریب ایسی بیہودہ اور ذلیل کتابون کا علم اُمورِ غیبیہ
مین داخل نہین ہوگا لیکن پھر بھی یہہ شرط ہے کہ تعلیمات اُنکی ایسی شایع اور متعارف ہون جنکی نسبت
یہہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ ہر یک اُمّی اور ناخواندہ آدمی بھی ادنیٰ توجّہ سے اُنکے مضامین پر مطلع ہو سکتا

ہے کیونکہ اگر مضامین اُنکے شایع اور مشہور نہ ہون تو گو وہ کیسی ہی بے مغز اور موٹی باتین ہون تب بہی اُس شخص کے لئے جو اُس زبان سے ناواقف ہے جس زبان مین مضامین اُن کتابون کے لکھے گئے ہین بحکم اُمور غیبیہ کار کہتے ہین یہہ تو اُس صورت مین ہے کہ جب کوئی قوم اپنی کُتب الہامیہ کی نسبت آپ قبول کرلے کہ وہ باریک صداقتون سے عاری اور بے نصیب ہین لیکن اگر کسی قوم کی یہہ راے ہو کہ اُنکی الہامی کتابون مین باریک صداقتین بہی ہین جن پر احاطہ کرنا بجز اُن اعلیٰ درجہ کے اہلِ علم لوگون کے جن کی عمرین اُنہین مین تدبر تفکر کرتے کرتے فرسودہ ہوگئی ہین اور جن مین ایسی صداقتین بہی ہین جنکی تہ اور مغز تک وہی لوگ پہنچتے ہین جو نہایت درجہ کے زیرک اور عمیق الفکر اور راسخ فی العلم ہین تو اِس جواب سے خود ہمارا مطلب ثابت ہے کیونکہ اگر ایک اُمی اور ناخواندہ آدمی اُن حقائق دقیقہ کو اُن کی کتابون مین سے بیان کرے جنکو با قرار اُنکے عوام اہلِ علم بہی بیان نہین کرسکتے صرف خواص کا کام ہے تو بلاشبہ بیان اُس اُمی کا بعد ثبوت اِس بات کے کہ وہ اُمی ہے اُمورِ غیبیہ مین داخل ہوگا اور یہی تمثیل عسیوم کا مطلب ہے۔

تنبیہ

اُمورِ غیبیہ کو منجانب اللہ ہونے پر دلالت کامل ہے کیونکہ یہہ بات بہ بداہت عقل ثابت ہے کہ غیب کا دریافت کرنا مخلوق کی طاقتون سے باہر ہے اور جو امر مخلوق کی طاقتون سے باہر ہو وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے پس اِس دلیل سے ظاہر ہے کہ امورِ غیبیہ خدا کی طرف سے ظہور پذیر ہوتے ہین اور اُنکا منجانب اللہ ہونا یقینی اور قطعی ہے۔

تمہیدِ سیوم جو چیز محض قدرتِ کاملہ خداے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو خواہ وہ چیز اُسکی مخلوقات مین سے

کوئی مخلوق ہو اور خواہ وہ اُسکی پاک کتابون مین سے کوئی کتاب ہو جو لفظاً اور معناً اُسی کی طرف سے صادر ہوا اُسکا اِس صفت سے مُتصف ہونا ضروری ہے کہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنانے پر قادر نہو اور یہہ اُصول عام جو ہریک صادر من اللہ سے مُتعلق ہے دو طور سے ثابت ہوتا ہے اوّل قیاس سے کیونکہ از روئے قیاس صحیح و مستحکم کے خُدا کا اپنی ذات اور صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہونا ضروری ہے اور اُسکی کسی صنعت یا قول یا فعل مین شراکت مخلوق کی جائز نہین۔ دلیل اِس پر یہہ ہے کہ اگر اُسکی کسی صنعت یا قول ؎ یا فعل مین شراکت مخلوق کی جائز ہو تو البتہ بہر سب صفات اور افعال

؎ **حاشیہ نمبر ۱۱** - اِس جگہہ پر بعض نادان (جنکو عمیق فکر کرنے کی عادت نہین) یہہ وسوسہ پیش کرتے ہین کہ بلاشُبہ حروف اور الفاظِ مفردہ خدا کی کلام اور انسانون کی کلام مین مُشترک ہین سو حروف اور الفاظِ مفردہ مین شراکت انسان کی خُدا کے ساتہہ لازم آئی اِسکا جواب یہہ ہے کہ جیسا متن مین بہ تفصیل مُندرج ہے تعلیم زبان کی خدا کی طرف سے ہے پس حروف اور الفاظِ مفردہ بہی خدا ہی نے انسانون کو سکہلائے ہین انسان نے اُنکو اپنی عقل سے ایجاد نہین کیا جس بات کو انسان ایجاد کرتا ہے وہ صرف ترکیب کلمات ہے یعنے فقط یہہ امر انسان کا اختیاری اور کسبی ہے کہ کسی مضمون کے ظاہر کرنیکے لئے اپنی طرف سے ایک عبارت طیار کر سکتا ہے جس مین کوئی فقرہ کسی جگہہ پر اور کوئی فقرہ کسی جگہہ پر وضع کرتا ہے اور کسی ترکیب کو کسی محل پر اور کسی ترکیب کو کسی محل پر رکہتا ہے سو یہی املا و انشاء اُسکا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور اِسمین ہم کہتے ہین کہ خدا کی املا انشا سے انسان کا املاء انشاء ہرگز برابر نہین ہو سکتا اور نہ برابر ہونا جائز ہے کیونکہ اِس سے مشارکت باری کی مخلوق سے لازم آتی ہے لیکن انسان کا وہی حروف اور الفاظ مفردہ بولنا جو خدا نے اپنے کلام مین استعمال کئے ہین یہہ مشارکت نہین بلکہ یہہ تو بعینہٖ ایسی بات ہے کہ جیسے انسان مٹی کو جو خدا کی پیدائش ہے اپنے استعمال مین لاتا ہے اور طرح طرح کے برتن وغیرہ بناتا ہے پس اِس سے یہہ تو ثابت نہین ہوتا کہ انسان خدا کا شریک ہو گیا ہے کیونکہ مٹی تو بلاشُبہ خدا کی مخلوق ہے نہ انسان کی مخلوق شراکت تو تب ثابت ہو کہ جب کوئی انسان خدا کی طرح اِس مٹی سے حیوانات اور نباتات اور طرح طرح کے جواہرات بنا کر دکہلاوے سو ظاہر ہے کہ انسان مین یہہ مقدور نہین کہ جو کام خدا نے مٹی سے پورا کیا ہے وہ بہی اُسی خاک سے پورا کر سکے یہہ تو

مین جائز ہو اور اگر سب صفات اور افعال مین جائز ہو تو پہر کوئی دوسرا خدا ہی پیدا ہونا جائز ہو کیونکہ
جس چیز مین تمام صفات خدا کی پائی جائین اُسی کا نام خدا ہے اور اگر کسی چیز مین بعض صفات باریتعالی

بقیہ حاشیہ نمبر ا سچ بات ہے کہ مادہ ایجاد اور انشا کا انسان کے ہاتہ مین بہی وہی ہے جسکو خدا اپنے قوانین قدرتیہ کی پابندی سے استعمال مین لاتا ہے پر نعوذ باللہ یہہ کب سچ ہوسکتا ہے کہ ایجاد اور انشا انسان کا خدا کی ایجاد اور انشا سے برابر ہے اگر انسان خدا کا مقابلہ کرنے مین آسانی کی چال ہی چلے یعنے یہہ کرے کہ جس مخلوق کے اعضا متفرق ہوچکے ہون اُسی کی ہڈیان اور گوشت اور پوست جمع کرکے پہر وہی جاندار بنانا چاہے یا جان نہین سہی ویسا ہی قالب طیار کرنا چاہے تو یہہ بہی اُسکے لئے ممکن نہین پس انسانِ ضعیف البنیان خدا کا مقابلہ کیونکر کرسکے اِس سے تو حیوانات کا مقابلہ بہی نہین ہوسکتا بلکہ چہوٹے چہوٹے کیڑون مکوڑون کے مقابلہ کرنے سے بہی عاجز ہے اور بعض کیڑے اپنی صنایع مین اِس سے کہین زیادہ ہین کوئی اُسکے لئے ریشم بناتا ہے اور کوئی اُسکو شہد کا شربت پلاتا ہے ایسا ہی کوئی کچہہ اور کوئی کچہہ طیار کرتا ہے اور انسان کو اُن مین سے ایک ہی ہنر یاد نہین تو پہر دیکہئے نادانی ہے یا نہین کہ اِس مونہہ اور اِس لیاقت سے خدا کے ساتہہ مقابلہ ۔

چون نیستت بیک مگسے تاب ہمسری + پس چون کنی بقادرِ مطلق برابری + شرمت نیامد آیت زدم زنی خود بگیر و گامے ... قدر خود بہین کہ زیک کرم کمتری + اِس جگہ یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئیے کہ جیسے عناصر جسم انسان کے خدا کی طرف سے ہین ایسا ہی عناصر کلام کے بہی خدا کی طرف سے ہین اور عناصر کلام سے مراد ہماری حروف اور الفاظ اور چہوٹے چہوٹے فقرہ ہین جن پر تعلیم زبان کی موقوف ہے جیسے خدا ہے بندہ فانی ہے الحمد للہ رب العالمین وغیرہ وغیرہ یہہ سب عناصر کلام ہی ہین جو خدا نے اپنی طرف سے انسان پر ظاہر کئے ہین کیونکہ خدا کا صرف اتنا کام نہین تہا کہ وہ صرف ایک پُتلا خاک کا بناکر پہر الگ ہوجاتا بلکہ ظاہر ہے کہ انسان نے جو کچہہ اپنی تکمیل فطرت کے لئے پایا وہ سب خدا ہی سے پایا گہر سے تو کچہہ نہ لایا سو طالب حق کو چاہئے کہ اِس سے دہوکا نہ کہاوے کہ حروف اور الفاظ مفردہ یا چہوٹے چہوٹے فقرات جو خدا کی کلام مین موجود ہین وہ انسان کی کلام مین بہی موجود ہین اور اِس بات کو بخوبی یاد رکہے کہ یہہ عناصر کلام کے ہین جو خدا کی طرف سے ہین انسان بہی اُنکو اپنے استعمال مین لاتا ہے اور خدا بہی لیکن فرق یہہ ہے کہ خدا کی کلام مین جو لفظاً و معناً خدا کی کلام ہے وہ الفاظ اور فقرات ایسی ترتیبِ محکم اور پُر حکمت سے اور کمال موزونیت اور اعتدال سے اپنے اپنے محل پر موضوع ہوتے ہین ۔ جیسے سارے کام خدا کے جو دنیا مین پائے

کی پائی جائین تب بہی وہ بعض مین شریک باری تعالیٰ کے ہوئے اور شریک الباری بہ بداہت عقل ممتنع ہے پس اِس دلیل سے ثابت ہے کہ خدا کا اپنی تمام صفات اور اقوال اور افعال مین واحد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتے ہین کمال موزونیت اور اعتدال اور رعایت حکمت سے ہین انسان کو اپنی انشا مین وہ مرتبہ خدائی کا حاصل نہین ہوسکتا جیسا دوسرے تمام کامون مین حاصل نہین یہی وجہ ہے کہ تمام کفار قرآن شریف کے مقابلہ پر باوصف دعوی فصاحت اور بلاغت اور ملک الشعرا کہلانے کے زبان بند کئے بیٹھے رہے اور اب بہی خاموش اور لاجواب بیٹھے ہین اور یہی خاموشی اُنکی عجز پر گواہی دے رہی ہے کیونکہ عجز اَور کیا ہوتا ہے یہی تو عجز ہے کہ مخاصم کی حُجّت کو سُن اور سمجہکر توڑ کر نہ دکہلاوین۔

یہان تک تو اس حاشیہ مین کلام الٰہی کے بے مثل ہونے کی ضرورت ہمنے قانون قُدرت کے رو سے ثابت کی ہے لیکن بجز اِسکے بے مثل ہونا کلام الٰہی کا ایک اَور طریق سے بہی واجب ٹھہرتا ہے۔ جسکا بیان کرنا اسی حاشیہ مین قرین مصلحت ہے اور وہ یہہ ہے۔ اِس مین کچہہ شک نہین کہ بلا دغدغہ انسان کا ایسا نیک خاتمہ ہوجانا جسپر بالیقین نجات کی امید ہو اِس بات پر موقوف ہے کہ اُسکو صانع حقیقی کے وجود اور اُسکے قادر مطلق ہونے کی نسبت اور اُسکے وعدہ جزا سزا کی بابت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہوجاوے اور یہہ امر صرف ملاحظۂ مخلوقات سے حاصل نہین ہوسکتا بلکہ اِس مرتبۂ یقین تک پہنچانے کے لئے ایک ایسی الہامی کتاب کی ضرورت ہے جسکی مثل بنانا انسانی طاقتون سے باہر ہو اب اِس تقریر کو اچہی طرح سمہانے کے لئے دو باتون کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اوّل یہہ کہ یقینی طور پر نجات کی اُمید یقین کامل سے کیون وابستہ ہے۔ دوم یہہ کہ وہ یقین کامل صرف ملاحظۂ مخلوقات سے کیون حاصل نہین ہوسکتا سو پہلے یہہ سمجہنا چاہئے کہ یقین کامل اُس اعتقادِ صحیح جازم کا نام ہے جس مین کوئی احتمال شک کا باقی نہ رہے اور امرِ مقصود التحقیق کی نسبت پوری پوری تسلی اور تشفی دل کو حاصل ہوجاوے اور ہریک اعتقاد جو اِس حد سے متنزل اور فروتر ہو وہ مرتبۂ یقین کامل پر نہین ہے بلکہ شک یا غایت کار ظن غالب ہے۔

اور یقینی طور پر نجات کی اُمید یقین کامل پر اِس لئے موقوف ہے کہ مدار نجات کا اِس بات پر ہے کہ انسان اپنے مولی کریم کی جانب کو تمام دُنیا اور اُسکے عیش و عشرت اور اُسکے مال و متاع اور اُسکے تمام تعلقات پر یہان تک کہ اپنے نفس پر بہی مقدم سمجہے اور کوئی محبت خدا کی محبت پر غالب ہونے نہ پاوے لیکن انسان پر یہہ بلا وارد ہے کہ وہ برخلاف اِس طریقہ کے جس پر اُسکی نجات موقوف ہے ایسی چیزون سے دل لگا رہا ہے جن سے دل لگانا

لاشریک ہونا ضروری ہے اور ذات اُسکی اُن تمام نالائق اُمور سے متنزہ ہے جو شریک الباری پیدا ہونے کی طرف مُنجر ہوں دوسرے ثبوت اِس دعویٰ کا استقرا تام سے ہوتا ہے جو اُن سب چیزوں پر جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا سے دل ہٹانے کو مستلزم ہے اور دل ہی ایسا لگایا ہوا ہے کہ یقینی طور پر سمجھ رہا ہے کہ تمام راحت اور آرام میرا انہیں تعلقات میں ہے اور نہ صرف سمجھ رہا ہے بلکہ وہ لذات بہ یقین کامل اُسکے لئے مشہود اور محسوس ہیں جنکے وجود میں اُسکو ایک ذرا سا شک نہیں پس ظاہر ہے کہ جب تک انسان کو خداے تعالیٰ کے وجود اور اُسکی لذتِ وصال اور اُسکی جزا و سزا اور اُسکی آلا و نعما کی نسبت ایسا ہی یقین کامل نہ ہو جیسا اُسکو اپنے گھر کی دولت پر اور اپنے صندوق کے گنے ہوئے روپیوں پر اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے باغوں پر اور اپنی زرخرید یا موروثی جائداد پر اور اپنی آزمودہ اور چشیدہ لذتوں پر اور اپنے دلآرام دوستوں پر حاصل ہے تب تک خدا کی طرف دلی جوش سے رجوع لانا محال ہے کیونکہ کمزور خیال زبردست خیال پر غالب نہیں آسکتا اور بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جب ایسا آدمی جسکا یقین نسبت اُمورِ آخرت کے دنیا پر زیادہ ہے اس مسافر خانہ سے کوچ کرنے لگے اور وہ نازک وقت جسکو جان کندن کہتے ہیں یکایک اُسکے سر پر نمودار ہو کر اُسکو اُن یقینی لذات سے دور ڈالنا چاہیے جو دُنیا میں اُسکو حاصل ہیں اور اُسکو اُن پیاروں سے علیحدہ کرنا چاہیے جنکو وہ یقیناً بچشم خود ہر روز دیکھتا ہے اور اُن مالوں اور ملکوں اور دولتوں سے اُسکو جدا کرنے لگے جنکو وہ بلاشبہ اپنی ملکیت سمجھتا ہے تو ایسی حالت میں ممکن نہیں کہ اسکا خیال خداے تعالیٰ کی طرف قایم رہے مگر صرف اُسی صورت میں کہ جب اُس یقین کامل کے مقابل پر خداے تعالیٰ کے وجود اور اُسکی لذتِ وصال اور اُسکے وعدہ جزا سزا پر بھی ایسا ہی یقین کامل بلکہ اُس سے زیادہ ہو اور اگر اُس آخری وقت میں اِس درجہ کا یقین جو خیالات دُنیوی کی مدافعت کر سکے اُسکو حاصل نہ ہو تو یہ امر غالباً اُسکے لئے بدخاتمہ کا موجب ہوگا۔

اور یہ بات کہ صرف ملاحظہ مخلوقات سے یقینِ کامل حاصل نہیں ہو سکتا اِس طرح پر ثابت ہے کہ مخلوقات کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے کہ جس پر نظر ڈالکر انسان یہ لکھا ہوا پڑھ لے کہ ہاں اِس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے اور واقعی خدا موجود ہے اور اُسی کی لذتِ وصال راحتِ حقیقی ہے اور وہی مطیعوں کو جزا اور نافرمانوں کو سزا دیگا بلکہ مخلوقات کو دیکھ کر اور اُس عالم کو ایک ترتیب احسن اور ابلغ پر مرتّب پا کر فقط قیاسی طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اِس مخلوقات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے اور لفظ **ہونا چاہیئے** اور **ہے** کے مصداق میں بڑا فرق ہے مفہوم **ہونا چاہیئے** اُس یقینِ جازم تک نہیں پہنچا سکتا جس تک مفہوم **ہے** کا پہنچاتا ہے بلکہ اُسمیں کسیقدر رگِ شک باقی رہ

صادر من اللہ ہین نظر تدبر کرکے بہ پایۂ صحت پہنچ گیا ہے کیونکہ تمام جزئیاتِ عالم جو خدا کی قدرتِ کاملہ سے ظہور پذیر ہین جب ہم ہریک کو اُن مین سے عمیق نگاہ سے دیکھتے ہین اور اعلی سے ادنی تک بحدیکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتی ہے اور جو شخص کسی امر کی نسبت بطور قیاسی ہونا چاہئے کہتا ہے اُسکے قول کا صرف اسقدر خلاصہ ہے کہ میرے قیاس مین تو ہونا لازم ہے اور آگے مجھے خبر نہین کہ واقعہ مین ہے بھی یا نہین یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقط مخلوقات پر نظر کرنے والے گذرے ہین وہ نتیجہ نکالنے مین کبھی متفق نہین ہوئے اور نہ اب ہین اور نہ آئندہ ہونا ممکن ہے ہان اگر آسمان کے کسی گوشہ پر موٹی اور جلی قلم سے یہہ لکھا ہوا ہوتا کہ مین بے مثل و مانند خدا ہون جس نے ان چیزون کو بنایا ہے اور جو نیکون اور بدون کو اُنکی نیکی اور بدی کا عوض دیگا تو پھر بلاشبہ ملاحظۂ مخلوقات سے خدا کے وجود پر اور اُسکی جزا سزا پر یقینِ کامل ہوجایا کرتا اور ایسی حالت مین کچھہ ضرور نہ تھا کہ خداے تعالی کوئی اَور ذریعہ یقینِ کامل تک پہنچانے کا پیدا کرتا لیکن اب تو وہ بات نہین ہے اور خواہ تم کیسی ہی غور سے زمین آسمان پر نظر ڈالو کہین اس تحریر کا پتہ نہین ملیگا صرف اپنا قیاس ہے اور بس اسی جہت سے تمام حکماء اس بات کے قایل ہین کہ زمین آسمان پر نظر ڈالنے سے وجودِ باری کی نسبت شہادتِ واقعہ حاصل نہین ہوتی صرف ایک شہادتِ قیاسی حاصل ہوتی ہے جسکا مفہوم فقط اس قدر ہے کہ ایک صانع کا وجود چاہئے اور وہ بھی اُسکی نظر مین کہ جو وجود اُن چیزون کا خود بخود ہونا محال سمجھتا ہو لیکن دہریہ کی نظر مین وہ شہادت درست نہین کیونکہ وہ قدامت عالم کا قایل ہے اسی بنا پر اُسکی یہہ تقریر ہے کہ اگر کوئی وجود بے موجد جائز نہین ہے تو پھر خدا کا وجود بے موجد کیون جائز ہے اگر جائز ہے تو پھر ان ہی چیزون کا وجود جنکو کسی نے بنتے ہوئے بچشم خود نہین دیکھا بے موجد کیون نہ مانا جاوے اب ہم کہتے ہین کہ وجودِ قدیم حضرتِ باری مین تب ہی دہریہ کو ایک قیاس پرست کے ساتھہ نزاع کرنے کی گنجائش ہے کہ مخلوقات پر نظر کرنے سے واقعی شہادت صانعِ عالم پر پیدا نہین ہوتی یعنے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ فی الحقیقت ایک صانعِ عالم موجود ہے بلکہ صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ ہونا چاہئے اور اسی وجہ سے امر معرفت صانعِ عالم کا صرف قیاسی طور سے دہریہ پر مشتبہ ہوجاتا ہے چنانچہ ہم اس مطلب کو کسیقدر حاشیہ نمبر ۹ مین بیان کر آئے ہین جس مین ہم نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ عقل صرف موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے خود موجود ہونا ثابت نہین کرسکتی اور کسی وجود کی ضرورت کا ثابت ہونا شے دیگر ہے اور خود اُس وجود ہی کا ثابت ہوجانا یہہ اَور بات ہے پس جس کے نزدیک معرفتِ الہی صرف مخلوقات کے ملاحظہ تک

حقیر سی حقیر چیزون کو جیسے مکھی اور مچھر اور عنکبوت وغیرہ ہین خیال مین لاتے ہین تو اُن مین سے
کوئی بہی ایسی چیز ہمکو معلوم نہین ہوتی جسکے بنانے پر انسان بہی قدرت رکہتا ہو بلکہ اِن چیزون کی بناوٹ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہی ختم ہے اُسکے پاس اِس اقرار کرنے کا کوئی سامان موجود نہین کہ خدا فی الواقعہ موجود ہے بلکہ اُسکے علم کا اندازہ
صرف اِسقدر ہے کہ ہونا چاہئے اور وہ بہی تب کہ جب دہریہ مذہب کی طرف نہ جُھک جائے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ
حکما متقدمین مین سے محض قیاسی دلائل کے پابند رہے اُنہون نے بڑی بڑی غلطیاں کین اور صدہا طرح کا
اختلاف ڈالکر بغیر تصفیہ کئے گذر گئے اور خاتمہ انکا ایسی بےآرامی مین ہوا کہ ہزارہا شکوک اور ظنون مین پڑکر اکثر
اُن مین سے دہریئے اور طبعی اور ملحد ہوکر مرے اور فلسفہ کے کاغذون کی کشتی اُنکو کنارہ تک نہ پہنچا سکی کیونکہ
ایک طرف تو حُبِّ دُنیا نے اُنہین دبائے رکہا اور دوسری طرف اُنہین واقعی طور پر معلوم نہ ہوا کہ آگے کیا پیش
آنے والا ہے سو بڑی بیقراری کی حالت مین حق الیقین سے دور اور مہجور رہکر اِس عالم سے اُنہون نے سفر کیا اور
اِس بارہ مین اُنکا آپ ہی اقرار ہے کہ ہمارا علم صانع عالم اور دوسرے اُمور آخرت کی نسبت من حیث الیقین نہین
بلکہ من حیث ما ہو اشبہ ہے یعنے اِس قسم کا ادراک ہے کہ جیسے کوئی بغیر اطلاع حقیقت حال کے یون ہی اٹکل سے
ایک چیز کی نسبت کہے کہ اِس چیز کی حالت کے یہی لائق ہے کہ ایسی ہو اور اصل مین نہ جانتا ہو کہ ایسی ہے یا نہین
حکیمون نے جس امر کو اپنی رائے مین دیکہا کہ ایسا ہونا مناسب ہے اُسکو اپنے گہر مین ہی تجویز کر لیا کہ ایسا ہی ہوگا
جیسے کوئی کہے کہ مثلاً زید کا اِسوقت ہمارے پاس آنا مناسب ہے پہر آپ ہی دل مین ٹھہرا لے کہ ضرور آتا ہوگا اور
پہر سوچے کہ زید کا گہوڑے پر ہی آنا لائق ہے اور پہر تصور کر لے کہ گہوڑے پر ہی آیا ہوگا ایسا ہی حکیم لوگ اٹکلون
پر اپنا کام چلاتے رہے اور خدا کو موجود فی الحقیقت یقین کرنا اُنہین نصیب نہ ہوا بلکہ اُنکی عقل نے اگر بہت ہی
ٹہیک ٹہیک دوڑ کی تو فقط اِسقدر کی کہ ایک صانع کے موجود ہونے کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اِس ادنیٰ
خیال مین بہی بے ایمانون کی طرح اُنکو شکوک اور شبہات ہی پڑتے رہے اور طریقہ حقہ پر اُنکا قدم نہین پڑا بعض
خدا کے مُدبر بالارادہ ہونے سے انکاری رہے بعض اُسکے ساتھ ہیولیٰ کو لے بیٹھے بعض نے جمیع ارواح کو خدا کی
قدامت مین بہائی بندون کی طرح حصہ دار ٹھہرایا جنکے وارث ابتک آریا سماج والے چلے آتے ہین بعض نے ارواح
انسانیہ کی بقا کو اور دار جزا سزا کو تسلیم نہ کیا بعض نے زمانہ کو ہی خدا کی طرح مؤثر حقیقی قرار دے دیا بعض نے خدا کے
عالم بالجزئیات ہونے سے مونہہ پہیر لیا بعض بتون پر ہی قربانیان چڑہاتے رہے اور مصنوعی دیوتون کے آگے

اور ترکیب پر غور کرنے سے ایسے عجائب کام دستِ قدرت کے اُنکے جسم مین مشہود اور موجود پاتے ہین جو
صانعِ عالم کے وجود پر دلائلِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ ہین - علاوہ اِن سب دلائل کے یہہ بات بھی ہریک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہاتھ جوڑتے رہے اور بہتر سے بڑے بڑے حکیم خداوند تعالیٰ کے وجود سے ہی منکر رہے اور کوئی اُن مین ایسا نہ ہوا
کہ اُن تمام مفاسد سے بچ رہتا -

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ مجرد ملاحظہ مخلوقات سے ہرگز یقین کامل حاصل نہین ہوسکتا
اور نہ کبھی کسی کو ہوا بلکہ جسقدر حاصل ہوسکتا ہے اور شاید بعضون کو ہوا ہو وہ اسیقدر ہے کہ **جو ہونا چاہیئے** کا
مصداق ہے اور یہہ بھی وجودِ صانع عالم کی بابت ہے اور جزا سزا وغیرہ مین تو اتنا بھی نہین اور جبکہ مخلوقات پر
نظر ڈالنے سے یقینِ کامل حاصل نہ ہوسکا تو دو باتون مین سے ایک بات ماننی پڑی یا تو یہہ کہ خدا نے یقینِ کامل
تک پہنچانے کا ارادہ ہی نہین کیا اور یا یہہ کہ ضرور اُس نے یقینِ کامل تک پہنچانے کے لئے کوئی ذریعہ رکھا ہے
لیکن امرِ اول الذکر تو بدیہی البطلان ہے اور کسی عاقل کو اُسکے باطل ہونے مین کلام نہین اور امرِ دویم کے قرار دینے کی حالت
مین ایسے اِس صورت مین کہ جب ہم تسلیم کرین کہ خدا نے مخلوقات کی نجات کے لئے ضرور کوئی کامل ذریعہ ٹھہرایا ہے
بجز اِس بات کے ماننے کے اَور کوئی چارہ نہین کہ وہ کامل ذریعہ ایسی کتابِ الہامی ہوگی جو اپنی ذات مین بےمثل
و مانند ہو اور اپنے بیان مین قانونِ قدرت کے ہریک اجمال کو کہولتی ہو کیونکہ جب کامل ذریعہ کے لئے یہہ شرط
ہوئی کہ وہ چیز بےمثل و مانند ہو اور نیز اُسمین منجانب اللہ ہونے کے بارہ مین اور ہریک امرِ دینی کے لئے تحریری شہادت
بھی موجود ہو تو یہہ تمام صفات صرف کتابِ الہامی مین جو بےمثل و مانند ہو جمع ہونگی اَور کسی چیز مین جمع نہین ہوسکتین
کیونکہ یہہ خوبی صرف کتابِ الہامی مین متحقق ہوسکتی ہے کہ اپنے بیان اور اپنی بےنظیری کی حالت کے ذریعہ سے
یقینِ کامل اور معرفتِ کامل کے مرتبہ تک پہنچا وے وجہ یہہ کہ آسمان و زمین کے وجود پر اگر کوئی کم بخت دہریہ شک
کرے تو کرے کہ یہہ قدیم سے چلے آتے ہین پر ایک کلام کو انسانی طاقتون سے بالاتر تسلیم کرکے پہر انسان اِس اقرار
کرنے سے کہان بہاگ سکتا ہے کہ خدا فی الواقع موجود ہے جس نے اِس کتاب کو نازل کیا علاوہ اِسکے اِس جگہہ خدا کا
وجود ماننا صرف دیناہی قیاس نہین بلکہ وہی کتاب بطور خبر واقعہ کے یہہ بھی تبلاتی ہے کہ خدا موجود ہے اور جزا سزا
برحق ہے پس جس یقینِ کامل کو طالبِ حق زمین و آسمان مین تلاش کرتا ہے اور نہین پاتا وہ مراد اُسکو اِس جگہہ
مل جاتی ہے لہذا دہریہ کو خدا کے قائل کرنے کے لئے جیسا کلام بےمثل سے علاج متصور ہے ویسا زمین آسمان کے ملاحظہ

دانشمند پر روشن ہے کہ اگر یہہ جایز ہوتا کہ جو چیزین خدا کے دستِ قُدرت سے ظہور پذیر ہین اُنکے بنانے پر کوئی دوسرا شخص بہی قادر ہوسکتا تو کسی مصنوع کو اُس خالق حقیقی کے وجود پر دلالتِ کامل نہ رہتی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے ہرگز ممکن نہین یہہ بات یاد رکہنی چاہئیے کہ ہریک انسان مین کہ جو مجرّد قیاس پرست ہے دہریہ پن کی ایک رگ ہے وہی رگ دہریہ مین کچہہ زیادہ ہوکر ظاہر ہوجاتی ہے اور اَورون مین مخفی رہتی ہے اِس رگ کو وہی الہامی کتاب کاٹتی ہے جو فی الواقع انسانی طاقتون سے باہر ہو کیونکہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے آسمان زمین سے نتیجہ نکالنے مین ہمیشہ لوگون کی سمجہہ مختلف رہی ہے کسی نے یون سمجہا اور کسی نے وُون سمجہا لیکن یہہ اختلاف کلام بےمثل مین نہین ہوسکتا اور گو کوئی دہریہ ہی ہو پر کلام بےمثل کی نسبت یہہ رائے ظاہر نہین کرسکتا کہ وہ بغیر تکلّم کسی متکلّم کے زمین آسمان کی طرح خود بخود قدیم سے وجود رکہتی ہے بلکہ کلامِ بےمثل مین اُسیوقت تک دہریہ بحث و تکرار کریگا جب تک اُسکے بےمثل ہونے مین اُسکو کلام ہے اور جب ہی اُس نے اِس بات کو قبول کرلیا کہ فی الواقعہ بنانا اُسکا انسانی طاقتون سے باہر ہے اُسیوقت سے خدا کے ماننے کے لئے اُسکے دل مین ایک تخم بویا جاویگا کیونکہ اِس وہم کرنے کی اُسکو گنجائش ہی نہین کہ اُس کلام کے متکلّم کا وجود قیاسی ہے نہ واقعی اِس جہت سے کہ کلام کا وجود بغیر وجود متکلّم کے ہوہی نہین سکتا ماسوا اِسکے کلامِ بےمثل مین یہہ بہی خوبی ہے کہ جو کچہہ علم مبدء اور معاد کا تکمیل نفس کے لئے ضروری ہے وہ سب بطور امر واقعہ کے اُسمین لکہا ہوا موجود ہے اور یہہ خوبی بہی زمین آسمان مین موجود نہین کیونکہ اول تو اُنکے ملاحظہ سے اسرارِ دینیہ کچہہ معلوم ہی نہین ہوتے اور اگر کچہہ ہون بہی تو اکثر اوقات وہی مثل مشہور ہے کہ گونگے کے اشارے اُسکی مان ہی سمجہے۔ اب اِس تمام تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ بےمثل ہونا کلام الہی کا صرف اسی جہت سے واجب نہین کہ استحفاظ سلسلۂ قانون قُدرت کا اسپر موقوف ہے بلکہ اِس جہت سے بہی واجب ہے کہ بغیر بےمثل کلام کے نجات کا امر ہی ادہورا رہتا ہے کیونکہ جب خدا پر ہی یقین کامل نہ ہوا تو پہر نجات کیسی اور کہان سے جو لوگ خدا کی کلام کا بےمثل و مانند ہونا ضروری نہین سمجہتے اُنکی کیسی نادانی ہے کہ حکیم مطلق پر بدگمانی کرتے ہین کہ ہرچند اُس نے کتابین بہیجین پر بات وہی بنی بنائی رہی جو پہلے تہی اور وہ کام نہ کیا جس سے لوگون کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا۔ افسوس ہے کہ یہہ لوگ سوچتے نہین کہ خدا کا قانونِ قُدرت ایسا محیط ہے کہ اُس نے کیڑون مکوڑون کو بہی کہ جن سے کچہہ ایسا بڑا فائدہ متصوّر نہین بےنظیر بنانے سے دریغ نہین کیا تو کیا اُسکی حکمت پر یہہ اعتراض نہ ہوگا کہ اُسکو دریغ کرنے کا مقام کہان آکر سوجہا جس سے تمام انسانون کی کشتی ہی غرق ہوتی ہے اور جس سے یہہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ گویا

اور امرِ معرفت صانع عالم کا بالکل مشتبہ ہوجاتا کیونکہ جب بعض اُن اشیا کو جو خداء تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوئی ہین بجُز خدا کے کوئی اَور بہی بنا سکتا ہے تو پہر اس بات پر کیا دلیل ہے جو کُل اشیا کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کو ہرگز منظور ہی نہین کہ کوئی انسان نجات کا مرتبہ حاصل کرے مگر جس حالت مین خداے تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان کرنا کفرِ عظیم ہے تو بالآخر یہہ دوسری بات جو خدا کی شان کے لائق اور بندون کی حاجت کے موافق ہے ماننی پڑی یعنے یہہ کہ خدا نے بندون کی نجات اور تکمیل معرفت کے لئے ضرور ایسی کتاب بہیجی ہے جو عدیم النظیر ہونے کی وجہ سے معرفت کامل تک پہنچاتی ہے اور جو کام مجرد عقل سے نہین ہوسکتا اُسکو پورا کرکے دکہاتی ہے سو وہ کتاب قرآنِ شریف ہے جس نے اِس کمال تام کا دعویٰ کیا ہے اور اسکو بپایۂ صداقت پہنچایا ہے۔

هست فرقان آفتابِ علم و دین — تا برندت از گمان سوئے یقین — هست فرقان از خدا حبل المتین
تا کشندت سوئے ربّ العالمین — هست فرقان روزِ روشن از خدا — تا دہندت روشنی دیدہ ہا
حق فرستاد این کلامِ بے مثال — تا رسی در حضرتِ قدس و جلال — داروئے شک ہست الہامِ خداے
کان نماید قدرتِ تامِ خداے — ہر کہ روئے خود ز فرقان در کشید — جانِ او روئے یقین ہرگز ندید
جانِ خود سامی کنی در خود روی — باز میمانی ہمان کور و دوی — کاش جانت میلِ عرفان داشتے
کاش سعیت تخمِ حق را کاشتے — خود نگہ کن از سرِ انصاف و دین — از گمان ہا کے شود کارِ یقین
ہر کہ را سوئش درے بکشودہ است — از یقین نے از گمان ہا بودہ است — قدرِ فرقان نزدت اے نادان نیست
این ندانی کت جز او یار نیست — وحیِ فرقان مردگان را جان دہد — صد خبر از کوچۂ عرفان دہد

از یقین ہا مے نماید عالمے — کان نہ بیند کس بصد عالم ہمے

اِس جگہہ برہمو سماج والون نے بڑی جانکنی سے چند وساوس بنا رکہے ہین تا کہ خدا کی کتاب کے قبول کرنے سے عُذر کرنے کی کوئی وجہ پیدا ہوجائے اور کسی طرح انتظامِ امرِ دین ادہورا ہی رہے اپنے کمال کو نہ پہنچے اور کہین یہہ نہ کہنا پڑے کہ خدا وہ رحیم کریم ہے کہ جس نے انسان کی جسمانی تربیت کے لئے سورج اور چاند وغیرہ چیزین بنائین تا کہ انسان کی خوراک کا بندوبست کرے اور روحانی تربیت کے لئے اپنی کتابین بہیجین تا انتظام ہدایت فرماوے سو چونکہ یہہ لوگ خداوندِ کریم و رحیم پر بخل اور بے مروتی اور بد انتظامی کی تہمت لگانا چاہتے ہین اور اُنکے عقاید فاسدہ مین حضرت باری تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیان اور تحقیر اور توہین پائی جاتی ہے اِس لئے مناسب ہے

کوئی اَور نہین بنا سکتا اب جبکہ دلائلِ مستحکمہ سے ثابت ہوگیا کہ جو چیزین خدا کی طرف سے ہین اُن کا بے نظیر ہونا اور پھر اُنکی بے نظیری اُنکی منجانب اللہ ہونے پر دلیلِ قاطع ہونا اُنکی صادر من اللہ ہونے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جہان تک وساوس اُنکے اس بحث سے متعلّق ہین وہ اِس جگہ دور کئے جاوین لہذا معہ الجواب ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

وسوسۂ اوّل یہہ بحث کہ کوئی کتاب الہامی انسانی طاقتون سے باہر ہے اصل بحث الہام کی ایک فرع ہے اور الہام کی نسبت یہہ ثابت ہے کہ وہ عند العقل ضروری نہین اور جب الہام کی کچھہ ضرورت نہین تو پھر یہہ بحث کرنا ہی بیفائدہ ہے کہ کسی کتاب کی نظیر بنانے سے قویٰ البشریہ عاجز ہین یا نہین۔

جواب اِسکا جواب ابھی گذر چکا ہے کہ بذریعہ قیاسات عقلیہ کے جو کچھہ خدا اور اُمور آخرت کے بارہ مین سوچا جاتا اور فکر کیا جاتا ہے اُس سے نہ یقینِ کامل حاصل ہوتا ہے نہ معرفتِ کامل اور جو جو وساوس قیاس پرستون کے جی مین کھٹکتے رہتے ہین اُنکا تدارک بجز الہام کے ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اگر تحریر سے اِسقدر سمجھا بھی گیا کہ عالم کا ایک صانع ضرور چاہیئے لیکن اِسکا بیان کرنے والا کون ہے کہ وہ صانع ہی ہے - ہان یہہ سچ ہے کہ عمارت کو دیکھہ کر معمار پر یقین آسکتا ہے پر وہ یقین عادی طور پر ہمکو حاصل ہے کیونکہ جیسے ہم عمارتون کو دیکھتے ہین ساتھہ ہی معمارون کو بھی دیکھتے ہین لیکن زمین آسمان بنانے والے کو کون دکھاوے اُسکا تو تب ہی پورا پورا یقین آوے کہ جب معمارون کی طرح اُسکا بھی کچھہ پتہ لگے اگر عقل نے گواہی بھی دی کہ کوئی اِس عالم کا بنانے والا چاہیئے تو وہی عقل پھر آپ ہی حیرت کے دریا مین ڈوبیگی کہ اگر یہہ خیال سچا ہے تو پھر اِس صانع کا آجتک کوئی پتہ بھی تو لگا ہوتا پس اگر عقل نے صانع کے وجود کی طرف کسیقدر رہبری کی تو پھر دیکھا چاہیئے کہ پھر اِن ہی تو وہی عقل ہوئی کسیکو دہریہ بنایا کسی کو طبعیہ کوئی کسی طرف جھکا اور کوئی کسی طرف - پہلا فقط عقلی خیال ہے کہ جسکی تصدیق کبھی نہین ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی یقین کیونکر آوے اگر عقل نے قیاس بھی دوڑایا کہ بنانیوالا ضرور چاہیئے تو اب کون ہے کہ ہمین پوری پوری تسلّی دے کہ اِس قیاس مین کچھہ دہوکا نہین اور اِس سے زیادہ اگر ہم غور بھی کرین تو کیا کرین اگر عقل سے ہی پورا پورا کام نکلتا ہے تو پھر کیون عقل ہمین راستہ مین چھوڑ کر آگے چلنے سے انکار کرتی ہے کیا مرتبۂ اعلیٰ ہماری معرفت اور خداشناسی کا یہی ہے کہ ہم صرف اتنے پر ہی کفائت کرین کہ کوئی بنانے والا چاہیئے کیا ایسے اٹکل پچّو خیال سے ہم اُس خوشحالی دائمی کے وارث ہو سکتے ہین کہ جو کامل الیقین اور کامل المعرفت لوگون کے لئے طیّار

کے لئے شرط ضروری ہے تو اس تحقیق سے جھوٹ اُن لوگون کا صاف کُھل گیا جنکی یہہ راے ہے کہ کلام الٰہی کا بے نظیر ہونا ضروری نہین یا اُسکے بے نظیر ہونے سے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت نہین ہوسکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی گئی ہے جس یقین کامل کے لئے ہماری روح تڑپتی ہے اگر وہ صرف عقل سے ہمکو ملجاتا تو پھر یہہ قول بھی ہمارا بجا ہوتا کہ اب ہمین الہام کی کچھ حاجت نہین اپنے مطلب کو پہنچ چکے لیکن جب ہم بیمار ہوکر پھر بھی علاج کے متلاشی نہ ہوں اور صحت کامل کے وسایل طلب نہ کرین تو یہہ ہماری بدبختی کی نشانی ہے۔

اے در انکار ماندہ از الہام   کردہ عقلِ تو عقل را بدنام   از غدار و بخویش آوردی   این چہ آئین وکیش آوردی
تا نہ کس سر ز خویشتن تابد   رازِ توحید را چہ سان یابد   تا نہ بر فرقِ نفس پا بزنی   کے بہ پاک و پلید فرق کنی
ہر کہ شد تابعِ کلامِ خدا   رست از اتباعِ حرص و ہوا   از خود و نفسِ خود خلاص شدہ   مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ
برتر از رنگِ این جہان گشتہ   آنچہ ناید بوہم آن گشتہ   ما اسیرانِ نفسِ امارہ   بے خدا ایم سخت ناکارہ
تا میان ست وحیِ حق ہر شاد   اے لبا عقدہاے ما کہ کشاد   نہ شود از تو کارِ ربانی   تو سیاست تہی چہ گردانی
تو و علمِ تو ما و علمِ خدا   فرق بین از کجاست تا بکجا   آن یکے را نگاہ تو خویش بہر   دیگرے چشمِ انتظار بہ در
آن یکے ہمنشین بمہر روئے   دیگرے ہرزہ گرد در کوئے   آن یکے کام یافتہ بہ تمام   دیگرے سوختہ لفکرت کام
عارت آید ز عالمِ اسرار   خود ز خود دم زنی زہے پندار   ہمہ کارِ تو نا تمام افتاد   وہ چہ کار ست عقلِ خام افتاد

سو اَے بھائیو برہمو سماج والو!! جبکہ آپ لوگون کو خداوند کریم نے دیکھنے بھالنے کے لئے آنکھین دی ہین تو پھر تم آپ ہی ذرہ آنکھہ کھولکر دیکھہ لو کہ ضرورت الہام کی ثابت ہے یا نہین اور زیادہ تر تفصیل اسکی بحوالہ دلایل عقلیہ قرآن شریف کے اپنے موقعہ پر مندرج ہے وہان پڑہ لو پھر اگر خدا سے خوف کرکے سچا راستہ قبول کرلو اور منصب رہنمائی کا خدا ہی کے لئے رہنے دو تو یہہ بڑی خوش قسمتی کی نشانی ہے ورنہ اگر کچھہ بس چل سکتا ہے تو ان دلائل کو مدلل بیان سے توڑ کر دکھلاؤ لیکن سودائیون کی چال تو مت چلو کہ جو کسی کی سُنتے نہین اور اپنی ہی بکی جاتے ہین کیا تعجب کرین یا نہ کرین کہ تم لوگ بات بات مین گھٹتے جاتے ہو اور قدم قدم مین رُکے جاتے ہو پھر نہ جانے کہ کس بلا کے پردے ہین کہ وہ اُٹھتے ہی نہین کیسے دل ہین کہ سمجھتے ہی نہین عقل کی کسوٹی کس طاق مین رکھہ کر بھول گئے کہ کھرے کو کھوٹا اور کھوٹے کو کھرا خیال کرنے لگے خیال پرستی کرنا کسکو نہین آتا یہہ تم کونسا نیا تحفہ لائے کہ جسپر لغلین بجاتے ہو کوئی باعث نہین کھلتا کہ کیون تمہارے دل کے کواڑ نہین کھلتے کیون تمہاری آنکھین دیکھنے سے عاجز

لیکن اس جگہہ بغرض اتمام حجّت اُنکا ایک وہم ہے جو اُنکے دلون کو پکڑتا ہے دور کرنا قرین مصلحت ہے اور وہ یہہ ہے کہ اُنکو بباعث کوتہ اندیشی یہہ خیالِ فاسد دل مین متمکّن ہے کہ بہت سی کلام انسان کی دُنیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہورہی مین عقل نے تم سے کیسی بیوفائی کی کہ تم جیسے پوجاریون سے دور بہاگ گئی حضرات!! تم خوب سوچ کر دیکہہ لو کہ الہام کے بغیر نہ یقینِ کامل ممکن ہے نہ غلطی سے بچنا ممکن نہ توحیدِ خالص پر قایم ہونا ممکن نہ جذباتِ نفسانیہ پر غالب آنا حیّز امکان مین داخل ہے وہ الہام ہی ہے جسکے ذریعہ سے خدا کی نسبت ہے کی دہوم مچی ہوئی ہے اور تمام دُنیا ہست ہست کہکے اُسکو پکار رہی ہے وہ الہام ہی ہے جو ابتدا سے دلون مین جوش ڈالتا آیا کہ خدا موجود ہے وہی ہے جس سے پرستارون کو پرستش کی لذّت آتی ہے ایمانداروں کو خدا کے وجود اور عالم آخرت پر تسلّی ملتی ہے وہی ہے جس سے کروڑہا عارفون نے بڑی استقامت اور جوشِ محبّتِ الٰہیہ سے اس مسافرخانہ کو چہوڑا وہی ہے جس کی صداقت پر ہزارہا بزرگ شہیدوں نے اپنے خون سے مُہرین کردین ہان وہی ہے جسکی قوّتِ جاذبہ سے بادشاہون نے فقر کا جامہ پہن لیا اور بڑے بڑے مالدارون نے دولتمندی پر درویشی اختیار کرلی اُسی کی برکت سے لاکھون اُمّی اور ناخواندہ اور بوڑہے عورتون نے بڑے جوش ایمان سے کوچ کیا وہی ایک کشتی ہے جس نے بارہا یہہ کام کر دکہایا کہ بے شمار لوگون کو ورطہ مخلوق پرستی اور بدگمانی سے نکالکر ساحلِ توحید اور یقینِ کامل تک پہنچا دیا وہی آخری دم کا یار اور نازک وقت کا مددگار ہے لیکن فقط عقل کے پیرووں سے جسقدر دُنیا کو ضرر پہنچا ہے وہ کچہہ پوشیدہ نہین - بہلا تم آپ ہی بتلاؤ کس نے افلاطون اور اُسکے توابع کو خدا کی خالقیّت سے مُنکر بنایا ؟ کس نے جالینوس کو روحون کے باقی رہنے اور جزا سزا کے بارہ مین شک مین ڈال دیا ؟ کس نے تمام حکیمون کو خدا کے عالم الجزئیات ہونے سے انکاری کیا ؟ کس نے بڑے بڑے فلاسفرون سے بُت پرستی کرائی ؟ کس نے مورتون کے آگے مرغوار اور دوسرے حیوانات کو ذبح کرایا ؟ کیا یہی عقل نہین تہی جسکے ساتہہ الہام نہ تہا اور یہہ شُبہ پیش کرنا کہ بہت سے لوگ الہام کے تابع ہوکر بہی مشرک بنگئے نئے نئے خدا بنالئے درست نہین کیونکہ یہہ خدا کے سچّے الہام کا قصور نہین بلکہ اُن لوگون کا قصور ہے جنہون نے سچ کے ساتہہ جہوٹ ملادیا اور خداپرستی پر ہواپرستی کو اختیار کرلیا پہر بہی الہام الٰہی اُنکے تدارک سے غافل نہین رہا اُنکو فراموش نہین کیا بلکہ جن جن باتون مین وہ حق سے دور پڑگئے دوسرے الہام نے اُن باتون کی اصلاح کی اور اگر یہہ کہو کہ عقل کا بگاڑ بہی نیم عاقلون کا قصور ہے نہ عقل کا کا قصور تو یہہ قول صحیح نہین ظاہر ہے کہ عقل اپنے اطلاق اور کلیّت کے مرتبہ مین تو کوئی کارروائی نہین کرسکتی کیونکہ اس مرتبہ مین وہ

مین ایسی موجود ہین جنکی مثل آجتک دوسرا کلام نہین ہوا گر وہ خدا کی کلام تسلیم نہین ہو سکتی۔ سو واضح ہو کہ یہہ وہم قلّت تفکّر اور تدبّر سے ناشی ہوا ہے۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک کلی ہے اور کلی کا وجود بجز وجود افراد متحقق نہین ہو سکتا بلکہ کیفیت اسکی بذریعہ اُسکے افراد کے معلوم ہوتی ہے لیکن ایسے فردِ کامل کو کون دکھا سکتا ہے جسنے فقط عقل کا تابعدار ہو کر اپنے خود تراشیدہ عقاید مین کبھی غلطی نہین کی الہٰیات کے بیان مین کبھی ٹھوکر نہین کہائی۔ ایسا عاقل کہان ہے جسکا یقین وجودِ صانعِ عالم اور جزا سزا وغیرہ اُمور معاد پہ ہے کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہو جسکی توحید مین شرک کی کوئی رگ باقی نہ رہی ہو جس کے جذباتِ نفسانیہ پر رجوع الی اللہ غالب آگیا ہو اور ہم ابھی اس سے پہلے لکھ چکے ہین کہ خود حکما کا اقرار ہے کہ انسان مجرّد عقل کے ذریعہ سے الٰہیات کے مسائل مین مرتبۂ یقینِ کامل تک نہین پہنچ سکتا بلکہ صرف ایک مشتبہ اور مظنون رائے کا مالک ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی کا علم مشتبہ اور مظنون ہے اور مرتبۂ یقین سے متنزل اور فرو تر تب تک غلطی کرنے سے اُسکو امن حاصل نہین جیسے اندہے کو راستہ بہولنے سے۔ اور یہہ خیال کرنا کہ مجرّد عقل سے غلطیان تو ہو جاتی ہین پر وہ مکرّر سہ کرّر نظر سے رفع بہی ہو جاتی ہین یہہ بہی تمہاری عجیب عقل کی ایک غلطی ہی ہے جو اب تک رفع نہین ہوئی کیونکہ ہم اِس سے پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ عقلِ انسانی سے امور ماوراء المحسوسات مین بوجہ نقصانِ مرتبۂ بصیرتِ کامل کبہی نہ کبہی اور کہین نہ کہین غلطی ہو جانا ایک امرِ لازمی ہے جس سے کسی عاقل کو انکار نہین (تم خوب سوچ کر دیکہہ لو) کہ ہر ایک غلطی پر متنبہ ہو جانا اور اُسکی اصلاح کر لینا امرِ لازمی نہین ہے پس اس صورت مین ظاہر ہے کہ لازمی کا تدارک غیرِ لازمی سے ہمیشہ اور ہر حال مین ممکن نہین بلکہ غلطی لازمی کی اصلاح وہی شے کر سکتی ہے جسکو بمقابلہ اُسکے صحت و راستی لازم ہو جس مین ذالک الکتاب لاریب فیہ کی صفت پائی جائے۔ اور یہہ بات کہ کیون توحیدِ خالص الہام الٰہی کے بغیر حاصل نہین ہو سکتی اور کیون الہام کا منکر شرک کی آلودگی سے پاک نہین ہوتا خود توحید کی حقیقت پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے کیونکہ توحید اس بات کا نام ہے کہ خدا کی ذات اور صفات کو شرکت بالغیر سے منزّہ سمجھین اور جو کام اُسکی قوّت اور طاقت سے ہونا چاہیئے وہ کام دوسرے کی طاقت سے انجام پذیر ہونا روا نہ رکہین اسی توحید کے چھوڑنے سے آتش پرست آفتاب پرست بُت پرست وغیرہ وغیرہ مشرک کہلاتے ہین کیونکہ وہ اپنے بُتون اور دیوتاؤن سے ایسی ایسی مرادین مانگتے ہین جنکا عطا کرنا صرف خدا کے ہاتھ مین ہے اب ظاہر ہے کہ جو لوگ الہام سے انکاری ہین وہ بہی بُت پرستون کی طرح خدا کی صفتون سے مخلوق کا متّصف

اور رُشتہ ہو مگر اُسکی نسبت یہہ کہنا جایز نہین ہو سکتا کہ فی الواقعہ تالیف اُسکی انسانی طاقتون سے باہر ہے اور مولّفِ نے ایک خدائی کا کام کیا ہے بلکہ جسکو ذرا بہی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قُویِ البشریہ نے بنایا ہے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونا اعتقاد رکہتے ہین اور اُس قادرِ مطلق کی طاقتون کا بندون مین پایا جانا مانتے ہین کیونکہ اُنکا یہہ خیال ہے کہ ہمنے اپنی ہی عقل کے زور سے خدا کا پتہ لگایا ہے اور ہمین انسانون کو ابتدا مین یہہ خیال آیا تہا کہ کوئی خدا مقرر کرنا چاہیے اور ہماری ہی کوششون سے وہ گوشۂ گمنامی سے باہر نکلا۔ شناخت کیا گیا۔ معبودِ خلائق ہوا قابلِ پرستش ٹہرا۔ ورنہ پہلے اُسے کون جانتا تہا اُسکے وجود کی کسے خبر تہی ہم عقلمند لوگ پیدا ہوئے تب اُسکے بہی نصیب جاگے۔ کیا یہہ اعتقاد بت پرستون کے اعتقاد سے کچہہ کم ہے ہرگز نہین۔ اگر کچہہ فرق ہے تو صرف اِتنا ہے کہ بت پرست لوگ اَور اَور چیزون کو اپنا منعم اور محسن قرار دیتے ہین اور یہہ لوگ خدا کو چہوڑکر اپنی ہی دود آمیز عقل کو اپنی ہادی اور محسن جانتے ہین بلکہ اگر غور کیجیے تو بت پرستون سے بہی انکا پلہ کچہہ بہاری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ بُت پرست اِس بات کے تو قایل ہین کہ خدا نے ہمارے دیوتاؤن کو بڑی بڑی طاقتین دے رکہی ہین اور وہ کچہہ نذر نیاز لیکر اپنے پوجاریون کو مرادین دے دیا کرتے ہین لیکن اب تک اُنہون نے یہہ رائے ظاہر نہین کی کہ خدا کا پتہ اِنہین دیوتاؤن نے لگایا ہے اور یہہ نعمتِ عظمی وجود حضرت باری کی اُنہین کے زور بازو سے معلوم ہوئی ہے یہہ بات تو اِنہین حضرات (مُنکرینِ الہام) کو سوجہی جنہون نے خدا کو بہی اپنی ایجادات کی فہرست مین درج کر لیا اور بکمال خود ماغی بلند آواز سے بول اُٹہے کہ خدا کی طرف سے **انا الموجود** ہونے کی کبہی آواز نہین آئی۔ یہہ ہماری ہی بہادری ہے جنہون نے خود بخود بے جتلائے بے تبلائے اُسے معلوم کر لیا وہ تو ایسا چُپ تہا جیسے کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا ہوتا ہے ہمین نے فکر کرتے کرتے کہودتے کہودتے اُسکا کہوج لگا یا گویا خدا کا احسان تو اُن پر کیا ہونا تہا ایک طور پر اُنہین کا خدا پر احسان ہے کہ اِس بات کی پُختہ خبر ملنے کے بغیر کہ خدا ہی ہے اور اِس امر کے یقین کامل ہونے کے بدون کہ اُسکی نافرمانی سے ایسا ایسا عذاب اور اُسکی فرمان برداری سے ایسا ایسا انعام مل رہیگا یون ہی بے کہے کہائے اور سُنے سُنائے کے اُس خدائے موہوم کی فرمان برداری کا طوق اپنے گلے مین ڈال لیا گویا آپ ہی پکا یا اور آپ ہی کہایا لیکن خدا ایسا کمزور اور ضعیف تہا کہ اُس سے اِتنا نہ ہو سکا کہ اپنے وجود کی آپ خبر دیتا اور اپنے وعدون کے بارے مین آپ تسلّی بخشتا بلکہ وہ چہپا ہوا تہا اُنہون نے ظاہر کیا وہ گمنام تہا اُنہون نے شہرت دی وہ چُپ تہا اُنہون نے اُسکا کام آپ کیا گویا وہ تہوڑی سی مُدت سے اپنی خدائی مین مشہور ہوا ہے اور وہ بہی اُنکی کوششون سے۔ ہر یک عاقل جانتا ہے کہ یہہ قول بُت پرستون سے بہی بڑہ کر ہے کیونکہ بُت پرست لوگ اپنے دیوتاؤن کو صرف

اُسکا بنانا بشری طاقت سے باہر نہین ورنہ کوئی بشر اُسکے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا جب تم نے ایک کلام کو بشر کی کلام کہا تو اس ضمن مین تم نے آپ ہی قبول کر لیا کہ بشری طاقتین اُس کلام کو بنا سکتی ہین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی نسبت مُحسن اور منعم قرار دیتے ہین لیکن منکرین الہام نے تو حدّ کر دی کہ اُنکے زعم مین اُنکی دیوی کا (کہ عقل ہے) نہ فقط لوگون پر بلکہ خدا پر بھی احسان ہے جسکے ذریعہ سے (بقول اُنکے) خدا نے شُہرت پائی اِس صورت مین نہایت روشن ہے کہ الہام کے انکاری ہونے سے صرف اُن مین یہی فساد نہین کہ خُدا کے وجود پر مشتبہ اور مظنون طور پر ایمان لاتے ہین اور طرح طرح کی غلطیون مین مُبتلا ہین بلکہ یہہ فساد بھی ہے کہ توحیدِ کامل سے بھی محروم اور بے نصیب ہین اور شرک سے آلودہ ہین کیونکہ شرک اَور کیا ہوتا ہے یہی تو شرک ہے کہ خدا کے احسانات اور انعامات کو دوسرے کی طرف سے سمجھا جاوے۔ اِس جگہہ شاید برہمو سماج والے یہہ جواب دین کہ ہم اپنی عقل کو خدا ہی کی طرف سے سمجھتے ہین اور اُسکے فضل و احسان کے قائل ہین لیکن یاد رہے کہ یہہ جواب اُنکا دہوکا ہے انسان کی فطرت مین یہہ بات داخل ہے کہ جس چیز پر اپنے نفس کو قادر سمجھتا ہے یا جس بات کو اپنی محنت سے پیدا کرتا ہے اُسکو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے دُنیا مین جسقدر حقوق پیدا ہوتے ہین صرف اسی خیال سے پیدا ہوتے ہین کہ ہر یک شخص جس چیز کو اپنی سعی سے حاصل کرتا ہے اُسکو اپنی مِلک اور اپنا مال جانتا ہے۔ صاحبِ خانہ اگر یہہ سمجھے کہ جو کچھہ میرے پاس ہے وہ خدا کا ہے اسمین میرا حق نہین ہے تو پہر چور کو کیون پکڑے اپنے مقروضون سے قرض کا کیون مطالبہ کرے بلاشُبہ انسان جو کچھہ اپنی قوّتون سے کرتا ہے اُسکو اپنی ہی طرف نسبت دیتا ہے خدا نے بھی دُنیا کے انتظام کے لئے یہی قانونِ قُدرت رکہا ہے اسی پر ہر یک فطرت مائل ہے مزدور مزدوری کر کے اُجرت پانے کا دعوےٰ رکہتا ہے نوکر نوکری بجا لا کر اپنی تنخواہ مانگتا ہے ایک کا دخلِ بیجا دوسرے کے حق پر اُسکو مُجرم ٹھہرا دیتا ہے غرض یہہ بات ہرگز ممکن نہین کہ مثلاً کوئی شخص تمام رات جاگ کر ایک ایک لمحہ کو اپنی آنکھون سے نکال کر جنگل مین ہو کا پیاسا رہ کر شدّت سردی کی تکلیف اُٹھا کر اپنے کہیت مین آبپاشی کرے اور صبح خدا کا ایسا ہی شُکر بجا لاوے جیسا اُس حالت مین بجا لاتا کہ وہ ساری رات گہر مین آرام سے سویا رہتا علی الصباح کہیت پر جا کر اُسے معلوم ہوتا کہ رات بادل آیا اور خوب بارش ہو کر جسقدر ضرورت تہی اُسکے کہیت کو بہر دیا پس ظاہر ہے کہ جو شخص اِس بات کا قایل نہین کہ خدا نے انسان کو عاجز و کمزور اور ناقص اور بے علم اور مغلوب النفس دیکھہ کر اور سہو و نسیان مین مبتلا پا کر اُس پر آپ رحمت کر کے الہام کے ذریعہ سے سیدہا راستہ دکہلایا ہے بلکہ یہہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے آپ ہی محنت اور جانفشانی سے سارا کام

جس صورت مین بشری طاقتین اُسکو بنا سکتی ہین تو پہر وہ بے نظیر کا ہیکو ہوئی پس یہہ خیال تو سراسر سودائیون اور مخبط الحواسون کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے مُنہہ سے تو بی بشر کی بنائی ہوئی مان .

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کے پتہ لگانے اور اُسکے پہچاننے کا کیا ہے وہ ہرگز ہرگز خدا کی شُکر گزاری مین اُس شخص کے برابر نہین ہو سکتا جو یقینی دلی سے اعتقاد رکہتا ہے کہ خدا نے سراسر لُطف و احسان سے میری کسی محنت اور کوشش کے بغیر مجہہ کو اپنی کلام سے سیدہے راستہ کی ہدایت کی ہے مین سویا ہوا تہا خدا ہی نے مجہے جگایا مین مرا ہوا تہا خدا ہی نے مجہے جلایا مین نالائق تہا خدا ہی نے میری دستگیری کی پس اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ منکرین الہام کامل توحید سے بے نصیب ہین اور ہرگز ممکن نہین کہ اُنکی روح مین سے سچے ایمانداروں کی طرح یہہ آواز نکل سکے کہ الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله الجزو ۸ سب تعریفین خدا کو ہین جس نے جنت کی طرف ہمکو آپ رہبری کی اور ہم کیا چیز تہے کہ خود بخود منزل مقصود تک پہنچ جاتے اگر خدا رہبری نہ کرتا۔ ان لوگون نے خدا تعالی کی قدر شناسی خوب کی کہ جو صفتین اُسکی طرف منسوب کرنی واجب تہین وہ اپنی عقل کی طرف منسوب کردین اور جو جلال اُسکا ظاہر کرنا چاہئے تہا وہ اپنے نفس کا ظاہر کیا اور جو جو طاقتین اُسکے لئے خاص تہین اُن سب کے مالک آپ بن گئے انکے حق مین خداوند کریم نے سچ فرمایا ہے وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله علی بشر من شیء الجزو ۷ یعنے الہام کے منکرون نے اللہ تعالی کی ذات بابرکات کا کچہہ قدر شناخت نہین کیا اور اُسکی رحمت کو جو بندون کی ہر یک حاجت کے وقت جوش مارتی ہے نہین پہچانا تب ہی اُنہون نے کہا کہ خدا نے کوئی کتاب کسی بشر پر نازل نہین کی۔

ترا عقل تو ہردم پای بندی کہ ببیدار دلی رو عقلی طلب کن کت نخودبینی بروئی ده بہان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم کہ این علمی کہ ما داریم صد سہو و خطا دارد
گر گوید بتہر از تو لش گرا و خاموش بنشیند کہ گہ دستت ای نادان گہ او دست تو بگذارد برو قدر ش ہمی دانی حجت بے اصل دم کش کہ این حجت کرمی آری بلا بابر سر آرد

مین جداً و قطعاً کہتا ہون کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کی پیروی مین صرف ایک نقصان نہین بلکہ یہہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اُس سے پیدا ہوتی ہین جن کی تفصیل (انشا الله) اپنے موقعہ پر درج ہو گی - خداوند کریم نے جیسا ہر یک چیز کا باہم جوڑ باندہ دیا ہے ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے اُس حکیم مطلق کا عام طور پر یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ ہے تب تک اُسکے جوہر چہپے رہتے ہین بلکہ اکثر اوقات نفع کی جگہہ ضرر ہوتا ہے ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علم دین مین اُسکے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہین جب وہ جوڑ یعنے الہام اُسکے ساتہہ شامل ہو جائے ورنہ

لین اور پھر آپ ہی بڑ بڑا ئین کہ اب قوی بشریہ اس چیز کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہین اور اِس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہہ ہوگا کہ قوی بشریہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہین اور نہین اور علاوہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنے جوڑ کے بغیر ڈاین ہو کر ملتی ہے سارا گھر نگلنے کو طیار ہو جاتی ہے سارا شہر سنسان ویران کرنا چاہتی ہے پر جب جوڑ میتر آگیا تب تو چشم بد دور کیا ہی پاک صورت اور پاک سیرت ہے جس گھر مین ہے مالا مال کر دے جسکے پاس جائے اُسکی سب نحوستین اُتار دے۔ تم آپ ہی سوچو کہ جوڑ کے بغیر کوئی چیز اکیلی کس کام کی ہو پھر تم کیون یہہ ادہوری عقل اسقدر ناز سے لیے پھرتے ہو کیا یہہ وہی نہین جو کئی بار در دنگوئی مین رسوائیان اُٹھا چکی ہے کیا یہہ وہی نہین جسکے سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہین ہم تمہے بتائیے تو سہی کہ آپکا جی کیسے پھر گیا یہہ کہان کی پری آگئی جسکو دل دے بیٹھے ہو کیا تمہین خبر نہین کہ اس نے تم سے پہلے کتنون کا لہو پیا کتنون کو گمراہی کے کنوئے مین دھکیل کر مارا تم جیسے کئی یارون کو کہا چکی صدہا لاشین ٹھکانے لگا چکی بہلا تم نے اِس اکیلی عقل کے ذریعہ سے کونسی ایسی دینی صداقتین پیدا کی ہین جو قرآنِ شریف مین پہلے سے موجود نہین زیادہ نہین دو چار ہی دکہلاؤ اگر تم مجرد عقل سے ایسے حقایق عالیہ نکالتے جنکا قرآنِ شریف مین کچھہ ذکر نہ ہوتا تب بہی ایک بات تہی اور اِس صورت مین تم بڑے ناز سے اپنی سماج مین بیٹھہ کر کہہ سکتے تہے کہ ہان ہم وہ لوگ ہین جنہون نے وہ صداقتین نکالین جو الہامی کتابون مین موجود نہین لیکن افسوس کہ تمہارے رسائل مین بجز اُن چند اُمور کے جو بطور سرقہ قرآنِ شریف سے لیے گئے ہین اور جو کچھہ نظر آتا ہے سراسر متاع ردی ہے جس سے برخلاف عقلمندی کے آپ لوگون کی بے علمی اور بے سمجہی اور غلطی ثابت ہوتی ہے جسکی حقیقت انشاء اللہ اسی کتاب مین بخوبی کہول کر لکہی جاویگی۔ پہر اِس مُنہہ اور اِس لیاقت کے ساتھہ ربّانی الہام سے انکار کرنا اور آپ ہی خدا کا قایم مقام بن بیٹھنا اور حضرات مقدّسین انبیا کو اہلِ غرض سمجہنا یہہ آپ لوگون کی نیک طینتی ہے اور اِس سے دہوکا مت کہانا کہ عقل ایک عُمدہ چیز ہے ہم ہریک تحقیق عقل ہی کے ذریعہ سے کرتے ہین۔ بلا شُبہ عمدہ چیز ہے لیکن اُسکا جوہر تب ہی ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنے جوڑ کے ساتھہ شامل ہو ورنہ وہ دہوکا دینے مین دشمنون سے بدتر ہے دورنگی دکہلانے مین منافقون سے بڑہ کر ہے۔ سو تمہاری بدنصیبی تم اِسکے جوڑ کے نام سے ہی چڑتے ہو دوستو! خوب سوچو بن جوڑ کسی بات کی ہی گت نہین خدا نے جوڑ ہی ایک عجب چیز بنا دی ہے جہان دیکھو جوڑ ہی سے کام نکلتا ہے ہم تم سب آنکھون ہی سے دیکھتے ہین پر آفتاب کی ہی ضرورت ہے کانون ہی سے سُنتے ہین پر ہوا کی ہی حاجت ہے آفتاب چہپا تو بس اندہے بیٹھے رہو۔ کانون کو تم اسے ڈہانک لو تو بس سُننے سے چُھٹی ہوئی جس عورت کے

اسکے آجتک کسی انسان نے یہہ دعوی بہی نہین کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بیمثل و مانند ہین اور اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعوی کرتا تو ہزار دن اُس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خاوند سے کوئی بات ہونے نہ پائے پہلا اُسکا کس بدہ حمل ٹھہرے جس زراعت کو پانی چہو بہی نہین گیا اُسکو کیونکر پہل لگے یہہ باتین ایسی نہین ہین کہ تمہاری سمجہہ سے دور ہون یہہ وہی قانون قدرت ہے جسپر عمل کرنے کا تمکو دعوی ہے سو اب اِس دعوی پر عمل ہی کرو تا ٹرے دکہانے کے ہی دانت نہ رہین۔

حاجتِ نور بود ہر چشم را این چنین اُفتاد قانونِ خدا
چشم بینا بے خورِ تابان کہ دید کے چنین چشمے خدا او ندا آفرید
چون تو خود قانونِ قدرت بشکنی پس چرا بر دیگران سر ہزنی
آنکہ در ہر کار شد حاجت روا چون روا داری کہ نبود رہنما
آنکہ اسپ و گاو خر را آفرید تار ہدایتِ تو از بار شدید
چون ترا حیران گذارد در معاد اے عجب تو عاقل و این اعتقاد
چون دو چشمت دادہ اند اے بیخبر پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر
آنکہ زو ہر قدرتے گشتہ عیان قدرتِ گفتار چون ماندے نہان
آنکہ شد ہر وصفِ پاکش جلوہ گر پس چرا این وصف ماندے مستتر
ہر کہ او غافل بود از یادِ دوست چارہ سازِ غفلتش پیغامِ اوست
تو عجب داری ز پیغامِ خدائے این چہ عقل و فکرت است اے خود نمائے
لطفِ او چون خاکیان را عشق داد عاشقان را چون بنگذارے بہ یاد
عشق چون بخشید از لطفِ اتم چون نہ بخشیدی دوائے آن الم
خود چو کرد از عشقِ خود دلہا کباب چون نہ کردے از سرِ رحمت خطاب
دل بیارامد بجز گفتارِ یار گرچہ بیشِ دیدہ ہا باشد نگار
پس چو خود دلبر بود اندر حجاب کے توان کردن صبوری از خطاب
لیک آن داند کہ او دل دادہ است در طریقِ عاشقی افتادہ است
حسن را با عاشقان باشد سرے بے نظر و کے بود خوش منظرے
عاشق آن باشد کہ او گم از خود است در طریقِ عشق خود بینی بد است
لیکن استیصال این کبر و خودی نیست ممکن جز بوحیِ ایزدی
ہر کہ ذوقِ یارِ جانی یافت ست آن ز وحیِ آسمانی یافت ست
عشق از الہام آمد در جہان درد از الہام شد آتش فشان
شوق و انس و الفت و مہر و وفا جملہ از الہام می دارد ضیا
ہر کہ حق را یافت از الہام یافت ہر رخے کو تافت از الہام تافت
تو نہ اہلِ محبت زین سبب از کلامِ یار می داری عجب
عشق می خواہد کلامِ یار را رو بپرس از عاشق این اسرار را
این مگو کز درگہش دوریم ما ربطِ او با مشتِ خاکِ ما کجا
داند آن مردے کہ روشن جان بود کین طلب در فطرتِ انسان بود
دل نمی گیرد تسلی جز خدا این چنین افتاد فطرت زابتدا
دل نمارد صبر از قولِ نگار کاشتند این تخم از آغازِ کار
آنکہ انسان را چنین فطرت بداد چون کمالِ فطرتش دادے بباد
کارِ حق کے از بشر گردد ادا کے شود از کرمکے کارِ خدا
ما ہمہ جہلیم و او دانائے راز ما ہمہ کوریم و او را دیدہ باز
با خدا ہم دعوئی فرزانگی سخت جہلست و رگِ دیوانگی
تافتن رو از خورِ تابان کہ من خود برآرم روشنی از خویشتن
عالمی را کور کرد است این خیال سرنگون افگند در چاہِ ضلال

بہتر تالیفین کرنے والے اور اُسکے مُنہہ مین ذلّت کی خاک بہرنے والے پیدا ہو جاتے یہہ خُدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ٹھہراوے اور سخت لفظوں

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

ناز بر فطنت مکن گر فطنتی ست — در رہِ تو این خرد مندی تہی ست
عقل کان با کبری دارند خلق — ہست حمق و عقل پندارند خلق
کبر شہرِ عقل را ویران کند — عاقلان را گمرہ و نادان کند
آنچہ افزاید غرور و معجبی — چون رساند تا خدائت اے غوی
خود روی حدّ شرک اندازد ترا — توبہ کن از خود روی اے خود نما
ہست مشرک از سعادت دور تر — واز فیوضِ سرمدی مہجور تر
از خدا باشد خدا را یافتن — نے بہ مکر و حیلہ و تدبیر و فن
تا نیائے پیشِ حق چون طفلِ خرد — ہست جامِ تو سراسر دُرد و دُرد
شرطِ فیضِ حق بود عجز و نیاز — کس ندیدہ آب بر جائے فراز
حق نیازی جوید آنجا ناز نیست — از پرِ خود تا درش پرواز نیست
عاجزان را پر در ذاتِ اجل — سرکشان محروم و مردودِ ازل
چون نیائے زیرِ تابِ آفتاب — کے فتد بر تو شعاعے در حجاب
آبِ شور اندر کفت ہست اے عزیز — ناز ہا کم کن اگر داری تمیز
آبِ جان بخشی ز جانان آیدت — رو طلب میکن اگر جان بایدت
ہست آن آبِ بقا بس ناپدید — کس بجز مصباحِ حق راہش ندید
آن خیالاتے کہ بینی از خرد — پرتوِ آن ہم ز وحیِ حق رسد
لیک چشم و دیدنت چون باز نیست — زین دلِ تو محرمِ این راز نیست
سرکشی از حق کہ من دانا دلم — حاجتِ وحیش ندارم عاقلم
لغزشِ تو حاجتے پیدا کند — در دمے عقلِ ترا رسوا کند
عقلِ تو گوہرے مجصّص از برون — دا اندرونش چیست ہم یک لاشے زبون
منتہائے عقل تعلیمِ خدا ست — ہر صداقت را ظہور از انبیا ست
ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت — تافت آن روئے کز در وے نتافت
بازبانِ حال گوید روزگار — اے قصیر العمر گیر آموزگار
طبع زادِ ناقصان ہم ناقص ست — گر ترا گوشے بود حرفے بس ست
حق منزّہ از خطا تو پُر خطا — داوریہا کم کن و بر حق بیا
عقلِ تو مغلوبِ حرص و ہوا ست — تکیہ بر مغلوب کارِ اشقیا ست
از کس و ناکس چہ آموزی فنون — عار داری زان حکیمِ بیچگون
از تکبر راہِ حق بگذاشتے — این چہ کردی این چہ تخمے کاشتے
اے ستمگر این ہمان مولیٰ ما ست — کز عطایاش ہمہ ارض و سما ست
ابر و باران و مہ و مہر آفرید — کرد تابستان و سرما را پدید
تا بفضلش ما غذائے خود خوریم — زندہ مانیم و تنِ خود پروریم
آنکہ بر تن کرد این لطفِ اتم — کے کند محروم جان را از کرم
وحیِ او قرآن ست جذبِ ایزدی — تا برندت از خودی و بیخودی
ہست قرآن رافعِ شرکِ نہان — تا تو او را ہم ازو یابی نشان
تا رہے از کبر و خود بینی و ناز — تا شوی ممنونِ فضلِ کارساز
دور شو از کبر تا رحم آیدش — بندگی کن بندگی چون بایدش
زندگی در مردن و عجز و بکا ست — ہر کہ افتاد ست او آخر بخاست
ہست جامِ نیستی آبِ حیات — ہر کہ نوشیدہ ست او رست از ممات
عاقل آن باشد کہ جوید یار را — واز تذلّل ہا بر آرد کار را
ابلہے بہتر از ان عقل و خرد — کت بچاہِ کبر و نخوت افگند
طالبِ حق باش و بیرون آ ز خود — خود روی ہا ترک کن بہرِ خدا
من ندانم این چہ ایمان ست و دین — دم زدن در جنبِ رب العالمین

بے ایمان اور ملعون اور جہنمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والون کے لئے بحالتِ انکار سزا موت مقرر کرنے سے خود بار بار اِس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے مین کوئی دقیقہ سعی اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو کجا و آن قادرِ مطلق کجا ‌ تو بہ کُن این الٰہی ہا کم نما
یکدمے گر رشحِ فیضش کم شود ‌ این ہمہ خلق و جہان برہم شود

نیست مستی لافِ استعلا مزن ‌ وز گلیمِ خویش بیرون پا مزن
عابد آن باشد کہ پیشش فانی است ‌ عارف آن کو گوئیش لا ثانی است

خویشتن را نیک اندیشیدہ ئہ ‌ اے ہدایت اللہ چہ بد فہمیدہ
این جبین بالا ز بالا چون بری ‌ یا مگر زان ذات بیچون منکری

کاخِ دُنیا را چہ دیدستی بنا ‌ کت خوش افتادست این فانی سرا
دل چرا عاقل بہ بندد اندر این ‌ تا گہان باید شدن بیرون ازین

از پئے دُنیا بریدن از خدا ‌ بس ہمین باشد نشانِ اشقیا
چون شود بخشایشِ حق بر کسے ‌ دل نمی ماند بدُنیا اش بسے

ہوش کن کین جائگہ جائے فناست ‌ باخدا می باش چون آخر خداست
زہرِ قاتل گر بدست خود خوری ‌ من چہ سان دانم کہ تو دانشوری

آن گروہے بین کہ از خود فانی اند ‌ جان فشان بر گفتۂ ربّانی اند
فارغ افتادہ ز نام و عزّ و جاہ ‌ دل ز کف وز فرق افتادہ کلاہ

دور تر از خود بہ یار آمیختہ ‌ آبرو از بہرِ روئے ریختہ
دیدنِ شان میدہد یاد از خدا ‌ صدق ورزان در جنابِ کبریا

تو ز استکبار سر بر آسمان ‌ پا زدہ بیرون ز راہِ بندگان
تا نگردد عجز در نفست عیان ‌ نورِ حقانی چسان تابد بر آن

تا نمیرد دانہ اندر زمین ‌ کے زیک صد میشود تو خود بہ بین
نیست شو تا بر تو فیضانی رسد ‌ جان بیفشان تا دگر جانی رسد

تا تو زار و عاجز و مضطر نۂ ‌ لایقِ فیضانِ آن رہبر نۂ
چیست ایمان وحدہٗ پنداشتن ‌ کارِ حق را با خدا بگذاشتن

چون ز آموزش خرد را یافتی ‌ پس ز تعلیمش چرا سر تافتی
اندرونِ خویش را روشن کنان ‌ آنچہ می تابد بتابد ز آسمان

کور ہست آن دیدہ کش این نور نیست ‌ کور ہست آن سینہ کز شک دور نیست
صالحین و صادقین و اتقیاء ‌ جملہ رہ دیدند از وحیِ خدا

آن کجا عقلے کہ از خود داندش ‌ فہم آن شخصے کہ او فہماندش
عقل بے وحیش بتے داری براہ ‌ بت پرستی ہا کنی شام و پگاہ

پیشِ چشمت گر شدی این بت عیان ‌ از سرِ شکِ تو شدی بوئے روان
لیک از بدقسمتی چشمت نماند ‌ بُت پرستی آخرت چون بُت نشاند

عقل در اسرارِ حق بس نارساست ‌ آنچہ گہ گہ می رسد ہم از خداست
گر خرد پاکیزہ رائے آورد ‌ آن نہ از خود ہم ز جائے آورد

تو بہ عقلِ خویش در کبرِ شدید ‌ ما فدائے آنکہ او عقل آفرید
در قیاساتِ تہی جانت اسیر ‌ جانِ ما قربانِ علمِ آن بصیر

نیک دل با نیکوان دارد سرے ‌ بر گہر تُف میزند بد گوہرے
ہست بر اسرار اسرارِ دگر ‌ تا کجا تازد خرِ فکر و نظر

این چراغِ مُردہ از زورِ ہوا ‌ چون رہِ باریک بنماید ترا
وحیِ یزدانی ز رہ آگہ کند ‌ تا بمنزل نور را ہمرہ کند

ما فتادہ بے ہنر در جسم و جان ‌ حمق باشد دم زنی با آن یگان
چیست دین خود را فنا انگاشتن ‌ وز سرِ ہستی قدم برداشتن

چون بخفتی با دو صد درد و نفیر ‌ کس ہمی خیزد کہ گردد دست گیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر ‌ رحم بر کوری کند اہلِ بصر

کوشش اور اتفاق باہمی کا اُٹھا نہ رکہین اور اپنی جان بچانے کے لئے جان لڑا کر مقابلہ کرین ورنہ اگر یون ہی بلا پیش کرنے نظیر کے انکار کرتے رہین تو اپنے گہر کو غارت اور اپنی عورتون کی کنیز کین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہمچنین قانونِ قدرت اوفتاد مر ضعیفان را قوی آرد بباد چون ازین قانون شود رحمان برون رحم یزدان از ہمہ باید فزون

آنکہ او ہر بارِ ما بر داشت است ہیچ رحمت را فرو نگذاشت است چون ز ما غافل شود در امرِ دین شرمت آید از چنین انکار کین

دل منہ در خاکدانِ بے وفا یاد کن آخر وفا ہائے خُدا بارہا شد بر تو ثابت کاین عقول مبتلا ہستند در سہو و ذہول

بارہا دیدی بعقلِ خود فساد بارہا زین عقل ماندی بیمراد باز نخوت میکنی بر عقلِ خویش وز دلیری می روی نادیدہ پیش

نفسِ خود را پاک کن از ہر فضول ترکِ خود کن تا کند رحمت نزول لیک ترکِ نفس کے آسان بود مُردن و از خود شدن یکسان بود

این چنین دل کم بود در سینۂ کان بود پاک از غرور و کینۂ در حقیقت مردمِ معنی کم اند گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

ہوش کن اے در چہی افتادۂ عقل و دین از دست خود در دادۂ غیر محدودی بہ محدودی مجو کارِ نورِ محض از دودی مجو

آنچہ باید جست با عجز و نیاز تو مجو با کبر و خود بینی و ناز وہ چہ خوب ست این اصولِ نبوی یادگارِ مولوی در مثنوی

زیرکی ضدِ شکست ست و نیاز زیرکی بگذار و با گولی بساز زانکہ طفلِ خورد را مادر نہار دست و پا باشد نہادہ در کنار

وسوسہ دوم - اگر یہہ ہی قبول کرلین کہ معرفت کی تکمیل کے لئے ایک ایسے الہام کی ضرورت ہے جو کامل اور بے نظیر ہو تب بہی لازم نہین آتا کہ خداوند تعالیٰ نے ضرور وہ الہام نازل کیا ہے کیونکہ بہت سی چیزون کی دنیا مین بہی انسان کو ضرورت ہے مگر خدا نے وہ ساری ضرورتین اُسکی پوری نہین کین - مثلاً انسان چاہتا ہے کہ اُسکو موت نہ آوے کبہی مفلس نہ ہو کبہی بیمار نہ ہو لیکن اپنی مراد کے برخلاف آخر ایک دن مرتا ہے اور افلاس اور بیماری بہی آتی ہی رہتی ہے -

جواب جس حالت مین وہ کامل اور بے نظیر الہام جسکی ہمین ضرورت تہی موجود ہے یعنے قرآن شریف جسکی کمالیت اور بے نظیری کے مقابلہ پر آجتک کسی نے دم ہی نہین مارا تو پہر موجود کو غیر موجود سمجہنا اور اُسکی ضرورت کو ایک فرضی ضرورت قرار دینا اُن لوگون کا کام ہے جنکی قوتِ بینائی جاتی رہی ہے ہان اگر کچہہ بس چل سکتا ہے تو قرآن شریف کی دلایل بے نظیری اور کمالیت کو جنکو ہم نے بہی اس کتاب مین لکہا ہے توڑ کر دکہلایئے ورنہ لاجواب رہکر پہر بہی بولتے رہنا صفت حیا کے مفقود ہونے کی نشانی ہے جس حالت مین ایسا کامل اور بے نظیر الہام آچکا جس نے بے نظیری کا دعویٰ کرنے سے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی اُسکی بے نظیری کو توڑے اور پہر بلاشُبہ الہام کا مُنکر بنا رہے تو پہر قبل اِسکے جو اُسکا کوئی معقول جواب دین الہام کی ضرورت کو فرضی ضرورت ہی کہتے رہنا کیا یہہ ایمانداری ہے یا ہٹ دہرمی ہے اور عالمِ ثانی کو دُنیا پر قیاس کرنا بڑی بہاری

اور اپنے آپ کو مقتول سمجھین کیا ایسا دعوی اور پھر اس زور و شور کا کبھی کسی انسان نے بھی کیا۔ ہرگز نہین پس جس حالت مین کسی بشر نے اپنی کلام کے بے مثل ہونے مین دم بھی نہ مارا اور نہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ غلطی ہے دُنیا کو خدا نے ہمیشہ کے آرام کے لئے نہین بنایا نہ ہمیشہ کے دُکھ کے لئے بنایا ہے بلکہ اُسکی رنج و راحت دونون گذرنے والی چیزین ہین اور ہر ایک دور اُسکا ختم ہونیوالا ہے۔ لیکن دار آخرت وہ عالم ہے کہ جو راحت دائمی یا عقوبت دائمی کا مقام ہے جسکے لئے ہر ایک دور اندیش آدمی آپ تکلیف اُٹھاتا ہے اور خاتمہ بد سے ڈر کر بمشقت تمام طاعت الٰہی بجالاتا ہے عیش و عشرت کو چھوڑتا ہے شدت و صعوبت کو اختیار کرتا ہے اب آپ ہی فرمائیے کہ اُس عالم جاودانی کے مقابلہ پر اس مقام فانی کی نظیر پیش کرنا نظر کا کھاٹا ہے یا نہین۔

وسوسہ سوم۔ اگر مجرد عقل کے ذریعہ سے معرفت تام و یقین تام میسر نہ ہو تب بھی کسیقدر معرفت تو حاصل ہوتی ہے وہی نجات کے لئے کافی ہے۔

جواب یہہ وسوسہ بالکل متعصبانہ خیال ہے ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ کسی وعدہ کے بغیر خاتمہ نیک ہونا یقین کامل پر موقوف ہے اور یقین کامل خدا کی بے نظیر کتاب کے بدون حاصل نہین ہوسکتا ایسا ہی غلطیون سے بچے رہنا بجز معرفت کامل ممکن نہین اور معرفت کامل بھی الہام کامل کے بغیر غیر ممکن پھر مجرد عقل ناقص کیونکر نجات کے لئے کافی ہوسکتی ہے بالخصوص وہ طریقہ خداشناسی جسکو برہمو سماج والون کی عقل عجیب نے بہ تبعیت بعض یورپ کے فلاسفرون کے پسند کیا ہے ایسا خراب اور تردد انگیز ہے کہ اُس سے کوئی معرفت کا مرتبہ حاصل ہونا تو کیا اُمید کیجائے خود وہ انسان کو طرح طرح کے شکوک اور شبہات مین ڈالتا ہے کیونکہ اُنہون نے خداوند تعالیٰ کو ایک ایسا پتلا بیجان فرض کر لیا ہے جس سے ساری عزت اور بزرگی اُسکی دور ہوتی ہے اُنکا مقولہ ہے کہ خدا کے وجود کا پتہ لگ جانا خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ یہہ ایک اتفاقی امر ہے کہ عقلمندون کی کوششون سے ظہور مین آیا۔ اور یون بیان کرتے ہین کہ اول اول جب بنی آدم پیدا ہوئے محض بے عقل اور وحشیون کی طرح تھے خدا نے اپنے وجود سے کسی کو خبر نہین دی تھی پھر رفتہ رفتہ لوگون کو آپ ہی خیال آیا کہ کوئی معبود مقرر کرین اول پہاڑ اور درخت دریا وغیرہ کو کہ آس پاس اور اِرد گرد کی چیزین تھین اپنا خدا ٹھہرایا پھر کچھہ ذرا اوپر چڑھے اور ہوا طوفان وغیرہ کو قادر مطلق خیال کیا پھر اور بھی آگے قدم بڑھا کر سورج چاند ستارون کو اپنا رب سمجھ بیٹھے اسی طرح آہستہ آہستہ غور کامل کرنے سے حقیقی خدا کی طرف رجوع لے آئے اب دیکھئے کہ اس تقریر سے خدا تعالیٰ کی ہستی حقیقی پر کسقدر شک پڑتا ہے اور اُس کے

اپنی قُوی کو قُوی بشریہ سے کچھ زیادہ خیال کیا بلکہ صدہا نامی گرامی شاعرون نے لڑ کر مرنا اختیار کیا مگر قُرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سورت بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ اُن بیچارون کی کلامِ خام کو بے نظیر ٹھہرانا اور صفتِ کاملہ خاصّۂ الٰہیہ مین اُنہین شریک کرنا پرلے درجے کی نادانی وکورہی ہے کیونکہ جو شخص اسقدر دلائلِ واضحہ سے خدا اور انسان کے کامون مین صریح فرق دیکھے

بقیہ حاشیہ نمبر ا حی وقیوم اور مدبر بالارادہ ہونے کی نسبت کیا کیا بدگمانیان عائد ہوتی ہین کہ نعوذ باللہ یہہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا نے (جیسا کہ ایک ذات موجود عالم الغیب اور قادرِ مطلق کا خاصّہ ہونا چاہیئے) اپنے وجود کی آپ اطلاع نہین دی بلکہ یہہ سارا منصوبہ انسان ہی کا ہے اُسی کے دل مین خود بخود بیٹھے بیٹھے یہہ بات گڈ گدائی کہ کوئی خدا مقرر کرین چنانچہ اُس نے کبھی پانی کو خدا بنایا کبھی درختون کو کبھی پتھرون کو آخر آپ ہی دل مین یہہ خیال جمالیا کہ یہہ چیزین خدا نہین ہین خدا کوئی اَور ہوگا جو ہمین نظر نہین آتا گیا یہہ اعتقاد انسان کو اِس وہم مین نہین ڈالیگا کہ اگر واقعی طور پر اُس خدائے مفروض کا کچھہ وجود بھی ہوتا تو وہ کبھی تو اُن لوگون کی طرح جو زندہ اور موجود ہوتے ہین اپنے وجود سے اطلاع دیتا بالخصوص جب اِس خیال کا پابند دیکھیگا کہ خدا تعالیٰ کو ادہورا اور ناتمام یا گونگا تجویز کرنا ٹھیک نہین بیٹھتا بلکہ جیسے اُسکے لئے دیکھنا سُننا جاننا وغیرہ صفاتِ کاملہ ضروری ہین ایسا ہی اُسمین قُدرت تکلم بھی پائی جانا ضروری معلوم ہوتی ہے تو پھر اِس حیرت مین پڑیگا کہ اگر کلام کرنے کی قُدرت بھی اُسمین پائی جاتی ہے تو اِسکا ثبوت کہان ہے اور اگر نہین پائی جاتی تو پھر وہ کامل کیونکر ہوا اور اگر کامل نہین تو پھر خدا بننے کے لائق کیونکر ٹھہرا اور اگر اُسکا گونگا ہونا جایز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بہرہ ہونا یا اندہا ہونا جایز نہین پس وہ اِن شبہات سے صرف الہام پر ایمان لا کر نجات پائیگا ورنہ جیسے ہزارہا فلاسفر دہریہ پن کے گڑھے مین گر کر مر گئے ایسا ہی وہ بھی گر کر مریگا اب ہر ایک منصف آپ ہی انصاف کرے کہ کیا یہہ اعتقاد خدا سے انکار کرانے کی پٹڑی جمانے والا ہے یا نہین کیا جس شخص کی نظر مین خدا ایسا کمزور ہے کہ اگر منطقی لوگ پیدا نہ ہوتے تو وہ ہاتھہ ہی سے گیا تہا اُسکے ایمان کا بھی کچھہ ٹھکانہ ہے ہم نادان لوگ نہین سمجھتے کہ خدا تو اپنی تمام صفتون کے ساتھہ بندون کا پرورندہ ہے نہ بعض صفتون کے ساتھہ پھر کیونکر ممکن ہے کہ بعض صفاتِ کاملہ اُسکے بندون کے کسی کام نہ آوین۔ کیا اِس سے زیادہ تر کوئی اَور کفر ہوگا کہ یہہ کہا جاوے کہ وہ پورا ربّ العالمین نہین ہے بلکہ آدہا یا تیسرا حصّہ ہے۔

اور پھر نہ دیکھے وہ اندہا اور نادان ہی ہوا اُور کیا ہوا پس اس تمام تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بے نظیر ہونے کی حقیقت اور کیفیت ربانی کام اور کلام سے مختص ہے اور ہریک دانشمند جانتا ہے کہ خدا کی خدائی ماننے کے لئے بڑا بہارا ذریعہ جو کہ عقل کے ہاتہہ مین ہے وہ یہی ہے کہ ہریک صادر من اللہ ایسی بے نظیری کے رتبہ پر ہے کہ اُس صانع وحید کے وجود پر دلالت کامل کر رہا ہے اور اگر یہہ ذریعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

وسوسہ چہارم- اگر تکمیل معرفت الہامی کتاب پر ہی موقوف ہے تو اِس صورت مین بہتر یہہ تہا کہ تمام بنی آدم کو الہام ہوتا تا سب لوگ براہ راست مرتبہ کمال معرفت تک پہنچ جاتے اور ربانی فیض کو بلاواسطہ حاصل کر لیتے کسی دوسرے کی حاجت نہ ہوتی کیونکہ اگر الہام فی نفسہ ایک جائز الوقوع امر ہے تو پہر ہریک انسان کا ملہم ہونا جائز اور اگر نہین تو پہر کسی فرد کا بہی ملہم ہونا جائز نہین-

جواب صاحب الہام ہونے مین استعداد اور قابلیت شرط ہے یہہ بات نہین ہے کہ ہرکس وناکس خداتعالی کا پیغمبر بنجائے اور ہریک پر حقانی وحی نازل ہوجایا کرے اِسکی طرف اللہ تعالی نے قرآن شریف مین آپ ہی اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے واذا جاءتهم اية قالوا لن نؤمن حتى نؤتى مثل ما اوتى رسل الله ط الله اعلم حيث يجعل رسالته الجزو نمبر ۸ یعنے جبوقت قرآن کی حقیت ظاہر کرنے کے لئے کوئی نشانی کفار کو دکہلائی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ جب تک خود ہم پر ہی کتاب الہی نازل نہ ہو تب تک ہم ہرگز ایمان نہ لائینگے- خدا خوب جانتا ہے کہ کس جگہہ اور کس محل پر رسالت کو رکہنا چاہئے یعنے قابل اور ناقابل اُسے معلوم ہے اور اُسی پر فیضان الہام کرتا ہے کہ جو جوہر قابل ہے-

تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے کہ حکیم مطلق نے افراد بشریہ کو بوجہ مصالحہ مختلفہ مختلف طورون پر پیدا کیا ہے اور تمام بنی آدم کا سلسلہ فطرت ایک ایسے خط سے مشابہ رکہا ہے جسکی ایک طرف نہائت ارتفاع پر واقعہ ہو اور دوسری طرف نہائت انخفاض پر- طرف ارتفاع مین وہ نفوس صافیہ ہین جنکی استعدادین حسب مراتب متفاوتہ کامل درجہ پر ہین اور طرف انخفاض مین وہ نفوس ہین جنکو اِس سلسلہ مین ایسی پست جگہہ ملی ہے کہ حیوانات لایعقل کے قریب قریب پہنچ گئے ہین اور درمیان مین وہ نفوس ہین جو عقل وغیرہ مین درمیان کے درجہ مین ہین اور اِسکے اثبات کے لئے مشاہدہ افراد مختلف الاستعداد کافی دلیل ہے کیونکہ کوئی عاقل اِس سے انکار نہین کر سکتا کہ افراد بشریہ عقل کے روسے تقوی اور خداترسی کے لحاظ سے محبت الہیہ کی وجہ سے مختلف مدارج پر پڑی ہوئی ہین- اور جس طرح قدرتی واقعات سے کوئی خوبصورت

ہوتا تو پھر عقل کو خدا تک پہنچنے کا راستہ مسدود تھا اور جبکہ خدا کو شناخت کرنا اسی اصول سے وابستہ ہے کہ جو کچھہ اُسکی طرف سے ہے وہ بے نظیر مان لین تو پھر بندون کے لئے بھی وہی

بقیه حاشیه نمبر ۱۱

پیدا ہوتا ہے کوئی بدصورت کوئی سوجاکھا کوئی اندھا کوئی ضعیف البصر کوئی قوی البصر کوئی تام الخلقت کوئی ناقص الخلقت اسی طرح قُویٰ دماغیہ اور انوار قلبیہ کا تفاوتِ مراتب بھی مشہود اور محسوس ہے۔ ہان یہہ سچ بات ہے کہ ہریک فردِ بشر بشرطیکہ نرا مخبط الحواس اور مسلوب العقل نہ ہو عقل مین تقویٰ مین محبتِ الٰہیہ مین ترقی کرسکتا ہے مگر اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئیے کہ کوئی نفس اپنے دائرۂ قابلیت سے زیادہ ہرگز ترقی نہین کرسکتا۔ ایک شخص جو اپنی قُویٰ دماغیہ مین من حیث الفطرت نہایت کمزور ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک ایسا ادہورا آدمی ہے جسکو ہمارے مُلک کے عوام النّاس **دولیشاہ کا چوہا** کہا کرتے ہین اب ظاہر ہے کہ اگر یہہ اُسکی تعلیم و تربیت مین کیسی ہی کوشش و محنت کیجائے اور خواہ کیسا ہی کوئی بڑا فلاسفر اُسکا اتالیق بنایا جاوے لیکن تب بہی وہ اُس فطرتی حدّ سے جو خُدا نے اُسکے لئے مقرر کردی ہے زیادہ ترقی کرنے پر قادر نہین ہوگا کیونکہ وہ بباعثِ تنگیٔ دائرۂ قابلیتؔ اُن مراتبِ عالیہ تک ہرگز پہنچ نہین سکتا جن تک ایک وسیع القویٰ آدمی پہنچ سکتا ہے یہہ ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ مین باور نہین کرسکتا کہ کوئی عاقل اُسمین غور کرکے پھر اس سے منکر رہے ہان جو شخص ربقۂ عقل سے قطعاً منخلع ہو اگر وہ مُنکر ہو تو کچھہ تعجّب نہین۔ ظاہر ہے کہ اگر تفاوت فی العقول نہ ہو تو فہمِ علوم مین کیون اختلاف پایا جاوے کیون بعض اذہان بعضون پر سبقت لیجائین حالانکہ جو لوگ تعلیم و تربیت کا پیشہ رکہتے ہین وہ اس امر کو خوب سمجھتے ہونگے کہ بعض طالب العلم ایسے ذکی الطبع ہوتے ہین کہ ادنیٰ رمز اور اشارت سے مطلب کو پا جاتے ہین بعض ایسے بیدار مغز کہ خود اپنی طبع سے عُمدہ عُمدہ باتین نکالتے ہین اور بعضون کی طبعیتن اصل فطرت سے کچھہ ایسی غبی و بلید واقع ہوتی ہین کہ ہزار تم اُن سے مغز زنی کرو کیسا ہی کہولکر سمجہاؤ بات کو نہین سمجھتے اور اگر تعب شدید کے بعد کچھہ سمجھے بہی تو پھر حافظہ ندارد ایسے جلد بہولتے ہین جیسے پانی کا نقش مٹ جاتا ہے اسی طرح قُویٰ اخلاقیہ اور انوارِ قلبیہ مین بغائت درجہ تفاوت پایا جاتا ہے ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہوتے ہین اور ایک ہی اُستاد سے تربیت پاتے ہین پر کوئی اُن مین سے سلیم الطبع اور نیک ذات نکلتا ہے اور کوئی خبیث اور شریر النفس اور کوئی بُزدل اور کوئی شجاع اور کوئی غیور اور کوئی بیغیرت کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ شریر النفس بہی وعظ و نصیحت سے کسیقدر صلاحیت پر آجاتا ہے کبہی بُزدل بہی بوجہ کسی نفسانی طمع کے کچھہ دلیری ظاہر کرتا ہے جس سے کم تجربہ آدمی اس غلطی مین پڑجاتا ہے کہ اُنہون نے اپنی جبلیت

صفت تجویز کرنا جو کہ خدا کی صفتِ خاصہ ہے عقل اور ایمان کی بیخ کنی ہے جبکہ یہہ بات نہایت واضح اور مضبوط دلائل سے ثابت ہوتی ہے کہ بندون کا کوئی کام بے نظیر نہین اور خدا کے سارے کام اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو چھوڑ دیا ہے لیکن ہم بار بار یاد دلاتے ہین کہ کوئی نفس اپنی قابلیت کی حد سے آگے قدم نہین رکھتا اگر کچھ ترقی کرتا ہے تو اُسی دائرہ کے اندر اندر کرتا ہے جو اُسکی فطرتی طاقتون کا دائرہ ہے بہت سے کم فہم لوگون نے یہہ دہوکا کہایا ہے کہ قویٰ فطرتیہ بذریعہ ریاضاتِ مناسبہ اپنے پیدائشی اندازہ سے آگے بڑہ جاتے ہین اس سے بہی زیادہ تر مہمل اور دور از عقل عیسائیون کا قول ہے کہ صرف مسیح کو خدا ماننے سے انسان کی فطرت مُنقلب ہو جاتی ہے اور گو کیسا ہی کوئی من حیث الخلقت قویٰ سبعیہ یا قویٰ شہویہ کا مغلوب ہو یا قوتِ عقلیہ مین ضعیف ہو وہ فقط حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا کہنے سے اپنی جبلّی حالت چھوڑ دیتا ہے لیکن یاد رکہنا چاہئے کہ ایسے خیالات اُنہین لوگون کے دل مین اُٹھتے ہین جنہون نے علومِ طبعی اور طبابت مین کبہی غور نہین کی یا جنکی آنکہین فرطِ تعصب اور مخلوق پرستی سے اندہی ہو گئی ہین ورنہ طبائع مختلفہ کا مسئلہ یہانتک ثابت ہے کہ حکما نے جب اس بارہ مین تحقیق کی تو متواتر تجربون سے اُن پر یہہ امر کُہل گیا کہ بزدل یا شجاع ہونا اور طبعاً ممسک ہونا یا سخی ہونا اور ضعیف العقل یا قوی العقل ہونا اور دنی الہمت یا رفیع الہمت ہونا اور بُردبار یا مغلوب الغضب ہونا اور فاسد الخیال یا صالح الخیال ہونا یہہ اِس قسم کے عوارض نہین ہین کہ سرسری اور اتفاقی ہون بلکہ صانعِ قدیم نے بنی آدم کی کیفیتِ مواد اور کمیتِ اخلاط اور سینہ اور دِل اور کہوپری کی وضعِ خِلقت مین مختلف طور پر طرح طرح کے فرق رکہے ہین اُنہین فرقون کے باعث سے افرادِ انسانی کی قویٰ اخلاقیہ اور عقلیہ مین فرقِ بیّن نظر آتا ہے اِس قدیم رائے کو ڈاکٹرون نے بہی تسلیم کر لیا ہے اُنکا بھی یہہ قول ہے کہ چورون اور ڈاکوؤن کی کہوپریون کو جب غور سے دیکہا گیا تو اُنکی وضعِ ترکیب ایسی پائی گئی جو اُسی فرقہ فاسد الخیال سے مخصوص ہے۔ بعض یونانیون نے اس سے بھی کچھہ بڑہ کر لکہا ہے بعض گردن اور آنکہہ اور پیشانی اور ناک اور دوسرے کئی اعضا سے بھی اندرونی حالات کا استنباط کرتے ہین بہرحال یہہ ثابت ہو چکا ہے اور اُسکے ماننے سے کچھہ چارہ نہین کہ بنی آدم کا خلقی اور عقلی استعدادون مین فطرتی تفاوت واقع ہے اور ہر یک نفس کسیقدر صلاحیت کی طرف تو قدم رکہتا ہے مگر اپنی قابلیت کے دائرہ سے زیادہ نہین۔

شاید کسی کے دل مین یہہ شُبہ پیدا ہو کہ خدا نے اعتقادِ توحید کو سب انسانون مین فطرتی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ الجزو نمبر ۲۱ یعنے توحید پر قائم ہونا انسان کی فطرت مین داخل ہے جس پر انسانی پیدائش کی بُنیاد ہے اور نیز فرمایا الست بربکم قالوا بلیٰ الجزو نمبر ۹ یعنے ہر یک روح نے

جو کچھہ اُس سے صادر ہوا بے نظیر ہے تو پھر اگر تم کو ایسی استقرا تام پر بھی اعتبار نہین کہ جو خدا کے سارے قانونِ قُدرت پر نظر کر کے بنایا گیا ہے تو عقل اور قانونِ قُدرت کا نام نہ لو اور منطق اور فلسفہ کی بے سود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ربوبیت الہیہ کا اقرار کیا کسی نے انکار نہ کیا یہہ بھی فطرتی اقرار کی طرف اشارہ ہے اور نیز فرمایا **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** الجزو نمبر ۲۷ یعنے مین نے جن و انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ میری پرستش کرین یہہ بھی اُسی کی طرف اشارہ ہے کہ پرستشِ الٰہی ایک فطرتی امر ہے پس جب توحیدِ الٰہی اور پرستشِ الٰہی سب بنی آدم کے لئے فطرتی امر ہوا اور کوئی آدمی سرکشی اور بے ایمانی کے لئے پیدا نہ کیا گیا تو پھر جو اُمور برخلافِ خداوانی و خداترسی ہین کیونکر فطرتی امر ہو سکتے ہین۔

یہہ شُبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ وہ امر جو آیاتِ مُندرجۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے وہ تو صرف اسیقدر ہے کہ انسان کی فطرت مین رجوع الی اللہ اور اقرار وحدانیت کا تخم بویا گیا یہہ کہان آیاتِ موصوفہ مین لکھا ہے کہ وہ تخم ہر یک فطرت مین مساوی ہے بلکہ جا بجا قُرآنِ شریف مین اسی بات کی تصریح ہے کہ وہ تخم بنی آدم مین متفاوت المراتب ہے کسی مین نہایت کم کسی مین مُتوسّط کسی مین نہایت زیادہ جیسا ایک جگہہ فرمایا ہے **فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات** الجزو نمبر ۲۲ یعنی بنی آدم کی فطرتین مختلف ہین بعض لوگ ظالم ہین جنکے نورِ فطرتی کو قُویٰ بہیمیہ یا غضبیہ نے دبایا ہوا ہے بعض درمیانی حالت مین ہین بعض نیکی اور رجوع الی اللہ مین سبقت لیگئے ہین اسی طرح بعض کی نسبت فرمایا **واجتبيناهم** الجزو نمبر ۷ اور ہم نے اُنکو چُن لیا یعنے وہ باعتبار اپنی فطرتی قُوتون کے دوسرون مین سے چیدہ اور برگزیدہ تھے اسلئے قابلِ رسالت و نبوّت ٹھہرے اور بعض کی نسبت فرمایا **اولٰئك كالانعام** الجزو نمبر ۹ یعنے ایسے ہین جیسے چارپائے اور نورِ فطرتی اُنکا اسقدر کم ہے کہ اُن مین اور مویشی مین کچھہ تھوڑا ہی فرق ہے پس دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ خُدائے تعالیٰ نے یہہ بھی فرمادیا ہے کہ تخمِ توحید ہر یک نفس مین موجود ہے لیکن ساتھہ ہی اُسکے یہہ بھی کئی مقامات مین کھولکر تبلا دیا ہے کہ وہ تخم سب مین مساوی نہین بلکہ بعض کی فطرتون پر جذباتِ نفسانی اُنکے ایسے غالب آگئے ہین کہ وہ نور کالمفقود ہوگیا ہے پس ظاہر ہے کہ قوی بہیمیہ یا غضبیہ کا فطرتی ہونا وحدانیّت الٰہی کے فطرتی ہونے کو منافی نہین ہے خواہ کوئی کیسا ہی ہوا پرست اور نفس امّارہ کا مغلوب ہو پھر بھی کسی نہ کسی قدر نورِ فطرتی اُسمین پایا جاتا ہے مثلاً جو شخص بوجہ غلبۂ قُویٰ شہویہ یا غضبیہ چوری کرتا ہے یا خون کرتا ہے یا حرامکاری مین مبتلا ہوتا ہے تو اگرچہ یہہ فعل اُسکی فطرت کا مقتضا ہے لیکن بمقابلہ اُس کے

کتابون کو چاک کر کے دریا بُرد کرو۔ کیا تمکو یہہ بات مونہہ سے نکالتے ہوئے شرم نہین آتی کہ ایک مکّہی جسکے دیکہنے سے بھی طبعتین کراہت کرتی ہین وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی ترکیب مین ایسی بےمثیل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نورِ صلاحیت جو اُسکی فطرت مین رکہا گیا ہے وہ اُسکو اُسی وقت جب اُس سے کوئی حرکتِ بیجا صادر ہوجائے ملزم کرتا ہے جسکی طرف اللہ تعالٰی نے اشارہ فرمایا ہے **فالہمہا فجورہا و تقویہا** الجزو نمبر ۳۰ یعنے ہریک انسان کو ایک قسم کا خدا نے الہام عطا کر رکہا ہے جسکو نورِ قلب کہتے ہین اور وہ یہہ کہ نیک اور بد کام مین فرق کر لینا جیسے کوئی چور یا خونی چوری یا خون کرتا ہے تو خدا اُسکے دل مین اُسیوقت ڈال دیتا ہے کہ تونے یہہ کام بُرا کیا اچہا نہین کیا لیکن وہ ایسی القا کی کچہہ پرواہ نہین رکہتا کیونکہ اُسکا نورِ قلب نہایت ضعیف ہوتا ہے اور عقل بہی ضعیف اور قوّتِ بہیمیہ غالب اور نفس طالب سو اِس طور کی طبعیتین بھی دُنیا مین پائی جاتی ہین جنکا وجود روزمرّہ کے مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے اُنکے نفس کا شورش اور اشتعال جو فطرتی ہے کم نہین ہوسکتا کیونکہ جو خدا نے لگا دیا اُسکو کون دور کرے ہان خدا نے اُنکا ایک علاج بھی رکہا ہے وہ کیا ہے جو **توبہ و استغفار اور ندامت** یعنے جبکہ بُرا فعل جو اُنکے نفس کا تقاضا ہے اُن سے صادر ہوا یا حسبِ خاصّہ فطرتی کوئی بُرا خیال دل مین آوے تو اگر وہ توبہ اور استغفار سے اُسکا تدارک چاہین تو خدا اِس گناہ کو معاف کر دیتا ہے جب وہ بار بار ٹہوکر کہانے سے بار بار نادم اور تائب ہون تو وہ ندامت اور توبہ اُس آلودگی کو دہو ڈالتی ہے یہی حقیقی کفارہ ہے جو اِس فطرتی گناہ کا علاج ہے اِسی کی طرف اللہ تعالٰی نے اشارہ فرمایا ہے **ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما** الجزو نمبر ۵ یعنے جس سے کوئی بدعملی ہوجائے یا اپنے نفس پر کسی نوع کا ظلم کرے اور پہر پشیمان ہوکر خدا سے معافی چاہے تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائیگا اِس لطیف اور پُرحکمت عبارت کا مطلب یہہ ہے کہ جیسے لغزش اور گناہ نفوسِ ناقصہ کا خاصّہ ہے جو اُن سے سرزد ہوتا ہے اُسکے مقابلہ پر خدا کا ازلی اور ابدی خاصّہ مغفرت و رحم ہے اور اپنی ذات مین وہ غفور و رحیم ہے یعنے اُسکی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہین بلکہ وہ اُسکی ذات قدیم کی صفتِ قدیم ہے جسکو وہ دوست رکہتا ہے اور جوہرِ قابل پر اُسکا فیضان چاہتا ہے یعنے جب کبہی کوئی بشر بروقت صدورِ لغزش و گناہ بہ ندامت و توبہ خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ خدا کے نزدیک اِس قابل ہوجاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتہہ اُسکی طرف رجوع کرے اور یہہ رجوعِ الٰہی بندۂ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ مین محدود نہین بلکہ یہہ خدا تعالٰی کی ذات مین خاصّہ دائمی ہے اور جب تک کوئی گنہگار توبہ کی حالت مین اُسکی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصّہ اُسکا ضرور اُسپر

ہے کہ اُسپر نظر کرنے سے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن خدا کے کلام کی فصاحت اور بلاغت ایسی بے نظیر نہین ہوسکتی جس پر نظر کرنے سے اُس کلام کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو غافلو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظاہر ہوتا رہتا ہے پس خُدا کا قانونِ قُدرت یہہ نہین ہے کہ جو ٹھوکر کہانیوالی طبعین ہین وہ ٹھوکر نہ کہاوین یا جو لوگ قوی بہیمیہ یا غضبیہ کے مغلوب ہین اُنکی فطرت بدل جاوے بلکہ اُسکا قانون جو قدیم سے بندہا چلا آتا ہے یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بمقتضائے اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کرین وہ توبہ اور استغفار کرکے بخشے جائین لیکن جو شخص بعض قوّتون مین فطرتاً ضعیف ہے وہ قوی نہین ہوسکتا اسمین تبدیلِ پیدائش لازم آتی ہے اور وہ بداہتاً محال ہے اور خود مشہود و محسوس ہے کہ مثلاً جسکی فطرت مین سریع الغضب ہونے کی خصلت پائی جاتی ہے وہ بطی الغضب ہرگز نہین بن سکتا بلکہ ہمیشہ دیکہا جاتا ہے کہ ایسا آدمی غضب کے موقعہ پر آثار غضب بلا اختیار ظاہر کرتا ہے اور ضبط سے باہر آجاتا ہے یا کوئی ناگفتنی بات زبان پر لے آتا ہے اور اگر کسی لحاظ سے کچہہ صبر ہی کرے تو دل مین تو ضرور پیچ و تاب کہاتا ہے پس یہہ احمقانہ خیال ہے کہ کوئی منتر جنتر یا کوئی خاص مذہب اختیار کرنا اُسکی طبیعت کو بدلا دیگا اسی جہت سے اُس نبیٔ معصوم نے جسکی لبون پر حکمت جاری تھی فرمایا خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام یعنے جو لوگ جاہلیت مین نیک ذات ہین وہی اسلام مین بہی داخل ہوکر نیک ذات ہوتے ہین غرض طبایع انسانی جواہر کانی کی طرح مختلف الاقسام ہین بعض طبعین چاندی کی طرح روشن اور صاف بعض گندہک کی طرح بدبودار اور جلد بہڑکنے والی بعض زیبق کی طرح بے ثبات اور بے قرار بعض لوہے کی طرح سخت اور کثیف۔ اور جیسا یہہ اختلافِ طبایع بدیہی الثبوت ہے ایسا ہی انتظام ربّانی کے بہی موافق ہے کچہہ بےقاعدہ بات نہین کوئی ایسا امر نہین کہ قانون نظام عالم کے برخلاف ہو بلکہ آسائش و آبادیٔ عالم اُسی پر موقوف ہے ظاہر ہے کہ اگر تمام طبعین ایک ہی مرتبہ استعداد پر ہوتین تو پہر مختلف طور کے کام (جو مختلف طور کی استعدادون پر موقوف تہے) جن پر دُنیا کی آبادی کا مدار تہا حیزِ التوا مین رہ جاتے کیونکہ کثیف کامون کے لئے وہ طبعین مناسب حال ہین جو کثیف ہین اور لطیف کامون کے لئے وہ طبیعتین مناسبت رکہتی ہین جو لطیف ہین یونانی حکیمون نے بہی یہی رائے ظاہر کی ہے کہ جیسے بعض انسان حیوانات کے قریب قریب ہوتے ہین اسی طرح عقل تقاضا کرتی ہے کہ بعض انسان ایسے بہی ہون جنکا جوہر نفس کمال صفوت اور لطافت پر واقعہ ہو۔ تا جس طرح طبایع انسانی کا سلسلہ نیچے کی طرف اسقدر متنزل نظر آتا ہے کہ حیوانات سے

اور عقل کے اندھو کیا تمہارے نزدیک خدا کے کلام کی فصاحت بلاغت مکّھی کے پروں اور پانوسے بھی درجہ مین کمتر اور خوبی مین فروتر ہے کیا افسوس کا مقام ہے کہ ایک مچہّر کی ترکیب جسمی کی نسبت

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ جا کر اتصال پکڑ لیا ہے اسی طرح اوپر کی طرف بھی ایسا متصاعد ہو کہ عالمِ اعلیٰ سے اتصال پکڑ لے۔

اب جبکہ ثابت ہو گیا کہ افرادِ بشریہ عقل مین قُوٰی اخلاقیہ مین نورِ قلب مین متفاوت المراتب ہین تو اسی سے وحی ربّانی کا بعض افرادِ بشریہ سے خاص ہونا یعنے اُن سے جو مِن کُل الوجوہ **کامل ہین** بپایۂ ثبوت پُہنچ گیا کیونکہ یہہ بات تو خود ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ ہر یک نفس اپنی استعداد و قابلیت کے موافق انوارِ الٰہیہ کو قبول کرتا ہے اُس سے زیادہ نہین اِسکے سمجھنے کے لئے **آفتاب** نہایت روشن مثال ہے کیونکہ ہر چند آفتاب اپنی کرنین چارون طرف چھوڑ رہا ہے لیکن اُسکی روشنی قبول کرنے مین ہر یک مکان برابر نہین جس مکان کے دروازے بند ہین اُسمین کچھہ روشنی نہین پڑ سکتی اور جس مین بمقابلِ آفتاب ایک چھوٹا سا روزنہ ہے اُسمین روشنی تو پڑتی ہے مگر تھوڑی جو بکلّی ظلمت کو نہین اُٹھا سکتی لیکن وہ مکان جسکے دروازے بمقابلِ آفتاب سب کے سب کُھلے ہین اور دیوارین بھی کسی کثیف شے سے نہین بلکہ نہایت مصفّٰی اور روشن **شیشہ** سے ہین اُسمین صرف یہی خوبی نہین ہوگی کہ کامل طور پر روشنی قبول کریگا بلکہ اپنی روشنی چارون طرف پہیلاویگا اور دوسرون تک پُہنچاویگا یہی مثال مؤخر الذکر **نفوسِ صافیۂ انبیا** کے مطابق حال ہے یعنے جن نفوسِ مُقدّسہ کو خُدا اپنی رسالت کے لئے چُن لیتا ہے وہ بھی رفعِ حُجب اور مکمّل صفوت مین اُس شیش محل کی طرح ہوتے ہین جس مین نہ کوئی کثافت ہے اور نہ کوئی حجاب باقی ہے پس ظاہر ہے کہ جن افرادِ بشریہ مین وہ کمالِ تام موجود نہین ایسے لوگ کسی حالت مین مرتبہ رسالتِ الٰہی نہین پا سکتے بلکہ یہہ مرتبہ قسّامِ ازل سے اُنہین کو ملا ہوا ہے جنکے نفوسِ مُقدّسہ حُجبِ ظلمانی سے بکلّی پاک ہین۔ جنکو اغشیۂ جسمانی سے بغائت درجہ آزادگی ہے۔ جنکا تقدّس و تنزّہ اُس درجہ پر ہے جسکے آگے خیال کرنے کی گنجائش ہی نہین **وہی نفوسِ تامۂ کاملہ** وسیلۂ ہدائت جمیع مخلوقات ہین اور جیسے حیات کا فیضان تمام اعضا کو قلب کے ذریعہ سے ہوتا ہے ایسا ہی حکیمِ مُطلق نے ہدائت کا فیضان اُنہین کے ذریعہ سے مقرّر کیا ہے کیونکہ وہ کامل مناسبت جو مفیض اور مستفیض مین چاہئے وہ صِرف اُنہین کو عنائت کی گئی ہے اور یہہ ہرگز ممکن نہین کہ خداوند تعالیٰ جو نہائت تجرّد و تنزّہ مین ہے ایسے لوگون پر افاضۂ انوارِ وحیِ مقدّس اپنے کا کرے جنکی فطرت کے دائرہ کا اکثر حصّہ ظلمانی اور دود آمیز ہے اور نیز نہائت تنگ اور مُنقبض اور جنکی طبایعِ خسیسہ کدوراتِ سفلیہ مین منغمس اور آلودہ ہین۔ اگر ہم اپنے تئین آپ ہی

تم صاف اقرار کرتے ہو کہ ایسی ترکیب انسان سے نہیں بن سکتی اور نہ آئندہ بنیگی لیکن کلامِ الٰہی کی نسبت کہتے ہو کہ وہ بن سکتی ہے بلکہ بطور بحث اور مجادلہ کے یہہ حجت پیش کرتے ہو کہ گو ابتک کوئی انسان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دہوکا نہ دین تو بے شک ہمین اقرار کرنا پڑیگا کہ مبدء قدیم سے اتصال تام پانے کے لئے اور اُس قدوس اعظم کا ہمکلام بننے کے لئے ایک ایسی خاص قابلیت اور نورانیت شرط ہے کہ جو اُس مرتبہ عظیم کی قدر اور شان کے لائق ہے۔ یہہ بات ہرگز نہین کہ ہریک شخص جو عین نقصان اور فرومایگی اور آلودگی کی حالت مین ہے اور صدہا حجبِ ظلمانیہ مین محجوب ہے وہ باوصف اپنی پست فطرتی اور دون ہمتی کے اُس مرتبہ کو پا سکتا ہے۔ اِس بات سے کوئی دہوکا نہ کہاوے کہ منجملہ اہلِ کتاب **عیسائیون** کا یہہ خیال ہے کہ **انبیا کے لئے جو وحی اللہ کے منزل علیہ ہین** تقدس اور تنزہ اور عصمت اور کمال محبتِ الٰہیہ حاصل نہین کیونکہ عیسائی لوگ اُصولِ حقہ کو کہو بیٹھے ہین اور ساری صداقتین صرف اس خیال پر قربان کردی ہین کہ کسی طرح حضرت مسیح خدا بنجائین اور کفارہ کا مسئلہ جم جائے سو چونکہ نبیون کا معصوم اور مقدس ہونا اُنکی اُس عمارت کو گراتا ہے جو وہ بنا رہے ہین اِسلئے ایک جہوٹ کی خاطر سے دوسرا جہوٹ بھی اُنہین گہڑنا پڑا اور ایک آنکہہ کے مفقود ہونیسے دوسری بھی پہوڑنی پڑی ناچار اُنہون نے باطل سے پیار کرکے حق کو چہوڑ دیا نبیون کی اہانت روا رکہی پاکون کو ناپاک بنایا **اور اُن دلون کو جو مہبطِ وحی تھے** کثیف اور مکدر قرار دیا تا کہ اُنکے مصنوعی خدا کی کچہہ عظمت نہ گہٹ جائے یا منصوبہ کفارہ مین کچہہ فرق نہ آجائے اسی خودغرضی کے جوش سے اُنہون نے یہہ بھی نہین سوچا کہ اِس سے فقط نبیون کی توہین نہین ہوتی بلکہ خدا کی قدوسی پر بھی حرف آتا ہے کیونکہ جس نے نعوذ باللہ ناپاکون سے **ربط ارتباط اور میل ملاپ** رکہا وہ آپ بھی کا ہیکا پاک ہوا خلاصہ کلام یہہ کہ **عیسائیون** کا قول بوجہ شدت باطل پرستی حق سے تجاوز کر گیا ہے اور اب وہ خواہ نخواہ اُسی عقیدۂ باطلہ کو سرسبز کرنا چاہتے ہین جسپر اُنکے مخلوق پرست بزرگون نے قدم مارا ہے گو اُس سے تمام صداقتین منقلب ہو جائین یا کیسا ہی حق اور راستی کے برخلاف چلنا پڑے مگر طالبِ حق کو سمجہنا چاہئے کہ اِس قسم کے باطل پرستون کے اقوال سے حقیقی سچائی کا کچہہ بھی نقصان نہین اور اُنکے بیہودہ بکنے سے جو صداقت اپنی ذات مین بین الثبوت ہے وہ بدل نہین سکتی بلکہ وہی لوگ جہوٹ بولکر اور سچائی کا راستہ چہوڑ کر آپ رسوا ہوتے ہین اور دانشمندون کی نظر سے گر جاتے ہین وحی اللہ کے پانے کے لئے تقدس کامل شرط ہونا کچہہ ایسا امر نہین ہے جسکے ثبوت کے دلائل کمزور ہون یا جسکا سمجہنا سلیم العقل آدمی پر کچہہ مشکل ہو بلکہ یہہ وہ مسئلہ ہے

اُسکے بنانے پر قادر نہین ہوا مگر اسکا کیا ثبوت ہے کہ آئندہ بھی قادر نہ ہو۔ نادانو اسکا وُہی ثبوت ہے جسکو تم مچھر اور مکھی مین اور درختون کے ہریک پتّے مین خوب سمجھتے اور تسلیم کرتے ہو مگر اس ربّانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جسکی شہادت تمام زمین آسمان مین پائی جاتی ہے جسکی تصدیق عالم کا ذرہ ذرہ کرتا ہے جسپر نظام تمام دُنیا قائم ہے **قرآن شریف** مین اس مسئلہ کو ایک عمدہ مثال مین بیان کیا ہے جو ذیل مین معہ ایک لطیف تحقیقات جو اُسکی تفسیر سے متعلق اور بحث ہذا کی تکمیل کے لئے ضروری ہے لکھی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے اللّٰه نور السموات والارض مثل نوره کمشکوة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار نور علی نور یهدی اللّٰه لنوره من یشاء ویضرب اللّٰه الامثال واللّٰه بکل شیئ علیم الجزو نمبر ۱۸ **خدا آسمان و زمین کا نور ہے** یعنے ہر ایک نور جو بلندی اور پستی مین نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح مین ہے خواہ اجسام مین اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اُسی کے فیض کا عطیہ ہے یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اُسکے فیض سے خالی نہین وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتون کا سرچشمہ ہے اُسی کی ہستیٔ حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہریک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا بجزُ اُسکے کوئی ایسا وجود نہین ہے کہ جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مُستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہین یہہ تو عام فیضان ہے جسکا بیان آیت اللّٰه نور السموات والارض مین ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہریک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جسکے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہین لیکن بمقابلہ اُسکے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہین افرادِ خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن مین اُسکے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنے نفوسِ کاملہ انبیا علیہم السلام پر جن مین سے افضل و اعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسرون پر ہرگز نہین ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائقِ حکمیہ مین سے ایک دقیق مسئلہ ہے اسلئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کرکے پھر اُس فیضانِ خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

نور کے دیکھنے کے وقت تمہاری آنکھیں اُلّو کی طرح اندہی ہو جاتی ہین یا دُہندلا جاتی ہین اس لئے
تم مگس طینتی سے مگس ہی کی عظمت کے قایل ہو خدا کے نور کی عظمت کے قایل نہین جن لفظون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک مثال مین بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الخ اور بطور مثال اسلئے بیان کیا کہ تا اُس دقیقہ نازک کے سمجھنے مین ابہام اور دقت باقی نرہے کیونکہ معانی معقولہ کو صورِ محسوسہ مین بیان کرنے سے ہر یک غبی وبلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ یہہ ہے **اس نور کی مثال** (فردِ کامل مین جو پیغمبر ہے) **یہہ ہے جیسے ایک طاق** (یعنے سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) **اور طاق مین ایک چراغ** (یعنے وحی الٰہ) **اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل مین جو نہایت مصفّا ہے** (یعنے نہایت پاک اور مقدس دل مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت مین شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقاتِ ماسوی اللہ سے بکلّی پاک ہے) **اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا اُن ستارون مین سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب وتاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہین جنکو کوکبِ درّی کہتے ہین** (یعنے حضرت خاتم الانبیا کا دل ایسا صاف کہ کوکبِ درّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اُسکے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) **وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے** (یعنے زیتون کے روغن سے) **روشن کیا گیا ہے** (شجرۂ مبارکہ زیتون سے مُراد وجودِ مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت کمالاتِ انواع واقسام کی برکتون کا مجموعہ ہے جسکا فیض کسی جہت ومکان وزمان سے مخصوص نہین بلکہ تمام لوگون کے لئے عام علیٰ سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہین ہوگا) **اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی** (یعنے طینت پاک محمدی مین نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسّط واعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے اور یہہ جو فرمایا کہ اُس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغِ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقلِ لطیف نورانی محمدی معہ جمیع اخلاقِ فاضلہ فطرتیہ ہے جو اُس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پروردہ ہین اور وحی کا چراغ لطائفِ محمدیہ سے روشن ہونا ان معنون کرکے ہے کہ اُن لطائفِ قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمین یہہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی اُن لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور اُنہین اعتدالات کے مناسب حال

کو کہتے ہو کہ معانی کی طرح وہ بھی خدا ہی کے مونہہ سے نکلے ہیں اُنکو تم اُس لعاب کے برابر نہیں سمجھتے کہ جو مکّھی کے مونہہ سے نکلتا ہے یعنے تمہارے نزدیک انسان شہد بنانے پر تو قادر نہیں پر خدا کی کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظہور میں آیا کہ جو طینتِ محمدیہ میں موجود تھی اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تہا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا مزاج بغایت درجہ وضعِ استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہہ حلم پسند تہا اور نہ ہر مقام غضب مرغوبِ خاطر تہا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظِ طبیعتِ مبارک تہی سو قرآن شریف بھی اسی طرزِ موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامعِ شدّت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اِس جگہہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغِ وحیِ فرقان اُس شجرۂ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنے طینتِ معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمین نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامعِ بَین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاقِ معتدلہٗ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کہ جو جمعیّت عقل لطیف روغنِ ظہور روشنئ وحی قرار پائی اُنکی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے **انک لعلی خلق عظیم** ۲۹ یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنے اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمّل ہے کہ اُس پر زیادت متصوّر نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورۂ عرب میں اُس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جسکو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہہ درخت عظیم ہے تو اسکے یہہ معنے ہونگے کہ جسقدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اِسمین موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جسکی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو۔ اور خُلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کُتبِ حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حُسنِ اختلاط یا نرمی و تلطّف و ملائمت (جیسا عوام النّاس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقعہ ہیں۔ خَلق بفتح خا سے مُراد وہ صورتِ ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے متمیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورتِ باطنی یعنے خواصِ اندرونی ہیں جنکی رو سے حقیقتِ انسانیہ حقیقتِ حیوانیہ سے امتیازِ کُلّی رکھتی ہے پس جسقدر انسان میں

کے بنانے پر قادر ہے تمہاری نگاہ مین کیڑے مکوڑے کیسے جچ گئے اور ایسے من کو بھا گئے کہ خدا کی کلام اُنکی مانند بھی نہین - جاہلو اگر خدا کی کلام بے مثل نہین تو کیڑون اور درختون کے پتّون کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ من حیث الانسانیّت اندرونی خواص پائے جاتے ہین اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہین جو کہ انسان اور حیوان مین من حیث الباطن ما بہ الامتیاز ہین اُن سب کا نام خُلق ہے اور چونکہ شجرۂ فطرتِ انسانی اصل مین توسط اور اعتدال پر واقعہ ہے اور ہریک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ مین پایا جاتا ہے منزّہ ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** نمبر ۳ اسلئے خُلق کے لفظ سے جو کسی مذمّت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاقِ فاضلہ مراد ہوتے ہین اور وہ اخلاقِ فاضلہ جو حقیقتِ انسانیہ ہے تمام وہ خواصِ اندرونی ہین جو نفسِ ناطقہ انسان مین پائے جاتے ہین جیسے عقل ذکا سرعتِ فہم صفائی ذہن حُسن تحفّظ حُسن تذکّر عفت حیا صبر قناعت زہد تورع جوانمردی استقلال عدل امانت صدق لہجہ سخاوت فی محلہ ایثار فی محلہ کرم فی محلہ مروّت فی محلہ شجاعت فی محلہ علوہمّت فی محلہ حلم فی محلہ تحمّل فی محلہ حمیّت فی محلہ تواضع فی محلہ ادب فی محلہ شفقت فی محلہ رافت فی محلہ رحمت فی محلہ خوفِ الٰہی محبتِ الٰہیہ انس باللہ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) اور **تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنے عقل اور جمیع اخلاقِ فاضلہ اُس نبی معصوم کی ایسی کمال موزونیّت و لطافت و نورانیّت پر واقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نور علیٰ نور - **نور فائض ہوا نور پر** (یعنے جبکہ وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کئی نور جمع تھے سو اُن نورون پر ایک اَور نورِ آسمانی جو وحیِ الٰہی ہے وارد ہوگیا اور اُس نور کے وارد ہونے سے وجودِ باجود خاتم الانبیا کا مجمع الانوار بن گیا پس اِسمین یہہ اشارہ فرمایا کہ نورِ وحی کے نازل ہونیکا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہین ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہین بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیمِ مُطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہین کرتا ایسا ہی فیضانِ نور مین بھی اُسکا یہی قانون ہے کہ جسکے پاس کچھ نور ہے اُسی کو اَور نور بھی دیا جاتا ہے اور جسکے پاس کچھ نہین اُسکو کچھ نہین دیا جاتا جو شخص آنکھون کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جسکے پاس آنکھون کا نور نہین وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اُسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اُسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیا

بے مثل ہونے کی تمکو کہان سے خبر پہنچ گئی تم ذرا سوچتے نہین کہ اگر کلام ربانی کی ترکیب مین ایک کیڑے کی ترکیب جتنی بھی کمالیت نہین تو گویا یہہ خدا پر ہی اعتراض ٹھہرا جس نے ادنیٰ کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہین جنکو اس کثرت اور کمال سے نورِ باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہوگئے ہین اسی جہت سے قرآن شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ۔ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا یہی حکمت ہے کہ نورِ وحی جسکے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیا کو ملا اور انہین سے مخصوص ہوا پس اب اس حجتِ موجہ سے کہ جو مثال مقدم الذکر مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان اُن لوگون کے قول کا ظاہر ہے جنہون نے باوصف اسکے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہین۔ پھر محض حمق وجہالت کی راہ سے یہہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افرادِ کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افرادِ ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے انکو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ فیضان وحی کے بارہ مین کس قدر غلطی مین وہ مبتلا ہو رہے ہین صریح دیکھتے ہین کہ خدا کا قانون قدرت انکے خیال باطل کی تصدیق نہین کرتا پھر شدتِ تعصب وعناد سے اُسی خیالِ فاسد پر جمے بیٹھے ہین۔ ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور کے فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہین مانتے اور کہتے ہین کہ جس دل پر نورِ وحی نازل ہو اسکے لئے اپنے کسی خاصۂ اندرونی مین نورانیت کی حالت ضروری نہین بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محبِ دنیا اور بجائے صفت زہد وورع وامانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت وحیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور لالچی تو ایسا شخص بھی بقول حضرات عیسائیان باوصف ایسی حالت خراب کے خدا کا نبی اور مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایک مسیح کو باہر نکالکر دوسرے تمام انبیا جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہین اور انکی الہامی کتابون کو بھی مقدس کرکے پکارتے ہین وہ نعوذ باللہ بقول انکے ایسے ہی تھے اور کمالاتِ قدسیہ سے جو مستلزم عصمت وپاکدلی ہین محروم تھے عیسائیون کی عقل اور خداشناسی پر بھی ہزار آفرین کیا اچھا نور وحی کے نازل ہونے کا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اسکو پسند کرنے والے وہی لوگ ہین جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت

اعلیٰ سے زیادہ ترشرف دے دیا اور ادنیٰ کو اپنی ذات پر وہ دلالتین بخشین کہ جو اعلیٰ کو نہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین پڑے ہوئے ہین ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اُس سے انکار نہین کرسکتا مگر اُنکا کیا علاج جنکو عقل سے کچہہ بھی سروکار نہین اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندہیرے سے پیار کرتے ہین اور چمگادڑ کی طرح رات مین اُنکی آنکھین خوب کہلتی ہین لیکن روشن مین وہ اندہے ہوجاتے ہین) **خدا اپنے نور کی طرف** (یعنے قرآن شریف کی طرف) **جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگون کے لئے مثالین بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے** (یعنے ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اُسیکو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہین ہوتی اور خدا مسایل دقیقہ کو مثالون کے پیرایہ مین بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہوجائین مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالون کو سمجہیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال مین جسکا یہان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مُصفّٰی سے تشبیہ دی جس مین کسی نوع کی کدورت نہین یہہ **نورِ قلب** ہے پہر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلّی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمین بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہہ **نورِ عقل** ہے کیونکہ منبع و منشا جمیع لطائف اندرونی کا قوّت عقلیہ ہے پہر ان تمام نورون پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہہ **نورِ وحی** ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگون کی ہدایت کا موجب ٹہرے یہی حقّانی اُصول ہے جو وحی کے بارہ مین قدّوس قدیم کی طرف سے قانون قدیم ہے اور اُسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نورِ قلب و نورِ عقل کسی انسان مین کامل درجہ پر نہ پائے جائین تب تک وہ نورِ وحی ہرگز نہین پاتا اور پہلے اس سے یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ مین ہوتا ہے کُل مین نہین ہوتا اب ان دونون ثبوتون کے ملانے سے یہہ امر بپایۂ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو پس اس قطعی ثبوت سے برہمو سماج والون کا خیال فاسد بکلّی درہم برہم ہوگیا اور یہی مطلب تہا۔

وسوسہ پنجم۔ بعض برہمو سماج والے یہہ وسوسہ پیش کیا کرتے ہین کہ اگر کامل معرفت قرآن پر ہی موقوف

جمال و حُسنِ قُرآن نورِ جانِ ہر مُسلمان ہے　　قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قُرآن ہے
نظیر اُسکی نہیں جمتی نظر مین فکر کر دیکہا　　بہلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحمان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے تو پہر خدا نے اُسکو تمام مُلکون مین اور تمام معموراتِ قدیم و جدید مین کیون شایع نہ کیا اور کیون کروڑہا مخلوقات کو اپنی معرفتِ کاملہ اور اعتقادِ صحیح سے محروم رکہا۔

جواب یہہ وسوسہ بہی کوتہ اندیشی سے پیدا ہوا ہے کیونکہ جس حالت مین بکمال صفائی ثابت ہو چکا ہے کہ حصولِ یقینِ کامل و معرفتِ کامل مجرّد عقل کے ذریعہ سے ہرگز ممکن نہین بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا یقین اور کامل عرفان صرف ایسے اِلہام کے ذریعہ سے ملتا ہے جو اپنی ذات اور کمالات مین بےمثل و مانند ہو اور بوجہ بےنظیری منجانب اللہ ہونا اُسکا بیّن الثبوت ہو اور نیز ہمنے کتابِ ہذا مین یہہ بہی ثابت کردیا ہے کہ وہ بےمثل کتاب جو دُنیا مین پائی جاتی ہے فقط قرآنِ شریف ہے و بس تو اِس صورت مین سیدہا راستہ طالبِ حق کے لئے یہہ ہے کہ یا تو ہماری دلائل کو توڑ کر یہہ ثابت کرکے دکہلاوے کہ مجرّد عقل انسان کو امورِ معاد مین یقینِ کامل و معرفتِ صحیحہ و یقینیہ کے مرتبہ تک پہنچا سکتی ہے اور اگر یہہ ثابت نہ کرسکے تو پہر قرآنِ شریف کی حقّانیت کو قبول کرے جسکے ذریعہ سے معرفتِ کامل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اگر اُسکو بہی قبول کرنا منظور نہ ہو تو پہر اُسکی کوئی نظیر پیش کرے اور جو جو اُسکے کمالاتِ خاصّہ ہین کسی دوسری کتاب مین نکالکر دکہلاوے تا اِسقدر ثابت ہوجائے کہ اگرچہ تکمیلِ مراتبِ یقین و معرفت کے لئے الہامی کتاب کی اشدّ ضرورت ہے مگر ایسی کتاب دُنیا مین موجود نہین لیکن اگر کوئی مخاصم اِن باتون مین سے کسی بات کا جواب نہ دے بلکہ دم بہی نہ مارسکے تو پہر آپ اُسکو انصاف کرنا چاہئے کہ جس حالت مین ایک صداقت نُجتہ دلائل سے ثابت ہو چکی ہے جسکا رد اُسکے پاس موجود نہین نہ اُسکی دلائل کو وہ توڑ سکتا ہے تو پہر ثبوت قطعی کے مقابلہ پر اوہامِ فاسدہ پیش کرنا کسقدر دیانت اور ایمانداری سے بعید ہے سارا جہان جانتا ہے کہ جس امر کی صحت و حقانیت براہینِ قاطعہ سے بہ پایہ ثبوت پہنچ چکی ہو جب تک وہ براہین نہ توڑی جائین تب تک وہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو صرف واہی خیالون سے غلط نہین ٹہہر سکتی کیا وہ مکان جسکی بُنیاد اور دیوارین اور چہت نہایت مضبوط ہے وہ صرف مونہہ کی پہوک سے گر سکتا ہے؟ اور خود یہہ شُبہ کہ خدا نے اپنی کتاب کو تمام مُلکون مین کیون شایع نہ کیا اور کیون تمام طبایعِ مختلفہ اِس سے منتفع نہ ہوئین صرف ایک سودائیون کا سا خیال ہے۔ اگر آفتابِ عالمتاب

بہارِ جاودان پیدا ہے اُسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستان ہے
کلامِ پاکِ یزدان کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عُمّان ہے وگر لعلِ بدخشان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی روشنی بعض امکنۂ ظلمانیہ تک نہیں پہنچی یا اگر بعض نے اُلّو کی طرح آفتاب کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں تو کیا اس سے یہ لازم آجائیگا کہ آفتاب منجانب اللہ نہیں ہے اگر مینہ کسی زمینِ شور پر نہیں پڑا یا کوئی کلری زمین اُس سے فیضیاب نہیں ہوئی تو کیا اس سے وہ بارانِ رحمت انسان کا فعل خیال کیا جائیگا ہے ایسے اوہام دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ ہی قرآنِ شریف میں بکمال وضاحت اِس بات کو کھولدیا ہے کہ الہامِ الٰہی کی ہدایت ہر یک طبیعت کے لئے نہیں بلکہ اُن طبائعِ صافیہ کے لئے ہے جو صفتِ تقویٰ اور صلاحیت سے متّصف ہیں وہی لوگ ہدایتِ کاملۂ الہام سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اُس سے منتفع ہوتے ہیں اور اُن تک الہامِ الٰہی بہرصورت پہنچ جاتا ہے چنانچہ بعض آیات اُن میں سے ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

الم ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقناهم ينفقون ۝ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون ۝ اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون ۝ ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ۝ ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم۔ الجزو نمبر ۱ هو الذى بعث فى الامّيين رسولا منهم يتلوا عليهم اٰيته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين ۝ واٰخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ۝ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۝ الجزو نمبر ۲۸۔ آیاتِ مندرجۂ بالا میں پہلے اِس آیت پر یعنے الم ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين پر غور کرنا چاہیئے کہ کس لطافت اور خوبی اور رعایتِ ایجاز سے خدا تعالیٰ نے وسوسۂ مذکور کا جواب دیا ہے اول قرآن شریف کے نزول کی **علتِ فاعلی** بیان کی اور اُسکی عظمت اور بزرگی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا الم میں خدا ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں **یعنی نازل کنندہ اِس کتاب کا میں ہوں جو علیم و حکیم ہوں جسکے علم کے برابر کسیکا علم**

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہان قدرت یہان درماندگی فرق نمایان ہے
ملائک جسکی حضرت مین کرین اقرارِ لاعلمی سخن مین اُسکے ہمتائی کہان مقدورِ انسان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ا نہین پھر بعد اِسکے علتِ مادی قرآن کے بیان مین فرمائی اور اُسکی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ذٰلک الکتاب وہ کتاب ہے یعنے ایسی عظیم الشان اور عالی مرتبت کتاب ہے جسکی علتِ مادی علمِ الٰہی ہے یعنی جسکی نسبت ثابت ہے کہ اُسکا منبع اور چشمہ ذاتِ قدیم حضرتِ حکیمِ مطلق ہے اِس جگہ اللہ تعالیٰ نے وہ کا لفظ اختیار کرنے سے جو بُعد اور دوری کے لئے آتا ہے اِس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ کتاب اُس ذاتِ عالی صفات کے علم سے ظہور پذیر ہے جو اپنی ذات مین بے مثل و مانند ہے جسکے علومِ کاملہ و اسرارِ دقیقہ نظرِ انسانی کی حدِ جولان سے بہت بعید اور دور ہین پھر بعد اِسکے علتِ صوری کا قابلِ تعریف ہونا ظاہر فرمایا اور کہا لاریب فیہ یعنے قرآن اپنی ذات مین ایسی صورت مدلّل و معقول پر واقعہ ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اُسمین گنجایش نہین یعنی وہ دوسری کتابون کی طرح بطور کتھا او کہانی کے نہین بلکہ ادلّۂ یقینیہ و براہینِ قطعیہ پر مشتمل ہے اور اپنے مطالب پر حُجج بیّنہ اور دلائلِ شافیہ بیان کرتا ہے اور فی نفسہٖ ایک معجزہ ہے جو شکوک اور شُبہات کے دور کرنے مین سیفِ قاطع کا حکم رکھتا ہے اور خداشناسی کے بارہ مین صرف ہونا چاہئے کے ظنّی مرتبہ مین نہین چھوڑتا بلکہ ہے کے یقینی اور قطعی مرتبہ تک پُہنچاتا ہے۔ یہہ تو عللِ ثلاثہ کی عظمت کا بیان فرمایا اور پھر باوجود عظیم الشان ہونے اِن ہر سہ علتون کے جنکو تاثیر اور اصلاح مین دخلِ عظیم ہے علتِ رابعہ یعنی علتِ غائی نزولِ قرآن شریف کو جو رہنمائے اور ہدایت ہے صرف متقین مین مُنحصر کردیا اور فرمایا ھدًی للمتقین یعنے یہہ کتاب صرف اُن جواہر قابلہ کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جو بوجہ پاک باطنی و عقلِ سلیم و فہمِ مستقیم و شوقِ طلبِ حق و نیتِ صحیح انجام کار درجۂ ایمان و خداشناسی و تقویٰ کامل پر پُہنچ جائینگے یعنی جنکو خدا اپنے علمِ قدیم سے جانتا ہے کہ اُنکی فطرت اِس ہدایت کے مناسب حال واقعہ ہے اور وہ معارفِ حقانی مین ترقی کرسکتے ہین وہ بالآخر اُس کتاب سے ہدایت پا جائینگے اور بہرحال یہہ کتاب اُنکو پہنچ رہیگی اور قبل اِسکے جو وہ مرین خدا اُنکو راہِ راست پر آنے کی توفیق دیدیگا اب دیکھو

بنا سکتا نہین اک پانوکیڑی کا بشر ہرگز ۔ تو پہر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُسپہ آسان ہے
ارے لوگو کرو کچہہ پاس شانِ کبریائی کا ۔ زبان کو تہام لو اب بھی اگر کچہہ بوئے ایمان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اِس جگہہ خدائیتعالی نے صاف فرما دیا کہ جو لوگ خدائیتعالی کے علم مین ہدائت پانے کے لایق ہین اور اپنی اصل فطرت مین صفتِ تقوی سے مُتصف ہین وہ ضرور ہدائیت پاجائینگے اور یہہ اُن آیات مین جو اِس آئت کے بعد مین لکہی گئی ہین اسی کی زیادہ تر تفصیل کردی اور فرمایا کہ جسقدر لوگ (خدا کے علم مین) ایمان لانے والے ہین وہ اگرچہ ہنوز مسلمانون مین شامل نہین ہوئے پر آہستہ آہستہ سب شامل ہوجائینگے اور وہی لوگ باہر رہ جائینگے جنکو خدا خوب جانتا ہے کہ طریقہ حقہ اسلام قبول نہین کرینگے اور گو اُنکو نصیحت کیجائے یا نہ کیجائے ایمان نہین لائینگے یا مراتبِ کاملہ تقوی و معرفت تک نہین پہنچینگے غرض اِن آیات مین خدائیتعالی نے کہولکر تبلادیا کہ ہدائیتِ قرآنی سے صرف متقی منتفع ہوسکتے ہین جنکی اصل فطرت مین غلبہ کسی ظلمتِ نفسانی کا نہین اور یہہ ہدائت اُن تک ضرور پہنچ رہیگی لیکن جو لوگ متقی نہین ہین تو وہ ہدائیتِ قرآنی سے کچہہ نفع اُٹہاتے ہین اور نہ یہہ ضرور ہے کہ خواہ نخواہ اُن تک ہدائیت پہنچ جائے **خلاصہ جواب** یہہ ہے کہ جس حالت مین دُنیا مین دو طور کے آدمی پائے جاتے ہین بعض متقی اور طالبِ حق جو ہدائیت کو قبول کرلیتے ہین اور بعض مفسد الطبع جنکو نصیحت کرنا نہ کرنا برابر ہوتا ہے اور ابہی ہم یہہ بھی بیان کرچکے ہین کہ قرآنِ شریف اُن تمام لوگون کو جن تک اُسکی ہدائیت دمِ مرگ تک نہین پہنچی یا آیندہ نہ پہنچے قسمِ دوم مین داخل رکہتا ہے تو اِس صورت مین بمقابلہ قرآنِ شریف یہہ دعوی کرنا کہ شاید وہ لوگ جنکو ہدائیتِ قرآنی نہین پہنچی اول قسم مین یعنے ہدائیت پانے والون کے گروہ مین داخل ہونگے احمقانہ دعوی ہے کیونکہ **شاید** کوئی دلیلِ قطعی نہین ہے لیکن قرآنِ شریف کا کسی امر کے بارہ مین خبر دینا دلیلِ قطعی ہے وجہ یہہ کہ وہ دلائلِ کاملہ سے اپنا منجانب اللہ اور مخبرِ صادق ہونا ثابت کرچکا ہے پس جو شخص اُسکی خبر کو دلیل قطعی نہین سمجہتا اُسپر لازم ہے کہ اُسکی حقانیت کے دلائل کو جن مین سے کسی قدر ہم نے بہی اِس کتاب مین لکہے ہین توڑ کر دکہلائے اور جب تک توڑنے سے عاجز اور لاجواب ہے تب تک اُسکے لئے طریقِ انصاف و ایمانداری یہہ ہے کہ اُس امر کو صحیح اور درست سمجہے جسکے صحیح ہونے کی نسبت ایسی کتاب مین خبر موجود ہے جو فی نفسہٖ ثابت الصداقت ہے کیونکہ ایک کتاب ثابت الصداقت کا

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے　　خدا سے کچھہ ڈرو یارو یہہ کیسا کذب و بہتان ہے
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا　　تو پہر کیون اِسقدر دل مین تمہارے شرک پنہان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی امر ممکن الوقوع کی نسبت خبر دینا اُس امر کے وجود واقعی پر شہادت قاطعہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک شہادت قاطعہ اور ثبوت قطعی کو چھوڑ کر بمقابلہ اُسکے بے بُنیاد وہمون کو پیش کرنا اور خیالات بے اصل کو دل مین جگہہ دینا غباوت اور سادہ لوحی کی نشانی ہے۔

اور اگر یہہ کہو کہ جن تک کتاب الہامی نہین پہنچی اُنکی نجات کا کیا حال ہے اِسکا یہہ جواب ہے کہ اگر ایسے لوگ بالکل وحشی اور عقل انسانی سے بے بہرہ ہین تو وہ ہریک باز پُرس سے بری اور مرفوع القلم ہین اور مجانین اور مسلوب الحواسون کا حکم رکہتے ہین لیکن جن مین کسیقدر عقل اور ہوش ہے اُن سے بقدر عقل اُنکی محاسبہ ہوگا۔

اور اگر دل مین یہہ وہم گذرتا ہو کہ خدا نے مختلف طبایع کیون پیدا کئین اور کیون سب کو ایسی قوتین عنایت نہ فرمائین جن سے وہ معرفت کاملہ اور محبت کاملہ کے درجہ تک پہنچ جاتے تو یہہ سوال بھی خدا کے کامون مین ایک فضول دخل ہے جو ہرگز جائز نہین ہریک عقلمند سمجھہ سکتا ہے کہ تمام مخلوقات کو ایک ہی درجہ پر رکہنا اور سب کو اعلیٰ کمالات کی قوتین بخشنا خدا پر حق واجب نہین یہہ تو صرف اُسکا فضل ہے اُسے اختیار ہے جسپر چاہے کرے اور جسپر چاہے نہ کرے مثلاً تمکو خدا نے آدمی بنایا اور گدہے کو آدمی نہ بنایا تمکو عقل دی اور اُسکو نہ دی یا تمہارے لئے علم حاصل ہوا اور اُسکو نہ ہوا یہہ سب مالک کی مرضی کی بات ہے کوئی ایسا حق نہین کہ تمہارا تہا اور اُسکا نہ تہا غرض جس حالت مین خدا کی مخلوقات مین صریح تفاوت مراتب پایا جاتا ہے جسکے تسلیم کرنے سے کسی عاقل کو چارہ نہین تو کیا مالکِ بااختیار کے سامنے ایسی مخلوقات جنکا موجود ہونے مین بھی کوئی حق نہین چہ جائیکہ بڑا بننے مین کوئی حق ہو کچہہ دم مار سکتی ہے خدا تعالیٰ کا بندون کو خلعت وجود بخشنا ایک عطا اور احسان ہے اور ظاہر ہے کہ مُعطی و مُحسن اپنی عطا اور احسان مین کمی بیشی کا اختیار رکہتا ہے اور اگر اُسکو کم دینے کا اختیار نہ ہو تو پہر زیادہ دینے کا بھی اختیار نہ ہو تو اِس صورت مین وہ مالکانہ اختیارات کے نافذ کرنے سے بالکل قاصر رہا اور خود ظاہر ہے کہ اگر مخلوق کا خالق پر خواہ نخواہ کوئی حق قرار دیا جائے تو اِس سے تسلسل لازم آتا ہے کیونکہ

یہہ کیسے پڑ گئے دلپر تمہارے جہل کے پردے خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچہہ خوفِ یزدان ہے
ہمین کچہہ کین نہین بھائیو نصیحت ہے غریبانہ کوئی جو پاک دل ہووے دل و جان اُسپہ قربان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جس درجہ پر خالق کسی مخلوق کو بنائیگا اُسی درجہ پر وہ مخلوق کہہ سکتا ہے کہ میرا حق اِس سے زیادہ ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ غیر متناہی مراتب پر بنا سکتا ہے اور اُسکی لا انتہا قدرت کے آگے صرف آدمی بنانے پر فضیلت پیدائش ختم نہین تو اِس صورت مین سلسلہ سوالاتِ مخلوق کبہی ختم نہ ہوگا اور ہر یک مرتبہ پیدائش پر الی غیر النہایت اُسکو اپنے حق کے مطالبہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہی تسلسل ہے۔

ہان اگر یہہ جستجو ہے کہ اِس تفاوتِ مراتب رکہنے مین حکمت کیا ہے تو سمجہنا چاہئے کہ اِس بارہ مین قرآن شریف نے تین حکمتین بیان فرمائی ہین جو عند العقل نہایت بدیہی اور روشن ہین جن سے کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا اور وہ بہ تفصیل ذیل ہین۔

اوّل - یہہ کہ تا مہماتِ دُنیا یعنے اُمورِ معاشرت باحسن وجہ صورت پذیر ہون جیسا فرمایا ہے **وقالوا لولا نزل هذا القران على رجل من القريتين عظيم ۝ اهم يقسمون رحمت ربك نحن قسمنا بينهم معيشتهم فی الحيوة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضا سخريا ط ورحمت ربك خير مما يجمعون ۝** الجزو نمبر ۲۵ یعنے کفار کہتے ہین کہ یہہ قرآن مکّہ اور طائف کے بڑے بڑے مالدارون اور رئیسون مین سے کسی بہاری رئیس اور دولتمند پر کیون نازل نہ ہوا تا اُسکی رئیسانہ شان کے شایان ہوتا اور نیز اُسکے رعب اور سیاست اور مال خرچ کرنے سے جلد تر دین پہیل جاتا ایک غریب آدمی جسکے پاس دُنیا کی جائداد مین سے کچہہ بہی نہین کیون اِس عہدہ سے ممتاز کیا گیا (پہر آگے بطور جواب فرمایا) **اهم يقسمون رحمت ربك** ط کیا قسامِ ازل کی رحمتون کو تقسیم کرنا اُنکا اختیار ہے یعنے یہہ خداوندِ حکیم مطلق کا فعل ہے کہ بعضون کی استعدادین اور ہمتین پست رکہین اور وہ زخارفِ دُنیا مین پہنسے رہے اور رئیس اور امیر اور دولتمند کہلانے پر پہولتے رہے اور اصل مقصود کو بہول گئے اور بعض کو فضائلِ روحانیت اور کمالاتِ قدسیہ عنائیت فرمائے اور وہ اِس محبوبِ حقیقی کی محبت مین محو ہو کر مقرب بن گئے اور مقبولانِ حضرتِ احدیت ہو گئے (پہر بعد اِسکے اُس حکمت کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو اِس اختلافِ استعدادات اور تباینِ خیالات مین مخفی ہے) **نحن قسمنا بينهم معيشتهم** الخ یعنے ہم نے

اگرچہ یہان تک جو کچھ کلامِ الٰہی کی بےنظیری کے بارے مین بیان کیا گیا ہے وہ اِس زمانہ کے بعض ناقص الفہم اور آزاد مشرب مسلمانون کے لئے بیان ہوا ہے جنکو انگریزی کی فسطائی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اِس لئے بعض کو دولتمند اور بعض کو درویش اور بعض کو لطیف طبع اور بعض کو کثیف طبع اور بعض طبیعتون کو کسی پیشہ کی طرف مائل اور بعض کو کسی پیشہ کی طرف مائل رکھا ہے تا اُنکو یہہ آسانی پیدا ہو جائے کہ بعض کے لئے بعض کاربرار اور خادم ہون اور صرف ایک پر بہار نہ پڑے اور اِس طور پر مہماتِ بنی آدم بآسانی تمام چلتے رہین اور پھر فرمایا کہ اِس سلسلہ مین دُنیا کے مال و متاع کی نسبت خدا کی کتاب کا وجود زیادہ تر نفع رسان ہے - یہہ ایک لطیف اشارہ ہے جو ضرورتِ الہام کی طرف فرمایا تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور بجز ایک دوسرے کی مدد کے کوئی امر اُسکا انجام پذیر نہین ہو سکتا مثلاً ایک روٹی کو دیکھئے جسپر زندگانی کا مدار ہے اُسکے طیار ہونے کے لئے کسقدر تمدّن و تعاون درکار ہے زراعت کے تردّد سے لیکر اُس وقت تک کہ روٹی پک کر کہانے کے لائق ہو جائے بیسیون پیشہ ورون کی اعانت کی ضرورت ہے پس اِس سے ظاہر ہے کہ عام اُمورِ معاشرت مین کسقدر تعاون اور باہمی مدد کی ضرورت ہوگی اِسی ضرورت کے انصرام کے لئے حکیم مطلق نے بنی آدم کو مختلف طبیعتون اور استعدادون پر پیدا کیا تا ہر یک شخص اپنی استعداد اور میلِ طبع کے موافق کسی کام مین بطیبِ خاطر مصروف ہو - کوئی کہیتی کرے کوئی آلاتِ زراعت بناوے کوئی آٹا پیسے کوئی پانی لاوے کوئی روٹی پکاوے کوئی سوت کاتے کوئی کپڑہ بنے کوئی دوکان کہولے کوئی تجارت کا اسباب لاوے کوئی نوکری کرے اور اِس طرح پر ایک دوسرے کے معاون بنجامین اور بعض کو بعض مدد پہنچاتے رہین پس جب ایک دوسرے کی معاونت ضروری ہوئی تو اُنکا ایک دوسرے سے معاملہ پڑنا بھی ضروری ہوگیا اور جب معاملہ اور معاوضہ مین پڑ گئے اور اُسپر غفلت بھی جو استغراقِ اُمورِ دنیا کا خاصّہ ہے عائد حال ہو گئی تو اُنکے لئے ایک ایسے قانونِ عدل کی ضرورت پڑی جو اُنکو ظلم اور تعدّی اور بغض اور فساد اور غفلت من اللہ سے روکتا رہے تا نظامِ عالم مین ابتری واقع نہ ہو کیونکہ معاش و معاد کا تمام مدار انصاف و خداشناسی پر ہے اور التزامِ انصاف و خداترسی ایک قانون پر موقوف ہے جس مین دقایقِ معدلت و حقایقِ معرفتِ الٰہی بدرستی تمام درج ہون اور سہواً یا عمداً کسی نوع کا ظلم یا کسی نوع کی غلطی نہ پائی جاوے اور ایسا قانون اُسی کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے جسکی ذات سہو و خطا و ظلم و تعدّی سے بکلّی پاک ہو اور نیز اپنی ذات مین واجب الانقیاد اور

اور مغشوش تعلیمون نے مغرور اور کور باطن کرکے فُرقان مجید کے بے مثل و مانند ہونے سے جو
کہ اُسکے منجانب اللہ ہونے کے لئے خاصۂ لازمی ہے روگردان اور مُنکر کر دیا ہے اور جنہون نے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ واجب التنظیم بھی ہو کیونکہ گو کوئی قانون عُمدہ ہو مگر قانون کا جاری کرنے والا اگر ایسا نہ ہو جسکو باعتبار مرتبہ اپنے کے سب پر فوقیت اور حکمرانی کا حق ہو یا اگر ایسا نہ ہو جسکا وجود لوگون کی نظر مین ہر یک طرح کے ظُلم و خُبث اور خطا اور غلطی سے پاک ہو تو ایسا قانون اول تو چل ہی نہین سکتا اور اگر کچھ دن چلے بھی تو چندہی روز مین طرح طرح کے مفاسد پیدا ہو جاتے ہین اور بجائے خیر کے شر کا موجب ہو جاتا ہے۔ ان تمام وجوہ سے کتاب الٰہی کی حاجت ہوئی کیونکہ ساری نیک صفتین اور ہر یک طور کی کمالیت و خوبی صرف خدا ہی کی کتاب مین پائی جاتی ہے وبس۔

دوم حکمت تفاوتِ مراتب رکہنے مین یہہ ہے کہ تا نیک اور پاک لوگون کی خوبی ظاہر ہو کیونکہ ہر یک خوبی مقابلہ ہی سے معلوم ہوتی ہے جیسے فرمایا ہے۔ **انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لها لنبلوهم ایّهم احسن عملاً** الجزو نمبر ۱۵ یعنے ہم نے ہر یک چیز کو جو زمین پر ہے زمین کی زینت بنا دیا ہے تا جو لوگ صالح آدمی ہین بمقابلہ بُرے آدمیون کے اُنکی صلاحیت آشکارا ہو جائے اور کثیف کے دیکھنے سے لطیف کی لطافت کُہل جائے کیونکہ ضدّ کی حقیقت ضدّ ہی سے شناخت کیجاتی ہے اور نیکون کا قدر و منزلت بدون ہی سے معلوم ہوتا ہے۔

سوم حکمت تفاوتِ مراتب رکہنے مین انواع اقسام کی قُدرتون کا ظاہر کرنا اور اپنی عظمت کی طرف توجّہ دلانا ہے جیسا فرمایا **ما لکم لا ترجون للہ وقارا و قد خلقکم اطوارا** نمبر ۲۹ یعنے تمکو کیا ہو گیا کہ تم خدا کی عظمت کے قایل نہین ہوتے حالانکہ اُس نے اپنی عظمت ظاہر کرنیکے لئے تمکو مختلف صورتون اور سیرتون پر پیدا کیا یعنے اختلافِ استعدادات و طبایع اسی غرض سے حکیمِ مُطلق نے کیا تا اُسکی عظمت و قدرت شناخت کیجاے جیسا دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے **واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنهم من یمشی علی بطنه و منهم من یمشی علی رجلین و منهم من یمشی علی اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر** نمبر ۱۸ یعنے خدا نے ہر یک جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو بعض جاندار پیٹ پر چلتے ہین اور بعض دو پانوٗن پر بعض چار پانوٗن پر خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے خدا ہر چیز پر قادر ہے یہہ بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نے یہہ مختلف چیزین اِس لئے بنائین کہ تا مختلف قُدرتین اُسکی ظاہر ہون غرض اختلافِ طبایع جو فطرتِ مخلوقات مین واقع ہے اُسمین

مسلمان کہلا کر اور قرآن شریف پر ایمان لا کر اور کلمہ گو بنکر پھر بھی بے ایمانوں کی طرح کلام الٰہی کو ایک ادنیٰ انسان کی کلام سے اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں برابر سمجھا ہے وما قدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حکمت الٰہیہ انہیں اُمورِ ثلاثہ میں منحصر ہے جنکو خدا تعالیٰ نے آیاتِ ممدوحہ میں بیان کردیا فتدبر۔

وسوسہ ششم معرفت کامل کا ذریعہ وہ چیز ہو سکتی ہے جو ہر وقت اور ہر زمانہ میں کُھلے طور پر نظر آتی ہو سو یہہ صحیفہ نیچر کی خاصیت ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور ہمیشہ کُھلا رہتا ہے اور یہی رہبر ہونیکے لائق ہے کیونکہ ایسی چیز کبھی رہنما نہیں ہو سکتی جسکا دروازہ اکثر اوقات بند رہتا ہو اور کسی خاص زمانہ میں کھلتا ہو۔

جواب صحیفۂ فطرت کو بمقابلہ کلام الٰہی کُھلا ہوا خیال کرنا یہی آنکھوں کے بند ہونے کی نشانی ہے جنکی بصیرت اور بصارت میں کچھہ خلل نہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُسی کتاب کو کُھلے ہوئے کہا جاتا ہے جسکی تحریر صاف نظر آتی ہو جسکے پڑھنے میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہتا ہو پر کون ثابت کر سکتا ہے کہ مجرد صحیفۂ قدرت پر نظر کرنے سے کبھی کسی کا اشتباہ دور ہوا ہو ۔ کسکو معلوم ہے کہ اِس نیچری تحریر نے کبھی کسی کو منزلِ مقصود تک پہنچایا ہے ۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے صحیفہ قدرت کے تمام دلالات کو بخوبی سمجھہ لیا ہے ۔ اگر یہہ صحیفہ کھلا ہوا ہوتا تو جو لوگ اُسی پر بھروسہ کرتے تھے وہ کیوں ہزارہا غلطیوں میں ڈوبتے کیوں اُسی ایک صحیفہ کو پڑھکر باہم اسقدر مختلف الرائے ہو جاتے کہ کوئی خدا کے وجود کا کسیقدر قایل اور کوئی سرے سے انکاری ۔ ہم نے بفرضِ محال یہہ بھی تسلیم کیا کہ جس نے اِس صحیفہ کو پڑھ کر خدا کے وجود کو ضروری نہیں سمجھا وہ اِسقدر عمر پالیگا کہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیگا مگر سوال تو یہہ ہے کہ اگر یہہ صحیفہ کھلا ہوا تھا تو اسکو دیکھہ کر ایسی بڑی بڑی غلطیاں کیوں پڑگئیں کیا آپکے نزدیک کھلی ہوئی کتاب اُسی کو کہتے ہیں جسکو پڑھنے والے خدا کے وجود میں ہی اختلاف کریں اور بسم اللہ ہی غلط ہو گیا یہہ سچ نہیں ہے کہ اسی صحیفۂ فطرت کو پڑھ کر ہزارہا حکیم اور فلاسفر دہری اور طبعی ہو کر مرے یا بُتوں کے آگے ہاتھہ جوڑتے رہے اور وہی شخص اُن میں سے راہ راست پر آیا جو الہام الٰہی پر ایمان لایا کیا اسمیں کچھہ جھوٹ بھی ہے کہ فقط اِس صحیفہ کے پڑھنے والے بڑے بڑے فیلسوف کہلا کر پھر خداکے وجود خالق و مدبر بالارادہ اور عالم بالجزئیات ہونے سے مُنکر رہے اور انکار ہی کی حالت میں مرگئے کیا خدا نے تمکو اِسقدر بھی سمجھہ نہیں دی کہ جس خط کے مضمون کو مثلاً زید کچھہ سمجھے اور بکر کچھہ خیال کرے اور خالد اُن دونوں کے برخلاف کچھہ اور تصور کر بیٹھے تو اُس خط کی تحریر کُھلی ہوئی اور صاف نہیں کہلاتی بلکہ مشکوک اور مشتبہ اور مبہم کہلاتی ہے یہہ کوئی ایسی دقیق بات نہیں جسکے سمجھنے کے لئے باریک عقل درکار ہو بلکہ نہایت بدیہی صداقت ہے مگر انکا کیا

واللّٰہ حق قدرہٖ کا مصداق ہوکر خدا کی اُن عظیم الشان قدرتوں اور باریک حکمتوں کو بُھلا دیا ہے جن کے دیکھنے کے لئے ہر یک صادر من اللّٰہ آئینہ خدا نما ہونا چاہیئے لیکن یہہ سچائیاں ایسی روشن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ علاج جو سراسر تحکّم کی راہ سے ظلمت کو نور اور نور کو ظلمت قرار دیں اور دن کو رات اور رات کو دن ٹھہرا دیں ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ مطالبِ دلی کو پورا پورا بیان کرنے کے لئے یہی سیدھا راستہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ بذریعۂ قولِ واضح کے اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا جائے کیونکہ دلی ارادوں کو ظاہر کرنے کے لئے صرف قوتِ نطقیہ آلہ ہے اسی آلہ کے ذریعہ سے ایک انسان دوسرے انسان کے ما فی القلب سے مُطّلع ہوتا ہے اور ہر یک امر جو اس آلہ کے ذریعہ سے سمجھایا نہ جائے وہ تفہیم کامل کے درجہ سے تنزّل رہتا ہے ہزارہا امور ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن میں فطرتی دلالت سے مطلب نکالنا چاہیں تو یہہ امر ہمارے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے اور اگر فکر بھی کریں تو غلطی میں پڑ جاتے ہیں مثلاً ظاہر ہے کہ خدا نے آنکھہ دیکھنے کے لئے بنائی ہے اور کان سُننے کے لئے پیدا کئے ہیں زبان بولنے کے لئے عطا کی ہے اسقدر تو ہم نے اِن اعضا کی فطرت پر نظر کر کے اور اُنکے خواص کو سوچ کر معلوم کر لیا لیکن اگر ہم اسی فطرتی دلالت پر کفایت کریں اور تصریحاتِ کلامِ الٰہی کی طرف متوجہ نہ ہوں تو بموجبِ دلالتِ فطرتی ہمارا یہہ اُصول ہونا چاہیئے کہ ہم جس چیز کو چاہیں بلا تفریقِ مواضع حلّت و حرمت دیکھہ لیا کریں اور جو چاہیں سُن لیں اور جو بات دل میں آوے بول اُٹھیں کیونکہ قانونِ فطرت ہمکو اسقدر سمجھاتا ہے کہ آنکھہ دیکھنے کے لئے کان سُننے کے لئے زبان بولنے کے لئے مخلوق ہے اور ہمکو صریح اس دہوکے میں ڈالتا ہے کہ گویا ہم قوتِ ابصارت اور قوتِ سمع اور قوتِ نطق کے استعمال کرنے میں بکلّی آزاد اور مطلق العنان ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ اگر خدا کا کلام قانونِ قدرت کے اجمال کی تصریح نہ کرے اور اُسکے ابہام کو اپنے بیانِ واضح اور کُھلی ہوئی تقریر سے دور نہ فرما وے تو کسقدر خطرات ہیں جو محض قانونِ فطرت کا تابعدار ہوکر اُن میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے یہہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کُھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہمکو ہمارے ہر یک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معیّنہ مشخصہ پر قائم کیا اور ادب انسانیت اور پاک روشی کا طریقہ سکھلایا وہی ہے جس نے آنکھہ اور کان اور زبان وغیرہ اعضا کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا قُل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکٰی لھم سپارہ ۱۸ یعنے مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر یک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہہ طریقہ اُنکی اندرونی پاکی کا موجب ہوگا یعنے اُنکے دل طرح طرح کے جذباتِ نفسانیہ سے محفوظ رہینگے کیونکہ

اور صاف ہین کہ گو کوئی شخص اسلام کی جماعت مین داخل نہ ہو وہ بھی بطورِ مفہومِ کلّی سمجھہ سکتا ہے کہ جس کلام کو خدا کا کلام کہا جائے اُسکا بے مثل و مانند ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ ہریک

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قُویٰ بہیمیہ کو فتنہ مین ڈالنے والے یہی اعضا ہین اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرمون سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی ہے اور کیسے کہولکر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھون اور کانون اور ستر گاہون کو ضبط مین رکہین اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہین اسی طرح زبان کو صدق و صواب پر قایم رکہنے کے لئے تاکید فرمائی اور کہا **قولو قولاً سدیداً** نمبر ۲۲ یعنے وہ بات موہنہ پر لاؤ جو بالکل راست اور نہایت معقولیت مین ہو اور لغو اور فضول اور جہوٹ کا اُسمین سرمو دخل نہ ہو۔ اور پہر جمیع اعضا کی وضع استقامت پر چلانے کے لئے ایک ایسا کلمۂ جامعہ اور پُر تہدید بطورِ تنبیہہ و انذار فرمایا جو غافلون کو متنبہ کرنیکے لئے کافی ہے اور کہا **ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسئولا** نمبر ۱۵ یعنے کان اور آنکہہ اور دل اور ایسا ہی تمام اعضا اور قوتین جو انسان مین موجود ہین اُن سب کے غیر محل استعمال کرنے سے بازپُرس ہوگی اور ہریک کی بیشی اور افراط اور تفریط کے بارہ مین سوال کیا جائیگا اب دیکہو اعضا اور تمام قُوّتون کو مجریٰ خیر اور صلاحیت پر چلانے کے لئے کسقدر تصریحات و تاکیدات خدا کے کلام مین موجود ہین اور کیسے ہریک عضو کو مرکزِ اعتدال اور خطِ استوا پر قایم رکہنے کے لئے بکمال وضاحت بیان فرمایا گیا ہے جسمین کسی نوع کا ابہام و اجمال باقی نہین رہا کیا یہہ تصریح و تفصیل صحیفۂ قُدرت کے کسی صفحہ کو پڑہ کر معلوم ہو سکتی ہے ہرگز نہین سو اب تم آپ ہی سوچو کہ کُھلا ہوا اور واضح صحیفہ یہہ ہے یا وہ اور فطرتی والاتون کے مصالح اور حدود کو اُسنے بیان کیا یا اِس نے اے حضرات!! اگر اشارات سے کام نکلتا تو پہر انسان کو زبان کیون دیجاتی۔ جسنے تمکو زبان دی کیا وہ آپ نُطق پر قادر نہین جسنے تمکو بولنا سکہایا کیا وہ آپ بول نہین سکتا جسنے اپنے فعل مین یہہ قُدرت دکہلائی کہ تمام عالم بغیر مدد کسی مادۂ ہیولیٰ کے اور بغیر احتیاج معمارون اور مزدورون و نجارون کے بمجرد ارادہ سب کچھہ بنا ڈالا کیا اُسکی نسبت یہہ کہنا جائز ہے کہ وہ بات کرنے پر قادر نہین یا قادر تو ہے مگر بباعث بخل کے اپنے کلام کے فیضان سے محروم رکہا۔ کیا یہہ درست ہے کہ قادرِ مُطلق کی نسبت ایسا خیال کیا جاے کہ وہ اپنی طاقتون مین حیوانات سے بھی فروتر ہے۔ کیونکہ ایک ادنیٰ جانور بذریعہ اپنی آواز کے دوسرے جانور کو یقینی طور پر اپنے وجود کی خبر دے سکتا ہے ایک مکہی بھی اپنی طنین سے دوسری مکہیون کو اپنے آنے سے آگاہ کر سکتی ہے پر نعوذ باللہ بقول تمہارے اُس قادرِ مطلق مین ایک مکہی جتنی بھی قُدرت نہین پہر جب اُسکی نسبت تمہارا صاف بیان ہے کہ اُسکا موہنہ کبھی نہین کُہلا اور کبھی اُسکو

عاقل خدا کے قانونِ قدرت پر نظر ڈالکر اور ہریک چیز کو جو اُسکی طرف سے ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ سے ادنیٰ ہو اُسکو ہزارہا دقائقِ حکمت سے پُر دیکھہ کر اور انسانی طاقتون کے مقابلہ سے برتر اور بلند

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بولنے کی طاقت نہین ہوئی تو تمکو تو یہہ کہنا چاہیئے کہ وہ ادہورا اور ناقص ہے جسکی اَور صفتین تو معلوم ہوگئین پر صفتِ گویائی کا کبھی پتہ نہ ملا اُسکی نسبت تم کس مونہہ سے کہہ سکتے ہو کہ اُسنے کوئی کُہلا ہوا صحیفہ جسمین اُس نے بخوبی اپنا مافی الضّمیر ظاہر کر دیا ہو تمکو عطا کیا ہے بلکہ تمہاری رائے کا تو خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے رہنمائی مین کچھ نہین ہو سکا تمہین نے اپنی قابلیت اور لیاقت سے شناخت کر لیا۔ ماسوا اِسکے اِلہامی تعلیم اِن معنون کر کے کُہلی ہوئی ہے کہ اُسکا اثر عام طور پر تمام لوگون کے دلون پر پڑتا ہے اور ہریک طور کی طبیعت اُس سے مستفیض ہوتی ہے اور مختلف اقسام کی فطرتین اُس سے نفع اُٹہاتی ہین اور ہر رنگ کے طالب کو اُس سے مدد پہنچتی ہے یہی وجہ ہے کہ بذریعہ کلامِ الٰہی بہت لوگ ہدایت یاب ہوئے ہین اور ہوتے ہین اور بذریعہ مجرّد عقلی دلائل کے بہت ہی کم بلکہ کالعدم۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ ایسا ہی ہو کیونکہ یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص بحیثیتِ مخبرِ صادق لوگون کی نظر مین ثابت ہو کر واقعاتِ معاد مین اپنا تجربہ اور امتحان اور ملاحظہ اور معائینہ بیان کرتا ہے اور ساتھہ ہی دلائلِ عقلیہ بھی سمجہاتا ہے وہ حقیقت مین ایک دوہرا زور اپنے پاس رکہتا ہے کیونکہ ایک تو اُسکی نسبت یہہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ واقعہ نفس الامر کا معائینہ کرنیوالا اور سچائی کو بچشمِ خود دیکھنے والا ہے اور دوسرے وہ بطور معقول بھی سچائی کی روشنی کو دلائلِ واضحہ سے ظاہر کرتا ہے پس اِن دونون ثبوتون کے اشتمال سے ایک زبردست کشش اُسکے وعظ اور نصیحت مین ہوجاتی ہے کہ جو بڑے بڑے سنگین دلون کو کہینچ لاتی ہے اور ہر نوع کے نفس پر کارگر بھی پڑتی ہے کیونکہ اُسکی بات مین مختلف طور کی تفہیم کی قدرت ہوتی ہے جسکے سمجھنے کے لئے ایک خاص لیاقت کے لوگ شرط نہین ہین بلکہ ہریک ادنیٰ و اعلیٰ و زیرک و غبی بجز ایسے شخص کے کہ جو بکلّی مسلوب العقل ہو اُسکی تقریرون کو سمجھہ سکتے ہین اور وہ فوراً ہریک قسم کے آدمی کی اُسی طور پر تسلی کر سکتا ہے کہ جس طور پر اُس آدمی کی طبیعت واقعہ ہے یا جس درجہ پر اُسکی استعداد پڑی ہوئی ہے اِسلئے کلام اُسکی خدا کی طرف خیالات کو کہینچنے مین اور دُنیا کی محبت چھوڑانے مین اور احوال الآخرت نقش دل کرنے مین بڑی وسیع قدرت رکہتی ہے اور اُن تنگ اور تاریک تصورون مین محدود نہین ہوتی جنہین مجرّد عقل پرستون کی باتین محدود ہوتی ہین اِسی جہت سے اُسکا اثر عام اور اُسکا فائدہ تام ہوتا ہے اور ہریک ظرف اپنی اپنی وسعت کے مطابق اُس سے پُر ہو جاتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدّس مین اشارہ

پاکر اپنے تئین اس اقرار کے کرنے کے لئے مجبور پاتا ہے کہ کوئی چیز جو صادر من اللہ ہے ایسی نہین ہے جسکی مثل بنانے پر انسان قادر ہو اور نہ کسی عاقل کی عقل یہہ تجویز کرسکتی ہے کہ خدا کی ذات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا سیپارہ ۱۳ خدا نے آسمان سے پانی (اپنا کلام) اُتارا سو اُس پانی سے ہر یک وادی اپنی قدر کے موافق بہ نکلا۔ یعنے ہر یک کو اُسمین سے اپنی طبیعت اور خیال اور لیاقت کے موافق حصہ ملا طبائع عالیہ اسرارِ حکمیہ سے متمتع ہوئین اور جو اُن سے بھی اعلیٰ تھے اُنہون نے ایک عجیب روشنی پائی کہ جو حدِ تحریر و تقریر سے خارج ہے اور جو کم درجہ پر تھے اُنہون نے مخبرِ صادق کی عظمت اور کمالیتِ ذاتی کو دیکھہ کر دلی اعتقاد سے اُسکی خبرون پر یقین کرلیا اور اِس طرح پر وہ بھی یقین کی کشتی مین بیٹھہ کر ساحلِ نجات تک جا پہنچے اور صرف وہی لوگ باہر رہ گئے جنکو خدا سے کچھہ غرض نہ تھی اور فقط دُنیا کے ہی کیڑے تھے۔ اور نیز قوتِ اثر پر نظر کرنیسے بھی طریقِ متابعت الہام کا نہایت کُھلا ہوا اور وسیع معلوم ہوتا ہے کیونکہ جاننے والے اِس بات کو خوب جانتے ہین کہ تقریر مین اُسقدر برکت اور جوش اور قوّت اور عظمت اور دلکشی پیدا ہوتی ہے کہ جسقدر متکلم کا قدم مدارجِ یقین اور اخلاص اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پُہنچا ہوا ہوتا ہے سو یہہ کمالیت بھی اُسی شخص کی تقریر مین متحقق ہوسکتی ہے کہ جسکو دوسرے طور پر معرفتِ الٰہی حاصل ہو اور یہہ خود ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ پُرجوش تقریر کہ جسپر ترتیبِ اثر موقوف ہے تب ہی انسان کے موہنہ سے نکلتی ہے کہ جب دل اُسکا یقین کے جوش سے پُر ہو اور وہی باتین دلون پر بیٹھتی ہین جو کامل الیقین دلون سے جوش مار کر نکلتی ہین پس اِس جگہہ بھی یہی ثابت ہوا کہ باعتبارِ شدّتِ اثر بھی الہامی تربیت ہی مفتّح الابواب ہے غرض باعتبارِ عمومیّتِ تاثیر اور باعتبارِ شدّتِ تاثیر فقط صحیفۂ وحی کا کُھلا ہوا ہونا بپایۂ ثبوت پُہنچتا ہے وبس اور یہہ مسئلہ بدیہات سے کچھہ کم نہین ہے کہ خدا کے بندون کو زیادہ تر نفع پُہنچانیوالا وہی شخص ہوتا ہے کہ جو الہام اور عقل کا جامع ہو اور اُسمین یہہ لیاقت ہوتی ہے کہ ہر یک طرح کی طبیعت اور ہر قسم کی فطرت اُس سے مستفیض ہوسکے مگر جو شخص صرف براہین منطقیہ کے زور سے راہ راست کی طرف کھینچا جاتا ہے اگر اُسکی مغززنی پر کچھہ ترتیبِ اثر بھی ہو تو صرف اُنہین خاص طبیعتون پر ہوگا کہ جو بوجہ تعلیم یافتہ ولایق وفائق ہونے کے اُسکی عمیق و دقیق باتون کو سمجھتے ہین دوسرے تو ایسا دل و دماغ ہی نہین رکھتے کہ جو اُسکی فلاسفری تقریر کو سمجھہ سکین ناچار اُسکے علم کا فیضان فقط اُنہین قدر قلیل لوگون مین محدود رہتا ہے کہ جو اُسکی منطق سے واقف ہین اور اُنہین کو اُسکا فائدہ پُہنچتا ہے کہ جو

یا صفات یا افعال مین مخلوق کا شریک ہونا جائز ہے بلکہ صاحب عقل اور بصیرت کے لئے علاوہ
دلائل متذکرہ بالا کے کئی ایک اور وجوہ بھی ہین جن سے خدا کے کلام کا عدیم المثال ہونا اور بھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اسکی طرح معقولی حجتون مین دخل رکھتے ہین اس امر کا ثبوت اس حالت مین بوضاحت تمام ہوسکتا ہے کہ جب مجرد عقل اور
الہام حقیقی کی کارروائیون کو پہلو بہ پہلو رکھ کر وزن کیا جاوے چنانچہ جنکو گذشتہ حکماء کے حالات سے اطلاع ہے وہ بخوبی
جانتے ہین کہ کیسے وہ لوگ اپنی تعلیم کی اشاعت عامہ سے ناکام رہے اور کیونکر انکے منقبض اور ناتمام بیان نے عام دلون
پر موثر ہونے سے اپنی محرومی دکھلائی اور پھر بمقابلہ اس حالت متنزلہ انکی کے قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی تاثیرون کو
بھی دیکھئے کہ کس قوت سے اس نے وحدانیت الٰہی کو اپنے سچے متبعین کے دلون مین بھرا ہے اور کس عجیب طور سے اسکی
عالیشان تعلیمون نے صدہا سالہ تک عادات راسخہ اور ملکات ردیہ کا قلع وقمع کرکے اور ایسی رسوم قدیمہ کو کہ جو طبیعت
ثانی کی طرح ہوگئین تھین دلون کے رگ وریشہ سے اٹھاکر وحدانیت الٰہی کا شربت عذب کروڑہا لوگون کو پلا دیا ہے۔
وہی ہے جس نے اپنا کار نمایان اور نہایت عمدہ اور دیرپا نتائج دکھلا کر اپنی بے نظیر تاثیر کی دو بدو شہادت سے بڑے
بڑے معاندون سے اپنی لاثانی فضیلتون کا اقرار کرایا یہان تک کہ سخت بے ایمانون اور سرکشون کے دلون پر بھی اسکا اسقدر
اثر پڑا کہ جسکو انہون نے قرآن شریف کی عظمت شان کا ایک ثبوت سمجھا اور بے ایمانی پر اصرار کرتے کرتے آخر اسقدر انہین
بھی کہنا پڑا کہ ان هذا الا سحر مبین جزو نمبر ۲۶ ہان وہی ہے جسکی زبردست کششون نے ہزارہا درجہ عادت سے بڑھکر
ایسا خدا کی طرف خیال دلایا کہ لاکھون خدا کے بندون نے خدا کی وحدانیت پر اپنے خون سے مہرین لگا دین ایسا ہی ہمیشہ
سے بانی کار اور ہادی اس کام کا الہام ہی چلا آیا ہے جس سے انسانی عقل نے نشو ونما پایا ورنہ بڑے بڑے حکیمون اور
عقلمندون کے لئے بھی یہہ بات سخت محال رہی ہے کہ انکو امور ماوراء المحسوسات کی ہر جزئی کے دریافت کرنے مین ایسا
موقعہ ہمیشہ ملجائے کہ یہہ بات معلوم کرسکین کہ کس کس وضع اور خصوصیت سے وہ جزئیات موجود ہین اور جنکو طاقت بشری
تک عقل حاصل ہی نہین یا جہد اور کوشش کرنے کے سامان میسر نہین آئے وہ تو انکی نسبت بھی زیادہ لاعلم اور بے خبر
ہین۔ پس اس بارہ مین جو جو سہولتین خدا کے سچے اور کامل الہام نے کہ جو قرآن شریف ہے عقل کو عطا کی ہین اور جن جن
سرگردانیون سے فکر اور نظر کو بچایا ہے وہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکا ہر یک عاقل کو شکر کرنا لازم ہے سو کیا اس اعتبار
سے کہ ابتدا امر خداشناسی کی الہام ہی کے ذریعہ سے ہوئی ہے اور کیا اس وجہ سے کہ معرفت الٰہی کا ہمیشہ از سر نو زندہ ہونا

زیادہ اُسپر واضح ہوتا ہے اور مثل اجلٰی بدیہات کے نظر آتا ہے جیسے منجملہ اُنکے ایک وہ وجہ جو اُن نتایجِ متفاوتہ سے ماخوذ ہوتی ہے جنکا مختلف طور پر بحالتِ عمل صادر ہونا ضروری ہے تفصیل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الہام ہی کے ہاتھ سے ہوتا آیا ہے اور کیا اس خیال سے کہ مشکلاتِ راہ سے رہائی پانا الہام ہی کی امداد پر منحصر ہے ہر عاقل کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ راہ جو نہایت صاف اور سیدہی اور ہمیشہ سے کہلی ہوئی اور مقصود تک پہنچاتی ہوئی چلی آئی ہے وہ وحی ربّانی ہے اور یہہ سمجہنا کہ وہ کہلا ہوا صحیفہ نہین محض لاطایل اور سراسر حُمق ہے علاوہ برآن ہم پہلے اس سے برہمو سماج والون کی خداشناسی کے بارہ مین بہ تفصیل لکہہ چکے ہین کہ ایمان اُنکا جو صرف دلایلِ عقلیہ پر مبنی ہے ہونا چاہئے کے مرتبہ تک محدود ہے اور مرتبہ کاملہ ہے کا اُنہین نصیب نہین سو اس تحقیقات سے بہی یہی ثابت ہے کہ کہلا ہوا اور واضح راستہ معرفتِ الٰہی کا صرف بذریعہ کلامِ الٰہی ملتا ہے اَور کوئی ذریعہ اُسکے وصول وحصول کا نہین۔ ایک بچہ نوزاد کو تعلیم سے محروم رکہہ کر صرف صحیفہ فطرت پر چہوڑ دو پہر دیکہو کہ وہ اس صحیفہ کے ذریعہ سے جسکو برہمو سماج والے کہلا ہوا خیال کر رہے ہین کون سی معرفت حاصل کر لیتا ہے اور کس درجہ خداشناسی پر پہنچ جاتا ہے بہت سے تجارب سے یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی سماعی طور پر جسکا اصل الہام ہے خدا کے وجود سے اطلاع نہ پاوے تو پہر اُسکو کچہہ پتہ نہین لگتا کہ اس عالم کا کوئی صانع ہے یا نہین اور اگر کچہہ صانع کی تلاش مین توجہ بھی کرے تو صرف بعض مخلوقات جیسے پانی آگ چاند سورج وغیرہ کو اپنی نظر مین خالق وقابلِ پرستش قرار دے لیتا ہے جیسا یہہ امر جنگلی آدمیون پر نظر کرنے سے ہمیشہ بہ پایہ تصدیق پہنچتا رہا ہے پس یہہ الہام ہی کا فیض ہے جسکی برکتوں سے انسان نے اُس خدائے بے مثل ومانند کو اسی طرح پر شناخت کر لیا جیسا اُسکی ذاتِ کامل وبے عیب کے لائق ہے اور جو لوگ الہام سے بے خبر ہو گئے اور کوئی کتابِ الہامی اُن مین موجود نہ رہی اور نہ کوئی ذریعہ الہام پر اطلاع پانے کا اُنکو میسّر آیا تا وجود ہو سکے کہ آنکہین بھی رکہتے تہے اور دل بھی مگر کچہہ بھی معرفتِ الٰہی اُنکو نصیب نہ ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ انسانیت سے بہی باہر ہو گئے اور قریب قریب حیواناتِ لایعقل کے پہنچ گئے اور صحیفہ فطرت نے کچہہ بھی اُنکو فائدہ نہ پہنچایا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر وہ صحیفہ کہلا ہوا ہوتا تو اُس سے جنگلی لوگ فائدہ اُٹھا کر معرفت اور خداشناسی مین اُن لوگون کے برابر ہو جاتے جنہوں نے بذریعہ الہام الٰہی خداشناسی مین ترقی کی پس صحیفہ فطرت کے بند ہونے مین اس سے زیادہ تر اَور کیا ثبوت ہوگا کہ جس کسی کا کام صرف اُسی صحیفہ سے پڑا اور الہام الٰہی کا اُس نے کبھی نام نہ سنا وہ خدا کی شناخت

اسکی یہہ ہے کہ ہریک عاقل کی نظر مین یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ جب چند متکلمین انشاپرداز اپنی اپنی علمی طاقت کے زور سے ایک ایسا مضمون لکھنا چاہین کہ جو فضول اور کذب اور حشو اور لغو اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے بالکل محروم بلکہ انسانیت کے آداب سے بھی دور اور مہجور رہا۔

اور اگر صحیفہ فطرت کے کھلے ہوئے ہونے سے یہہ مطلب ہے کہ وہ جسمانی طور پر نظر آتا ہے تو یہہ بے سود خیال ہے جسکو بحث ہذا سے کچھہ تعلق نہین کیونکہ جس حالت مین کوئی شخص صرف اُس صحیفہ فطرت پر نظر کر کے کوئی فائدہ علم دین کا اُٹھا نہین سکتا اور جب تک الہام رہبری نہ کرے خدا کو پا نہین سکتا تو پھر ہمین اِس سے کیا کہ کوئی چیز ہر وقت نظر آرہی ہے یا نہین۔

اور یہہ گمان کہ الہام الٰہی کا دروازہ کسی زمانہ مین بند رہا تھا اِس سے بھی اگر کچھہ ثابت ہو تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ برہمو سماج والون کو سلسلۂ دُنیا کی تاریخ سے کچھہ بھی خبر نہین اور نرے اُس اندہے کی طرح ہین کہ جو راستہ چھوڑ کر کسی گڑہے مین گر پڑے اور پھر شور مچاوے کہ ہے ہے کس ظالم نے راستہ مین گڑہا کہود رکہا ہے اور یا ایسے متعصبانہ خیالات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ برہمو لوگ دانستہ حق پر پردہ ڈالتے ہین اور جان بوجھہ کر ایک امرِ مشہود و موجود سے انکاری ہین ورنہ کیونکر باور کیا جائے کہ وہ ایک چھوٹے بچہ کی طرح ایسے ناواقف ہین کہ ابتک اُنہین اِس بدیہی صداقت کی بھی کچھہ خبر نہین کہ ہمیشہ توحیدِ الٰہی صرف الہام ہی کے ذریعہ سے پھیلتی رہی ہے اور معرفت الٰہی کے طالبون کے لئے قدیم سے یہی دروازہ کُھلا رہا ہے اے حضرات!! کچھہ خدا کا خوف کرین اتنا خلاف گوئی مین بڑہتے نہ جائین اگر آپکی بصیرت مین کچھہ خلل ہے تو کیا بصارت بھی جاتی رہی ہے کیا آپکو نظر نہین آتا کہ کروڑہا کروڑ موحّد یعنے اہل اسلام جنکے دل توحید کے چشمۂ صافی سے لبریز ہو رہے ہین اور جنکی وحدانیت خالص کے مقابلہ پر آپ لوگون کے عقائد مین کئی طرح سے شرک کی آلودگی اور صدہا طرح کا فتور و قصور پایا جاتا ہے وہ وہی لوگ ہین جنہون نے کلام الٰہی سے فیض پایا وہی چشمہ خدا کے کلام کا جوش مار کر دور دور تک جا نکلا اُسی نے ہندوستان کے خشک شدہ باغ کو بھی ثُلث کے قریب سرسبز کر دیا اور جو باقی رہ گئے اُن مین سے بھی کئی دلون پر اُس پاک چشمہ کا اثر جا پڑا اور کچھہ نہ کچھہ اُنکو بھی توحید کی طرف کہینچ لایا قرآن کے پہنچنے سے پہلے جس حالت تک ہندؤن کی گمراہی پہنچ گئی تہی وہ حالت اُن پرانون اور پشتکون کو پڑہ کر معلوم کرنی چاہئے کہ جو قرآن کے آنے سے کچھہ تہوڑے دن پہلے تصنیف ہو چکے تہے جنکی مشرکانہ تعلیمون نے تمام ہندوستان کو ایک دائرہ کی طرح

ہزل اور ہر یک مہمل بیانی اور ژولیدہ زبانی اور دوسرے تمام اُمور مُخلِ حکمت و بلاغت اور آفاتِ منافیٔ کمالیت و جامعیت سے بکلّی منزّہ اور پاک ہو اور سراسر حق اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گہیر لیا تھا تا تمہیں معلوم ہو کہ اُس زمانہ میں تمہارے بزرگ رشیوں کے کیسے خیالات تھے اور تمہارے مرتاض منی اور رکہی کن کن توہّماتِ باطلہ میں ڈوب گئے تہے اور کیونکر بیجان مورتوں کے آگے ہاتہہ جوڑتے اور آباہن کے منتر پڑہتے تھے باوصف اِسکے کہ اُس زمانہ میں بہت سا حصّہ اُنکو علومِ عقلیہ میں سے حاصل ہو چکا تھا اور وید کے زمانہ کی نسبت فکر اور نظر کی مشق میں بہت کچہہ ترقی کر گئے تہے بلکہ منطق اور فلسفہ میں یونانیوں سے کچہہ کم نہ تہے مگر عقاید ایسے خراب اور ناپاک تہے کہ جو ظاہراً اور باطناً بتمامہا شرک کی غلاظتوں سے آلودہ تہے اور جنکو کوئی حقّانی صداقت چہو بھی نہیں گئی تہی اور سر سے پاؤں تک جہوٹے اور بے بُنیاد اور نکمّے اور باطل تہے جنکی تحریک سے تمام جہان کو آپکے عقلمند بزرگوں نے اپنا معبود ٹھہرا رکہا تھا اگر ایک درختِ تازہ و سرسبز و خوشنما نظر آیا اُسکو اپنا معبود ٹھہرایا اگر کوئی آگ کا شعلہ زمین سے نکلتا پایا اُسی کی پوجا شروع کر دی اور جس چیز کو اپنی صورت یا خاصیت میں عجیب دیکہا یا ہولناک معلوم کیا وہی اپنا پرمیشر بنالیا نہ پانی چہوڑا نہ ہوا نہ آگ نہ پتہر نہ چاند نہ سورج نہ پرند نہ چرند یہانتک کہ سانپوں کی بھی پوجا کی بلکہ ویدوں میں تو ابہی مخلوق پرستی کی تعلیم کچہہ تہوڑی سی تہی اور مورت پوجا کا تو ہنوز کچہہ ذکر ہی نہ تہا مگر جو صاحب پیچہے سے بڑے بڑے منطقی بنکر اُن پر حاشیے چڑہاتے گئے انہوں نے صدہا مصنوعی پرمیشر بنانے یا آپ ہی پرمیشر بن جانے میں وہ کمال دکہلایا جس سے اُنکی نظروں اور فکروں کا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ طرح طرح کے اوہام سوداویہ میں پڑکر ذاتِ مدبّرِ عالم کے حقیقی وجود اور اُسکی تمام صفاتِ کاملہ سے منکر ہو گئے اور جو کچہہ اُنکے اپنشدوں اور پرانوں اور شاستروں نے ہندوؤں کے دلوں پر تاثیریں کیں اور جن جن توہّمات میں اُنکو ڈال دیا اور جن راہوں پر اُنکو قایم کر دیا اور جن چیزوں کی پرستش کی طرف اُنہیں جہکا دیا وہ ایسا امر نہیں ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ ہو یا کسی کے چہپانے سے چہپ سکے یا کسی کے انکار سے مشتبہ ہو جائے علیٰ ہٰذا القیاس یونانیوں کا بہی یہی حال تھا اُنہوں نے بھی کوتے کی طرح زیرک کہلا کر ہر شرک کی نجاست کہائی اور مجرّد عقل نے کسی زمانہ میں کوئی ایسی جماعت طیّار نہ کی جو توحیدِ خالص پر قایم ہوتی اور ہمنے بخوبی تحقیق کیا ہے کہ برہمو سماج والوں کی توحید کی طرف مایل ہونے کی بھی یہی اصل ہے کہ جو اُنکے بعض بزرگوں میں سے وہ شخص جو بانی مبانی اِس مذہب کا تھا اُس نے قرآنِ شریف ہی سے کسی قدر توحید کا حصّہ حاصل کیا تہا مگر اپنی بدنصیبی سے پوری توحید حاصل نہ کر سکا پہر وہی تخمِ توحید جو خدا کی کلام سے لیا گیا تھا برہمو سماج والوں میں پہیلتا گیا اگر کسی صاحب کو

اور حقائق اور معارف سے بہرا ہوا ہو تو ایسے مضمون کے لکہنے مین وُہی شخص سب سے اوّل درجہ پر رہیگا کہ جو علمی طاقتون اور وسعتِ معلومات اور عام واقفیّت اور ملکہ علومِ دقیقہ مین سب سے اعلیٰ اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ حضراتِ برہمو مین سے ہماری اِس تحقیق مین کچہہ کلام ہو تو لازم ہے کہ وہ ہمارے اِس سوال کا مدلّل طور پر جواب دین کہ اُنکو مسئلہ توحید کا کیونکر حاصل ہوا آیا بطور سماع پہنچا یا اُنکے کسی بانی نے صِرف اپنی عقل سے ایجاد کیا اگر بطور سماع پہنچا تو کہو لکر بیان کرنا چاہیئے کہ بجُز قرآن شریف اَور کونسی کتاب تہی جس نے خدا کا واحد لاشریک ہونا اور عیال و اطفال سے پاک ہونا اور حلول اور تجسّم سے منزہ رہنا اور اپنی ذات اور جمیع صفات مین کامل اور یگانہ ہونا اُس زمانہ مین خطۂ ہندوستان مین مشہور کر رکہا تہا جس سے یہہ مسئلۂ توحید اُنکو حاصل ہوا اُس کتاب کا نام تبلانا چاہیئے اور اگر یہہ دعویٰ ہے کہ اُس بانی کو توحید کی خبر بطور سماع نہین پہنچی بلکہ اُسنے صرف اپنی ہی عقل کے زور سے اِس مسئلہ کو پیدا کیا تو اِس صورت مین یہہ ثابت کرکے دکہلانا چاہتے کہ بانی مذکور کے وقت مین یعنے جس زمانہ مین برہمو مذہب کا بانی مبانی ایک مذہب جاری کرنے لگا اُسوقت ہندوستان مین بذریعۂ قرآنِ شریف ابہی توحید نہین پہیلی تہی کیونکہ اگر پہیل چکی تہی تو پہر توحید کا دریافت کرنا ایک ایجاد خیال نہین کیا جائیگا بلکہ یقینی طور پر یہی سمجہا جائیگا کہ اُس برہمو مذہب کے بانی نے قرآنِ شریف سے ہی مسئلۂ توحید کو حاصل کیا تہا بہرحال جب تک آپ لوگ دلائلِ قویہ سے میری اِس رائے کو ردّ نہ کرین تب تک یہی ثابت ہے کہ آپ لوگون نے قرآنِ شریف سے ہی مسئلۂ وحدانیّتِ الٰہی معلوم کیا مگر نمک حرام آدمی کی طرح کافرِ نعمت رہے اور اپنے محسن اور مربّی کا شکر بجا نہ لائے بلکہ اُن لوگون کی طرح جنکی طینت مین خبث اور فساد ہوتا ہے بجائے شکر بجا لانیکے بدگوئی اختیار کی۔ ماسوائے اِسکے **تمام تواریخ دان** بخوبی جانتے ہین کہ ازمنۂ سابقہ مین بہی جب کسی نے خدا کے نام اور اُسکی صفاتِ کاملہ سے پوری پوری واقفیّت حاصل کی تو الہام ہی کے ذریعہ سے کی اور عقل کے ذریعہ سے کسی زمانہ مین بہی توحیدِ الٰہی شایع نہ ہوئی یہی وجہ ہے کہ جس جگہہ الہام نہ پہنچا اُس جگہ کے لوگ خدا کے نام سے بے خبر اور حیوانات کی طرح بے تمیز اور بے تہذیب رہے۔ کون کوئی ایسی کتاب ہمارے سامنے پیش کرسکتا ہے کہ جو ازمنۂ سابقہ مین کسی زمانہ مین علمِ الٰہی کے بیان مین تصنیف ہوئی ہو اور حقیقی سچائیون پر مشتمل ہو جس مین مصنّف نے یہہ دعویٰ کیا ہو کہ اُس نے خداشناسی کے مستقیم راہ کو بذریعۂ الہام حاصل نہین کیا اور نہ خدائے واحد کی ہستی پر بطور سماع اطلاع پائی ہے بلکہ خدا کا پتہ لگانے اور صفاتِ الٰہیہ کے جاننے اور معلوم کرنے مین صِرف اپنی ہی عقل اور اپنے ہی فکر اور اپنی ہی ریاضت اور اپنی ہی عرقریزی سے مدد ملی ہے اور بلا تعلیمِ غیرے آپ ہی مسئلۂ

مشق اور ورزشِ املا و انشا مین سب سے زیادہ تر فرسودہ روزگار ہوا اور ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ جو شخص اُس سے استعداد دینی علم مین لیاقت مین ملکہ مین ذہن مین عقل مین کہین فروتر اور متنزّل ہے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ وحدانیّتِ الٰہی کو معلوم کر لیا ہے اور خود بخود ذہن خدا تعالیٰ کی سچی معرفت اور کامل شناسائی تک پہنچ گیا ہے کون سکو ثابت کر کے دکھلا سکتا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی تھا کہ دُنیا مین الہامِ الٰہی کا نام و نشان نہ تھا اور خدا کی مُقدّس کتابون کا دروازہ بند تھا اور اُس زمانہ کے لوگ محض صحیفۂ فطرت کے ذریعہ سے توحید اور خداشناسی پر قائم تھے کون کسی ایسے مُلک کا نشان بتلا سکتا ہے جسکے باشندے الہام کے وجود سے محض بے خبر رہ کر پھر فقط عقل کے ذریعہ سے خدا تک پہنچ گئے اور صرف اپنی ہی فکر و نظر سے وحدانیتِ حضرتِ باری پر ایمان لے آئے آپ لوگ کیون جاہلون کو دہوکا دیتے ہین اور کیون بہ یکبارگی خدا سے بے خوف ہو کر فریب و تدلیس کی باتین موںہہ پر لاتے ہین اور جو کُھلا ہوا ہے اُسکو بند اور جو بند ہے اُسکو کُھلا ہوا بیان کرتے ہین کیا آپکو اُس ذاتِ قادرِ مُطلق پر ایمان ہے یا نہین کہ جو انسان کے دل کی حقیقت خوب جانتا ہے اور جسکی نظرِ عمیق سے خیانت پیشہ لوگ پوشیدہ نہین رہ سکتے لیکن یہی تو مشکل ہے کہ آپکا ایمان ہی تنگ اور تاریک جگہہ کی طرح ہے جس تک صاف اور بے دود روشنی کا نشان نہین پہنچا اِسی وجہ سے آپ لوگون کا مذہب بھی ہزارون طرح کی تنگیون اور ظُلمتون کا مجموعہ ہے اور ایسا منقبض ہے کہ کوئی گوشہ اُسکا کُھلا ہوا نظر نہین آتا اور کوئی عُقدہ صفائی اور درستی سے طے شدہ معلوم نہین ہوتا خدا کے وجود کے بارے مین تو تم سُن ہی چُکے ہو کہ آپ لوگون کا ایمان کیسا اور کسقدر ہے رہی یہہ بات کہ جزا سزا کے معاملہ پر آپ لوگون کے یقین کا کیا حال ہے اور قانونِ قُدرت نے اُس بارہ مین کن کن معارف کا آپ پر دروازہ کہول رکہا ہے سو اِس امر مین بھی بجز وہمی خیالون اور سوداوی وہمون کے اَور کچھہ بھی آپ لوگون کے ہاتھہ مین نہین جزا سزا کی جُزئیاتِ دقیقہ تو یقینی طور پر کیا معلوم ہونگی اوّل یہی بات آپ لوگون پر یقینی طور پر ثابت نہین کہ جزا سزا فی الواقعہ ایک امرِ شُدنی ہے اور خدا ضرور انسانون کو اُنکے عملون کا بدلہ دیگا بہلا اگر معلوم ہے تو آپ ذرہ عقلی طور پر ثابت کر کے دکھلایئے کہ خدا پر کیون یہہ فرض ہے کہ بنی آدم کو اُنکی پرہیزگاری کا ضرور بدلہ دے اور فاسقون سے اُنکے فسق و فجور کا مواخذہ کرے جس حالت مین خدا پر خود یہی فرض نہین کہ انسان کی روح کو برخلاف تمام حیوانون کی روحون کے ہمیشہ کے لئے موجود رکہے اور دوسرے سب جانداران کی روح معدوم کر دے تو پھر خاص انسان کو جزا سزا دینا اور دوسرون کو اِس سے بے نصیب رکہنا کیونکر اُسپر فرض ہو جائیگا کیا تمہاری نیکیون سے خدا کو کچھہ فائدہ پہنچتا ہے اور تمہاری بدیون سے اُسکو کچھہ تکلیف ملتی ہے

وہ اپنی تحریر مین من حیث الکمالات اُس سے برابر ہو جائے مثلاً ایک طبیبِ حاذق جو علمِ ابدان مین مہارتِ تامہ رکھتا ہے جسکو زمانہ دراز کی مشق کے باعث سے تشخیصِ امراض اور تحقیقِ عوارض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تا وہ نیکیون سے آرام پاکر اُنکو نیکی کا بدلہ دے اور بدون سے ایذا اُٹھا کر اُن سے کینہ کشی کرے اور اگر تمہاری نیکی بدی سے اُسکا نہ کچھہ ذاتی فائدہ ہے نہ نقصان تو پھر تمہاری اطاعت یا عدم اطاعت اُسکے لئے برابر ہے اور جب برابر ہوئی تو پھر اس صورت مین اعمال پر خواہ نخواہ پاداش کا مُترتّب ہونا کیونکر یقینی طور پر ثابت ہو کیا یہہ قرینِ انصاف ہے کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے بغیر حُکم دوسرے کے کوئی کام کرے اور دوسرے پر خواہ نخواہ اُسکا حق ٹھہر جائے ہرگز نہین مثلاً اگر زید بدون حکم بکر کے کوئی گڑھا کھودے یا کوئی عمارت بناوے تو گو یہہ بھی تسلیم کرلین کہ اُس گڑھے یا عمارت مین بکر کا سراسر فائدہ ہے پر تب بھی ازروئے قانونِ انصاف کے ہرگز بکر پر واجب نہین ہوتا کہ زید کی محنت اور سعی کا عوض ادا کرے کیونکہ زید کی وہ محنت صرف اپنے ہی خیال سے ہے نہ بکر کی فرمایش اور حکم سے پھر جس حالت مین ہماری نیکیون سے خدا کو کچھہ فائدہ بھی نہین پہنچتا بلکہ تمام عالم کے پرہیزگار اور نیکوکار ہو جانے سے بھی خدا کی بادشاہت ایک ذرہ زیادہ نہین ہوتی اور نہ اُن سب کے فاسق اور بدکار ہو جانے سے اُسکی بادشاہی مین ایک ذرہ خلل آتا ہے تو پھر اس صورت مین جب تک خُدا کی طرف سے کوئی صریح وعدہ نہ ہو کیونکر یقینی طور پر سمجھا جائے کہ وہ ہماری نیکیون یا ہماری بدیون کا ضرور ہمین پاداش دیگا ہان اگر خدا کی طرف سے کوئی وعدہ ہو تو اس صورت مین ہر یک عقلِ سلیم بہ یقینِ تمام سمجھتی ہے کہ وہ اپنے وعدون کو ضرور پورا کریگا اور ہر شخص بشرطیکہ نرا احمق نہ ہو بخوبی جانتا ہے کہ وعدہ اور عدم وعدہ ہرگز برابر نہین ہو سکتے جو تسلّی اور تشفّی وعدہ سے حاصل ہوتی ہے وہ نری خود تراشیدہ خیالات سے ممکن نہین مثلاً خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین ایمانداروں کو یہہ وعدہ دیا ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سندخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا الجزو نمبر ۵ یعنے خدا مومنینِ صالحین کو ہمیشہ کی بہشت مین داخل کریگا خدا کی طرف سے یہہ سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ تر سچا اپنی باتون مین اَور کون ہے۔ اب خود منصف ہو کر بتلاؤ کہ کیا اس صریح وعدہ سے صرف اپنے ہی دل کے خیالات برابر ہو سکتے ہین کیا کبھی یہہ دونون صورتین یکسان ہو سکتی ہین کہ ایک کو ایک راستباز کسیقدر مال دینے کا اپنی زبان سے وعدہ کرے اور دوسرے کو وہ راستباز اپنی زبان سے کچھہ بھی وعدہ نہ کرے کیا مُبشّر اور غیر مُبشّر دونون برابر ہو سکتے ہین ہرگز نہین اب اپنے ہی دل مین سوچو کہ زیادہ صاف قاعدہ کھلا ہوا اور باطمینان وہ

کی پوری پوری واقفیت حاصل ہے اور علاوہ اسکے فنِ سخن مین بھی یکتا ہے اور نظم اور نثر مین سرآمدِ روزگار ہے جیسے وہ ایک مرض کے حدوث کی کیفیت اور اُسکی علامات اور اسباب فصیح اور وسیع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کام ہے کہ جس مین خدا کی طرف سے نیک اجر دینے کا وعدہ ہو یا وہ کام کہ جو فقط اپنے ہی دل کا منصوبہ ہو اور خدا کی طرف سے خاموشی ہو کون دانا ہے کہ جو وعدہ کو غیر وعدہ سے بہتر نہین جانتا کونسا دل ہے جو وعدہ کے لئے نہین تڑپتا اگر خدا کی طرف سے ہمیشہ چُپ چاپ ہی ہو تو پھر اگر خدا کی راہ مین کوئی محنت بھی کرے تو کس بھروسہ پر کیا وہ اپنے ہی تصوّرات کو خدا کے وعدے قرار دے سکتا ہے ہرگز نہین جس کا ارادہ ہی معلوم نہین کہ وہ کونسا بدلہ دے گا اور کیونکر دیگا اور کب تک دیگا اُس کے کام پر کون خود بخود پختہ اُمید کر سکتا ہے اور نا اُمیدی کی حالت مین کیونکر محنتون اور کوششون پر دل لگا سکتا ہے انسان کی کوششون کو حرکت دینے والے اور انسان کے دل مین کامل جوش پیدا کرنے والے خدا کے وعدے ہین اُنہین پر نظر کر کے عقلمند انسان اِس دُنیا کی محبت کو چھوڑتا ہے اور ہزارون پیوندون اور تعلقون اور زنجیرون سے خدا کے لئے الگ ہو جاتا ہے وہی وعدے ہین کہ جو ایک آلودہ حرص و ہوا کو ایکبارگی خدا کی طرف کھینچ لاتے ہین جبھی کہ ایک شخص پر یہہ بات کُھل جاتی ہے کہ خدا کا کلام برحق ہے اور اُسکا ہر یک وعدہ ضرور ایک دن ہونے والا ہے تو اُسیوقت دُنیا کی محبت اُسپر سرد ہو جاتی ہے ایکدم مین وہ کچھہ اَور ہی چیز ہو جاتا ہے اور کسی اَور ہی مقام پر پُہنچ جاتا ہے خلاصہ کلام یہہ کہ کیا ایمان کے روسے اور کیا عمل کے روسے اور کیا جزا سزا کی اُمید کے روسے کھلا ہوا اور مفتوح دروازہ خدا کے سچے الہام اور پاک کلام کا دروازہ ہے وبس۔ کلامِ پاکِ آن بیچون دہد صد جامِ عرفان را * کسے کو بے خبر زان می چہ داند ذوقِ ایمان را * نہ چشم است آنکہ در کوری ہمہ عمرے بسر کرد ست * نہ گوش ست آنکہ نشنید ست گاہے قولِ جانان را *

وسوسۂ ھفتم۔ کسی کتاب پر علمِ الٰہی کی ساری صداقتین ختم نہین ہو سکتین پھر کیونکر اُمید کی جائے کہ ناقص کتابین کامل معرفت تک پُہنچا دینگی۔

جواب۔ یہہ وسوسہ اُسوقت قابلِ التفات ہوتا کہ جب برہمو سماج والون مین سے کوئی صاحب اپنی عقل کے زور سے خدا شناسی یا کسی دوسرے امر معاد کے متعلق کوئی ایسی جدید صداقت نکالتا جسکا قرآن شریف مین کہین ذکر نہ ہوتا اور ایسی حالت مین بلاشُبہ حضرات برہمو بڑے ناز سے کہہ سکتے تھے کہ علمِ معاد اور خدا شناسی کی ساری صداقتین کتابِ الہامی مین مُندرج نہین بلکہ فُلان فُلان صداقت باہر رہ گئی ہے جسکو ہم نے دریافت کیا ہے اگر ایسا کر کے دکھلاتے تب تو شائد کسی نادان کو کوئی دہوکا بھی دے سکتے پر جس حالت مین قرآنِ شریف کُھلا کُھلے

تقریر مین بکمال صحت وحقانیت اور بہ نہایت متانت وبلاغت بیان کرسکتا ہے اُسکے مقابلہ پر کوئی دوسرا شخص جسکو فنِ طبابت سے ایک ذرہ مس نہین اور فنِ سخن کی نزاکتون سے بھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دعویٰ کررہا ہے **ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ** الجزو نمبر ۷ یعنے کوئی صداقت علم الٰہی کے متعلق جو انسان کے لئے ضروری ہے اِس کتاب سے باہر نہین اور پہر فرمایا **یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ** الجزو نمبر ۳۰ یعنے خدا کا رسول پاک صحیفے پڑہتا ہے جنہین تمام کامل صداقتین اور علوم اوّلین وآخرین درج ہین اور پہر فرمایا **کتاب احکمت ایاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر** الجزو نمبر ۱۱ ۔ یعنے اِس کتاب مین دو خوبیان ہین ایک تو یہہ کہ حکیم مطلق نے محکم اور مدلّل طور پر یعنے علوم حکمیہ کی طرح اِسکو بیان کیا ہے نہ بطور کتھا یا قصہ نہین ۔ دوسری یہہ خوبی کہ اِسمین تمام ضروریات علم معاد کی تفصیل کی گئی ہے اور پہر فرمایا **انہ لقول فصل وما ھو بالھزل** یعنے علم معاد مین جسقدر تنازعات اُٹہین سب کا فیصلہ یہہ کتاب کرتی ہے بے سود اور بے کار نہین ہے اور پہر فرمایا **وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون** الجزو نمبر ۱۴ ۔ یعنے ہم نے اس لئے کتاب کو نازل کیا ہے تا جو اختلافات عقولِ ناقصہ کے باعث سے پیدا ہوگئے ہین یا کسی عمداً افراط وتفریط کرنے سے ظہور مین آئے ہین اُن سب کو دور کیا جائے اور ایماندارون کے لئے سیدہا راستہ تبلایا جاوے ۔ اِس جگہہ اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو فساد بنی آدم کے مختلف کلامون سے پہیلا ہے اُسکی اصلاح بھی کلام ہی پر موقوف ہے یعنے اُس بگاڑ کے درست کرنے کے لئے جو بیہودہ اور غلط کلامون سے پیدا ہوا ہے ایسے کلام کی ضرورت ہے کہ جو تمام عیوب سے پاک ہو کیونکہ یہہ نہایت بدیہی بات ہے کہ کلام کا بگڑا ہوا کلام ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے صرف اشاراتِ قانونِ قدرت تنازعات کلامیہ کا فیصلہ نہین کرسکتے اور نہ گمراہ کو اُسکی گمراہی پر بصفائی تمام ملزم کرسکتے ہین ۔ جیسے اگر جج کسی کی وجوہات بہ تصریح قلمبند کرے نہ مدعا علیہ کے عذرات کو بدلائل قاطعہ توڑے تو پہر کیونکر ممکن ہے کہ صرف اُسکے اشارات سے فریقین اپنے اپنے سوالات واعتراضات ووجوہات کا جواب پالین اور کیونکر ایسے مبہم اشارات پر جن سے کسی فریق کا باطمینان کامل رفع عذر نہین ہوا حکم اخیر مترتب ہوسکتا ہے ۔ اسی طرح خدا کی حجت بھی بندون پر تب ہی پوری ہوتی ہے کہ جب اُسکی طرف سے یہہ التزام ہو کہ جو لوگ غلط تقریرون کے اثر سے طرح طرح کی بد عقیدگی مین پڑ گئے ہین اُنکو بذریعہ اپنی کامل وصحیح تقریر کے غلطی پر مطلع کرے اور مدلل اور واضح بیان سے اُنکا گمراہ ہونا اُنکو جتلا دے تا اگر اطلاع پاکر بھی وہ باز نہ آوین اور غلطی کو نہ چھوڑین تو سزا کے لائق ہون ۔ خدا تعالیٰ ایک کو مجرم ٹھہرا کر پکڑ لے اور سزا

ناآشنا محض ہے ممکن نہین کہ مثل اُسکے بیان کرسکے یہہ بات بہت ہی ظاہر اور عام فہم ہے کہ جاہل اور عاقل کی تقریر مین ضرور کچھہ نہ کچھہ فرق ہوتا ہے اور جسقدر انسان کمالاتِ علمیہ رکھتا ہے وہ کمالات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دینے کو تیار ہو جائے مگر بیانِ واضح سے اُسکے دلائل بریت کا غلط ہونا ثابت نہ کرے اور اُسکے دلی شبہات کو اپنی کُھلی کلام سے نہ مٹاوے کیا یہہ اُسکا منصفانہ حکم ہوگا؟ پھر اسی کی طرف دوسری آیت مین بھی اشارہ فرمایا **هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان** الجزو نمبر ۲ یعنے قرآن مین تین صفتین ہین - اوّل یہہ کہ جو علوم دین لوگون کو معلوم نہین رہے تھے اُنکی طرف ہدایت فرماتا ہے - دوسرے جن علوم مین پہلے کچھہ اجمال چلا آتا تھا اُنکی تفصیل بیان کرتا ہے - تیسرے جن اُمور مین اختلاف اور تنازعہ پیدا ہو گیا تھا اُن مین قول فیصل بیان کرکے حق اور باطل مین فرق ظاہر کرتا ہے اور پھر اسی جامعیت کے بارہ مین فرمایا **وكل شئ فصلناه تفصيلا** الجزو نمبر ۱۵ یعنے اِس کتاب مین ہریک علمِ دین کو بہ تفصیل تمام کھول دیا ہے اور اِسکے ذریعہ سے انسان کی جزئی ترقی نہین بلکہ یہہ وہ وسایل تبلاتا ہے اور ایسے علومِ کاملہ تعلیم فرماتا ہے جن سے کلّی طور پر ترقی ہو اور پھر فرمایا **ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شئ وهدى ورحمة وبشرى للمسلمين** الجزو نمبر ۱۴ یعنے یہہ کتاب ہم نے اس لئے تجھہ پر نازل کی کہ تا ہریک دینی صداقت کو کھولکر بیان کردے اور تا یہہ بیانِ کامل ہدایت اُنکے لئے جو طاعتِ الٰہی اختیار کرتے ہین موجبِ ہدایت و رحمت ہو - اور پھر فرمایا **الر كتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمات الى النور** الجزو نمبر ۱۳ یعنے یہہ عالیشان کتاب ہم نے تجھہ پر نازل کی تا کہ تو لوگون کو ہریک قسم کی تاریکی سے نکالکر نور مین داخل کرے یہہ اِس طرف اشارہ ہے کہ جسقدر انسان کے نفس مین طرح طرح کے وساوس گذرتے ہین اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہین اُن سب کو قرآن شریف دور کرتا ہے اور ہریک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفتِ کامل کا نور بخشتا ہے یعنے جو کچھہ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اُسپر یقین لانیکے لئے معارف و حقائق درکار ہین سب عطا فرماتا ہے اور پھر فرمایا **ما كان حديثا يفترى ولكن تصديق الذى بين يديه وتفصيل كل شئ وهدى ورحمة لقوم يؤمنون** الجزو نمبر ۱۳ یعنے قرآن ایسی کتاب نہین کہ انسان اُسکو بنا سکے بلکہ اُسکے آثارِ صدق ظاہر ہین کیونکہ وہ پہلی کتابون کو سچا کرتا ہے یعنے کتبِ سابقہ انبیا مین جو اُسکے بارہ مین پیشین گوئین موجود تھین وہ اُسکے ظہور سے بپایۂ صداقت پہنچ گئین اور جن عقایدِ حقّہ کے بارہ مین اُن کتابون مین دلائلِ واضح موجود نہ تھین اُنکے قرآن نے دلائل تبلائے اور اُنکی تعلیم کو مرتبۂ کمال تک پہنچایا اِس طور پر اُن کتابون کو سچا کیا جس سے خود سچائی اُسکی ثابت ہوتی ہے - دوسرے

ضرور اُسکی علمی تقریر مین اِس طرح پر نظر آتے ہین جیسے ایک آئینۂ صاف مین چہرہ نظر آتا ہے اور
حق اور حکمت کے بیان کرنے کے وقت وہ الفاظ کہ جو اُسکے موُنہہ سے نکلتے ہین اُسکی لیاقتِ علمی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نشانِ صدق یہہ کہ ہر یک صداقتِ دینی کو وہ بیان کرتا ہے اور تمام وہ اُمور بتلاتا ہے کہ جو ہدایتِ کامل پانے کے لئے ضروری ہین اور یہہ اِسلئے نشانِ صدق ٹھہرا کہ انسان کی طاقت سے یہہ بات باہر ہے کہ اُسکا علم ایسا وسیع ومحیط ہو جس سے کوئی دینی صداقت وحقائقِ دقیقہ باہر نہ رہین غرض اِن تمام آیات مین خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ قرآنِ شریف ساری صداقتون کا جامع ہے اور یہی بزرگ دلیل اُسکی حقانیت پر ہے اور اِس دعویٰ پر صدہا برس بہی گذر گئے پر آجتک کسی برہمو وغیرہ نے اُسکے مقابلہ پر دم بھی نہ مارا تو اِس صورت مین ظاہر ہے کہ بغیر پیش کرنے کسی ایسی جدید صداقت کے کہ جو قرآنِ شریف سے باہر رہ گئی ہو یونہی دیوانون اور سودائیون کی طرح اوہام باطلہ پیش کرنا جنکی کچھہ بھی اصلیت نہین اِس بات پر پختہ دلیل ہے کہ ایسے لوگون کو راستبازون کی طرح حق کا تلاش کرنا منظور ہی نہین بلکہ نفسِ امّارہ کو خوش رکھنے کے لئے اِس فکر مین پڑے ہوئے ہین کہ کسی طرح خدا کے پاک احکام سے بلکہ خدا ہی سے آزادگی حاصل کرلین اسی آزادگی کی حصول کی غرض سے خدا کی سچّی کتاب سے جسکی حقانیت اظہر من الشمس ہے ایسے مُنحرف ہو رہے ہین کہ نہ متکلم بنکر شائستہ طریق پر کلام کرتے ہین اور نہ سامع ہونے کی حالت مین کسی دوسرے کی بات سُنتے ہین بہلا کوئی اِن سے پوچہے کہ کب کسی نے کوئی صداقتِ دینی قرآن کے مقابلہ پر پیش کی جسکا قرآن نے کچھہ جواب نہ دیا اور خالی ہاتہہ بہیجدیا - جس حالت مین تیرہ سو برس سے قرآنِ شریف باوازِ بلند دعویٰ کر رہا ہے کہ تمام دینی صداقتین اُسمین بہری پڑی ہین تو پھر یہہ کیسا خبثِ طینت ہے کہ امتحان کے بغیر ایسی عالیشان کتاب کو ناقص خیال کیا جائے اور یہہ کس قسم کا مکابرہ ہے کہ نہ قرآنِ شریف کے بیان کو قبول کرین اور نہ اُسکے دعویٰ کو توڑ کر دکھلائین سچ تو یہہ ہے کہ اِن لوگون کے لبون پر تو ضرور کبہی کبہی خدا کا ذکر آجاتا ہے مگر اُنکے دل دُنیا کی گندگی سے بہرے ہوئے ہین اگر کوئی دینی بحث شروع بھی کرین تو اُس کو کمل طور پر ختم کرنا نہین چاہتے بلکہ ناتمام گفتگو کا ہی جلدی سے گلا گھونٹ دیتے ہین تا ایسا نہ ہو کہ کوئی صداقت ظاہر ہو جائے اور پہر بے شرمی یہہ کہ گھر مین بیٹھہ کر اُس کامل کتاب کو ناقص بیان کرتے ہین جس نے بوضاحت تمام فرما دیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الجز و نمبر ۶ یعنے آج مین نے اِس کتاب کے نازل کرنے سے علمِ دین کو مرتبۂ کمال تک پہنچا دیا اور اپنی تمام نعمتین ایماندارون پر پوری کردین - اے حضرات کیا تمہین کچھہ بہی خدا کا خوف نہین ہم کیا تم ہمیشہ اسی طرح جیتے رہو گے ہم کیا ایک دن خدا کے حضور مین اِس جہوٹے مُنہہ

کا اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک پیمانہ تصوّر کئے جاتے ہین اور جو بات وسعتِ علم اور کمالِ عقل کے چشمہ سے نکلتی ہے۔ اور جو بات تنگ اور مُنقبض اور تاریک اور محدود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

یقینًا نہین پڑینگی ﴿ اگر آپ لوگ کوئی ہماری صداقت لئے بیٹھے ہین جسکی نسبت تمہارا یہہ خیال ہے کہ ہم نے کمال جانفشانی اور عرق ریزی اور موشگافی سے اسکو پیدا کیا ہے اور جو تمہارے گمانِ باطل مین قرآن شریف اُس صداقت کے بیان کرنے سے قاصر ہے تو تمہین قسم ہے کہ سب کار و بار چھوڑ کر وہ صداقت ہمارے روبرو پیش کرو تا ہم تمکو قرآن شریف مین سے نکالکر دکھلادین مگر بہ پیر مسلمان ہونے پر مستعد رہو اور اگر اب بھی آپ لوگ بدگمانی اور بک بک کرنا چھوڑین اور مناظرہ کا سیدھا راستہ اختیار نہ کرین تو بجز اِسکے اَور کیا کہین کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

گہے شہرت آید ز کیہان خدا — بخاصانِ حق کینہ ات تاکجا — گمش خویشتن را بہ ترکِ حیا — الا اے کمر بستہ بر افترا

بدانند مردم کہ بدگوہری — چو بر نیک گوئی گمان بد بری — برو ہر چہ بندی بود ابلہی — چو چیزے بود روشن اندر رہی

بود بر خبیثان نشانی تمام — سخن ہائے پُرخبث و ہمز و خام — غبارِ دو چشمت شود آشکار — چو گوئی درِ پاک را پُر غبار

پسند او فتادست دنیائے دون — نیارید یاد از حق بیچگون — بر حق نماند دروغے فروغ — ندانید گفتن سخن جز دروغ

بہ بخشش نیابند مردانِ مرد — سر انجامِ این خانہ رنج ست و درد — کہ ناگاہ باید شدن زین سرا — بہ دنیا کسے دل بہ بندد چرا

تو بر عیشِ دنیا بدین سان متاز — زمانِ مکافات آید فراز — کہ عہدِ بقائیش نماند بسے — بدین گل میالائے دل چون خسے

تہی آمدیم و تہی بگذریم — نہ آوردہ ایم و نہ با خود بریم — کہ ہر مال را آخر آید زوال — فریبے مخور از زر و سیم و مال

نیابی رہش جز پئے مصطفیٰ — خدائیکہ جان بر رہِ او فدا — جہانے نیرزد بیک موئے دوست — الا تا نتابی سر از روئے دوست

نبودی اگر چون محمدؐ بشر — بشر کی بُدی از ملک نیک تر — کہ روشن شد از وے زمین و زمان — ابو القاسم آن آفتابِ جہان

کہ یابد ازو نورِ چشم عقول — پس انگہ شوی منکرِ آن رسول — کہ اہلِ خرد باشی و با وقار — نیاید ترا شرم از کردگار

مکن داوری از جہل و عناد — نیاید ز تو کارِ رب العباد — ز طورِ بشر پا کشیدہ نہٗ — ز سہو و ز غفلت رسیدہ نہٗ

منہ تہمتِ نقص بر پاک ذات — تو خود ناقصی و دنی الصفات — خدا را میفگن ز یاد کمال — مدان ناقص از ابلہش چون جماد

فزودہ بر آن شب ز کین صد غبار — خیالت شبے ہست تاریک و تار — خود از پائے خود او فتادے بجاہ — خیالاتِ بیہودہ کردت تباہ

وگر بر سرِ آب ہا بگذری — اگر در ہوا ہم چو مرغان پری — بترس و ز روزِ سزا یاد کن — نہ دل را چو دزدان بشب شاد کن

خیال سے پیدا ہوتی ہے اِن دونون طور کی باتون مین اِس قدر فرق واضح ہوتا ہے کہ جیسی قوّت شامہ کے آگے بشرطیکہ کسی فطرتی یا عارضی آفت سے ماؤف نہ ہو خوشبو اور بدبو مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اگر زآتش آئی سلامت برون دگر خاک را زر کنی از فسون نیاری کہ حق را کنی زیر دست مکن ناز خاکی چو مجنون مست

خدا ہر کہ را کرد مہرِ منیر نہ گردد ز دستِ تو خاکِ حقیر دلِ خود بہرزہ مسوزاے دنی نہ کاہد نہ کم تو افزودنی

بہارست و بادِ صبا در چمن کند نازہا با گُل و یاسمن ز نسرین و گُلہائے فصلِ بہار نسیمِ صبا مے وزد عطر بار

تو اے ابلہ افتادہ اندر خزان ہمہ برگ افشاندہ چون مفلسان بہ قُرآن چرا بر سرِ کین دوی نہ دیدی ز قرآن مگر نیکوی

اگر نامدی در جہان این کلام نماندی بدُنیا ز توحید نام جہان بود افتادہ تاریک و تار از و شد منوّر رخِ ہر دیار

بہ توحید راہی از و شد عیان ترا ہم خبر شد کہ ہست آن یگان دگر نہ بہ بین حالِ آبائے خویش بہ انصاف بنگر در آن دین وکیش

بود آن فرومایہ بدگوہرے کہ از منعمِ خود بتابد سرے ز اندازۂ خویش برتر مپر پزشکے مکن چون ندانی ہنر

یقین دان کہ این کار یزدانی است نہ از دخل و تدبیرِ انسانی است شد این دین بہ بفضلِ خدا ارجمند نہ کارِ فریب ست و سالوس و بند

درخشد درو نور چون آفتاب تو کوری نمی بینی اش زین حجاب بہ ناپاکیٔ دل مشو بدگمان وگر حجتی است بینا عیان

بہ شوقِ دل آویختن را بساز پس آنگہ بہ بین قُدرتِ کارساز گُزین کُن ز قومت یکے انجمن کہ با یک تن از ما کند یک سخن

بما ہست فضلِ خداوندِ پاک ز باطل پرستان نداریم باک بجوش ہست فیضِ احد در دلم کہ تا بند ہر طالبے بگسلم

خدا را درِ لُطفہا ہست باز نسیمِ عنایات در اہتزاز کسے کو بتابد سر از عدل و داد کجا دم زند پیشِ صدق و سداد

کلامِ خدا ہر دم از عزّ و جاہ کند روئے نا شرمسارش سیاہ چسان رائے شخصے بگردد بلند کہ طغیانِ نفسش بگردن فگند

دلِ پاک و جولانِ فکر و نظر دو جوہر بود لازمِ یکدگر چو صوفِ صفا در دل آمیختند مداد از سوادِ عیون ریختند

خدا آفریدت ز یکمشتِ خاک خودت داد نان تا نگردی ہلاک بہر حاجتت گشت حاجت روا کشود از ترحّم دو دستِ عطا

چہ پاداشِ جودش چنین میدہی کہ در علم خود را نظیرش نہی چہ خود را برابر کُنی با خدائے تفو بر چنین عقل و ادراک و رائے

خدا چون دلے را بہ پستی فگند بکوشش نیارم کردن بلند بکوشیم و انجامِ کار آن بود کہ آن خواہش و رائے یزدان بود

وسوسہ ہشتم - انسان کو خدا کا ہمکلام تجویز کرنا ادب سے دور ہے۔ فانی کو ذاتِ ازلی ابدی سے کیا نسبت اور مُشتِ خاک کو نورِ وجوب سے کیا مشابہت۔

جواب - یہہ وہم بھی سراسر بے اصل اور پوچ ہے اور اِسکے قلع وقمع کے لئے انسان کو اِسی بات کا سمجھنا

فرق واضح ہے۔ جہان تک تم چاہو فکر کرلو اور جس حد تک چاہو سوچ لو کوئی خامی اِس صداقت مین نہین پاؤگے اور کسی طرف سے کوئی رخنہ نہین دیکہوگے پس جبکہ من کل الوجوہ ثابت ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کافی ہے کہ جس کریم اور رحمان نے افرادِ کاملۂ بنی آدم کے دل مین اپنی معرفت کے لئے بے انتہا جوش ڈالدیا اور ایسا اپنی محبت اور اپنی اُنس اور اپنے شوق کی طرف کہینچا کہ وہ بالکل اپنی ہستی سے کہوئے گئے تو اِس صورت مین یہہ تجویز کرنا کہ خدا اُنکا ہمکلام ہونا نہین چاہتا اِس قول کے مساوی ہے کہ گویا اُنکا تمام عشق اور محبت ہی عبث ہے اور اُنکے سارے جوش یک طرفہ خیالات ہین لیکن خیال کرنا چاہئے کہ ایسا خیال کس قدر بیہودہ ہے کیا جس نے انسان کو اپنے تقرّب کی استعداد بخشی اور اپنی محبت اور عشق کے جذبات سے بیقرار کردیا اُسکے کلام کے فیضان سے اُسکا طالب محروم رہ سکتا ہے؟ کیا یہہ صحیح ہے کہ خدا کا عشق اور خدا کی محبت اور خدا کے لئے بیخود اور محو ہوجانا یہہ سب ممکن اور جایز ہے اور خدا کی شان مین کچہہ حارج نہین مگر اپنے مُحبِ صادق کے دل پر خدا کا اِلہام نازل ہونا غیر ممکن اور ناجائز ہے اور خدا کی شان مین حارج ہے ـ انسان کا خدا کی محبت کے بے انتہا دریا مین ڈوبنا اور پہر کسی مقام مین بس نہ کرنا اِس بات پر شہادتِ قاطع ہے کہ اُس کی عجیبُ الخلقت روح خدا کی معرفت کے لئے بنائی گئی ہے پس جو چیز خدا کی معرفت کے لئے بنائی گئی ہے اگر اُسکو وسیلہ معرفتِ کامل جو اِلہام ہے عطا نہ ہو تو یہہ کہنا پڑیگا کہ خدا نے اُسکو اپنی معرفت کے لئے نہین بنایا حالانکہ اِس بات سے برہمو سماج والون کو بھی انکار نہین کہ انسانِ سلیم الفطرت کی روح خدا کی معرفت کی بہوکی اور پیاسی ہے پس اب اُنکو آپ ہی سمجہنا چاہیے کہ جس حالت مین انسان صحیح الفطرت خود فطرتاً خدا کی معرفت کا طالب ہے اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ معرفتِ الٰہی کا ذریعۂ کامل بجز اِلہامِ الٰہی اَور کوئی دوسرا امر نہین تو اِس صورت مین اگر وہ معرفتِ کامل کا ذریعہ غیر ممکن الحصول بلکہ اُسکا تلاش کرنا دور از ادب ہے تو خدا کی حکمت پر بڑا اعتراض ہوگا کہ اُس نے انسان کو اپنی معرفت کے لئے جوش تو دیا پر ذریعۂ معرفت عطا نہ کیا گویا جسقدر بہوک دی اُسقدر روٹی دینا نہ چاہا اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی دینا منظور نہ ہوا اگر دانشمند لوگ اِس بات کو خوب سمجہتے ہین کہ ایسا خیال سراسر خدا کی عظیم الشان رحمتون کی ناقدر شناسی ہے جس حکیمِ مُطلق نے انسان کی ساری سعادت اِسمین رکہی ہے کہ وہ اِسی دُنیا مین اُلوہیت کی شعاعون کو کامل طور پر دیکہے تا اُس زبردست کشش سے خدا کی طرف کہینچا جائے پہر ایسے کریم اور رحیم کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ وہ

کہ جو فرق علمی اور عقلی طاقتون مین مخفی ہوتا ہے وہ ضرور کلام مین ظاہر ہو جاتا ہے اور ہرگز ممکن ہی نہین کہ جو لوگ من حیث العقل والعلم افضل اور اعلیٰ ہین وہ فصاحتِ بیانی اور رفعت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انسان کو اپنی سعادتِ مطلوبہ اور اپنے مرتبہ فطرتیہ تک پہنچانا نہین چاہتا یہہ حضرات برہمو کی عجب عقلمندی ہے

وسوسہ نہم یہہ اعتقاد کہ خدا آسمان سے اپنا کلام نازل کرتا ہے یہہ بالکل درست نہین کیونکہ قوانینِ تجربیہ اسکی تصدیق نہین کرتے اور کوئی آواز اوپر سے نیچے کو آتی ہم کبھی نہین سُنتے بلکہ الہام صرف اُن خیالات کا نام ہے کہ جو فکر اور نظر کے استعمال سے عقلمند لوگون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین وبس۔

جواب جو صداقت بجائے خود ثابت ہے اور جسکو بے شمار صاحبِ معرفت لوگون نے بچشم خود مشاہدہ کرلیا ہے اور جسکا ثبوت ہر زمانہ مین طالبِ حق کو مل سکتا ہے اگر اُس سے کوئی ایسا انسان منکر ہو کہ جو روحانی بصیرت سے بے بہرہ ہے یا اگر اُسکی تصدیق سے کسی محجوب القلب کا فکر قاصر اور علمِ ناقص ناکام رہے تو اُس صداقت کا کچھہ بھی نقصان نہین اور نہ وہ ایسے لوگون کے بک بک کرنے سے قوانینِ قُدرتیہ سے باہر ہو سکتی ہے مثلاً اگر تم سوچو کہ اگر کوئی اُس قوّتِ جاذبہ سے جو مقناطیس مین ہے بے خبر ہو اور اُسنے کبھی مقناطیس دیکھا ہی نہ ہو اور یہہ دعویٰ کرے کہ مقناطیس ایک پتھر ہے اور جہانتک قوانینِ قُدرتیہ کا مجھے علم ہے اِس طور کی کشش کو مین نے کبھی کسی پتھر مین مشاہدہ نہین کیا اِس لئے میری رائے مین جو مقناطیس کی نسبت ایک خاصیتِ جذب خیال کی گئی ہے وہ غلط ہے کیونکہ قوانینِ تجربیہ کے برخلاف ہے تو کیا اُسکی اِس فضول گوئی سے مقناطیس کی ایک متحقق خاصیت غیر معتبر اور مشکوک ہو جائیگی ہرگز نہین بلکہ ایسے نادان کی اِن فضول باتون سے اگر کچھہ ثابت بھی ہوگا تو یہی ثابت ہوگا کہ وہ سخت درجہ کا احمق اور جاہل ہے کہ جو اپنے عدمِ علم کو عدمِ شئی پر دلیل ٹھہراتا ہے اور ہزارہا صاحبِ تجربہ لوگون کی شہادت کو قبول نہین کرتا بھلا یہہ کیونکر ہو سکے کہ قوانینِ قُدرتیہ کے لئے یہہ بھی شرط ہو کہ ہریک فردِ بشر عام طور پر خود اُنکو آزما لیوے۔ خدا نے نوعِ انسان کو ظاہری و باطنی قوّتون مین متفاوت پیدا کیا ہے مثلاً بعض کی قوّتِ باصرہ نہایت تیز ہے بعض ضعیف البصر ہین بعض بعض اندھے بھی ہین۔ جو ضعیف البصر ہین وہ جب دیکھتے ہین کہ تیز بصارت والون نے دور سے کسی باریک چیز کو مثلاً ہلال کو دیکھہ لیا تو وہ انکار نہین کرتے بلکہ انکار کرنا اپنی ذلت اور پردہ دری کا موجب سمجھتے ہین اور اندھے بیچارے تو ایسے معاملہ مین دم بھی نہین ملتے۔ اسی طرح جنکی قوّتِ شامہ مفقود ہے وہ صدہا ثقہ اور راست گو لوگون کی زبان سے خوشبو بدبو کی خبرین جب سنتے ہین

معانی مین یکسان ہوجائین اور کچھ ما بہ الامتیاز باقی نہ رہے تو اس صداقت کا ثابت ہونا اس
دوسری صداقت کے ثبوت کو مستلزم ہے کہ جو کلام خدا کا کلام ہو اُسکا انسانی کلام سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو یقین کرلیتے ہین اور ذرہ شک نہین کرتے اور خوب جانتے ہین کہ اِسقدر لوگ جھوٹ نہین بولتے ضرور سچے
ہین اور بلاشبہ ہماری ہی قوتِ شامہ ندارد ہے کہ جو ہم اُن مشمومات کے دریافت کرنے سے محروم ہین - علی ہذا القیاس
باطنی استعدادون مین بھی بنی آدم مختلف ہین بعض ادنیٰ ہین اور حجبِ نفسانی مین محجوب ہین اور بعض قدیم سے
ایسے نفوسِ عالیہ اور صافیہ ہوتے چلے آئے ہین کہ جو خدا سے الہام پاتے رہے ہین اور ادنیٰ فطرت کے لوگ
کہ جو محجوب النفس ہین اُنکا نفوسِ عالیہ لطیفہ کے خصائصِ ذاتیہ سے انکار کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی اندھا یا ضعیف البصر
صاحبِ بصارتِ قویہ کے مرئیات سے انکار کرے یا جیسا ایک اخشم آدمی جسکی قوتِ بویائی ابتدا پیدائش
سے ہی باطل ہو صاحبِ قوتِ شامہ کے مشمومات سے منکر ہو -
اور ہر منکر کے ملزم کرنے کے لئے بھی جو ظاہری طور پر تدابیر ہین وہی باطنی طور پر بھی تدابیر موجود ہین مثلاً
جسکی قوتِ شامہ کا مفقود ہونا بعلتِ مولودی ہے اگر وہ خوشبو بدبو کے وجود سے منکر ہو بیٹھے اور جسقدر لوگ صاحبِ
قوتِ شامہ ہین سب کو دروغ گو یا وہمی قرار دے تو اُسکو یون سمجھا سکتے ہین کہ اُسکو یہہ کہا جائے کہ وہ بہت سی
چیزون مثلاً پارچات مین سے بعض پر عطر ملکر اور بعض کو خالی رکھہ کر صاحبِ قوتِ شامہ کا امتحان کرے تا بتکرار
تجربہ سے اُسکو اِس بات پر یقین ہوجائے کہ قوتِ شامہ کا وجود بھی واقعی اور حقیقی ہے اور ایسے لوگ فی الحقیقت
پائے جاتے ہین کہ جو معطر اور غیر معطر مین فرق کرلیتے ہین - ایسا ہی تکرار تجربہ سے الہام کا وجود طالبِ حق پر
ثابت ہوجاتا ہے کیونکہ جب صاحبِ الہام پر وہ اُمورِ غیبیہ اور دقایقِ مخفیہ منکشف ہوتے ہین کہ جو مجرد عقل
سے منکشف نہین ہوسکتے اور کتابِ الہامی اُن عجائبات پر مشتمل ہوتی ہے جن پر کوئی دوسری کتاب مشتمل نہین
ہوتی تو طالبِ حق اسی دلیل سے سمجھہ لیتا ہے کہ الہامِ الٰہی ایک متحقق الوجود صداقت ہے اور اگر نفوسِ صافیہ مین
سے ہو تو خود ٹھیک ٹھیک راہِ راست پر چلنے سے کسیقدر بہ حیثیتِ نورانیتِ قلب اپنے کے الہامِ الٰہی کو اولیا
اللہ کی طرح پا بھی لیتا ہے جس سے وحی رسالت پر بطور حق الیقین اُسکو علم حاصل ہوجاتا ہے چنانچہ طالبِ حق
کے لئے کہ جو اسلام کے قبول کرنے پر دلی سچائی اور روحانی صدق اور خالص اطاعت سے رغبت ظاہر کرے ہم
ہی اِس طور پر تسلی کر دینے کا ذمہ اُٹھاتے ہین و الکان احد فی شک من قولی فلیجم الینا

اپنے ظاہری اور باطنی کمالات مین برتر اور اعلیٰ اور عدیم المثال ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کے علم تام سے کسی کا علم برابر نہین ہوسکتا اور اسی کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرما کر کہا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بصدق القدم واللّٰہ علیٰ ما نقول قدیر وھو فی کل امر نصیر۔

اور یہہ خیال کرنا کہ جو جو دقایق فکر اور نظر کے استعمال سے لوگون پر کھلتے ہین وہی الہام ہین بجز انکے اور کوئی شے الہام نہین یہہ بھی ایک ایسا وہم ہے جسکا موجب صرف کور باطنی اور بےخبری ہے اگر انسانی خیالات ہی خدا کا الہام ہوتے تو انسان بھی خدا کی طرح بذریعہ اپنے فکر اور نظر کے امور غیبیہ کو معلوم کرسکتا لیکن ظاہر ہے کہ گو انسان کیسا ہی دانا ہو مگر وہ فکر کرکے کوئی امر غیب تبلا نہین سکتا اور کوئی نشان طاقت الوہیت کا ظاہر نہین کرسکتا اور خدا کی قدرت خاصہ کی کوئی علامت اسکے کلام مین پیدا نہین ہوتی بلکہ اگر وہ فکر کرتا کرتا مر بھی جائے تب بھی اُن پوشیدہ باتون کو معلوم نہین کرسکتا کہ جو اسکی عقل اور نظر اور حواس سے وراء الورا ہین اور نہ اُسکا کلام ایسا عالی ہوتا ہے کہ جسکے مقابلہ سے انسانی قوتین عاجز ہون پس اس وجہ سے عاقل کو یقین کرنیکے لئے وجوہ کافی ہین کہ جو کچھہ انسان اپنی فکر اور نظر سے ہیلا یا بیچ خیالات پیدا کرتا ہے وہ خدا کا کلام نہین بن سکتے اگر وہ خدا کا کلام ہوتا تو انسان پر سارے غیب کے دروازے کھل جاتے اور وہ امور بیان کرسکتا جنکا بیان کرنا الوہیت کی قوت پر موقوف ہے کیونکہ خدا کے کام اور کلام مین خدائی کے تجلیات کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر کسی کے دل مین یہہ شبہ گذرے کہ نیک اور بد تدبیرین اور ہر یک شر و خیر کے متعلق باریک حکمتین اور طرح طرح کے کر و فریب کی باتیں کہ جو فکر اور نظر کے وقت انسان کے دل مین پڑجاتی ہین وہ کس کی طرف سے اور کہان سے پڑتی ہین اور کیونکر سوچتے سوچتے یک دفعہ مطلب کی بات سوجھہ جاتی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمام خیالات **خلق اللّٰہ** ہین **امر اللّٰہ** نہین اور اس جگہہ خلق اور امر مین ایک لطیف فرق ہے **خلق** تو خدا کے اُس فعل سے مراد ہے کہ جب خدا تعالیٰ عالم کی کسی چیز کو بتوسط اسباب پیدا کرکے بوجہ علت العلل ہونے کے اپنی طرف اُسکو منسوب کرے اور **امر** وہ ہے جو بلا توسط اسباب خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور کسی سبب کی اُس سے آمیزش نہ ہو پس کلام الٰہی جو اُس قادر مطلق کی طرف سے نازل ہوتا ہے اُسکا نزول عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور دوسرے جو جو خیالات انسانون کے دلون مین بوقت نظر اور فکر اُٹھا کرتے ہین وہ بتمامہا

وان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللّٰہ الجزو نمبر ۱۲ یعنے اگر کفار اس قرآن کی نظیر پیش نہ کر سکیں اور مقابلہ کرنے سے عاجز رہیں تو تم جان لو کہ یہہ کلام علم انسان سے نہیں بلکہ خدا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عالم خلق سے ہین کہ جن مین قدرت الٰہیہ زیر پردۂ اسباب و قوی متصرف ہوتی ہے اور انکی نسبت بسط کلام یون ہے کہ خدا نے انسان کو اس عالم اسباب مین طرح طرح کی قوتون اور طاقتون کے ساتھہ پیدا کر کے انکی فطرت کو ایک ایسی قانون قدرت پر مبنی کر دیا ہے یعنے انکی پیدائش مین کچھہ اس قسم کی خاصیت رکھہ دی ہے کہ جب وہ کسی بھلے یا برے کام مین اپنی فکر کو متحرک کرین تو اسی کے مناسب انکو تدبیرین سوجھہ جایا کرین جیسے ظاہری قوتون اور حواسون مین انسان کے لئے یہہ قانون قدرت رکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنی آنکھہ کھولے تو کچھہ نہ کچھہ دیکھہ لیتا ہے اور جب اپنے کانون کو کسی آواز کی طرف لگاوے تو کچھہ نہ کچھہ سن لیتا ہے اسی طرح جب وہ کسی نیک یا بد کام مین کوئی کامیابی کا راستہ سوچتا ہے تو کوئی نہ کوئی تدبیر سوجھہ ہی جاتی ہے۔ صالح آدمی نیک راہ مین فکر کر کے نیک باتین نکالتا ہے اور چور نقب زنی کے باب مین فکر کر کے کوئی عمدہ طریق نقب زنی کا ایجاد کرتا ہے غرض جس طرح بدی کے بارہ مین انسان کو بڑے بڑے عمیق اور نازک بدی کے خیال سوجھہ جاتے ہین علیٰ ہذا القیاس اسی قوت کو جب انسان نیک راہ مین استعمال کرتا ہے تو نیکی کے عمدہ خیال بھی سوجھہ جاتے ہین اور جس طرح بد خیالات گو کیسے ہی عمیق اور دقیق اور جادو اثر کیون نہ ہون خدا کا کلام نہین ہو سکتے ایسا ہی انسان کے خود تراشیدہ خیالات جنکو وہ اپنے زعم مین نیک سمجھتا ہے کلام الٰہی نہین ہین خلاصہ یہہ کہ جو کچھہ نیکون کو نیک حکمتین یا چورون اور ڈاکوئن اور خونیون اور زانیون اور جعلسازون کو فکر اور نظر کے بعد بری تدبیرین سوجھتی ہین وہ فطرتی آثار اور خواص ہین اور بوجہ علت العلل ہونے حضرت باری کے انکو خلق اللّٰہ کہا جاتا ہے نہ امر اللّٰہ وہ انسان کے لئے ایسے ہی فطرتی خواص ہین جیسے نباتات کے لئے قوت اسہال یا قوت قبض یا دوسری قوتین فطرتی خواص ہین غرض جیسا اور چیزون مین حکیم مطلق نے طرح طرح کے خواص رکھے ہین ایسا ہی انسان کی قوت متفکرہ مین یہہ خاصہ رکھا ہے کہ جس نیک یا بد مین انسان اس سے مدد لینا چاہتا ہے اسی قسم کی اس سے مدد ملتی ہے ایک شاعر کسی کی ہجو مین شعر بناتا ہے اسکو فکر کرنے سے ہجو کے شعر سوجھتے جاتے ہین دوسرا شاعر اسی شخص کی تعریف کرنی چاہتا ہے اسکو تعریف کا ہی مضمون سوجھتا ہے سو اس قسم کے خیالات نیک اور بد خدا کی خاص مرضی کا

کے علم سے نازل ہوا ہے جسکے علم وسیع اور تام کے مقابلہ پر علوم انسانیہ بے حقیقت اور ہیچ ہین۔ اِس آیت مین بُرہانِ انّی کی طرز پر اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود کی دلیل ٹھہرائی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

آئینہ نہین ہو سکتے اور نہ اُسکا کام اور کلام کہلا سکتے ہین خدا کا پاک کلام وہ کلام ہے کہ جو انسانی قویٰ سے بکلّی برتر و اعلیٰ ہے اور کمالیت اور قدرت اور تقدّس سے بھرا ہوا ہے جسکے ظہور و بروز کے لئے اول شرط یہی ہے کہ بشری قوّتین بکلّی معطّل اور بیکار ہون نہ فکر ہو نہ نظر ہو بلکہ انسان مثل میّت کے ہو اور سب اسباب منقطع ہون اور خدا جسکا وجودِ واقعی اور حقیقی ہے آپ اپنے کلام کو اپنے خاص ارادہ سے کسی کے دل پر نازل کرے پس سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح آفتاب کی روشنی صرف آسمان سے آتی ہے آنکھ کے اندر سے پیدا نہین ہو سکتی اسی طرح نورِ الہام کا بھی خاص خدا کی طرف سے اور اُسکے ارادہ سے نازل ہوتا ہے یون ہی اندر سے جوش نہین مارتا جبکہ خدا فی الواقع موجود ہے اور فی الواقع وہ دیکھتا سُنتا جانتا کلام کرتا ہے تو پھر اُسکا کلام اُسی حیّ قیوم کی طرف سے نازل ہونا چاہیئے نہ یہہ کہ انسان کے اپنے ہی خیالات خدا کا کلام بن جائین۔ ہمارے اندر سے وہی خیالات پہلے یا پیچھے جوش مارتے ہین کہ جو ہمارے اندازۂ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہین مگر خدا کے بے انتہا علم اور بے شمار حکمتین ہمارے دل مین کیونکر سما سکین اِس سے زیادہ تر اَور کیا کفر ہوگا کہ انسان ایسا خیال کرے کہ جسقدر خدا کے پاس خزاینِ علم و حکمت و اسرارِ غیب ہین وہ سب ہمارے ہی دل مین موجود ہین اور ہمارے ہی دل سے جوش مارتے ہین پس دوسرے لفظون مین اِسکا خلاصہ تو یہی ہوا کہ حقیقت مین ہم ہی خدا ہین اور بجز ہمارے اَور کوئی ذات قایم بنفسہٖ اور متّصف بصفاتہٖ موجود نہین جسکو خدا کہا جائے کیونکہ اگر فی الواقعہ خدا موجود ہے اور اُسکے علوم غیر متناہی اُسی سے خاص ہین جنکا پیمانہ ہمارا دل نہین ہو سکتا تو اس صورت مین کس قدر یہہ قول غلط اور بیہودہ ہے کہ خدا کے بے انتہا علوم ہمارے ہی دل مین بھرے پڑے ہین اور خدا کے تمام خزاینِ حکمت ہمارے ہی قلب مین سما رہے ہین گویا خدا کا علم اُسیقدر ہے جسقدر ہمارے دل مین موجود ہے پس خیال کرو کہ اگر یہہ خدائی کا دعویٰ نہین تو اَور کیا ہے لیکن کیا یہہ ممکن ہے کہ انسان کا دل خدا کے جمیع کمالات کا جامع ہو جائے کیا یہہ جایز ہے کہ ایک قطرۂ امکان آفتابِ وجوب بن جائے ہرگز نہین ہرگز نہین ہم پہلے ابھی لکھ چکے ہین کہ اُلوہیّت کے خواص جیسے علمِ غیب اور احاطۂ دقائق حکمیہ اور دوسرے قدرتی نشان انسان سے ہرگز ظہور پذیر نہین ہو سکتے اور خدا کا کلام وہ ہے جس مین خدا کی عظمت خدا کی قدرت خدا کا

جسکا دوسرے لفظون مین خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ علمِ الٰہی بوجہ اپنی کمالیت اور جامعیت کے ہرگز انسان کے ناقص علم سے متشابہ نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ جو کلام اُس کامل اور بے مثل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ برکت خدا کی بے نظیری پائی جاوے سو وہ تمام شرایط قرآن شریف مین ہین جیسے انشاء اللہ ثبوت اسکا اپنے موقعہ پر ہوگا پس اگر اب بھی برہمو سماج والون کو ایسے الہام کے وجود سے انکار ہو کہ جو امورِ غیبیہ اور دوسرے امورِ قدرتیہ پر مشتمل ہو تو اُنکو اپنی آنکھہ کہولنے کے لئے قرآن شریف کو بغورِ تمام دیکہنا چاہئے تا اُنہیں معلوم ہو کہ کیسے اُس کلامِ پاک مین ایک دریا اخبارِ غیب کا اور نیز اُن تمام امورِ قدرتیہ کا کہ جو انسانی طاقتون سے باہر ہین بہ رہا ہے اور اگر بوجہ قلتِ بصیرت و بصارت اُن فضائلِ قرآنیہ کو خود بخود معلوم نہ کر سکین تو ہماری اِس کتاب کو ذرا آنکھہ کہولکر پڑہین تا وہ خزائنِ امورِ غیبیہ واسرارِ قدرتیہ کہ جو قرآن شریف مین بہرے پڑے ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے اُنکو معلوم ہو جائین اور یہہ بھی اُنکو معلوم رہے کہ تحققِ وجودِ الہامِ ربّانی کے لئے کہ جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اَور بھی راستہ کہلا ہوا ہے اور وہ یہہ ہے کہ خداتعالیٰ اُمتِ محمدیہ مین کہ جو سچے دین پر ثابت اور قایم ہین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امورِ غیبیہ بتلاتے ہین جنکا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار مین نہین اور خداوند تعالیٰ اس پاک الہام کو اُنہین ایماندارون کو عطا کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہین اور صدق اور اخلاص سے اُسپر عمل کرتے ہین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبرون سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہین دوسرون کو یہہ الہام یعنے یہودیون عیسائیون آریون برہمیون وغیرہ کو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آیندہ بھی ہوگا اور گو وحیِ رسالت بجہت عدمِ ضرورت منقطع ہے لیکن یہہ الہام کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے با اخلاص خادمون کو ہوتا ہے یہہ کسی زمانہ مین منقطع نہین ہوگا اور یہہ الہام وحیِ رسالت پر ایک عظیم الشان ثبوت ہے جسکے سامنے ہر یک منکر و مخالفِ اسلام ذلیل اور رسوا ہے اور چونکہ یہہ مبارک الہام اپنی تمام برکت اور عزت اور عظمت اور جلال کے ساتھہ صرف اُن عزت دار بندون مین پایا جاتا ہے کہ جو اُمتِ محمدیہ مین داخل ہین اور خدّام آنحضرت والا جاہ ہین دوسرے کسی فرقہ مین یہہ نورِ کامل کہ جو تقرب اور قبولیت اور خوشنودی حضرت عزت کی بشارتین بخشتا ہے ہرگز پایا نہین جاتا اسلئے

علم سے نکلا ہے وہ بھی کامل اور بے مثل ہی ہو اور انسانی کلاموں سے بکلی امتیاز رکھتا ہو سو یہی کمالیت قرآن شریف مین ثابت ہے۔ غرض خدا کے کلام کا انسان کے کلام سے ایسا فرق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجود اِس مبارک الہام کا صرف نفسِ الہام کی حقانیت کو ثابت نہین کرتا بلکہ یہہ بھی ثابت کرتا ہے کہ دُنیا مین مقبول اور مستقیم دین پر جو فرقہ ہے وہ فقط اہلِ اسلام ہی کا فرقہ ہے اور باقی سب لوگ باطل پرست اور کج رو اور موردِ غضبِ الٰہی ہین۔ نادان لوگ میری اِس بات کو سُنتے ہی طرح طرح کی باتین بنائینگے اور انکار سے سر ہلائینگے یا احمقون اور شریرون کی طرح ٹھٹھا کرینگے مگر اُنکو سمجھنا چاہئیے کہ خواہ نخواہ انکار اور ہنسی سے پیش آنا شریف النفس اور طالب الحق انسانون کا کام نہین بلکہ اُن خبیث الطینت اور شریر النفس لوگونکا کام ہے جنکو خدا اور راستی سے غرض نہین۔ دُنیا مین ہزارہا چیزون مین ایسے خواص ہین کہ جو عقلی طور پر سمجھے نہین جاتے صرف تجربہ سے انسان اُنکو سمجھتا ہے اسی وجہ سے عام طور پر تمام عقلمندون کا یہی قاعدہ ہے کہ جب تکرار تجربہ سے کسی چیز کی خاصیت ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر اُس خاصیت کے تحقق وجود مین کسی عاقل کو شک باقی نہین رہتا اور آزمانے کے بعد وہی شخص شک کرتا ہے کہ جو نرا گدہا ہے مثلاً تربد مین جو قوتِ اسہال ہے یا مقناطیس مین جو قوتِ جذب ہے اگرچہ اِس بات پر کوئی دلیل قایم نہین کہ کیون اِن مین یہہ قوتین ہین لیکن جبکہ تکرار تجربہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ضرور اِن چیزون مین یہہ قوتین پائی جاتی ہین تو گو اُنکی کیفیتِ وجود پر عقلی طور پر کوئی دلیل قایم نہ ہو لیکن بضرورتِ شہادتِ قاطعۂ تجربہ اور امتحان کے ہریک عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت تربد مین قوتِ اسہال اور مقناطیس مین خاصیّتِ جذب موجود ہے اور اگر کوئی اُن کے وجود سے اِس بنا پر انکار کرے کہ عقلی طور پر مجھ کو کوئی دلیل نہین ملتی تو ایسے شخص کو ہریک دانا پاگل اور دیوانہ جانتا ہے اور سودائی اور مسلوب العقل قرار دیتا ہے سو اب ہم برہمو لوگون اور دوسرے مخالفین کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ جو کچھہ ہم نے الہام کی نسبت بیان کیا ہے یعنے یہہ کہ وہ اب بھی اُمتِ محمدیہ کی کامل افراد مین پایا جاتا ہے اور انہین سے مخصوص ہے اُنکے غیر مین ہرگز پایا نہین جاتا یہہ بیان ہمارا بلا ثبوت نہین بلکہ جیسا بذریعہ تجربہ ہزارہا صداقتین دریافت ہو رہی ہین ایسا ہی یہہ بھی تجربہ اور امتحان سے ہریک طالب پر ظاہر ہو سکتا ہے اور اگر کسی کو طلبِ حق ہو تو اُسکا ثابت کر دکھانا بھی ہمارا ہی ذمہ ہے بشرطیکہ کوئی برہمو یا اور کوئی منکرِ دینِ اسلام کا طالبِ حق بنکر اور بصدقِ دل دینِ اسلام قبول کرنے کا وعدہ تحریری مشتہر کر کے اخلاص اور نیک نیتی اور اطاعت سے رجوع کرے فان تولوا فان اللّٰہ علیم بالمفسدین

ہین چاہیئے جیسا خدا اور انسان کے علم اور عقل اور قدرت مین فرق ہے۔ جس حالت مین افرادِ انسانی نوعِ واحد مین داخل ہوکر پھر بھی بوجہ تفاوتِ علم اور عقل اور تجربہ اور مشق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بعض لوگ یہہ وہم بھی پیش کرتے ہین کہ جس حالت مین اُمورِ غیبیہ کے بتانے والے دُنیا مین کئی فرقے پائے جاتے ہین کہ جو کبھی نہ کبھی اور کچھہ نہ کچھہ بتلا دیتے ہین اور بعض اوقات کسیقدر اُنکا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم طبیب قیافہ دان کاہن رمّال جفری فالبین اور بعض بعض مجانین اور حال کے زمانہ مین مسمریزم کہ بعض اُمور اُنسے مکشوف ہوتے رہے ہین تو پھر اُمورِ غیبیہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حُجتِ قاطع ہونگے۔ اِسکے جواب مین سمجھنا چاہئیے کہ یہہ تمام فرقے جنکا اوپر ذکر ہوا صِرف ظن اور تخمین بلکہ وہم پرستی سے باتین کرتے ہین یقینی اور قطعی علم اُنکو ہرگز نہین ہوتا اور نہ اُنکا ایسا دعویٰ ہوتا ہے اور بعض حوادثِ کونیہ سے جو یہہ لوگ اطلاع دیتے ہین تو اُنکی پیشین گوئیون کا ماخذ صِرف علامات و اسباب ظنیہ ہوتے ہین جنہون نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہین کیا ہوتا اور احتمالِ تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا اُن سے مرتفع نہین ہوتا بلکہ اکثر اُنکی خبرین سراسر بے اصل اور بے بُنیاد اور دروغ محض نکلتی ہین اور باوصف اِس کذبِ فاش اور خلافِ واقعہ نکلنے کے اُنکی پیشین گوئیون مین عزت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہین جاتے اور ایسے خبرین بتانے والے اپنی ذاتی حالت مین اکثر افلاس زدہ اور بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دونِ ہمت اور دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہین اور اُمورِ غیبیہ کو اپنی حسبِ مراد ہرگز نہین کر سکتے بلکہ اُنکے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہین اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت اور نصرت اُنکے شاملِ حال نہین ہوتی مگر انبیا اور اولیا صِرف نجومیون کی طرح امورِ غیبیہ کو ظاہر نہین کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہردم اُنکے شاملِ حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشین گوئیان تبلاتی ہین جن مین انوارِ قبولیت اور عزت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہین اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہین نہ نحوست اور نکبت پر✝ قرآنِ شریف کی پیشین گوئیون پر نظر ڈالو تو معلوم ہو کہ وہ نجومیون وغیرہ

اِن دنون مولوی **ابوعبداللہ** صاحب قصوری کا ایک رسالہ جسکے خاتمہ مین اُنہون نے الہام اور وحی کے بارہ مین کچھہ اپنی رائے ظاہر کی ہے اتفاقاً میری نظر سے گذرا اگرچہ صحت اور صفائی سے اچھی طرح نہین کھلتا کہ مولوی صاحب

کے متفاوت البیان پائی جاتی ہین اور وسیع العلم اور قوی العقل کے فکر رسا تک محدود العلم اور ضعیف العقل ہرگز نہین پہنچ سکتا تو پھر خدا جو شرکت نوعی سے بکلی پاک اور بلا شبہ مستجمع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

و رماندہ لوگون کی طرح ہرگز نہین بلکہ اُن مین صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے اور اُسمین تمام پیشین گوئیون کا یہی طریق اور طرز ہے کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے کیا اس قسم کی پیشین گوئیان کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہین ہرگز نہین ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا اور جو بات مخالف مونہہ پر لاوے اُسی کو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو اُسکے ہوجانے کا وعدہ کرنا یہہ تو صریح خدائی ہے انسان کا کام نہین۔ اِس بات کو بخوبی سمجھانے کی غرض سے ہم چند آیات قرآن شریف جو امور غیبیہ پر مشتمل ہین بطور نمونہ ذیل مین معہ ترجمہ لکھتے ہین تا عقلمند لوگ کہ جو اہل انصاف اور خدا ترس ہین بغور تمام پڑھ کر اور اُن سب پیشین گوئیون کو یکجائی نظر سے دیکھ کر خود انصاف کرین کہ کیا ایسے اخبار غیب بیان کرنا بجز خدائے قادر مطلق کسی انسان کا کام ہے اور وہ آیات معہ خلاصہ ترجمہ یہہ ہین۔

ممدوح کی اُس تحریر کا کیا منشا ہے مگر جسقدر لوگون نے میرے پاس بیان کیا ہے اور جو کچھ مین نے اُس رسالہ کو پڑھ کر معلوم کیا ہے وہ شکی طور پر اس وہم مین ڈالتا ہے کہ گویا مولوی صاحب کو اولیاء اللہ کے الہام سے انکار ہے واللہ اعلم بما فی قلبہم بہرحال جو کچھ مین نے اُنکے رسالہ سے سمجھا ہے وہ یہہ ہے کہ اوّل حضرت موصوف نے ایک لفظی بحث شروع کر کے الہام کی بابت لکھا ہے کہ الہام کے معنے لغت مین یہہ ہین۔ الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا در دل اندازد۔ اور پھر جھٹ پٹ اسپر یہہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ جبکہ الہام صرف دل کے خیال کا نام ہے خواہ نیک ہو خواہ بد تو پھر اِس سے کسی ولی یا صالح یا ایماندار کی خصوصیت نہین کیونکہ سب کسی کو انواع اقسام کے خیالات دل مین گذرتے ہین اور دُنیا مین کون ہے کہ جو خیالات سے خالی ہو اسکے بعد مولوی صاحب نے چند مجمل اور مبہم باتین لکھ کر تقریر کو ختم کر دیا ہے اور کوئی ایسی عبارت تصریح اور توضیح سے نہین لکھی جس سے معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب اِس بات کے قائل اور اقراری ہین کہ اولیاء اللہ اور مومنین کاملین خدا کے حضور مین ایک خاص رابطہ رکھتے ہین اور خدا کو

کمالات تامہ اور اپنی جمیع صفات مین واحد لاشریک ہے اُس سے مساوات کسی ذرّہ امکان کی کیونکر جائز ہو اور کیونکر کوئی مخلوق ہو کر خالق کے علوم غیر متناہیہ سے اپنے ہیچ اور ناچیز علم کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الٓر تلک ایات الکتاب الحکیم اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم قال الکافرون ان هذا لساحر مبین - وقالوا یا ایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون - کذلک ما اتی الذین من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا به بل هم قوم طاغون ط فذکر فما انت بنعمت ربک بکاهن ولا مجنون قل لئن اجتمعت الجن والانس

یہہ اُس کتاب کی آیتین ہین کہ جو جامع علوم حکمیہ ہے کیا لوگون کو اِس بات سے تعجب ہوا کہ جو ہم نے اُن مین سے ایک کی طرف یہہ وحی بھیجی کہ تو لوگون کو ڈرا اور اُنکو جو ایمان لائے یہہ خوشخبری دے کہ اُنکے لئے اُنکے ربّ کے نزدیک قدم صدق ہے کافرون نے اُس رسول کی نسبت کہا کہ یہہ تو صریح جادوگر ہے اور اُنہون نے رسول کو مخاطب کرکے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا تو تو دیوانہ ہے - اسی طرح انسے پہلے لوگون کے پاس کوئی ایسا رسول نہین آیا جسکو اُنہون نے ساحر یا مجنون نہین کہا کیا اُنہون نے ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی نہین بلکہ یہہ قوم ہی طاغی ہے سو اُنہین تو حق کا راستہ یاد دلاتا رہ اور خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ تجھے کسی جن کا آسیب اور دیوانگی ہے اُنکو کہہ کہ اگر تمام جن اور آدمی

اپنے کلام کے ذریعہ سے جب چاہتا ہے بعض اُمورِ غیبیہ پر مطلع کرتا ہے اور اپنے کلمات پاک سے اُنکو مشرّف کرتا ہے اور دوسرون کو وہ مرتبہ بحکم هل یستوی الاعمی والبصیر نہین مل سکتا غرض مولوی صاحب کی اُس طرز تحریر سے کہ جو اُنکے رسالہ مین درج ہے ضرور یہہ شبہ گذرتا ہے کہ اُنکو اولیاء اللہ کے الہام کی نسبت کچھ دل مین خلجان ہے اگر خدا نخواستہ مولوی صاحب کا منشا یہی ہے کہ جو سمجھا جاتا ہے تو کچھ شک نہین کہ مولوی صاحب نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اولیاء اللہ کے ملہم من اللہ ہونے سے انکار کرنا ہر یک مسلمان سے بعید ہے اور مولوی صاحبون سے بعید تر کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین کہ حضرت موسٰی کی والدہ سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا مریم سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا حواریون سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا خود قرآن شریف مین مندرج اور مرقوم ہے حالانکہ ان سب مین سے نہ کوئی نبی تھا اور نہ کوئی رسول تھا اور اگر مولوی صاحب یہہ جواب دین کہ ہم اولیاء اللہ کے ملہم من اللہ ہونے کے قائل تو ہین مگر اُسکا نام الہام نہین رکھتے بلکہ وحی رکھتے ہین اور الہام ہمارے نزدیک صرف دل کے خیال کا

برابر کر سکے کیا اِس صداقت کے ثابت ہونے مین ابھی کچھہ کسر رہ گئی ہے کہ کلام کی تمام ظاہری باطنی شوکت و عظمت علمی طاقتون اور عملی قدرتون کے تابع ہے کیا کوئی ایسا انسان بھی ہے جسنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

علی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہٖ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا- و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ط وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ط واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم

اس بات پر اتفاق کرین کہ قرآن جیسی کوئی اَور کتاب بنالاوین تو وہ کبھی بنا نہین سکینگے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہون- اور اگر تم اِس کلام کے بارے مین کہ جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کسی نوع کے شک مین ہو یعنے اگر تمہارے نزدیک یہہ وہ کلام آپ بنالیا ہے یا جنّات سے سیکھا ہے یا جادو کی قسم ہے یا شعر ہے یا کسی اَور قسم کا شک ہے تو تم بھی اگر سچّے ہو تو بقدر ایک سورۃ اُسکی مثل بنا کر دکھلاؤ اور اپنے دوسرے مددگارون یا معبودون سے مدد لیلو اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہین سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندہن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لئے طیّار کی گئی ہے- اور کافر باہم پوشیدہ طور پر یہہ باتین کرتے ہین کہ یہہ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اسمین کیا زیادتی ہے ایک تمسا آدمی ہے

نام ہے جسمین کافر اور مومن اور فاسق اور صالح مساوی ہین اور کسی کی خصوصیت نہین تو یہہ صرف نزاعِ لفظی ہے اور اِسمین بھی مولوی صاحب غلطی پر ہین کیونکہ لفظ الہام کہ جو اکثر جگہہ عام طور پر وحی کے معنون پر اطلاق پاتا ہے وہ باعتبار لغوی معنون کے اطلاق نہین پاتا بلکہ اطلاق اُسکا باعتبار عرفِ علماء اسلام ہے کیونکہ قدیم سے علماء کی ایسی ہی عادت جاری ہوگئی ہے کہ وہ ہمیشہ وحی کو خواہ وحیِ رسالت ہو یا کسی دوسرے مومن پر وحیِ اعلام نازل ہو الہام سے تعبیر کرتے ہین اِس عرف کو وہی شخص نہین جانتا ہوگا جسکو حق کے قبول کرنے سے کوئی خاص غرض سدِّ راہ ہے ورنہ قرانِ شریف کی صدہا تفسیرون مین سے اَور کئی ہزار کُتبِ دین مین سے کسی ایک تالیف کو بھی کوئی پیش نہین کر سکتا جس مین اِس اطلاق سے انکار کیا گیا ہو بلکہ جابجا مفسّرون نے وحی کے لفظ کو الہام ہی سے تعبیر کیا ہے کئی احادیث مین بھی یہی معنے ملتے ہین جس سے مولوی صاحب بے خبر نہین ہین پھر نہ معلوم کہ مولوی صاحب نے کہان سے اور کس سے سُن لیا کہ لفظِ الہام کے کُتبِ دین مین وہی معنے کرنے چاہئیے کہ جو کُتبِ لُغت مین مندرج

اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ سے کسی جزئی مین اس سچائی کو دیکھہ نہین لیا۔ پس جبکہ یہہ صداقت اسقدر قوی اور مستحکم اور شایع اور متعارف ہے کہ کسی درجہ کی عقل اُسکے سمجھنے سے قاصر نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

افتاتون السحر وانتم تبصرون - قال ربی یعلم القول فی السماء والارض وھو السمیع العلیم ۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افترٰہ بل ھو شاعر فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون - خلق الانسان من عجل ساوریکم اٰیاتی فلا تستعجلون - سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق - ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کارھون

سو کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کے پیچ مین آتے ہو۔ پیغمبر نے کہا کہ میرا خدا ہر بات کو جانتا ہے خواہ آسمان مین ہو خواہ زمین مین وہ اپنی ذات مین سمیع اور علیم ہے جس سے کوئی بات چھپ نہین سکتی مگر کافر پیغمبر کی کب سُنتے ہین وہ تو قرآن کی نسبت یہہ کہتے ہین کہ یہہ پراگندہ خوابین ہین بلکہ یہہ بھی کہتے ہین کہ اُسنے آپ بنالیا ہے بلکہ اُنکا یہہ بھی مقولہ ہے کہ یہہ شاعر ہے بھلا اگر سچا ہے تو ہمارے روبرو کوئی نشان پیش کرے جیسے پہلے نبی بھیجے گئے تھے - انسان کی فطرت مین جلدی ہے عنقریب مین تمکو اپنے نشان دکھلاؤنگا سو تم مجھسے جلدی تو مت کرو - عنقریب ہم انکو معمورۂ عالم کے کنارون تک نشان دکھلائینگے اور خود اُنہین مین ہمارے نشان ظاہر ہونگے یہانتک کہ حق اُن پر کُھل جائیگا - کیا یہہ کہتے ہین کہ اسکو جنون ہے نہین نہین بلکہ بات تو یہہ ہے کہ خدا نے اُنکی طرف حق بھیجا اور وہ حق کے قبول کرنیسے کراہت کررہے ہین

ہین جبکہ سوادِ اعظم عُلماء کا الہام کو وحی کا مترادف قرار دینے مین متفق ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسکو استعمال کیا ہے تو پھر اُس سے انحراف کرنا صریح تحکّم ہے کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین کہ علمِ شریعت مین اسی طرح صدہا عُرفی الفاظ ہین جنکے مفہوم کو لغوی معنون مین محدود کرنا ایک ضلالت ہے خود وحی کے لفظ کو دیکھئے کہ اُسکے وہ معنے جنکی رو سے خدا کی کتابین وحی رسالت کہلاتی ہین کہان لُغت سے ثابت ہوتے ہین اور کس کتابِ لُغت مین وہ کیفیّتِ نزولِ وحی لکھی ہے جس کیفیت سے خدا اپنے مرسلون سے کلام کرتا ہے اور اُن پر اپنے احکام نازل کرتا ہے اسی طرح اسلام کے لفظ مین نظر کیجئے کہ اُسکے لُغوی معنے تو صرف یہی ہین کہ جو کسی کو کام سونپنا یا ترک مقابلہ اور فروگذاشت اور اطاعت اُسمین یہہ مضمون کہان ماخوذ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنا پس اگر ہر یک لفظ کا لُغت ہی سے فیصلہ کرنا چاہیئے تو اِس حالت مین اسلام بھی الہام کی طرح مولوی صاحب کے نزدیک صرف صُلح یا کام سونپنے کا نام ہوگا اور دوسرے سب معانی ناجائز اور غیر صحیح ٹھہرینگے نعوذ باللہ من زلت الفکر وقلت النظر

تو اس صورت مین نہایت درجہ کا نادان وہ شخص ہے کہ جو افرادِ ناقصۂ انسانی مین تو اس صداقت کو مانتا ہے مگر اُس ذاتِ کامل کے کلامِ مقدس مین جسکا اپنے علومِ تامہ مین یکتا اور بے نظیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن بل اتینٰھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون۔ ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون۔ والشعراء یتبعھم الغاون الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون ما لا یفعلون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

اور اگر خدا اُنکی خواہشون کی پیروی کرتا تو زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن مین ہے سب بگڑ جاتا بلکہ ہم اُنکے لئے وہ ہدایت لائے ہین جسکے وہ محتاج ہین سو جس ہدایت کے وہ محتاج ہین اُسی سے کنارہ کش ہین کیا مین تمکو یہہ خبر دون کہ جنات کن لوگون پر اترا کرتے ہین جنات اُنہین پر اترا کرتے ہین کہ جو دروغگو اور معصیت کار ہین اور اکثر اُنکی بیشین گوئیان جہوٹی ہوتی ہین۔ اور شاعرون کی پیروی تو وہی لوگ کرتے ہین کہ جو گمراہ ہین۔ کیا تمہین معلوم نہین کہ شاعر لوگ قافیہ اور ردیف کے پیچھے ہریک جنگل مین بھٹکتے پہرتے ہین یعنے کسی حقانی صداقت کے پابند نہین رہتے اور جو کچہہ کہتے ہین وہ کرتے نہین اور ظالمون کو عنقریب معلوم ہوگا کہ انکا مرجع اور مآب کونسی جگہہ ہے۔ اور قرآن کو ہم نے ضرورت حقہ کے ساتہہ اُتارا ہے اور حقانیت کے ساتہہ اُترا ہے

غرض یہہ کسی پر پوشیدہ نہین کہ ہریک علم مین خواہ علمِ ادیان ہو اور خواہ علمِ ابدان اور خواہ کوئی دوسرا علم ہو ایسے الفاظ عرفیہ ضرور مستعمل ہوا کرتے ہین جن سے مقاصدِ اصطلاحی اُس علم کے واضح اور روشن ہو جائین اور علما کو اِس بات سے چارہ اور گریز گاہ نہین کہ اُس علم کے افادہ استفادہ کی غرض سے بعض الفاظ کے معانی اپنے عرف مین اپنے مطلب کے موافق مقرر کرلین کما لایخفی علی الناظر لیکن اگر مولوی صاحب عرفِ علماء کو اختیار کرنا نہین چاہتے تو اُنہین اختیار ہے کہ جو اولیاء اللہ کو خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اُسکا نام وحیٔ اطلاع اور وحیٔ اعلام رکھین مگر مناسب ہے کہ اِسقدر ضرور ظاہر کر دین کہ ہم مین اور دوسری تمام جماعت مسلمانون مین نزاع لفظی ہے یعنے جن اعلاماتِ الہیّہ کا نام ہم وحی رکھتے ہین اُنہین کو علماءِ اسلام اپنے عرف مین الہام بھی کہہ دیا کرتے ہین لیکن اصل مطلب مین ہمارا اور اُنکا بکلی اتفاق ہے تا لوگ اُنکی نسبت شبہ اور شک مین نہ رہین اور اُنکی مشتبہ کلام موجب فتنہ نہ ٹھہرے۔ اور اگر یہہ حال ہے کہ مولوی صاحب کو خود اسی امر مین شک ہے کہ خدا کسی مسلمان

ہونا سب کے نزدیک مسلّم ہے صداقتِ مذکورہ کے ماننے سے مونہہ پھیرتا ہے۔ بعض اسلام کے مخالف یہہ حجّت پیش کرتے ہین کہ اگرچہ عقلی طور پر یہی واجب معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ خدا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وانه لكتاب عزيز لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد - ومن لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض وليس له من دونه اولياء - انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون - قل جاء الحق وما يبدء الباطل وما يعيد - وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون - وقالت

اور وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہمیشہ باطل کی آمیزش سے منزہ رہیگی اور کوئی باطل اُسکا مقابلہ نہین کرسکا اور نہ آئندہ کسی زمانہ مین مقابلہ کریگا یعنے اُسکی کامل صداقتین کہ جو ہریک باطل سے منزہ ہین تمام باطل پرستون کو کہ جو پہلے اُس سے پیدا ہوئے یا آئندہ کبھی پیدا ہوون ملزم اور لاجواب کرتی رہنگی اور کوئی مخالفانہ خیال اُسکے سامنے تاب مقاومت نہین لائیگا اور جو شخص اُسکے قبول کرنیسے انکار کرے وہ خدا کو اپنا غلبہ ظاہر کرنیسے روک نہین سکیگا۔ اور خدا کے مقابلہ پر کوئی اُسکا حامی نہین ہمنے یہہ کلام آپ اُتارا ہے اور ہم آپ ہی اُسکے نگہبان رہینگے۔ انکو کہہ کہ حق آگیا اور باطل بعد اسکے نہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالیگا جسکا نمونہ قرآن مین موجود نہ ہو اور نہ اپنی پہلی حالت پر عود کریگا۔ اور کافرون نے کہا کہ اس قرآن کو مت سُنو اور جب تمکو سنایا جائے تو تم بک بک کرنے سے اسمین ایک شور ڈالدیا کرو تا ایسی طرح غلبہ

سے بطور الہام بھی کلام کرتا ہے تو یہہ عاجز بفضل اللہ و رحمتہ و بحکم واما بنعمة ربك فحدث کسیقدر بطور نمونہ ایسے الہامات بیان کرسکتا ہے جن سے خود یہہ عاجز مشرف ہوا اور جن سے مولوی صاحب کو بکلّی تسلّی اور تشفّی حاصل ہو جائے اور جن پر غور کرنے سے یہہ بھی مولوی صاحب کو معلوم ہو کہ یہ علوم ربّانی اور اسرار آسمانی کہ جو مسلمانون پر بذریعۂ الہام یقینی اور قطعی منکشف ہوتے ہین یہہ اسلام کے مخالفون کو ہرگز حاصل نہین ہو سکتے اور نہ کبھی ہوئے اور نہ کسی مخالف اسلام کی طاقت ہے کہ انکے مقابلہ پر دم مار سکے چنانچہ وہ بعض الہامات جنکو مین اس جگہ لکھنا مناسب سمجھتا ہون بہ تفصیل ذیل ہین۔

صورتِ اوّل الہام کی منجملہ اُن کئی صورتون کے جن پر خدا نے مجھہ کو اطلاع دی ہے یہہ ہے کہ جب خداوند تعالی کوئی امر غیبی اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھہ تھوڑی غنودگی کی حالت مین جاری کر دیتا ہے اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہین وہ ایسی پُر شدت اور عنیف

بے مثل چاہیئے لیکن ایسا کلام کہاں ہے جسکا بے مثل ہونا کسی صریح دلیل سے ثابت ہو اگر قرآن بے نظیر ہے تو اُسکی بے نظیری کسی واضح دلیل سے ثابت کرنی چاہیئے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذی انزل على الذين امنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون - فلنذيقن الذين كفروا عذابا شديدا ولنجزينهم اسوء الذی كانوا يعملون - يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكافرون - هو الذی ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون

بعض یہود اور عیسائیوں نے کہا کہ یوں کرو کہ دن کے اول وقت میں تو ایمان لاؤ اور دن کے آخری وقت یعنے شام کو حقیقتِ اسلام سے منکر ہو جاؤ تا شاید اسی طور سے لوگ اسلام کی طرف رجوع کرنے سے ہٹ جائیں سو ہم اُنکو ایک سخت عذاب چکھائینگے اور جیسے اُنکے بُرے اور بدتر عمل ہیں ویسا ہی اُنکو بدلہ ملیگا۔ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں پر خدا اپنے کام سے ہرگز نہیں رُکیگا جب تک اُس نور کو کامل طور پر پورا نہ کرے اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کریں۔ وہ خدا وہ قادر ذوالجلال ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ اسلئے بھیجا ہے تا دُنیا کے تمام دینوں پر اُسکو غالب کرے اگرچہ مشرک لوگ کراہت ہی کریں۔

صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں جیسے گرتے ہیں یعنے اولے یکبارگی ایک سخت زمین پر گرتے ہیں یا جیسے تیز اور پُرزور رفتار میں گھوڑے کا سُم زمین پر پڑتا ہے اِس الہام میں ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے جس سے تمام بدن متأثر ہو جاتا ہے اور زبان ایسی تیزی اور بارعب آواز میں خود بخود دوڑتی جاتی ہے کہ گویا وہ اپنی زبان ہی نہیں اور ساتھہ اسکے جو ایک تھوڑی سی غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے وہ الہام کے تمام ہونیکے بعد فی الفور دور ہو جاتی ہے اور جب تک کلماتِ الہام تمام نہ ہوں تب تک انسان ایک میّت کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے۔ یہہ الہام اکثر ان صورتوں میں نازل ہوتا ہے کہ جب خداوند کریم و رحیم اپنی عین حکمت اور مصلحت سے کسی خاص دُعا کو منظور کرنا نہیں چاہتا یا کسی عرصہ تک توقف ڈالنا چاہتا ہے یا کوئی اور خبر پہنچانا چاہتا ہے کہ جو بمقتضا بشریت انسان کی طبیعت پر گران گذرتی ہو مثلاً جب انسان جلدی سے کسی امر کا حاصل کرلینا چاہتا ہو اور وہ حاصل ہونا حسب مصلحتِ ربانی اُسکے لئے مقدر نہ ہو یا توقف سے مقدر ہو اِس قسم کے الہام بھی یعنے جو سخت اور گران صورت کے

اُسکی بے مثل بلاغت پر صرف وہی شخص مُطّلع ہو سکتا ہے جسکی اصل زبان عربی ہو اور لوگون پر اُسکی بے نظیری حُجّت نہین ہو سکتی اور نہ وہ اُس سے منتفع ہو سکتے ہین - امّا الجواب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد ان ما توعدون لآت وما انتم بمعجزین - وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ و حبل من الناس و باؤ بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذالک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ و یقتلون الانبیاء بغیر حق ذالک بما عصوا و کانوا یعتدون

کافرون کو کہہ دے کہ تم عنقریب مغلوب کیئے جاؤ گے اور پہر آخر جہنّم مین پڑو گے - جو کچہہ تمہین وعدہ دیا جاتا ہے یعنے دین اسلام کا عزت کے ساتہہ دنیا مین پہیل جانا اور اُسکے روکنیوالون کا ذلیل اور رسوا ہونا یہہ وعدہ عنقریب پورا ہونیوالا ہے اور تم ہرگز اُسکو روک نہین سکوگے - یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتہہ باندہا ہوا ہے یعنے جو کچہہ ہے انسان کی تدبیرون سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرّفات سے عاجز ہے سو خدا نے ہمیشہ کے لئے یہودیون کے ہاتہہ کو باندہ دیا ہے تا اگر اُنکے فکر اور اُنکی تدبیرین کچہہ مفید ہین تو اُنکے زور سے دنیا کی حکومتین اور بادشاہتین حاصل کرلین - اُن پر ذلّت کی مار ڈالی گئی ہے یعنے جہان رہینگے ذلیل اور محکوم بنکر رہینگے اور اُنکے لئے یہہ مقرر کیا گیا ہے کہ بجز کسی قوم کے ماتحت رہنے کے کسی ملک مین خود بخود عزّت کے ساتہہ نہین رہینگے ہمیشہ کمزوری اور ناتوانی اور بدبختی اُنکے شامل رہیگی وجہ یہہ کہ وہ خدا کے نشانون سے انکار کرتے رہے ہین اور خدا کے نبیون کو ناحق قتل کرتے رہے ہین یہہ اسلئے کہ وہ معصیت اور نافرمانی مین حد سے زیادہ بڑہ گئے -

الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہین بعض اوقات مجہہ کو ہوتے رہے ہین جسکا بیان کرنا موجب طوالت ہے مگر ایک مختصر فقرہ بطور نمونہ بیان کرتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ شاید تین سال کے قریب عرصہ گذرا ہوگا کہ مین نے اسی کتاب کے لئے دعا کی کہ لوگ اِسکی مدد کی طرف متوجّہ ہون تب یہی الہام شدید الکلمات جسکی مین نے ابہی تعریف کی ہے اِن لفظون مین ہوا (بالفعل نہین) اور یہہ الہام جب اِس خاکسار کو ہوا تو قریب دس یا پندرہ ہندو اور مسلمان لوگون کے ہونگے کہ جو قادیان مین ابتک موجود ہین جنکو اسی وقت اِس الہام سے خبر دی گئی اور پہر اُسی کے مطابق جیسے لوگون کی طرف سے عدم توجہی رہی وہ حال بہی اِن تمام صاحبون کو بخوبی معلوم ہے - دوسری قسم الہام کی یعنے وہ قسم جسمین کچہہ ملائمت سے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہین اِس قسم مین اپنے ذاتی مشاہدات مین سے صرف اسقدر لکہنا کافی ہے کہ جب پہلے الہام کے بعد جسکو مین ابہی ذکر کر چکا ہون ایک عرصہ گذر گیا اور لوگون کی عدم توجہی سے طرح طرح کی دقّتین پیش آئین اور مشکل حد سے بڑہ گئی تو ایک دن قریب مغرب کے خداوند کریم نے یہہ الہام کیا

واضح ہو کہ یہہ عذرِ خام اُنہین لوگون کا ہے جنہون نے دلی صدق سے کبھی اس طرف توجہ نہین کی کہ قرآن کی بے نظیری کو کسی صاحب علم سے معلوم کرین بلکہ فرقانی نورون کو دیکھہ کر دوسری طرف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد ۔ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی ان اللّٰہ لقوی عزیز ویخوفونک بالذین من دونہٖ ۔ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون ۔ ان ولیی اللّٰہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین واصبر لحکم ربک فانک باعیننا واللّٰہ یعصمک من الناس۔

ہمارا قانون قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبرون اور ایمانداروں کو دُنیا اور آخرت مین مدد دیا کرتے ہین ۔ خدا نے یہی لکھا ہے کہ مین اور میرے پیغمبر غالب رہینگے خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے ۔ اور کافر تجھے خدا کے سوا اور چیزون سے ڈراتے ہین انکو کہہ کہ تم میرے مغلوب کرنیکے لئے اپنے معبودون سے کہ جو تمہارے زعم مین خدا کے شریک ہین مدد طلب کرو اور میرے ناکام رہنے کے لئے ہر ایک طور کا مکر کرو اور مجھے ذرا مُہلت مت دو میرا کارساز وہ خدا ہے جس نے اپنی کتاب کو نازل کیا ہے اور وہ اسکا یہی قانون قدرت ہے کہ وہ صالحین کے کامون کو آپ کرتا ہے اور انکی مہمات کا خود متولی ہوتا ہے اور اپنے خداوند کے حکم پر صبر کر اور صبر سے اُسکے وعدون کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تجھے ان لوگون کے شر سے بچائیگا کہ جو تیرے قتل کرنے کی گھات مین

ھزّ الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیًا ۔ سو مین نے سمجھ لیا کہ یہہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اِس حصّہ کتاب کے لئے سرمایہ جمع ہوگا اور اِسکی خبر بھی بدستور کئی ہندوؤں اور مسلمانون کی دی گئی اور اتفاقاً اُسی روز یا دوسرے روز حافظ ہدایت علی خان صاحب کہ جو اُن دِنون اِس ضلع مین اکسٹرا اسسٹنٹ تھے قادیان مین آگئے اُنکو بھی اِس الہام سے اطلاع دی گئی اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ اُسی ہفتہ مین مین نے آپکے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو بھی اِس الہام سے اطلاع دی تھی اب خلاصہ کلام یہہ کہ اِس الہام کے بعد مین نے حسب الارشاد حضرت احدیت کسیقدر تحریک کی تو تحریک کرنیکے بعد لاہور لُدھیانہ اور راولپنڈی کوٹلہ مالیر اور چند دوسرے مقامون سے جسقدر اور جہان سے خدا نے چاہا اُس حصّہ کے لئے جو چھپتا تھا مدد پہنچ گئی والحمد للّٰہ علی ذالک اور اسی الہام کی قسم مین اور اُنہین دِنون مین ایک عجیب بات یہہ ہوئی کہ ایک دن صبح کے وقت کچھہ تھوڑی سی غنودگی مین یکدفعہ زبان پر جاری ہوا عبد اللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان چنانچہ چند ہندو

مونہہ پھیر لیتے ہین تا ایسا نہ ہو کہ کسی قدر یہ تو وہ اُس نور کا اُن پر پڑ جائے ورنہ قرآن شریف کی بے نظیری حق کے طالبون کے لئے ایسی ظاہر اور روشن ہے کہ جو آفتاب کی طرح اپنی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ولقد ارسلنا من قبلك رسلا الى قومهم فجاءوا بالبينات فانتقمنا من الذين اجرموا وكان حقا علينا نصر المومنين - ولقد استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون - قل سيروا في الارض ثم انظروا كيف كان عاقبة المكذبين وقالوا لولا نزل عليه اية من ربه قل ان الله قادر على ان ينزل اية ولكن اكثرهم

اور ہم نے تجہہ سے پہلے کئی پیغمبر اُنکی قوم کی طرف بہیجے اور وہ بھی روشن نشان لائے پس آخر ہم نے اُن مجرم لوگون سے بدلہ لیا جنہون نے اُن نبیون کو قبول نہین کیا تہا اور ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مومنون کی مدد کرنا ہم پر ایک حق لازم ہے یعنے قدیم سے عادت الہیہ اسی طرح پر جاری ہے کہ سچے نبی ضایع نہین چہوڑے جاتے اور اُنکی جماعت متفرق اور پراگندہ نہین ہوتی بلکہ اُنکو مدد ملتی ہے اور تجہہ سے پہلے بھی پیغمبرون سے ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا رہا ہے مگر ہمیشہ ٹھٹھا کرنیوالے اپنے ٹھٹھے کا بدلہ پاتے رہے ہین - اُنکو کہہ کہ زمین کا سیر کرکے دیکہو کہ جو لوگ خدا کے نبیون کو جہٹلاتے رہے ہین اُنکا کیا انجام ہوا ہے اور کافر کہتے ہین کہ اِسپر کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے کیون نازل نہ ہوئی کہہ خدا نشانون کے نازل کرنے پر قادر ہے مگر اکثر لوگ

کہ جو اُسوقت میرے پاس تہے کہ جو ابہی تک اسی جگہہ موجود ہین اُنکو بھی اُس سے اطلاع دی گئی اور اُسی دن شام کو جو اتفاقاً اُنہین ہندوؤن مین سے ایک شخص ڈاکخانہ کی طرف گیا تو وہ ایک صاحب عبد اللہ خان نامی کا ایک خط لایا جسکے ساتہہ ہی کسیقدر روپیہ بھی آیا - اور واقعہ مذکورہ سے کچہہ دن پہلے ایک نہایت عجیب نشان الہی ظہور مین آیا اُسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ ایک ہندو آریہ باشندہ اسی جگہہ کا طالب علم مدرسہ قادیان جسکی عمر بیس یا بائیس برس کی ہوگی کہ جو ابہی تک اس جگہہ موجود ہے ایک مدت سے بمرض دِق مبتلا تہا اور رفتہ رفتہ اُسکی مرض انتہا کو پہنچ گئی اور آثارِ مایوسی کے ظاہر ہوگئے ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے نا اُمید ہوکر بہت بیقراری سے رویا میرا دل اُسکی عاجزانہ حالت پر پگہل گیا اور مین نے حضرتِ احدیت مین اُسکے حق مین دعا کی چونکہ حضرتِ احدیت مین اُسکی صحت مقدر تہی اِس لئے دعا کرنے کے ساتہہ ہی یہہ الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردا وسلاما یعنے ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ اُسیوقت اُس ہندو اور نیز کئی اَور ہندوؤن کو کہ جو ابتک اِس قصبہ مین موجود ہین اور اِس جگہہ کے باشندہ ہین اُس

شعاعوں کو ہر طرف پھیلا رہی ہے جسکے سمجھنے اور جاننے کے لئے کوئی وقت اور اشتباہ نہیں اور اگر تعصب اور عناد کی تاریکی درمیان میں نہ ہو تو وہ کامل روشنی ادنیٰ التفات سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الا یعلمون قل هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم بأس بعض انظر کیف نصرف الآیات لعلهم یفقهون - ویقولون متیٰ هذا الوعد ان کنتم صادقین قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله لکل امة اجل اذا جاء اجلهم فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون

نہیں جانتے - کہہ وہ اِس بات پر قادر ہے کہ تمکو نشان دکھلانے کے لئے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب نمودار ہو یا ایمانداروں کی لڑائی سے تمکو عذاب کا مزہ چکھاوے دیکھو ہم کیونکر آیات کو پھیرتے ہیں تا وہ سمجھ لیں - اور کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ کہ یہہ وعدہ کب پورا ہوگا - کہہ مجھے تو اپنے نفس کے نفع وضرر کا بھی اختیار نہیں مگر جو خدا چاہے وہی ہوتا ہے ہر یک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت مقررہ اُنکا پہنچتا ہے تو پھر نہ اُس سے ایک ساعت پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ ایک ساعت آگے ہو سکتے ہیں -

الہام سے اطلاع دی گئی اور خدا پر کامل بھروسا کر کے دعویٰ کیا گیا کہ وہ ہندو ضرور صحت پا جائیگا اور اِس بیماری سے ہرگز نہیں مریگا چنانچہ بعد اسکے ایک ہفتہ نہیں گذرا ہوگا کہ ہندو مذکور اُس جان گداز مرض سے بکلی صحت پا گیا والحمد لله علیٰ ذالك - اب دیکھئے مولوی صاحب !!! ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کا حوالہ دیکر اور دیانند پنڈت کے تابعین کی گواہی دلا کر مسلمانوں کے سچے اور بابرکت الہام کا ثبوت دیا گیا ہے بھلا دُنیا میں اِس سے مضبوط تر کوئی ثبوت ہوگا کہ خود مذہب کے مخالفوں کو ہی گواہ قرار دیا جائے مہربان من کہاں اور کس مُلک میں آپ نے دیکھا کہ کبھی اِس قسم کے سچے اور بابرکت الہام جن میں ایک مایوس کے زندہ رہنے کی خبر دی گئی گویا مُردہ کے جینے کی بشارت ملی کسی اَور فرقہ عیسائی یا آریہ یا برہمو میں ایسے سخت مخالفوں کی گواہی سے ثابت ہوئے ہوں اگر کوئی چشم دیدہ ماجرا یاد ہے تو ایک آدہ کا نام تو بتائیے - اب کہئیے کہ یہہ مبارک الہام خاصّہ اُمّت محمدیہ ہے یا نہیں اسی طرح ایسے ہی صدہا اعلیٰ درجہ کے الہاموں کی نسبت ہمارے پاس اِسقدر ثبوت ہیں کہ جنکو

معلوم ہو سکتی ہے۔ یہہ سچ ہے کہ فرقان مجید کی بے نظیری کی بعض وجوہ ایسی ہین کہ اُن کے جاننے کے لئے کسیقدر علمِ عربی درکار ہے مگر یہہ بڑی غلطی اور جہالت ہے کہ ایسا خیال کیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم۔ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰه زدناهم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون۔ ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انهم لن یضروا اللّٰه شیئا ولهم عذاب عظیم۔ کداب اٰل فرعون والذین من قبلهم کفروا بایات اللّٰه فاخذهم اللّٰه بذنوبهم

کہہ اے میری قوم تم بجائے خود کام کرو اور مین بجائے خود کام کرتا ہون سو تمہین عنقریب معلوم ہو جاویگا کہ کس پر اسی دُنیا مین عذاب نازل ہوتا ہے کہ جو اُسکو رسوا کرے اور کس پر جاودانی عذاب نزول کرتا ہے یعنے آخرت کا عذاب جن لوگون نے کفر اختیار کیا ہے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اُن پر ہم آخرت کے علاوہ اسی دُنیا مین عذاب نازل کرینگے اور اُنکے فساد کا انہین بدلہ ملیگا۔ اور تجھے کافرون کی بد اندیشی سے غمناک نہین ہونا چاہئیے وہ خدا کے دین کا کچھہ بھی بگاڑ نہین سکینگے اور اُنکے لئے خدا نے بزرگ عذاب مقرر کر رکہا ہے جیسے فرعون کے خاندان اور اُس سے پہلے کافرون کا حال ہوا کہ جب اُنہون نے خدا کے نشانون سے انکار کرنا اختیار کیا تو خدا نے اُن سے اُنکے گناہون کا مواخذہ کیا

آپ گن نہ سکین۔ آپ نے دن کو رات تو قرار دیا پر اب آفتاب کو کہان چہپاؤگے۔ آپکو دینِ اسلام کے مخالفون کے گہر کی بھی کچھہ خبر ہے۔ نور ایمان کیا وہان تو ایمان ہی نہین۔ ومن لم یجعل له اللّٰه نورا فما له من نور۔ اور اگر آپ یہہ کہین کہ ہم اولیاء اللہ کے الہام کو مانتے ہین اور اُسکو خاصّہ اُمّتِ محمدیّہ بھی جانتے ہین مگر اُس الہام کو جو اولیا کو ہوتا ہے علمِ قطعی کا موجب نہین سمجھتے بلکہ علمِ ظنّی کا موجب سمجھتے ہین تو یہہ قول آپکا صرف ایک وسوسہ ہے جس پر کوئی دلیلِ عقلی یا نقلی قایم نہین ہو سکتی بلکہ تجربۂ صحیحہ و متواترہ اور آیاتِ محکمۂ فرقانی اِسکے ابطال پر دلایل قایم کرتی ہین اور در حقیقت ایسے وساوس اُنہین لوگون کے دلون مین اُٹھتے ہین کہ جو الہام الٰہی کی کامل روشنی سے بے خبر ہین اور علمِ لدُنّی کی قدر شناسی سے بے بہرہ ہین اور جو بے انتہا مراتب یقین اور معرفت تک خدا اپنے طالبون کو پہنچا سکتا ہے اُن عطیاتِ الٰہیّہ سے غافل ہین اُنکو یہہ سمجھہ نہین کہ جس خدا نے اپنے بندون کے دلون مین لدُنّی علم کو یقینی طور پر حاصل کرنیکے لئے سخت جوش ڈالا ہے اور اُنکو پوری معرفت اور پوری بصیرت

جانئے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہین یا تمام عجائباتِ قرآنیہ اور جمیع خواصِ عظمیٰ فرقانیہ صرف عربون پر ہی کہل سکتے ہین اور دوسرون کے لئے تمام

بقیہ حاشیہ نمبرا

ان اللہ قوی شدید العقاب۔ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم وانا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون ط ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ وقل الحمد للہ سیریکم اٰیاتہ فتعرفونہا وما ربک بغافل عما تعملون۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اور بہ تحقیق خدا بڑا طاقت والا اور سزا دینے مین سخت ہے۔ اور اُنکی شرارتون کے دفع کرنے کے لئے خدا تجہے کافی ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے اور ہم اِس بات پر قادر ہین کہ جو کچہہ ہم اُنکی نسبت وعدہ کرتے ہین وہ تجہے دکہلاوین۔ اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ کیون اُسپر اُسکے رب کی طرف سے کوئی نشان تائیدِ دین کا نازل نہ ہوا سو اُنکو کہہ کہ علمِ غیب خدا کا خاصہ ہے پس تم نشان کے منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتہہ منتظر ہون۔ اور کہہ خدا سب کامل صفتون کا مالک ہے عنقریب وہ تمہین اپنے نشان دکہلائیگا ایسے نشان کہ تم اُنکو شناخت کرلوگے اور خدا تمہارے عملون سے غافل نہین ہے۔ ہم نے تمہاری طرف یہہ رسول اُسی رسول کی مانند بہیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بہیجا گیا تہا

اور پورے نور تک پہنچنے کے لئے اپنے غیبی جذبات سے بیقرار کردیا ہے وہ خداوندِ کریم ایسا نہین ہے کہ اُنکے جوشون اور اُنکے دردون اور اُنکی عاشقانہ سعی اور سرگرمی کو ضایع کرے یہہ ممکن ہی نہین کہ جسقدر اُسنے بہوک بہڑکادی اُسقدر روٹی عطا نہ کرے اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی نہ پلاوے۔ ایک اُسکے لئے مرتا ہے اور اُسکی معرفت کو جان سے زیادہ چاہتا ہے اور اپنی جان کی ساری طاقتون سے اور اپنے وجود کی تمام قوتون سے اُسکی طرف دوڑتا ہے کیا خدا اُسپر رحم نہین کرتا کیا وہ اُسکی طرف نظر اُٹہاکر نہین دیکہتا۔ کیا اُسکی دُعائین قبولیت کے لائق نہین۔ کیا اُسکی فریادین کبہی خدا تک نہین پہنچ سکتین۔ کیا خدا اُسے ناکامی کی حالت مین ہلاک کردیگا۔ کیا وہ ہزارون دردون کے ساتہہ قبر مین اُتریگا اور خدا اُسکا علاج نہین کریگا۔ کیا وہ مولیٰ کریم اُسے ردّ کردیگا اور چہوڑ دیگا۔ کیا خدا اپنے صادق اور فرمان بردار طالب کو اپنے نبیون کا راہ نہین دکہلائیگا اور اپنی خاص نعمت سے متمتع نہین کریگا۔ بلاشبہ وہ اپنے طالبون کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جو لوگ اُسکی

راہین اُنکے دریافت کرنے کی مسدود ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہ بات ہریک اہلِ علم پر واضح ہے کہ اکثر وجوہِ بے نظیری فرقان کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہین کہ جنکے جاننے اور معلوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً فکیف تتقون ان کفرتم۔ اکفارکم خیر من اولٰئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

سو جب فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس سے ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا یعنے اُسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود کیا گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمان رہکر بچ سکتے ہو کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہین یا تم خدا کی کتابوں مین معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنیٰ اور بری قرار دیئے گئے ہو۔ کیا یہ لوگ کہتے ہین کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتحیاب ہے عنقریب یہ ساری جماعت پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگیگی اور ہمیشہ اُن کافروں کو کوئی نہ کوئی کوفت پہنچتی رہیگی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائیگا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے خدا تخلف وعدہ نہین کریگا۔ اور رسولون کے حق مین پہلے سے ہماری یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہمیشہ نصرت

طرف دوڑتے ہین وہ اُنکی طرف اُنسے بہت زیادہ دوڑتا ہے۔ جو لوگ اُسکا قرب چاہتے ہین وہ اُنسے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے وہ اُنکی آنکھین ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہین اور اُنکے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتے ہین۔ اب تم آپ ہی سوچو کہ کیا آنکھین اور کان وہ عالم الغیب ہے کیا ایسا شخص اپنے لدنی علم مین نورِ یقین تک نہین پہنچیگا اور ظنون مین ڈوبا رہیگا تم یقیناً سمجھو کہ صادقون کے لئے اُسیقدر اُسکے دروازے کھل جاتے ہین جسقدر اُنکے صدق کا اندازہ ہے۔ اُسکے خزائن مین کمی نہین اُسکی ذات مین بخل نہین اُسکے فضلون کا کوئی انتہا نہین اور ترقیاتِ معرفت کی کوئی حد نہین ہان پہلے اُس نے اظہار علی الغیب کی نعمت اور علمِ لدنی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدہ رسولون کو دی مگر پھر یہ تعلیم دیکر کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ تمام سچے طالبون کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول کی متابعت سے اُس علم ظاہری اور باطنی تک پہنچ سکتے ہین کہ جو بالاصالت خدا کے نبیون کو دیا گیا انہین معنون کر کے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہین اور اگر باطنی علم کا ورثہ اُنکو نہین مل سکتا تو پھر وہ وارث کیونکر اور کیسے ہوئے کیا آن حضرت نے فرمایا نہین

جائے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہین یا تمام عجائباتِ قرآنیہ اور جمیع خواصِ عظمیٰ فرقانیہ صرف عربون پر ہی کہل سکتے ہین اور دوسرون کے لئے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ان اللّٰہ قوی شدید العقاب۔ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم۔ وانا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون۔ ویقولون لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقل انما الغیب للّٰہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ وقل الحمد للّٰہ سیریکم ایاتہ فتعرفونھا وما ربک بغافل عما تعملون۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اور بہ تحقیق خدا بڑا طاقت والا اور سزا دینے مین سخت ہے۔ اور اُنکی شرارتون کے دفع کرنے کے لئے خدا تجھے کافی ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے اور ہم اِس بات پر قادر ہین کہ جو کچھہ ہم اُنکی نسبت وعدہ کرتے ہین وہ تجھے دکہلاوین۔ اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ کیون اُسپر اُسکے ربّ کی طرف سے کوئی نشان تائیدِ دین کا نازل نہ ہوا سو اُنکو کہہ کہ علمِ غیب خدا کا خاصّہ ہے پس تم نشان کے منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتہہ منتظر ہون۔ اور کہہ خدا سب کامل صفتون کا مالک ہے عنقریب وہ تمہین اپنے نشان دکہلائیگا ایسے نشان کہ تم اُنکو شناخت کرلوگے اور خدا تمہارے عملون سے غافل نہین ہے۔ ہم نے تمہاری طرف یہہ رسول اُسی رسول کی مانند بہیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بہیجا گیا تہا۔

اور پورے نور تک پہنچنے کے لئے اپنے غیبی جذبات سے بیقرار کردیا ہے وہ خداوندِ کریم ایسا نہین ہے کہ اُنکے جوشون اور اُنکے دردون اور اُنکی عاشقانہ سعی اور سرگرمی کو ضایع کرے۔ یہہ ممکن ہی نہین کہ جسقدر اُسنے بہوک بہڑکادی اُسقدر روٹی عطا نہ کرے اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی نہ پلاوے۔ ایک اُسکے لئے مرتا ہے اور اُسکی معرفت کو جان سے زیادہ چاہتا ہے اور اپنی جان کی ساری طاقتون سے اور اپنے وجود کی تمام قوّتون سے اُسکی طرف دوڑتا ہے کیا خدا اُسپر رحم نہین کرتا کیا وہ اُسکی طرف نظر اُٹہاکر نہین دیکہتا۔ کیا اُسکی دُعائین قبولیت کے لائق نہین۔ کیا اُسکی فریادین کبہی خدا تک نہین پہنچ سکتین۔ کیا خدا اُسے ناکامی کی حالت مین ہلاک کردیگا۔ کیا وہ ہزارون دردون کے ساتہہ قبر مین اُتریگا اور خدا اُسکا علاج نہین کریگا۔ کیا وہ مولیٰ کریم اُسے ردّ کردیگا اور چہوڑ دیگا۔ کیا خدا اپنے صادق اور فرمان بردار طالب کو اپنے نبیون کی راہ نہین دکہلائیگا اور اپنی خاص نعمت سے متمتع نہین کریگا۔ بلاشبہ وہ اپنے طالبون کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جو لوگ اُسکی

راہین اُنکے دریافت کرنے کی مسدود ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ بات ہریک اہل علم پر واضح ہے کہ اکثر وجوہ بے نظیری فرقان کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہین کہ جنکے جاننے اور معلوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً فکیف تتقون ان کفرتم۔ اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم برائۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ ولایزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتیٰ یاتی وعد اللہ ان اللہ لایخلف المیعاد۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

سو جب فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس سے ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا یعنے اُسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود کیا گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمان رہکر بچ سکتے ہو کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھہ بہتر ہین یا تم خدا کی کتابون مین معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنٰی اور بری قرار دیئے گئے ہو۔ کیا یہہ لوگ کہتے ہین کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتحمند ہے عنقریب یہہ ساری جماعت پیٹھہ پھیرتے ہوئے بہاگیگی اور ہمیشہ اُن کافرونکو کوئی نہ کوئی کوفت پہنچتی رہیگی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائیگا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے خدا تخلف وعدہ نہین کریگا۔ اور رسولون کے حق مین پہلے سے ہماری یہہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہمیشہ نصرت

طرف دوڑتے ہین وہ اُنکی طرف اُنسے بہت زیادہ دوڑتا ہے۔ جو لوگ اُسکا قرب چاہتے ہین وہ اُنسے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے وہ اُنکی آنکھین ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہین اور اُنکے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتے ہین۔ اب تم آپ ہی سوچو کہ کیا آنکھین اور کان وہ عالم الغیب ہے کیا ایسا شخص اپنے لدُنّی علم مین نور یقین تک نہین پہنچیگا اور ظنون مین ڈوبا رہیگا تم یقیناً سمجھو کہ صادقون کے لئے اُسیقدر اُسکے دروازے کھل جاتے ہین جسقدر اُنکے صدق کا اندازہ ہے۔ اُسکے خزائن مین کمی نہین اُسکی ذات مین بخل نہین اُسکے فضلون کا کوئی انتہا نہین اور ترقیاتِ معرفت کی کوئی حد نہین ہان پہلے اُس نے اظہار علی الغیب کی نعمت اور علم لدُنّی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدہ رسولون کو دی مگر پھر یہہ تعلیم دیکر کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ تمام سچے طالبون کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول کی تبعیت سے اُس علم ظاہری اور باطنی تک پہنچ سکتے ہین کہ جو بالاصالت خدا کے نبیون کو دیا گیا انہین معنون کر کے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہین اور اگر باطنی علم کا ورثہ اُنکو نہین مل سکتا تو پھر وہ وارث کیونکر اور کیسے ہوئے کیا آن حضرت نے فرمایا نہین

کرنے کے لئے کچہہ بھی لیاقتِ عربی درکار نہین بلکہ اس درجہ پر بدیہی اور واضح ہین کہ ادنیٰ عقل جو انسانیت کے لئے ضروری ہے اُن کے سمجھنے کے لئے کفائیت کرتی ہے مثلاً

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

انهم لهم المنصورون وان جندنا لهم الغالبون۔ فتول عنهم حتیٰ حین وابصرهم فسوف یبصرون۔ ولقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علیٰ ما کذبوا واوذوا حتیٰ اتاهم نصرنا ولا مبدل لکلمات الله ولقد جاءك من نبإ المرسلین۔ واذا لم تأتهم بآیة قالوا لولا اجتبیتها قل انما اتبع ما یوحیٰ الیّ من ربی هذا بصائر

اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہیگا سو اُس وقت تک کہ وہ وعدہ پورا ہو اُنسے موہنہ پھیرے رہ اور اُنکو وہ راہ دکہلا پس عنقریب وہ آپ دیکہہ لینگے اور تجہہ سے پہلے جو نبی آئے اُنکی بھی تکذیب کی گئی تہی پس اُنہون نے تکذیب پر صبر کیا اور ایک مدّت تک دُکہہ دیئے گئے یہانتک کہ ہماری مدد اُنکو پہنچ گئی چنانچہ گذشتہ رسولون کی خبرین بہی تجہہ کو آ چکی ہین۔ اور جس دن تو اُنکو کوئی آیت نہین سناتا اُس دن کہتے ہین کہ آج تو نے کوئی آیت کیون نہ گہڑی اُنکو کہہ کہ مین تو اُسی کلام کی پیروی کرتا ہون کہ جو میرے ربّ کی طرف سے مجہہ پر نازل ہو رہا ہے اپنے دل سے گہڑ لینا میرا کام نہین اور نہ یہہ ایسی باتین ہین کہ جنکو انسان اپنے افترا سے گہڑ سکے یہہ تو میرے ربّ کی طرف سے **بصائر** ہین

کہ اِس اُمت مین محدّث ہونگے وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ وقل ربّ زدنی علما۔ اب تم سوچو کہ اگر علمِ لدُنی کا سارا مدار ظنیات پر ہے تو پہر اُسکا نام علم کیونکر ہوگا کیا ظنیات بھی کچہہ چیز ہین جنکا نام علم رکہا جائے پس اِس صورت مین وآتیناہ من لدنا علما [علمناہ] کے کیا معنے ہونگے پس جاننا چاہیئے کہ خدا کے کلام پر غورِ صحیح کرنے سے اور صدہا تجاربِ مشہودہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ افرادِ خاصۂ اُمتِ محمدیّہ کو جب وہ متابعت اپنے رسولِ مقبول مین فنا ہو جائین اور ظاہراً و باطناً اُسکی پیروی اختیار کرین بہ تبعیت اُسی رسول کے اُسکی برکتون مین سے عنایت کرتا ہے یہہ نہین کہ صرف نرہ خشک تک رکہنا چاہتا ہے۔ اور جب کسی دل پر نبوی برکتون کا پرتو پڑے گا تو ضرور ہے کہ اُسکو اپنے متبوع کی طرح علمِ یقینی قطعی حاصل ہو کیونکہ جس چشمہ کا اُسکو وارث بنایا گیا ہے وہ شکوک اور شبہات کی کدورت سے بکلّی پاک ہے اور منصبِ وارث الرسول ہونے کا بھی اسی بات کو چاہتا ہے کہ علمِ باطنی اُسکا یقینی اور قطعی ہو کیونکہ اگر اُسکے پاس صرف مجموعۂ ظنیات

ایک یہہ وجہ بے نظیری کہ وہ باوجود اِسقدر ایجازِ کلام کے کہ اگر اُسکو متوسّط قلم سے لکھین تو پانچ چار جزمین آسکتا ہے پھر تمام دینی صداقتون پر کہ جو بطور مُتفرّق پہلی کتابون مین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

من ربکم و ھدی و رحمۃ لقوم یومنون ط و یرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ و یقطع دابر الکافرین ط لیحق الحق و یبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ۔ و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۔ و قد مکروا مکرھم و عند اللہ مکرھم و ان کان مکرھم لتزول منہ الجبال فلا تحسبن اللہ

یعنے اپنے منجانب اللہ ہونے پر آپ ہی روشن دلیلین ہین اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے خدا کا یہہ ارادہ ہو رہا ہے کہ اپنے کلام سے حق کو ثابت کرے اور کافرون کے عقائد باطلہ کو جڑھ سے کاٹ دے تا سچے مذہب کی سچائی اور جھوٹے مذہبون کا جھوٹ ثابت کر کے دکہلاوے اگرچہ مجرم لوگ کراہت ہی کرین ۔ اور تو وہ وقت یاد کر کہ جب کافر لوگ تیرے قید کرنے یا قتل کرنے یا نکال دینے پر مکر کر کے منصوبے باندہتے تھے اور مکر کر رہے تھے اور خدا بھی مکر کر رہا تھا اور خدا سب مکر کرنے والون سے بہتر ہے سو جہانتک اُنکا بس چل سکا اُنہون نے مکر کیا اور اُنکے سارے مکر خدا کے قبضہ مین ہین اور اگرچہ اُنکے مکر ایسے ہون کہ جنسے پہاڑ ٹل جائین تب بھی یہہ گمان مت کر کہ اُنسے خدا کے

کا ہے تو بیہودہ کیونکہ اُس ناقص مجموعہ سے کوئی فایدہ خلق اللہ کو پہنچ سکتا ہے تو اِس صورت مین وہ آدہا وارث ہوا نہ پورا اور یک چشم ہوا نہ دونون آنکھون والا ۔ اور جن ضلالتون کی مدافعت کے لئے خدا نے اُسکو قایم کیا ہے اُن ضلالتون کا نہایت پُر زور ہونا اور زمانہ کا نہایت فاسد ہونا اور مُنکرون کا نہایت مکّار ہونا اور غافلون کا نہایت خوابیدہ ہونا اور مخالفون کا اشدّ فی الکفر ہونا اس بات کے لئے بہت ہی تقاضا کرتا ہے کہ ایسے شخص کا علم لدنی مشابہ بالرسل ہو اور یہی لوگ ہین جنکا نام احادیث مین امثل اور قرآن شریف مین صدیق آیا ہے اور ان لوگون کا زمانہ ظہور پیغمبرون کے زمانہ بعث سے بہت ہی مشابہ ہوتا ہے یعنے جیسے پیغمبر اُس وقت آتے رہے ہین کہ جب دُنیا مین سخت درجہ پر گمراہی اور غفلت پھیلتی رہی ہے ایسا ہی یہہ لوگ بھی اُس وقت آتے ہین کہ جب ہر طرف گمراہی کا سخت غلبہ ہوتا ہے اور حق سے ہنسی کیجاتی ہے اور باطل کی تعریف ہوتی ہے اور کاذبون کو راستباز قرار دیا جاتا ہے اور دجّالون کو مہدی سمجھا جاتا ہے اور دُنیا مخلوق اللہ کی نظر مین بہت پیاری

انبیاء سلف کے صحیفون مین پراگندہ اور منتشر تہین مشتمل ہے اور نیز اُسمین یہہ کمال ہے کہ جسقدر انسان محنت اور کوشش اور جانفشانی کرکے علمِ دین کے مُتعلق اپنے فکر اور ادراک سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام ط وانہ لرادک الی معاد ط - الا ان نصر اللہ قریب یاءیہا الذین امنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ط تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ط یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار

وہ وعدے ٹل جائینگے کہ جو اُس نے اپنے رسول کو دیئے ہین خدا غالب اور بدلہ لینے والا ہے اور تجھے اُسی جگہہ پہیر لائیگا جہان سے تو نکالا گیا ہے یعنے مکہ مین جس سے کفار نے آن حضرت کو نکال دیا تھا۔ یاد رکھو کہ خدا کی مدد بہت ہی قریب ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے کیا مین تمہین ایک ایسی تجارت کی طرف رہبری کرون کہ جو تمکو عذابِ الیم سے نجات بخشے خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مالون اور جانون سے کوشش کرو کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اُس سے خدا تمہارے گناہون کو بخشے گا اور اُن بہشتون مین داخل کرے گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین -

معلوم ہوتی ہے جسکی تحصیل کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور دین اُنکی نظر مین ذلیل اور خوار ہوجاتا ہے۔ ایسے وقتون مین وہی لوگ حجتِ اسلام ٹھہرتے ہین جنکا الہام یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور جو اُن کامل افراد کے قایم مقام ہوتے ہین جو اُن سے پہلے گذر چکے ہین۔ اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جسکا وجود افراد کاملہ اُمتِ محمدیہ مین ثابت ہے اور انہین کسے خاص ہے ہان یہہ سچ بات ہے کہ رسولون کا الہام بہت سی درخشان اور روشن اور اجلیٰ اور اقویٰ اور اصفیٰ اور اعلیٰ اور مراتب یقین کے انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر یک ظلمت کو اُٹھا دیتا ہے مگر اولیا کے الہامون مین بعض معانی کسی الہامی عبارت کے مُشتبہ ہون یا وہ الہام ہی مُشتبہ اور مخفی ہو تب تک وہ ایک امر ظنی ہوگا اور ولی کا الہام اُسی وقت حدِ قطع اور یقین تک پہنچیگا کہ جب ضعیف الہامون کی قسم مین سے نہ ہو بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھہ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نزول کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے

کچھہ صداقتین نکالے یا کوئی باریک دقیقہ پیدا کرے یا اُسی علم کے متعلق کسی قسم کے اور حقائق اور معارف یا کسی نوع کے دلائل اور براہین اپنی قوتِ عقلیہ سے پیدا کرکے دکھلاوے یا ایسا ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ومساکن طیبة فی جنات عدن ذالک هو الفوز العظیم واخری تحبونها نصر من اللہ و فتح قریب ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین- ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور- وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا- وعد اللہ الذین اٰمنوا

اور وہ محل عطا کریگا کہ جو پاک اور جاودانی بہشتون مین ہین یہی انسان کے لئے سعادتِ عظمیٰ ہے اور دوسری یہہ ہے جسے تم اِسی دُنیا مین چاہتے ہو کہ خدا کی طرف سے مدد ہے اور فتح قریب ہے اور سُست مت ہوا ور غم مت کرو اور انجام کار غلبہ تمہین کو ہوگا اگر تم ایمان پر قائم رہوگے اور تم یہودیون اور عیسائیون اور دوسرے مشرکون سے بہت کچھہ دل دکھانیکی باتین سنوگے اور اگر تم صبر کروگے اور ہریک طور کی بے صبری اور اضطراب سے پرہیز کروگے تو اُن لوگون کے مکر کچھہ بھی تمہارا بگاڑ نہین سکینگے- خدا نے تم مین سے بعض نیکوکار ایماندارون کے لئے یہہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ اُنہین زمین پر

دل کو کامل یقین سے پُر کردے اور مختلف تقریرون اور مختلف لفظون مین اُتر کر معنے اور مطلب کو بکلی کھول دے اور عبارت کو متشابہات مین سے بکل الوجوہ باہر کردے اور متواتر دُعاؤن اور سوالون کے وقت خود خداوند تعالیٰ اُن معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر اجابتون اور جوابون کے ذریعہ سے بوضاحتِ تمام بیان فرمادے جب کوئی الہام اِس حد تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور قطعی اور یقینی ہے اور جو لوگ کہتے ہین کہ اصلاً الہامِ اولیاء کو قطع اور یقین کی طرف راہ نہین وہ معرفتِ کامل سے سخت بے نصیب ہین- وما قدروا اللہ حق قدرہ - اللھم اصلح امة محمد- اور یہہ وہم کہ اگر الہامِ اولیا شریعتِ حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کرین یہہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پھر کیا کرین پس ایسے وساوس کا یہہ جواب ہے کہ ایسا کامل النور الہام جسکی ہم نے اوپر تعریف لکھی ہے ممکن نہین کہ شریعتِ حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچھہ مخالفت سمجھے تو وہ اُسکی سمجھہ کا قصور ہے

کوئی نہایت دقیق صداقت جسکو حکمائے سابقین نے مُدّتِ دراز کی محنت اور جانفشانی سے نکالا ہو معرضِ مقابلہ مین لاوے یا جسقدر مفاسدِ باطنی اور امراضِ روحانی ہین جن مین اکثر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا - ودت طائفة من اهل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسهم وما یشعرون - ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة

اپنے رسولِ مقبول کے خلیفے کریگا انہین کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے اور انکے دین کو کہ جو انکے لئے اُسنے پسند کر لیا ہے یعنے دین اسلام کو زمین پر جما دیگا اور مستحکم اور قایم کر دیگا اور بعد اسکے کہ ایماندار خوف کی حالت مین ہونگے یعنے بعد اُس وقت کے کہ جب بباعث وفات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف و اندیشہ کی حالت مین خدا تعالیٰ خلافتِ حقہ کو قایم کر کے مسلمانون کو اندیشہ ابتری دین سے بے غم اور امن کی حالت مین کر دیگا وہ خالصاً میری پرستش کرینگے اور مجھ سے کسی چیز کو شریک نہین ٹھہرائینگے۔ یہہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیاتِ قرآنیہ مین عادتِ الٰہیہ جاری ہے اسکے نیچے ایک باطنی معنے بھی ہین اور وہ یہہ ہین کہ باطنی طور پر ان آیات مین خلافتِ روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ ہریک خوف کی حالت مین کہ جب محبتِ الٰہیہ دلون سے اُٹھ جائے اور مذاہبِ فاسدہ ہر طرف پھیل جائین اور لوگ رو بہ دنیا ہو جائین اور دین کے گم ہونیکا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتون مین خدا روحانی خلیفون کو پیدا کرتا رہیگا کہ جنکے ہاتھ پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر ہوتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانیکے اندیشہ سے امن کی حالت مین آجائین پھر بعد اسکے فرمایا کہ ایک گروہ نے عیسائیون اور یہودیون مین سے یہہ چاہا ہے کہ کسی طرح تمکو گمراہ کرین اور وہ تمکو تو کیا گمراہ کرینگے خود اپنے ہی نفسون کو گمراہ کر رہے ہین پر اپنی غلطی پر انہین شعور نہین۔ اور چاہتے ہین کہ اُن کامون کے ساتھ تعریف کئے جائین جنکو وہ کرتے نہین سو تو یہہ گمان مت کر

صورت دوم الہام کی جسکا مین باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہون یہہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ بندہ کو کسی امرِ غیبی پر بعد دُعا اُس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یکدفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اُسپر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اُس بیخودی اور ربودگی اور بیہوشی مین ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی مین غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے غرض جب بندہ اِس حالت ربودگی سے کہ جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر مین کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہان اُسکو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جسکے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفائیت نہین کرتے یہی حالت ہے جس سے ایک سمندر معرفت کا انسان پر کُھل جاتا ہے کیونکہ جب بار بار دعا کرنیکے وقت خداوند تعالیٰ اِس حالت غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کر کے اُسکی ہریک دُعا کا اُسکو ایک لطیف اور لذیذ کلام مین جواب دیتا ہے اور ہر یک استفسار کی حالت مین وہ حقائق اُسپر کھولتا ہے جنکا کُھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے

افراد مُبتلا ہوتے ہین اُن مین سے کسی کا ذکر یا علاج قرآن شریف سے دریافت کرنا چاہئے تو وہ جس طور سے اور جس باب مین آزمائش کرنا چاہتا ہے آزما کر دیکھہ لے کہ ہر یک دینی صداقت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

من العذاب ولهم عذاب الیم۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ قل اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر

کہ یہہ لوگ عذاب سے بچ جائینگے اُنکے لئے ایک دردناک عذاب مقرر ہے اور اُس سے اَور کون ظالم تر ہے کہ جو خدا کی مسجدون کو اِس بات سے روکے کہ اُن مین ذکرِ الٰہی کیا جائے اور مسجدون کے خراب اور منہدم کرنے مین کوشش کرے۔ یہہ عیسائیون کی بدچلنی اور مفسدانہ حرکت کا حال بتلایا ہے جنہون نے بیت المقدس کا کچھہ پاس نہ کیا اور اُسے متکبرانہ جوش مین آکر منہدم کیا اور بعد اسکے فرمایا کہ جن عیسائیون نے ایسی شوخی کی اُنکو دنیا مین رسوائی درپیش ہے اور آخرت مین عذابِ عظیم ہے زبور مین ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہین وہی زمین کے وارث ہونگے یعنے ارضِ شام کے (زبور ۳) کہہ اے بار خدایا اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہر یک خیر کہ جسکا انسان طالب ہے تیرے ہی ہاتھہ مین ہے

تو یہہ امر اسکے لئے موجبِ مزیدِ معرفت اور باعثِ عرفانِ کامل ہوجاتا ہے۔ بندہ کا دُعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلّی سے ہریک دُعا کا جواب دینا یہہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالم مین بندہ اپنے خدا کو دیکھہ لیتا ہے اور دونون عالم اُسکے لئے بلاتفاوت یکسان ہوجاتے ہین۔ جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولیٰ کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرضِ حال کے بعد حضرتِ خداوندِ کریم سے جواب پاتا ہے اُسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ مین بلکہ کبھی کسی ایسی زبان مین ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے اور کبھی اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتون سے باہر ہین اور کبھی اُسکے ذریعہ سے مواہبِ عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازلِ عالیہ کی خوشخبری سُنائی جاتی ہے اور قُربِ حضرتِ باری کی مبارکبادی دیجاتی ہے اور کبھی دُنیوی برکتون کے بارے مین پیشگوئی ہوتی ہے تو اُن کلماتِ لطیفہ وبلیغہ کے سُننے سے کہ جو مخلوق کی قوتون سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہین جسقدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے اُسکو وہی بندہ جانتا ہے جسکو یہہ نعمت عطا

اور حکمت کے بیان مین قرآن شریف ایک دائرہ کی طرح محیط ہے جس سے کوئی صداقتِ دینی باہر نہین بلکہ جن صداقتون کو حکیمون نے بباعثِ نقصانِ علم و عقل غلط طور پر بیان کیا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعائکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما واعلموا انکم غیر معجزی اللّٰہ وان اللّٰہ مخزی الکافرین۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللّٰہ علٰی نصرھم لقدیر۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم

کافرون کو کہہ کہ اگر تم خدا کی بندگی نہ کرو تو وہ تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے سو تم نے بجائے طاعت اور بندگی کے جھٹلانا اختیار کیا سو عنقریب اسکی سزا تمپر وارد ہونیوالی ہے اور تم یقیناً جانلو کہ تم خدا کو اُسکے کامون مین کبھی عاجز نہین کرسکتے اور خدا تمہین رسوا کریگا وہ لوگ کہ جو تمہارے ناحق کے جھگڑون اور قتل کے ارادون سے ظلم رسیدہ ہین اُنکی نسبت مدد دینے کا حکم ہو چکا ہے اور خدا اُنکی مدد پر قادر ہے وہ خدا وہ کریم و رحیم ہے جس نے اُمیون مین اُنہین مین سے ایک ایسا کامل رسول بھیجا ہے کہ جو باوجود اُمّی ہونیکے خدا کی آیات اُن پر پڑھتا ہے اور اُنہین پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی مین پھنسے ہوئے تھے اور اُنکے گروہ مین سے اَور ملکون کے لوگ بھی ہین جنکا اسلام مین داخل ہونا ابتدا سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانون سے نہین ملے اور خدا غالب اور حکیم ہے جسکا فعل حکمت سے خالی نہین یعنے جبکہ وہ وقت آ پہنچیگا کہ جو خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکون کے مسلمان ہونے کیلئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ دین اسلام مین داخل ہونگے

ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم مین سے اپنے پکّے اور پُرانے دوست کو شناخت کرتا ہے اور یہہ الہام اکثر معظمات امور مین ہوتا ہے کبھی اُسمین ایسے الفاظ بھی ہوتے ہین جنکے معنے لغت کی کتابین دیکھکر کرنے پڑتے ہین بلکہ بعض دفعہ یہہ الہام کسی اجنبی زبان مثلاً انگریزی یا کسی ایسی دوسری زبان مین ہوا ہے جس زبان سے ہم محض ناواقف ہین۔ اس الہام کی مثالین ہمارے پاس بہت ہین لیکن وہ جو ابھی اس حاشیہ کی تحریر کے وقت یعنے مارچ ۱۸۸۲ء مین ہوا ہے جس مین یہہ امر غیبی بطور پیشین گوئی ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس اشتہاری کتاب کے ذریعہ سے اور اُسکے مضامین پر مطلع ہونے سے انجام کار مخالفین کو شکست فاش آئیگی اور حق کے طالبون کو ہدایت ملیگی اور بدعقیدگی دور ہوگی اور لوگ خدا تعالٰی کے القا اور رجوع دلانے سے مدد کرینگے اور متوجہ ہونگے اور آئینگے وغیرہ من الامور وہ الہامی کلمات یہ ہین

یا احمد بارک اللّٰہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی۔ الرحمٰن علم القران۔ لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین

ای اول تائب الی اللّٰہ بامر اللّٰہ فی ہذا الزمان او اول من مع من ہٰذا الامر واللّٰہ اعلم

قرآنِ شریف اُنکی تکمیل و اصلاح فرماتا ہے اور جن دقائق کا بیان کرنا کسی حکیم و فلاسفر کو میسّر نہین آیا اور کوئی ذہن اُنکی طرف سبقت نہین لیگیا اُنکو قرآنِ شریف بکمال صحت و راستی بیان

بقیہ حاشیہ نمبر ا یاایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین - ان الذین کفروا ینفقون اموالہم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونہا ثم تکون علیہم حسرۃ ثم یغلبون - وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ھذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون ایۃ للمؤمنین -

اے ایمان لانیوالو اگر کوئی تم مین سے دینِ اسلام کو چھوڑ دیگا تو خدا اُسکے عوض مین ایک ایسی قوم لائیگا جن سے وہ محبت کریگا اور وہ اُس سے محبت کرینگے وہ مومنین کے آگے تذلّل اختیار کرینگے اور کافرون پر بہاری ہونگے - یعنے خدا کی طرف سے یہہ وعدہ ہے کہ ہمیشہ یہہ عمل ہوتا رہیگا کہ اگر کوئی ناقص الفہم دینِ اسلام سے مرتد ہو جائیگا تو اُسکے مرتد ہونیسے دین مین کچہہ کمی نہین ہوگی بلکہ اُس ایک شخص کے عوض مین خدا کئی وفادار بندون کو دینِ اسلام مین داخل کریگا کہ جو اخلاص سے اُسپر ایمان لائینگے اور خدا کے محب اور محبوب ٹھہرینگے - اور وہ تمام کافر کہ جو دینِ اسلام کے روکنے اور بند کرنیکے لئے اپنے مالون کو خرچ کر رہے ہین وہ جہانتک اُنکا بس چلیگا خرچ کرینگے - پر آخرکار وہ تمام خرچ اُنکے لئے تاسّف اور حسرت کا موجب ہوگا اور پھر مغلوب ہو جائینگے - خدانے تمکو بہت سے ملکون کی غنیمتون کا عطا کرنا وعدہ کیا تہا سو اُن مین سے ایک پہلا امر یہہ ہوا کہ خدانے یہودیون کے قلعے معہ تمام مال و اسباب تمکو دیدیے اور مخالفونکے شر سے تمکو امن بخشتا مومنین کے لئے یہہ ایک نشان ہو اور خدا

حاشیہ در حاشیہ در حاشیہ

قل جآء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا - کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم - فتبارک من علّم وتعلّم - قل ان افتریتہ فعلی اجرامی ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ لا مبدّل لکلمات اللہ - ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر

اے لیظہر دین الاسلام بالحجج القاطعۃ والبراہین الساطعۃ علی کل دین ما سواہ اے ینصر اللہ المؤمنین المظلومین باشراق دینہم واتمام حججہم

انا کفیناک المستہزئین یقولون انی لک ھذا ان ھذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم آخرون - افتاتون السحر وانتم تبصرون - ہیہات ہیہات لما توعدون من ھذا الذی ہو مہین ولا یکاد یبین - جاہل او مجنون - قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک - لیکون ایۃ للمؤمنین - انت علی بینۃ من ربک فبشر وما انت بنعمۃ ربک بمجنون - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ انا

اور ظاہر فرماتا ہے اور اُن دقائق علم الٰہی کو کہ جو صدہا دفتروں اور طول طویل کتابوں میں لکہے گئے تہے اور پہر بہی ناقص اور ناتمام تہے باستیفا تمام لکہتا ہے اور آئندہ کسی عاقل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

واخریٰ لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا وکان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیرا۔ ان الذین کفروا و ظلموا لم یکن اللہ لیغفر لہم و لا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم و نورہم لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ

تمہاری طاقت اُن پر قبضہ کرنے سے عاجز ہے پر خدا کی طاقتیں ان پر محیط ہو رہی ہیں اور خدا ہر یک چیز پر قادر ہے۔ یہانتک تو وہ پیشین گوئیاں ہیں جن میں ظاہری بشارتیں ہیں پہر بعد اسکے باطنی بشارتوں کی طرف اشارہ فرماکر کہا۔ کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مرین اُنکے گناہ نہیں بخشے جائینگے اور خدا اُنکو اُنکے کفر کی حالت میں اپنی معرفت کا راہ نہیں دکہلائیگا۔ ہان جہنم کا راہ دکہلائیگا جس میں وہ ہمیشہ رہینگے پر جو لوگ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہیں اُنکے لئے اجر ہوگا اُنکے لئے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی میں بشارتیں ملینگی یعنے وہ خدا سے نور الہام کا پائینگے اور بشارتیں سُنینگے جنمیں اُنکی بہتری اور مدح اور ثنا ہوگی اور خدا اُنکی سچائیوں کو روشن کریگا خدا نے جو جو وعدہ کیا ہے وہ عنقریب پورا ہوگا

— دیکہو حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ کہ کیونکر یہ پیشین گوئی بہی پوری ہو رہی ہے —

کفیناک المستہزئین۔ ہل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین۔ تنزل علیٰ کل افاک اثیم۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون۔ ان معی ربی سیہدین۔ رب ارنی کیف تحی الموتیٰ۔ رب اغفر وارحم من السماء۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ رب اصلح امۃ محمد۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ وقل اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذالک غدا۔ ویخوفونک من دونہ۔ انک باعیننا سمیتک المتوکل۔ یحمدک اللہ من عرشہ۔ نحمدک ونصلی۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ سنلقی فی قلوبہم الرعب۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہیٰ امر الزمان الینا۔ الیس ہٰذا بالحق۔ ہٰذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلہا ربی حقا۔ وقالوا ان ہٰذا الا اختلاق

کے لئے کسی نئے دقیقہ کے پیدا کرنے کی جگہہ نہیں چھوڑتا حالانکہ وہ اِسقدر قلیل الحجم کتاب ہے
کہ جو بہ تحریر میانہ چالیس ورق سے زیادہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہہ ایک ایسی وحی بے نظیر ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک هو الفوز العظیم۔ ان اللہ و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا۔

اور کسی نوع کی تبدیل واقع نہیں ہوگی یہی سعادت عظمیٰ ہے کہ جو اُن لوگوں کو ملتی ہے کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ خدا اور اُسکے سارے فرشتے اُس نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں اے ایماندارو تم بھی اُسپر درود بھیجو اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کو دُکھ دیتے ہیں اُن پر دُنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔ دُنیا میں یہہ گروہ روحانی برکتوں سے محروم رہینگے اور آخرت میں یہہ ذلّت اور اہانت کے ساتھہ جہنم کے عذاب میں ڈالے جائینگے۔

قل اللہ ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون۔ قل ان افتریته فعلیّ اجرامی ومن اظلم ممن
افتری علی اللہ کذبا۔ ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری وخرقوا له بنین وبنات بغیر علم
قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ ویمکرون
ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ وقل رب ادخلنی
مدخل صدق واما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک۔ وما کان اللہ لیعذبهم
(ای ما کان اللہ لیعذبهم بعذاب کامل)
وانت فیهم۔ انی معک وکن معی اینما کنت۔ کن مع اللہ حیثما کنت۔ اینما تولوا فثم وجه اللہ
(وانت ساکن فیهم)
کنتم خیر امة اخرجت للناس وافتخارا للمؤمنین۔ ولا تیئس من روح اللہ الا ان روح اللہ
قریب۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ یأتیک من کل فج عمیق۔ یأتون من کل فج عمیق۔ ینصرک اللہ
من عنده۔ ینصرک رجال نوحی الیهم من السماء۔ لا مبدل لکلمات اللہ۔ انا فتحنا لک
فتحا مبینا۔ فتح الولی فتح وقربناه نجیا۔ اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لناله۔
انار اللہ برهانه۔ یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ انک باعیننا۔ یرفع اللہ ذکرک۔
ویتم نعمته علیک فی الدنیا والاخرة۔ ووجدک ضالا فهدی۔ ونظرنا الیک وقلنا

جسکی صداقت مین ایک ادنیٰ عقل کے آدمی کو بھی شک نہین رہ سکتا کیونکہ ہریک عقل سلیم پر روشن ہے کہ ہریک نوع کی دینی سچائیان اور الٰہیات کے تمام حقائق اور معارف اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آیات مُندرجہ بالا مین جسقدر خداوند قادرِ مطلق نے تمام دُنیا کے مقابلہ پر تمام مخالفون کے مقابلہ پر تمام دشمنون کے مقابلہ پر تمام مُنکرون کے مقابلہ پر تمام دولتمندون کے مقابلہ پر تمام زور آورون کے مقابلہ پر تمام بادشاہون کے مقابلہ پر تمام حکیمون کے مقابلہ پر تمام فلاسفرون کے مقابلہ پر تمام اہلِ مذہب کے مقابلہ پر ایک عاجز ناتوان بے زر بے زور ایک اُمّی ناخوان بےعلم بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہین کیا کوئی ایماندارون اور حق کے طالبون مین سے شک کرسکتا ہے کہ یہہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتون پر پورے ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین یہہ کسی انسان کا کام ہے دیکھو ایک غریب اور تنہا اور مسکین نے اپنے دین کے پھیلنے کے اور اپنے مذہب کی جڑھ پکڑنے کی اُسوقت خبر دی کہ جب اُسکے پاس بجز چند بے سامان درویشون کے اور کچھہ نہ تہا اور تمام مسلمان

یا نار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراھیم۔ خزائن رحمۃ ربك۔ یاایہا المدثر قم فانذر و ربك فکبر۔ یا احمد یتم اسمك ولا یتم اسمی۔ کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل

اے انت فان تیقطع تحمیدک ولا ینتھی محامد اللہ فانہا لا تعد ولا تحصی

وکن من الصالحین الصدیقین۔ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر وصل علی محمد وال محمد۔ الصلوۃ ھو المربی۔ انی رافعك الی والقیت علیك محبۃ منی۔ لا الہ الا اللہ فاکتب ولیطبع ولیرسل فی الارض۔ خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم۔ واتل علیھم ما اوحی الیك من ربك ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ اصحاب الصفۃ وما ادرٰك ما اصحاب الصفۃ تری اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیك۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان و داعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ املوا

اِس جگہہ یہہ وسوسہ دل مین نہین لانا چاہیئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ اُمتی آنحضرت رسولِ مقبول کے اسماء یا صفات یا محامد مین شریک ہوسکے۔ بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالاتِ قدسیہ سے

اُصول حقہ کے جمیع دلائل اور وسائل اور تمام اوّلین آخرین کا مغز ایک قلیل المقدار کتاب
مین اس احاطۂ تام سے درج کرنا جسکے مقابلہ پر کسی ایسی صداقت کا نشان نہ مل سکے کہ جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

صرف اسقدر تھے کہ ایک چھوٹے سے حجرہ مین سما سکتے تھے اور اُنگلیون پر نام بنام گنے جا سکتے جنکو ایک گانو
کے چند آدمی ہلاک کر سکتے تھے جنکا مقابلہ اُن لوگون سے پڑا تھا کہ جو دُنیا کے بادشاہ اور حکمران تھے اور جن کو
اُن قومون کے ساتھ سامنا پیش آیا تھا کہ جو باوجود کروڑون مخلوقات ہونے کے اُنکے ہلاک کرنے اور
نیست و نابود کرنے پر متفق تھے مگر اب دُنیا کے کنارون تک نظر اُٹھا کے دیکھو کہ کیونکر خدا نے اُنہین ناتوان و
قدر قلیل لوگون کو دُنیا مین پھیلا دیا اور کیونکر اُنکو طاقت اور دولت اور بادشاہت بخش دی اور کیونکر ہزارہا
سال کی تخت نشینیون کے تاج اور تخت اُنکے سپرد کیے گئے ایک دن وہ تھا کہ وہ جماعت اتنی بھی نہین

شریکِ مساوی نہین ہو سکتا بلکہ تمام ملایکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہین چہ جائیکہ کسی اَور کو
آن حضرت کے کمالات سے کچھ نسبت ہو مگر اے طالبِ حق ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو کہ
خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اُس رسولِ مقبول کی برکتین ظاہر ہون اور تا ہمیشہ اُسکے نور اور اُسکی
قبولیت کی کامل شعاعین مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہین اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام
کر رکھا ہے کہ بعض افرادِ اُمتِ محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار
کرتے ہین اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہین خدا اُن کو فانی اور
ایک مصفّا شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول کی برکتین اُنکے وجود بےنمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے
اور جو کچھ منجانب اللہ اُنکی تعریف کیجاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہین حقیقت
مین مرجع تام اُن تمام تعریفون کا اور مصدرِ کامل اُن تمام برکات کا رسولِ کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل
طور پر وہ تعریفین اُسی کے لایق ہوتی ہین اور وہی اُنکا مصداقِ اتم ہوتا ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرورِ کائنات
کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اُس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجود باجود حضرتِ نبوی ہے مثل ظل کے
ٹھہر جاتا ہے اسلئے جو کچھ اُس شخصِ مقدس مین انوارِ الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہین اُسکے اس ظل مین بھی نمایان اور
ظاہر ہوتے ہین اور سایہ مین اُس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اُسکے اصل مین ہی ایک ایسا امر ہے

اُس سے باہر رہ گئی ہو یہہ انسان کا کام نہین اور کسی مخلوق کی حدِ قُدرت مین داخل نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تہی کہ جسقدر ایک گہر کے آدمی ہوتے ہین اور اب وہی لوگ کئی کروڑ دنیا مین نظر آتے ہین۔ خداوند نے کہا تہا کہ مین اپنے کلام کی آپ حفاظت کرونگا اب دیکہو کیا یہہ سچ ہے یا نہین کہ وہی تعلیم جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ اُسکی کلام کے پُہنچائی تہی وہ برابر اُسکی کلام مین محفوظ چلی آتی ہے اور لاکہون قرآن شریف کے حافظ ہین کہ جو قدیم سے چلے آتے ہین۔ خدا نے کہا تہا کہ میری کتاب کا کوئی شخص حکمت مین معرفت مین بلاغت مین فصاحت مین احاطۂ علومِ ربّانیہ مین بیانِ دلایلِ دینیہ مین مقابلہ نہین کرسکیگا سو دیکہو کسی سے مقابلہ نہین ہوسکا اور اگر کوئی اس سے منکر ہے تو اب کرکے دکہلاوے اور جو کچہہ ہم نے اس کتاب مین جسکے ساتہہ دس ہزار روپیہ کا اشتہار بہی شامل ہے حقائق و دقائق و عجائبات قرآن شریف کے کہ جو انسانی

کہ جو کسی پر پوشیدہ نہین ہان سایہ اپنی ذات مین قایم نہین اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اُسمین موجود نہین بلکہ جو کچہہ اُسمین موجود ہے وہ اُسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اُسمین نمودار اور نمایان ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اس بات کو حالتِ نقصان خیال نہ کرین کہ کیون آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے انوارِ باطنی اُنکی اُمت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہین اور سمجہنا چاہئے کہ اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضۂ دایمی نفوسِ صافیہ اُمتِ محمدیّہ پر ہوتا ہے دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ اس سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بدرجۂ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے دوسرے اس اُمت کی کمالیت اور دوسری اُمتون پر اُسکی فضیلت اس افاضۂ دایمی سے ثابت ہوتی ہے اور حقیتِ دینِ اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ ہوتا رہتا ہے صرف یہی بات نہین ہوتی کہ گذشتہ زمانہ پر حوالہ دیا جائے اور یہہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآنِ شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر ہوجاتے ہین اور دینِ اسلام کے مخالفون پر حجتِ اسلام پوری ہوتی ہے اور معاندینِ اسلام کی ذلت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کُہل جاتی ہے کیونکہ وہ اسلام مین وہ برکتین اور وہ نور دیکہتے ہین جنکی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریون اور پنڈتون وغیرہ مین ثابت نہین کرسکتے فتدبر ایّہا الصادق فی الطلب ایدک اللہ فی طلبک۔

اور اسکے آزمانے کے لئے بھی ہریک خواندہ اور ناخواندہ پر صاف اور سیدھا راستہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طاقتون سے باہر ہین لکھے ہین کسی دوسری کتاب مین بھی پیش کرے اور جب تک پیش نہ کرے تب تک صریح حُجّت خدا کی اُسپر وارد ہے۔ اور خدا نے کہا تھا کہ مین ارض شام کو عیسائیون کے قبضہ مین سے نکالکر مسلمانون کو اُس زمین کا وارث کرونگا سو دیکھو ابتک مسلمان ہی اُس زمین کے وارث ہین اور یہہ سب خبرین ایسی ہین کہ جنکے ساتھہ اقتدار اور قُدرت الوہیت شامل ہے یہہ نہین کہ نجومیون کی طرح صرف ایسی ہی خبرین ہون کہ زلزلے آوینگے قحط پڑینگے قوم پر قوم چڑھائی کریگی وبا پھیلین گی مری پڑیگی وغیرہ وغیرہ اور بہ تبعیت خدا کے کلام کی اور اُسی کی تاثیر اور برکت سے وہ لوگ کہ جو قُرآن شریف کا اتباع اختیار کرتے ہین اور خدا کے رسولِ مقبول پر صدق دلی سے ایمان لاتے ہین اور اُس سے محبت رکھتے ہین اور اُسکو تمام مخلوقات او

اِس جگہ بعض خاصون کے دلون مین یہہ وہم بھی گذر سکتا ہے کہ اِس مُندرجہ بالا الہامی عبارت مین کیون ایک مسلمان کی تعریفین لکھی ہین سو سمجھنا چاہئے کہ اِن تعریفون سے دو بزرگ فائدے منصوّر ہین جن کو حکیم مُطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدِ نظر رکھہ کر اُن تعریفون کو بیان فرمایا ہے۔ ایک یہہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیرین معلوم ہون اور تا عامۂ خلائق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کی کسقدر شان بزرگ ہے اور اُس آفتابِ صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیرین ہین جسکا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہنچاتا ہے کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامدِ الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہہ فائدہ کہ تے مستفیض کی تعریف کرنے مین بہت سی اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصوّر ہے کیونکہ جس حالت مین اکثر جاہلون نے گذشتہ اولیا اور صالحین پر صدہا اِس قسم کی تہمتین لگا رکھی ہین کہ گویا اُنہون نے آپ یہہ فہمائش کی تہی کہ ہمکو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادین مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور مُتصرّف فی الکائنات سمجھو تو اِس صورت مین اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفون سے عزّت یاب نہ ہو کہ جو تعریفین اُنکو اپنے پیرون کی نسبت ذہن نشین ہین تب تک وعظ اور پند اُس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل مین کہین گے کہ یہہ حقیر آدمی ہمارے پیرون کی شانِ بزرگ کو کب

کہلا ہے کیونکہ اگر اس امر مین شک ہو کہ قرآن شریف کیونکر تمام حقائق الہیات پر حاوی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تمام نبیون اور تمام رسولون اور تمام مقدسون اور تمام اُن چیزون سے جو ظہور پذیر ہوئین یا آئندہ ہون
بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجہتے ہین وہ بہی اُن نعمتون سے ابتک حصہ پاتے ہین اور جو شربت
موسیٰ اور مسیح کو پلایا گیا وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہین
اور پے رہے ہین اسرائیلی نور اُنہین روشن ہین بنی یعقوب کے پیغمبرون کی اُن مین برکتین ہین۔ سبحان اللہ
ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہین اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے
جسکے ناچیز خادم جسکی ادنیٰ سی ادنیٰ اُمت جسکے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہین۔
اللھم صل علی نبیک وحبیبک سید الانبیاء وافضل الرسل وخیر المرسلین وخاتم النبیین

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیر دل نے مرادین دینے کا وعدہ دے رکہا ہے تو یہ کون ہے اور اسکی
کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا ہم انکو چہوڑ کر اسکی سنین۔ سو یہہ دو فائدے بزرگ ہین
جنکی وجہ سے اُس مولیٰ کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندہ اور مشتِ خاک
کی تعریفین کین ورنہ در حقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف سب تعریفین اور تمام نیکیان اُسی ایک کی طرف راجع
ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے۔ اور جب خداوند تعالیٰ عز اسمہٗ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ
کی جسکے ہاتہ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچہہ تعریف کرے تو اُس بندہ پر لازم ہے کہ اُس تعریف کو خلق اللہ
کی نفع رسانی کی نیت سے اچہی طرح مشتہر کرے اور اِس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہینگے۔ عوام الناس
تو جیسا کہ اُنکا مادہ اور اُنکی سمجہ ہے ضرور کچہہ نہ کچہہ بکواس کرینگے کیونکہ بدظنی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے
فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام الناس کے حق مین موجب
بہبودی ہین اور گو ابتدا مین عوام الناس کو وہ تعریفین مکروہ اور کچہہ افترا سا معلوم ہون لیکن انجام کار خداتعالیٰ
اُن پر حق الامر کہول دیتا ہے اور جب اُس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا اور مؤید من اللہ ہونا عوام پر کہل جاتا
ہے تو وہ تمام تعریفین ایسے شخص کی کہ جو میدانِ جنگ مین کہڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین اور ایک عجیب
اثر پیدا کرکے خدا کے گمگشتہ بندون کو اُسکی توحید اور تفرید کی طرف کہینچ لاتے ہین اور اگر تہوڑے

ہے تو اِس بات کا ہم تہیّہ اُٹھاتے ہین کہ اگر کوئی صاحب طالبِ حق بنکر یعنے اسلام قبول کرنے کا

بقیہ حاشیہ محمد و الہ و اصحابہ و بارک وسلّم۔

اِس زمانہ کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریا اور دوسرے مخالف چونکہ نہ اُنہین کہ وہ برکتین کہان ہین وہ آسمانی نور کدہر ہین جن مین اُمتِ مرحومہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کے مسیح اور موسیٰ کی برکتون مین شریک ہے اور اُن نورون کی وارث ہے جن سے اُور تمام قومین اور تمام اہلِ مذاہب محروم اور بے نصیب ہین اِس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے بارہا ہم نے اسی حاشیہ مین لکہہ دیا ہے کہ طالبِ حق کے لیئے کہ جو اسلام کے فضائلِ خاصّہ دیکہہ کر فی الفور مسلمان ہونے پر مستعد ہے اِس ثبوتِ دینی کے ہم آپ ہی ذمّہ وار ہین اور حاشیہ در حاشیہ صورتِ دوم مین اسی کی طرف ہم نے صریح اشارہ کیا ہے فلیغدا تعالیٰ احسن طرح پر

دن ہنسی اور ملامت کا موجب ٹھہرین تو اُن ٹھٹھون اور ملامتون کا برداشت کرنا خادمِ دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے والذین یبلغون رسالات ربھم لا یخافون لومۃ لائم۔

صورتِ سوم الہام کی یہہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القا ہوتا ہے یعنے یکدفعہ دل مین کوئی کلمہ گذر جاتا ہے جسمین وہ عجائبات بہ تمام و کمال نہین ہوتے کہ جو دوسری صورت مین بیان کیئے گئے ہین بلکہ اِسمین ربودگی اور غنودگی بہی شرط نہین بسا اوقات عین بیداری مین ہو جاتا ہے اور اِسمین ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دلمین پہونک دیا ہے یا پہینک دیا ہے۔ انسان کبہی بیداری مین ایک استغراق اور محویت کی حالت مین ہوتا ہے اور کبہی بالکل بیدار ہوتا ہے کہ یکدفعہ دیکہتا ہے کہ ایک نو وارد کلام اُسکے سینہ مین داخل ہے یا کبہی ایسا ہوتا ہے کہ معاً وہ کلام دل مین داخل ہوتے ہی اپنی پُر زور روشنی ظاہر کر دیتا ہے اور انسان متنبّہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہہ القا ہے اور صاحبِ ذوق کو یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تنفّسی ہوا اندر جاتی اور تمام دل وغیرہ اعضا کو راحت پہنچاتی ہے ویسا ہی وہ الہام دل کو تسلّی اور سکینت اور آرام بخشتا ہے اور طبیعت مضطرب پر اُسکی خوشی اور خنکی ظاہر ہوتی ہے یہہ ایک باریک بہید ہے جو عوام لوگون سے پوشیدہ ہے مگر عارف اور صاحبِ معرفت لوگ جنکو حضرتِ واہبِ حقیقی نے اسرارِ ربّانی مین صاحبِ تجربہ کر دیا ہے وہ اُسکو خوب سمجہتے اور جانتے ہین۔ اور اِس صورت کا الہام بہی اِس عاجز کو بارہا ہوا ہے جسکا لکہنا بالفعل کچہہ ضروری نہین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

تحریری وعدہ کرکے کسی کتاب عبرانی یونانی لاطینی انگریزی سنسکرت وغیرہ سے کسیقدر دینی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی خداوندی کی طاقتوں اور فضلوں اور برکتوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرتا ہے اُنہیں ربّانی مواعید اور بشارتوں مین سے کہ جو انسانی طاقتوں سے باہر ہیں کسیقدر حاشیہ ممدوحہ مین لکھہ دیا ہے پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو کہ جو اپنی کورباطنی سے منکر ہین یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقون مین سے سچائی اور راستی سے خداتعالیٰ کا طالب ہے تو اُس پر لازم ہے کہ سچے طالبون کی طرح اپنے تمام تکبّرون اور غرورون اور نفاقون اور دُنیاپرستیون اور ضدون اور خصومتون سے بکلّی پاک ہوکر اور فقط حق کا خواہان اور حق کا جویان بنکر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدہا ہماری طرف چلا آوے اور پہر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگون کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے اور اگر اب بہی کوئی مونہہ پہیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ

صورتِ چہارم الہام کی یہہ ہے کہ رویا صادقہ مین کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے مُنکشف ہوجاتا ہے یا کبہی کوئی فرشتہ انسان کی شکل مین متشکل ہوکر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتہر وغیرہ پر مشہود ہوجاتی ہے جس سے کچہہ اسرارِ غیبیہ ظاہر ہوتے ہین وغیرہا من الصور۔

چنانچہ یہہ عاجز اپنے بعض خوابون مین سے جنکی اطلاع اکثر مخالفین اسلام کو اُنہین دنون مین دی گئی تہی کہ جب وہ خوابین آئی تہین اور جنکی سچائی بہی اُنہین کے روبرو ظاہر ہوگئی بطورِ نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ اُنکے ایک وہ خواب ہے جس مین اِس عاجز کو جناب خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تہی اور بطور مختصر بیان اِسکا یہہ ہے کہ اِس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی مین یعنے اُسی زمانہ کے قریب کہ جب یہہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ مین ہنوز تحصیلِ علم مین مشغول تہا جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور اُسوقت اِس عاجز کے ہاتہہ مین ایک دینی کتاب تہی کہ جو خود اِس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کتاب کو دیکہہ کر عربی زبان مین پوچہا کہ تو نے اِس کتاب کا کیا نام رکہا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اِسکا نام مین نے قطبی رکہا ہے جس نام کی تعبیر اب اِس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہہ کُہلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جسکے کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجہہ سے لیلی اور جب وہ کتاب حضرت مقدّس نبوی کے ہاتہہ

صداقتیں نکالکر پیش کرین یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہائت باریک دقیقہ پیدا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے۔ بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہین کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہین تو اخیر پر وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ اگر اقتدارِ الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے نبیوں کے شامل حال ہوتا تو اُنکو تکلیفین کیون پیش آتین اور کیون سب سے زیادہ اُنہین پر مصیبتین پڑتین لیکن یہہ وسوسہ بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم توجہی سے پیدا ہوتا ہے الہامی خبرون کا قاعدہ اثبات بیان ہونا شے دیگر ہے اور انبیا کی مصیبتین ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع اقسام کی حکمتوں پر مشتمل ہے اور حقیقتِ حال پر مطلع ہونے سے تمہین معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتین اصل مین مصیبتین نہین بلکہ بڑی بڑی نعمتین ہین کہ جو اُنہین کو دیجاتی ہین جن پر خدا کا فضل اور کرم

مین آئی تو آن جناب کا ہاتہہ مبارک لگتے ہی ایک نہائیت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تہا مگر بقدر تربوز تہا آن حضرت نے جب اُس میوہ کو تقسیم کرنیکے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اُس مین سے شہد نکلا کہ آن جناب کا ہاتہہ مبارک مرفق تک شہد سے بہر گیا تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تہا آن حضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کہڑا ہوا اور یہہ عاجز آن حضرت کے سامنے کہڑا تہا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کہڑا ہوتا ہے اور آن حضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کُرسی پر جلوس فرما رہے تہے پہر خلاصۂ کلام یہہ کہ ایک قاش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ کو اس غرض سے دی کہ تا مین اُس شخص کو دون کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشین میرے دامن مین ڈالدین اور وہ ایک قاش مین نے اُس نئے زندہ کو دیدی اور اُس نے وہین کہالی۔ پہر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کہا چکا تو مین نے دیکہا کہ آن حضرت کی کُرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہوگئی اور جیسے آفتاب کی کرنین چہوٹتی ہین ایسا ہی آن حضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دینِ اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تہی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکہہ کہل گئی **والحمد للہ علیٰ ذالک**۔ یہہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو اُنہین دنون مین سُنائی گئی تہی جن مین سے پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہین کہ جو اکثر اُن مین سے ابہی تک صحیح و سلامت ہین اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہین کہ اُس زمانہ مین براہین احمدیہ کی تالیف کا ابہی نام و نشان نہ تہا اور نہ یہہ مرکوز خاطر تہا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اُسکے استحکام اور سچائی ظاہر کرنیکے لئے

کرکے دکہلاوین تو ہم اُسکو قرآنِ شریف مین سے نکال دینگے بشرطیکہ اسی کتاب کی اثناء طبع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتا ہے اور یہہ ایسی نعمتین ہین کہ جن مین نبیون اور تمام دُنیا کو فایدہ ہے اِس جگہہ تحقیق کلام یہہ ہے کہ انبیا اور اولیا کا وجود اس لئے ہوتا ہے کہ تا لوگ جمیع اخلاق مین اُنکی پیروی کرین اور جن اُمور پر خدا نے اُنکو استقامت بخشی ہے اُسے جادہ استقامت پر سب حق کے طالب قدم مارین اور یہہ بات نہائیت بدیہی ہے کہ اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اُسوقت بپایۂ ثبوت پہنچتے ہین کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہون اور اُسیوقت دلون پر اُنکی تاثیرین بھی ہوتی ہین مثلاً عفو وہ معتبر اور قابلِ تعریف ہے کہ جو قدرت انتقام کے وقت مین ہو اور پرہیزگاری وہ قابلِ اعتبار ہے کہ جو نفس پروری کی قدرت موجود ہوتے ہوئے پہر پرہیزگاری قایم رہے غرض خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتین جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسیقدر پوری ہوگئین اور جس قطبیت کے اسم سے اُسوقت کی خواب مین کتاب کو موسوم کیا گیا تہا اُسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلہ پر بوعدۂ انعام کثیر پیش کرکے حجّتِ اسلام اُن پر پوری کی گئی ہے اور جسقدر اجزا اُس خواب کی ابہی تک ظہور مین نہین آئی اُنکے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہئیے کہ آسمانی باتین کبہی ٹل نہین سکتین۔

اب ایک دوسری رویا سُنیئے عرصہ تخمیناً بارہ برس کا ہوا ہے کہ ایک ہندو صاحب کہ جو اب آریا سماج قادیان کے ممبر اور صحیح و سلامت موجود ہین حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات اور آن جناب کی پیشین گوئیوں سے سخت منکر تہا اور اُسکا باوریون کی طرح شدّتِ عناد سے یہہ خیال تہا کہ یہہ سب پیش گوئیان مسلمانون نے آپ بنالی ہین ورنہ آن حضرت پر خدا نے کوئی امر غیب ظاہر نہین کیا اور اُن مین یہہ علامت نبوّت موجود ہی نہین تہی مگر سبحان اللہ کیا فضل خدا کا اپنے نبی پر ہے اور کیا بلند شان اُس معصوم اور مقدس نبی کی ہے کہ جسکی صداقت کی شعاعین اب بھی ایسی ہی چمکتی ہین کہ جیسی قدیم سے چمکتی آئی ہین۔ کچہہ تہوڑے دنون کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اِس ہندو صاحب کا ایک عزیز کسی ناگہانی پیچ مین آکر قید ہو گیا اور اُسکی ہمراہ ایک اَور ہندو بھی قید ہوا اور اُن دونون کا چیف کورٹ مین اپیل گذرا۔ اُس حیرانی اور سرگردانی کی حالت مین ایک دن اُس آریا صاحب نے مجہہ سے یہہ بات کہی کہ غیبی خبر اِسے کہتے ہین کہ آج کوئی یہہ بتلا سکے کہ اِس ہمارے مقدمہ کا انجام کیا ہے تب مین نے جواب دیا کہ غیب تو خاصّہ خدا کا ہے اور خدا کے پوشیدہ بہیدون سے نہ کوئی نجومی واقف

مین ہمارے پاس بھیجدین تا وہ اُسکے کسی مقام مناسب مین بطور حاشیہ مُندرج ہوکر شائع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا ارادہ انبیا اور اولیا کی نسبت یہہ ہوتا ہے کہ اُنکے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہون اور بپایہ ثبوت پہنچ جائین سو خدا تعالیٰ اسی ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے اُنکی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیون اور مصیبتون مین گذرتا ہے اور ہر طرح سے دُکھہ دیئے جاتے ہین اور ستائے جاتے ہین تا وہ اعلیٰ اخلاق اُنکے ظاہر ہو جائین کہ جو بجز سخت تر مصیبتون کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہین ہو سکتے اگر اُن پر وہ سخت تر مصیبتین نازل نہون تو یہہ کیونکر ثابت ہو کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ مصیبتون کے پڑنے سے اپنے مولیٰ سے بیوفائی نہین کرتے بلکہ اَور بھی آگے قدم بڑھاتے ہین اور خداوند کریم کا شکر کرتے ہین کہ اُس نے سب کو چھوڑ کر اُنہین پر نظر عنایت کی

ہے نہ رمّال نہ فال گیر نہ اَور کوئی مخلوق ہان خدا جو آسمان و زمین کی ہر یک شئے سے واقف ہے اپنے کامل اور مقدّس رسولون کو اپنے ارادہ اور اختیار سے بعض اسرارِ غیبیہ پر مطلع کرتا ہے اور نیز کبھی کبھی جب چاہتا ہے تو اپنے سچے رسول کے کامل تابعین پر جو اہل اسلام مین اُنکی تابعداری کی وجہ سے اور نیز اِس باعث سے کہ وہ اپنے رسول کے علوم کے وارث ہین بعض اسرار پوشیدہ اُن پر بھی کھولتا ہے تا اُنکے صدق مذہب پر ایک نشان ہو لیکن دوسری قومین جو باطل پر ہین جیسے ہندو اور اُنکے پنڈت اور عیسائی اور اُنکے پادری وہ سب اِن کامل برکتون سے بےنصیب ہین میرا یہہ کہنا ہی تھا کہ وہ شخص اِس بات پر اصراری ہو گیا کہ اگر اسلام کے متبعین کو دوسری قومون پر ترجیح ہے تو اِسی موقع پر اِس ترجیح کو دکھلانا چاہیئے۔ اسکے جواب مین ہر چند کہا گیا کہ اِسمین خدا کا اختیار ہے انسان کا اُسپر حکم نہین مگر آریہ نے اپنے انکار پر بہت اصرار کیا غرض جب مین نے دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون اور دین اسلام کی عظمت سے سخت منکر ہے تب میرے دل مین خدا کی طرف سے یہی جوش ڈالا گیا کہ خدا اُسکو اِسی مقدمہ مین شرمندہ اور لاجواب کرے اور مین نے دُعا کی کہ اے خداوند کریم تیرے نبی کریم کی عزت اور عظمت سے یہہ شخص سخت منکر ہے اور تیرے نشانون اور پیشگوئیون سے جو تو نے اپنے رسول پر ظاہر فرمائین سخت انکاری ہے اور اِس مقدمہ کی آخری حقیقت کُھلنے سے یہہ لاجواب ہو سکتا ہے اور تو ہر بات پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی امر تیرے علم محیط سے مخفی نہین تب خدا نے جو اپنے سچے دین اسلام کا حامی ہے اور اپنے رسول کی عزت اور عظمت چاہتا ہے رات کے وقت رؤیا مین کل حقیقت مجھ پر کھولدی اور ظاہر کیا کہ تقدیر الٰہی مین یون مقدر ہے کہ اُسکی مثل چیف کورٹ سے عدالت ماتحت مین پھر واپس آئیگی اور پھر اُس عدالت ماتحت مین نصف قید اُسکی تخفیف ہو جائیگی مگر بری نہین ہوگا اور جو اُسکا دوسرا رفیق ہے وہ پوری قید بھگت کر خلاصی پائیگا اور بری وہ بھی نہین ہوگا پس مین نے اِس خواب سے بیدار ہو کر اپنے خداوند کریم کا شکر کیا جسنے مخالف کے سامنے مجھکو مغلوب ہونے نہ دیا اور اُسی وقت مین نے یہہ رؤیا ایک جماعت کثیر کو سُنا دیا اور اُس ہندو صاحب کو بھی اُسی دن خبر کردی اب مولوی صاحب آپ خود یہان آکر اور خود اِس جگہ پہنچکر جس طرح سے چاہے اُس ہندو صاحب سے جو اِس جگہ قادیان مین موجود ہے اور نیز دوسرے لوگون سے دریافت کر سکتے ہین کہ یہہ خبر جو مین نے بیان کی ہے یہہ بےشک درست ہے یا اِسمین کچھ کمی بیشی ہے اور ایسے معاملات مین مخالفین مذہب کی گواہی خاصکر دیانند پنڈت کے تابعین کی گواہی جسقدر قابلِ اعتبار ہے آپ جانتے ہی ہونگے اب ہم ایک تیسری رؤیا بھی آپکی خدمت مین نذر کرتے ہین۔

ہو جائے مگر ایسے سوال کے پیش کرنے مین یہہ شرط بھی بخوبی یاد رہے کہ جو صاحب محرک اس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُنہین کو اِس لایق سمجہا کہ اُسکے لئے اور اُسکی راہ مین ستائے جائین سو خدا تعالیٰ اُن پر مصیبتین نازل کرتا ہے تا اُنکا صبر اُنکا صدقِ قدم اُنکی مردی اُنکی استقامت اُنکی وفاداری اُنکی فتوت شعاری لوگون پر ظاہر کرکے الاستقامت فوق الکرامت کا مصداق اُنکو ٹھہراوے کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتون کے ظاہر نہین ہو سکتا اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور ثابت قدمی بجز اعلیٰ درجہ کے زلزلہ کے معلوم نہین ہو سکتی اور یہہ مصائب حقیقت مین انبیا اور اولیا کے لئے روحانی نعمتین ہین جن سے دُنیا مین اُنکے اخلاقِ فاضلہ جن مین وہ بے مثل و مانند ہین ظاہر ہوتے ہین اور آخرت مین اُنکے درجات کی ترقی ہوتی ہے اگر خدا اُن پر یہہ مصیبتین نازل نہ کرتا تو یہہ

سردار محمد حیات خان کا کبہی آپ نے نام سنا ہی ہوگا کہ جو گورنمنٹ کے حکم سے ایک عرصہ دراز تک معطل رہے۔ ڈیڑہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اُس سے زیادہ کچہہ عرصہ گذر گیا ہوگا کہ جب طرح طرح کی مصیبتین اور مُشکلین اور صعوبتین اِس مُعطلی کی حالت مین اُنکو پیش آئین اور گورنمنٹ کا منشا بھی کچہہ برخلاف سمجہا جاتا تہا اُنہین دنون مین اُنکے بری ہونے کی خبر ہمکو خواب مین ملی اور خواب مین مین نے اُنکو کہا کہ تم کچہہ خوف مت کرو خدا ہر یک چیز پر قادر ہے وہ تمہین نجات دیگا چنانچہ یہہ خبر اُنہین دنون مین بیسیون ہندون اور آریون اور مسلمانون کو سُنائی گئی جس نے سُنا بعید از قیاس سمجہا اور بعض نے ایک امرِ محال خیال کیا اور مین نے سُنا ہے کہ اُنہین ایام مین محمد حیات خان صاحب کو بھی یہہ خبر کسی نے لاہور مین پہنچا دی تہی سو الحمد للہ والمنتہ کہ یہہ بشارت ہی جیسی دیکہی تہی ویسی ہی پوری ہوئی اب اِس خواب کے گواہ بھی ساٹھہ ستّر سے کچہہ کم نہ ہونگے اور اگر اِسمین مسلمانون کی شہادت قابل اعتماد نہ ہو اور نہ محمد حیات خان صاحب کی تو آپکو یاد رہے کہ اِسمین قریب دس بارہ آدمی کے ہندو اور آریا سماج کے ممبر بھی ہین کہ جو وید کی لکیر پر چلنے والے اور مسلمانون کے سخت مخالف ہین۔ سردار محمد حیات خان صاحب سے نہ ہماری خط و کتابت اور نہ کچہہ میل ومُلاقات نہ کچہہ ایسا تعلق و تعارف ہے ہم حیران تہے کہ اُنکی آخری حالت اُنکی سخت بیقراری کے دنون مین کیون خدا نے ہم پر ظاہر کی سو آج اِسکا سبب ظاہر ہوا کہ یہہ کشف بھی اسلئے ہوا کہ تا آج دینی کام مین جس مین خدا نے ہمین لگا یا ہوا ہے کام آوے والحمد للہ ثم الحمد للہ اب ایک چوتہی رویا بھی آپ کی تسلی کامل کے لئے بیان کرتا ہون تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے

بحث کے ہوں وہ اول صدق اور صفائی سے کسی اخبار مین شایع کرا دین کہ یہہ بحث محض طلب حق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ النعمتین بہی اُنکو حاصل نہ ہوتین اور نہ عوام پر اُنکے شمائل حسنہ کما حقہ کُھلتے بلکہ دوسرے لوگون کی طرح اُوڑہ وہ اُنکے مساوی ٹھہرتے اور گو اپنی چند روزہ عمر کو کیسے ہی عشرت اور راحت مین بسر کرتے پر آخر ایک دن اِس دارِ فانی سے گذر جاتے اور اِس صورت مین نہ وہ عیش اور عشرت اُنکی باقی رہتی نہ آخرت کے درجاتِ عالیہ حاصل ہوتے نہ دُنیا مین اُنکی وہ فتوت اور جوانمردی اور وفاداری اور شجاعت شُہرۂ آفاق ہوتی جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے جنکا کوئی مانند نہین اور ایسے یگانہ ٹھہرے جنکا کوئی ہم جنس نہین اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جنکا کوئی ثانی نہین اور ایسے غیب الغیب ٹھہرے جن تک کسی ادراک کی رسائی نہین اور ایسے کامل اور بہادر

جو مین نے خواب مین حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکہا اور مسیح نے اور مین نے ایک جگہہ ایک ہی برتن مین کہانا کہایا اور کہانے مین ہم دونون ایسے بے تکلف اور با محبت تہے کہ جیسے دو حقیقی بہائی ہوتے ہین اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہین اور بعد اُسکے اسی مکان مین جہان اب یہہ عاجز اِس حاشیہ کو لکہہ رہا ہے مین اور مسیح اور ایک اَور کامل اور مکمل سیّد آلِ رسول دالان مین خوشدلی سے ایک عرصہ تک کہڑے رہے اور سیّد صاحب کے ہاتہہ مین ایک کاغذ تہا اُسمین بعض افراد خاصّہ اُمتِ محمّدیہ کے نام لکہے ہوئے تہے اور حضرتِ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُنکی کچہہ تعریفین لکہی ہوئی تہین چنانچہ سیّد صاحب نے اُس کاغذ کو پڑہنا شروع کیا جس سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ مسیح کو اُمّتِ محمدیہ کے اُن مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہین کہ جو عند اللہ اُنکے لئے مقرر ہین۔ اور اُس کاغذ مین عبارت تعریفی تمام ایسی تہی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے تہی سو جب پڑہتے پڑہتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچہہ تہوڑا ہی باقی رہا تب اِس عاجز کا نام آیا جس مین خدا تعالیٰ کی طرف سے یہہ عبارت تعریفی عربی زبان مین لکہی ہوئی تہی **ھو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس**۔ یعنے وہ مجہہ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگون مین مشہور کیا جائیگا۔ یہہ اخیر فقرہ **فکاد ان یعرف بین الناس** اسی وقت بطورِ الہام بہی القا ہوا چونکہ مجہہ کو اِس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اس لئے یہہ خواب اور یہہ القا بہی کئی مسلمانون اور کئی ہندوون کو جو ابتک

کی غرض سے کرتے ہین اور اپنا پورا پورا جواب پانے سے مسلمان ہونے پر مستعد ہین کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ٹھہرے کہ گویا ہزار ہا شیر ایک قالب مین ہین اور ہزار ہا پلنگ ایک بدن مین جنکی قوت اور طاقت سب کی نظرون سے بلند تر ہوگئی اور جو تقرب کے اعلیٰ درجات تک پہنچ گئی۔

اور دوسرا حصہ انبیا اور اولیا کی عمر کا فتح مندی اقبال مین دولت مین بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق اُنکے ظاہر ہو جائین کہ جنکے ظہور کے لئے فتحمند ہونا صاحب اقبال ہونا صاحب دولت ہونا صاحب اختیار ہونا صاحب اقتدار ہونا صاحب طاقت ہونا ضروری ہے کیونکہ اپنے دُکھ دینے والون کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والون سے درگذر کرنا اور اپنے دشمنون سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشون کی خیرخواہی بجالانا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

قادیان مین موجود ہین اُسیوقت تبلایا گیا اب دیکھئے کہ یہہ خواب اور یہہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتون سے باہر ہے اور گو ابھی تک یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری نہین ہوئی مگر اِسکا اپنے وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہئیے کیونکہ خدا کے وعدون مین ممکن نہین کہ تخلف ہو۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ کبھی کبھی ایسے لوگ بھی کہ جو مذہب اسلام سے خارج ہین کوئی کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہین مگر اُن مین اور مسلمانون کے خوابون مین کہ جو خدا کے رسول مقبول کا کامل اتباع اختیار کرتے ہین کئی طور سے صریح فرق ہے۔ منجملہ اُن فرقون کے ایک یہہ ہے کہ مسلمانون کو سچی خوابین کثرت سے آتی ہین جیسا اُنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے اور فرمایا ہے لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا لیکن کفار اور منکرین اسلام کو اس کثرت سے سچی خوابین ہرگز نصیب نہین ہوتین بلکہ اُنکا ہزارم حصہ بھی نصیب نہین ہوتا چنانچہ اِسکا ثبوت ہماری اُن ہزارہا سچی خوابون کے ثبوت سے ہو سکتا ہے جنکو ہم نے قبل از وقوع صدہا مسلمانون اور ہندوون کو بتلا دیا ہے اور جنکے مقابلہ سے غیر قومون کا عاجز ہونا ہم ابتدا سے دعویٰ کر رہے ہین۔

اور ایک یہہ فرق ہے کہ مسلمان کی خواب اکثر اوقات نہایت عالیشان اور مہمات عظیمہ کی بشارت اور خوشخبری پر مشتمل ہوتی ہے اور کافر کی خواب اکثر اوقات اُمور خسیسہ مین محدود منحصر اور مبتذل رہتی ہے اور ذلت اور ناکامی کے مکروہ آثار اُسمین نمودار ہوتے ہین اور اِسکے ثبوت کے لئے بھی ہماری ہی خوابون پر بہ نظر انصاف غور کرنا کافی ہے

جسکی نیت مین حق کی طلب نہین اور دل مین خدا کا خوف نہین اور محض خبث باطنی سے مفسدون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

دولت سے دل نہ لگانا دولت سے مغرور نہ ہونا دولتمندی مین امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کہولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا یہہ سب اخلاق ایسے ہین کہ جنکے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے اور اُسی وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہین کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونون میسر ہون پس چونکہ بجز زمانہ مصیبت و ادبار و زمانہ دولت و اقتدار یہہ دونون قسم کے اخلاق ظاہر نہین ہو سکتے اسلئے حکمت کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیا اور اولیا کو ان دونون طور کی حالتون سے کہ جو ہزار ہا نعمتون پر مشتمل ہین متمتع کرے لیکن ان دونون حالتون کا زمانہ وقوع ہر یک کے لئے ایک ترتیب پر نہین ہوتا بلکہ حکمت الٰہیہ بقیہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

اور اگر کوئی منکر ہو تو ایسی عالیشان خوابین کسی غیر مذہب کی ہمارے سامنے پیش کرکے اور ثابت کرکے دکہلاوے اور ایک فرق یہہ ہے کہ مسلمان کی خواب نہایت راست اور منکشف ہوتی ہے اور کامل مسلمان کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اُسکی خواب بے اصل اور اضغاث احلام مین داخل ہو کیونکہ وہ پاک دل اور پاک مذہب ہے اور حضرت احدیت سے سچا رابطہ رکہتا ہے برخلاف منکر اسلام کے کہ جو بباعث ناپاک دلی اور ناراستی مذہب کے گویا ایک نجاست مین پڑا ہوا ہے اُس کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اُسکی کوئی خواب سچی ہو۔ پہر تجربہ سے یہہ بہی ثابت ہوا ہے کہ اگر کسی منکر اسلام کی شاذ و نادر کوئی بعض خواب کبہی سچی بہی ہو تو اُسمین یہہ شرط ہے کہ وہ منکر کوئی معاند پادری یا پنڈت نہ ہو بلکہ کوئی سیدہا سادہ ہندو یا غریب عیسائی ہو جسکو اپنے مذہب پر کچہہ ایسا اعتقاد نہ ہو نہ اسلام سے کچہہ بغض و کینہ ہو اور پہر یہہ بہی تجارب کثیرہ سے ثابت ہوا ہے کہ جو کسی غریب ہندو یا عیسائی کی کبہی کسی حالت مین خواب سچی ہو جائے تو وہ خطا اور غلطی کی آمیزش سے بکلی پاک اور صاف نہین ہوتی بلکہ کچہہ نہ کچہہ کمی بیشی اور پراگندگی اور افراط تفریط ضرور اُسمین ہوتا ہے ہمکو یاد ہے کہ محرم ۱۲۹۹ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ مین ہمکو خواب مین یہہ دکہائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہین اُسی رات ایک آریا صاحب نے بہی ہمارے لئے خواب دیکہی کہ کسی نے مدد کتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے اور جب اُنہون نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُنکو اپنی خواب بہی سنادی اور یہہ بہی کہدیا کہ تمہاری خواب مین اُنیس حصے جہوٹ مل گیا ہے اور یہہ اُسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اسلام سے خارج ہو۔ شائد اُنکو گران ہی گذرا ہوگا مگر بات سچی تہی جسکی سچائی پانچوین

کی طرح بیہودہ گفتگو کرتا ہے اُسکی طرف متوجہ ہونا تضیع اوقات ہے۔ ایسا ہی ایک دوسری وجہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے زمانہ امن و آسائش پہلے حصہ عمر مین میسّر کر دیتی ہے اور زمانہ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتون مین تکالیف وارد ہوتی ہین اور پھر آخر کار نصرتِ الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور بعض مین یہہ دونون حالتین مخفی ہوتی ہین اور بعض مین کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہین اور اِس بارے مین سب سے اوّل قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہہ دونون حالتین وارد ہوگئین اور ایسی ترتیب سے آئین کہ جس سے تمام اخلاقِ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا بپایۂ ثابت پہنچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونون طور پر علی وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیا کے اخلاق کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یا چھٹے محرم مین ظہور مین آ گئے یعنے پنجم یا ششم محرم الحرام مین مبلغ پچاس روپیہ جنکو ناگدہ سے شیخ محمد بہا والدین صاحب مدار المہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا کئی لوگون اور ایک آریہ کے روبرو پہنچ گئے والحمد للہ علی ذالک۔

اسی طرح ایک مرتبہ خدا نے ہمکو خواب مین ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی اور وہ خبر ہم نے ایک ہندو صاحب کو کہ جو اب پلیڈری کا کام کرتے ہین بتلائی جب وہ خبر اُسی دن پوری ہوئی تو وہ ہندو صاحب بہت ہی متعجب ہوئے کہ ایسا صاف اور کھلا ہوا علم غیب کا کیونکر معلوم ہو گیا۔

پھر ایک مرتبہ جب انہین وکیل صاحب نے اپنی وکالت کے لئے امتحان دیا تو اُسی ضلع مین سے اُنکے ساتھ اُسی سال مین بہت سے اَور لوگون نے بھی امتحان دیا اُسوقت بھی مجھہ کو ایک خواب آئی اور مین نے اُس وکیل صاحب کو اور شاید تیس یا چالیس اَور ہندون کو جن مین سے کوئی تحصیلدار کوئی سر رشتہ دار کوئی محرر ہے بتلایا کہ اُن سب مین سے صرف اُس شخص مقدم الذکر کا پاس ہوگا اور دوسرے سب امیدوار فیل ہو جائینگے چنانچہ بالآخر ایسا ہی ہوا اور ۱۸۶۸؁ء مین اُس وکیل صاحب کے خط سے اِس جگہہ قادیان مین یہہ خبر ہمکو مل گئی والحمد للہ علی ذالک۔

اور اِس جگہہ یہہ بھی یاد رہے کہ جس طرح ہمارے مخالفین کی خوابین دُنیا کے امور مین اکثر بے اصل اور دروغ بے فروغ نکلتی ہین ویسا ہی دینیات مین اُنکا مغشوش اور بے سر و پا ہونا ہمیشہ ثابت ہوتا ہے پچھلے دنون مین جنکو آٹھہ یا نو برس کا عرصہ گذرا ہوگا ہم نے سُنا تھا کہ ایک پادری صاحب نے یہہ پیش گوئی کی ہے کہ اب مین برس کے اندر اندر حضرتِ مسیح آسمان سے پادریون کی مدد کے لئے اُتر آئینگے پھر شاید ایکمرتبہ ہمنے منشور محمدی

بے نظیری ہے کہ جو ہر یک طالبِ حق کو بہ آسانی سے سمجھہ آ سکتی ہے یعنے یہہ کہ قرآنِ شریف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ثابت کرتا ہے کیونکہ آن جناب نے اُنکی نبوت اور اُنکی کتابون کو تصدیق کیا اور اُنکا مقرب اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے پس اِس تحقیق سے یہہ اعتراض بھی بالکل دور ہوگیا کہ جو مسیح کے اخلاق کی نسبت دلون مین گُذر سکتا ہے یعنے یہہ کہ اخلاق حضرتِ مسیح علیہ السلام دونون قسم مذکورہ بالا پر علیٰ وجہ الکمال ثابت نہین ہو سکتے بلکہ ایک قسم کے رو سے بھی ثابت نہین ہین کیونکہ مسیح نے جو زمانہ مصیبتون مین صبر کیا تو کمالیت اور صحت اُس صبر کی تب بپایہ صداقت پُہنچ سکتی تہی کہ جب مسیح اپنے تکلیف دہندون پر اقتدار اور غلبہ پاکر اپنے موذیون کے گناہ دلی صفائی سے بخش دیتا جیسا حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والون

یا کسی اور اخبار مین پڑہا ہے کہ ایک بنگلور کے پادری نے بھی کچھہ ایسا ہی وعدہ کیا تہا بہرحال مُدت ہوئی کہ وہ تین برس کا وعدہ گذر بھی گیا مگر آجتک مسیح کو آسمان سے اُترتا کسی نے نہین دیکہا اور یہہ پیشگوئی پادریوں کی ایسی ہی جہوٹی ہوئی جیسا بعض نجومی نومبر ۱۸۸۱ء کے مہینے مین قیامت کا قایم ہونا سمجھہ بیٹھے تھے - اور واضح رہے کہ ہم اِس سے انکار نہین کرتے کہ کسی پادری کو مسیح کے نازل ہونے کے بارہ مین خواب آئی ہو مگر ہمارا یہہ منشا ہے کہ پادریون کی خوابین بباعث کُفر اور عداوت حضرت خاتم الانبیا کے اکثر دروغ بے فروغ نکلتی ہین اور اگر کوئی خواب شاذ نادر کسیقدر سچی ہو تو وہ مُشتبہ اور مبہم ہوتی ہے پس اگر مسیح کے بارہ مین کہ جو اُن کو خواب آئی اُسکو اسی قسم دوم مین داخل کرین تو اُسکے یہہ معنے ہونگے کہ مسیح سے مراد عالم رویا مین کوئی کامل فرد اُمتِ محمدیہ کا ہے کیونکہ قدیم سے یہہ تجربہ ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کوئی عیسائی اپنی خواب دیکھتا ہے کہ اب مسیح آنے والا ہے کہ جو دین کو تازہ کریگا یا اگر کوئی ہندو دیکھتا ہے کہ اب کوئی اُوتار آنیوالا ہے جس سے دہرم کی ترقی ہوگی تو ایسی خوابین اُنکی اگر بعض اوقات سچی ہون تو اُنکی یہہ تعبیر ہوتی ہے کہ اُس مسیح اور اُس اُوتار سے مراد کوئی محمدی شخص ہوتا ہے کہ جو دین کی ترقی اور اصلاح کے لئے اپنے وقت پر ظہور کرتا ہے اور چونکہ وہ اپنی نورانیت مین تمام مقدسون کا وارث ہوتا ہے اِس لئے مُشتبہ الخیال لوگون کی قوت متخیلہ مین ایسی صورت پر نظر آتا ہے یعنے اُنکو وہ ایک ایسے شخص کی صورت مین متصور ہو کر دکہائی دیتا ہے جسکو وہ اپنے اعتقاد کے رو سے بڑا مقدس اور کامل اور راستی کا پیشوا اور اپنا ہادی خیال کرتے ہین غرض عیسائیون

باوجود اُس اعجاز اور اُس احاطہ حق اور حکمت کے جسکا پہلی وجہ مین ذکر ہوچکا ہے عبارت مین اِسقدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور دوسرے لوگون پر بہ کلّی فتح پاکر اور اُنکو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر اُنکا گناہ بخش دیا اور صرف اُنہین چندلوگون کو سزا دی جنکو سزا دینے کے لئے حضرتِ احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہوچکا تھا اور بجز اُن ازلی ملعونون کے ہریک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پاکر سب کو لاتثریب علیکم الیوم کہا اور اُسے عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفون کی نظر مین ایک امرِ محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتون پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئین اپنے مخالف کے ہاتھ مین دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے ہزارون انسانون نے ایک ساعت مین دینِ اسلام قبول کرلیا اور حقانی صبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجناب نے اُنکی سخت سخت ایذاؤن پر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور ہندؤن کی خوابین اکثر اوقات بے اصل اور سراسر دروغ یا مشتبہ نکلتی ہین پس بنظر ان تمام وجوہات کے یہ بات بخوبی بدیہی طور پر ثابت ہے کہ رویا صادقہ کا کثرت سے آنا اور کامل طور پر آنا اور مہماتِ عظیمہ مین آنا اور انکشافِ تام سے آنا یہ خاصۂ اُمتِ محمدیہ کا ہے اِسمین کسی دوسرے فرقہ کو مشارکت نہین اور عدم مشارکت کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام لوگ صراطِ مستقیم سے دور اور مہجور ہین اور اُنکے خیالات دُنیا پرستی اور مخلوق پرستی اور نفس پرستی مین لگے ہوئے ہین اور راستبازون کے نور سے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو ملتا ہے بکلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہین یہ صرف دعویٰ نہین یہ صرف زبان کی بات نہین یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے جس سے کوئی عقلمند اگر انکار کرے تو اُسپر لازم ہے کہ مقابلہ کر کے دکھلاوے کیونکہ جو امر کامل ثبوتون سے اور کامل شہادتون سے روشن ہوچکا ہے وہ صرف مُنہ کی فضول اور بیہودہ باتون سے ٹوٹ نہین سکتا **فتدبر و تفکر**۔

صورتِ پنجم الہام کی وہ ہے جسکا انسان کے قلب سے کچھہ تعلق نہین بلکہ ایک خارج سی آواز آتی ہے اور یہہ آواز ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک پردہ کے پیچھے سے کوئی آدمی بولتا ہے مگر یہہ آواز نہایت لذیذ اور شگفتہ اور کسیقدر سرعت کے ساتھہ ہوتی ہے اور دل کو اِس سے ایک لذت پہنچتی ہے انسان کسیقدر استغراق مین ہوتا ہے کہ یکدفعہ یہہ آواز آجاتی ہے اور آواز سُنکر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ کہان سے یہہ آواز آئی اور کس نے مجھہ سے کلام کی اور حیرت زدہ کی طرح آگے پیچھے دیکھتا ہے پھر سمجھہ جاتا ہے کہ کسی فرشتہ نے یہہ آواز دی۔ اور یہہ آوازِ خارجی اکثر اُس حالت مین بطور بشارت آتی ہے کہ جب انسان کسی معاملہ مین نہایت متفکر اور مغموم

فصاحت اور موزونیت اور لطافت اور نرمی اور آب و تاب رکھتا ہے کہ اگر کسی سرگرم نکتہ چین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیا تھا آفتاب کی طرح اُنکے سامنے روشن ہوگیا اور چونکہ فطرتاً یہہ بات انسان کی عادت مین داخل ہے کہ اُسی شخص کے صبر کی عظمت اور بزرگی انسان پر کامل طور پر روشن ہوتی ہے کہ جو بعد زمانہ آزار کشی کے اپنے آزار دہندہ پر قدرتِ انتقام پاکر اُسکے گناہ کو بخش دے اِس وجہ سے مسیح کے اخلاق کہ جو صبر اور علم اور برداشت کے متعلق تھے بخوبی ثابت نہ ہوئے اور یہہ امر اچھی طرح نہ کھلا کہ مسیح کا صبر اور حلم اختیاری تھا یا اضطراری تھا کیونکہ مسیح نے اقتدار اور طاقت کا زمانہ نہین پایا تا دیکھا جاتا کہ اُسنے اپنے موذیون کے گناہ کو عفو کیا یا انتقام لیا برخلاف اخلاق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع مین اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور اُنکی صداقت آفتاب کی طرح

ہوتا ہے یا کسی بدخبری کے سُننے سے کہ جو اصل مین محض دروغ تھی کوئی سخت اندیشہ اُسکو دامنگیر ہو جاتا ہے مگر صورت دوم کی طرح اِسمین مکرر دعاؤن پر اُس آواز کا صادر ہونا مشہود نہین ہوا بلکہ ایک ہی دفعہ اُسیوقت کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کوئی فرشتہ غیب سے ناگہانی طور پر آواز کرتا ہے برخلاف صورتِ دوم کے کہ اُسمین اکثر کامل دعاؤن پر حضرتِ احدیّت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا ہے اور خواہ سو مرتبہ دُعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہو اُسکا جواب سو مرتبہ ہی حضرتِ فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے جیسا کہ متواتر تجربہ خود اِس خاکسار کا اِس بات کا شاہد ہے۔ اِس قسم کے الہام مین بھی ایک بزرگ پیشگوئی اِس عاجز کو یاد ہے جس سے اِس خاکسار نے مشرف من اللہ ہوکر ایک قادیان کے آریا سماج کے ممبر کو کہ جواب بھی اِس جگہہ صحیح و سالم موجود ہے پیشگوئی کے پورے ہونے پر ملزم و لاجواب کیا تھا یہہ ایسی بعید از قیاس اور ظاہر بالکل محال و ممتنع الوقوع معلوم ہوتی تھی جسکو سُنکر اُس آریا نے سخت انکار کیا اور اِس بات پر ضد کر بیٹھا کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ ایسے بات دور از قیاس واقعہ ہو جائے چنانچہ بالآخر وہ بات بعینہٖ اُسی طور پر ظہور مین آئی جیسی پہلے کہی گئی تھی اور یہہ پیش گوئی نہ صرف اُس آریا کو تبلائی گئی تھی بلکہ اَور کئی لوگون کو تبلائی گئی تھی کہ جو ابتک موجود ہین اور کسی کو انکار کرنے کی جگہہ باقی نہین چونکہ یہہ پیش گوئی ایک طول طویل واقعہ پر مشتمل ہے لہٰذا بالفعل اِسکی تصریح کی ضرورت نہین بہرحال سمجھنا چاہئیے کہ الہام ایک واقعی اور یقینی صداقت ہے جسکا مقدّس اور پاک چشمہ دینِ اسلام ہے اور خدا جو قدیم سے صادقون کا رفیق ہے دوسرون پر یہہ نورانی دروازہ ہرگز نہین کھولتا اور اپنی خاص نعمت غیر کو ہرگز نہین دیتا اور کیونکر

سخت مخالف اسلام کو کہ جو عربی کی املا انشاء میں کامل دستگاہ رکھتا ہو حاکم با اختیار کی طرف سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

روشن ہوگئی۔ اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جسکے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہوگئے ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھولدیئے سو آنجناب نے اُن سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جسکو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی

دے کیا ممکن ہے کہ جو شخص اپنے گھر کے تمام دروازے بند کرکے اور آنکھوں پر پردہ ڈالکے بیٹھا ہوا ہے وہ ایسا ہی روشنی کو پاوے جیسا وہ شخص جسکے سب دروازے کھلے ہیں اور جسکی آنکھوں پر کوئی پردہ نہیں کیا اعمیٰ اور بصیر کبھی مساوی ہوسکتے ہیں کیا ظلمت نور کا مقابلہ کرسکتی ہے کیا ممکن ہے کہ مجذوم جسکا تمام بدن جذام خوردہ ہے اور جسکے اعضا متعفن ہوکر گرتے جاتے ہیں وہ اپنی بدنی حالت میں اُس جماعت سے برابری کرسکے جسکو خدا نے کامل تندرستی اور خوبصورتی عطا فرمائی ہے ہم ہر وقت طالبِ صادق کو اِس بات کا ثبوت دینے کے لئے موجود ہیں کہ وہ روحانی اور حقیقی اور سچی برکتیں کہ جو تابعینِ حضرت خیر الرسل میں پائی جاتی ہیں کسی دوسرے فرقہ میں ہرگز موجود نہیں۔ جب ہم عیسائیوں اور آریوں اور دوسری غیر قوموں کی ظلمانی اور محجوب حالت پر نظر کرتے ہیں اور اُنکے تمام پنڈتوں اور جوگیوں اور راہبوں اور پادریوں اور مشنریوں کو آسمانی نوروں سے بکلی محروم اور بے نصیب پاتے ہیں اور اِس طرف اُمت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں آسمانی نوروں اور روحانی برکتوں کا ایک دریا بہتا ہوا دیکھتے ہیں اور انوار الٰہیہ کو بارش کی طرح برستے ہوئے مشاہدہ کرتے ہیں تو پھر جس ماجرا کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور جسکی شہادتیں ہماری تار اور پود اور رگ اور ریشہ میں بھری ہوئی ہیں اور جسپر ہمارا ایک ایک قطرۂ خون کا گواہ رویت ہے کیونکر اُس سے منکر ہوجائیں کیا ہم امر معلوم کو نامعلوم فرض کرلیں یا مرئی اور مشہود کو غیر مرئی اور غیر مشہود قرار دیدیں کیا کریں۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جسکی تاثیریں ہمارے آئمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ

یہہ پُر تہدید حکم سُنایا جائے کہ اگر تم مثلاً بیس برس کے عرصہ مین کہ گویا ایک عمر کی میعاد ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی ساری عمر بسر کی - بدی کرنیوالون سے نیکی کرکے دکہلا دئیے اور وہ جو دل آزار تھے اُنکو اُنکی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی - سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چہوٹا سا جہونپڑا اور کہانے کے لئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا دُنیا کی دولتین کثرت سے اُنکو دی گئین پر آنحضرت نے اپنے پاک ہاتہوں کو دُنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکہا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تا اُس دن تک جو اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسیکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور ہزارون دشمنونکے مقابلہ پر معرکہ جنگ مین کہ جہان قتل کیا جانا یقینی امر تہا خالصاً خدا کے لئے کہڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکہلائی غرض جود اور سخاوت

رہے ہین نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکہنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ مسیح اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اُسی پاک اور مقدس جماعت مین سے ہین جنکو خدا نے اپنے لطفِ خاص سے اپنی رسالت کے لئے چُن لیا ہے یہہ ہمکو فرقانِ مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ مین آپ دکہلائی اور پہر اُس کامل روشنی سے گذشتہ نبیون کی صداقتین بہی ہم پر ظاہر کر دین اور یہہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لیکر مسیح تک اُن تمام نبیون پر ہے کہ جو قرآنِ شریف سے پہلے گذر چکے او ہر یک رسول اُس عالی جناب کا ممنونِ منت ہے جسکو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیرون کی برکت سے سب صداقتین ہمیشہ کے لئے زندہ ہین جن سے اُن نبیون کی نبوت پر یقین کرنیکے لئے ایک راستہ کہلتا ہے اور اُنکی نبوتین شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہین -

واضح ہو کہ قرآنِ شریف مین دو طور کا معجزہ ہمیشہ کے لئے رکہا گیا ہے - ایک اعجازِ کلام قرآن دوم اعجازِ اثر کلامِ قرآن - یہہ دونون اعجاز ایسے بدیہی ہین کہ اگر کسی کا نفس اعراض صوری یا معنوی سے محجوب نہ ہو تو فی الفور وہ اس نورِ صداقت کو بچشم خود مشاہدہ کر لیگا - اعجازِ کلامِ قرآن کے بیان پر تو یہہ ساری کتاب مشتمل ہے اور بعض قسم کے اعجاز حاشیہ نمبر ۱۱ مین لکہے بہی گئے ہین - اعجازِ اثر کلامِ قرآن کی نسبت ہم یہہ ثبوت رکہتے ہین کہ آجتک کوئی ایسی صدی نہین گذری جسمین خدا تعالیٰ نے مستعد اور طالبِ حق لوگون کو قرآنِ شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہین پہنچایا اور

اِس طور پر قرآن کی نظیر پیش کرکے نہ دکھلاؤ کہ قرآن کے کسی مقام مین سے صرف دو چار

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہین وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیا مین ایسے ظاہر کیے کہ جنکی مثل نہ کبھی دُنیا مین ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام مین اِس قسم کے اخلاق بھی اچھی طرح ثابت نہین ہوئے کیونکہ یہہ سب اخلاق بجز زمانہ اقتدار اور دولت کے بپایۂ ثبوت نہین پہنچ سکتے اور مسیح نے اقتدار اور دولت کا زمانہ نہین پایا اِسلئے دونون قسم کے اخلاق اُسکے زیر پردہ رہے اور جیسا کہ شرطِ ظہور پذیر نہ ہوئی پس یہہ اعتراض مذکورہ بالا جو مسیح کی ناقص حالت پر وارد ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل حالت سے بکلی مندفع ہوگیا کیونکہ وجودِ باجود

اب بھی طالبون کے لیئے اُس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کُھلا ہے یہہ نہین کہ صرف کسی گذشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے۔ جس طرح سچے دین اور ربانی کتاب کے حقیقی تابعدارون مین روحانی برکتین ہونی چاہئین اور اسرار خاصہ الٰہیہ سے مُلہم ہونا چاہئے وہی برکتین اب بھی جویندون کے لئے مشہود ہوسکتی ہین جسکا جی چاہے صدقِ قدم سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کرلے انشاء اللہ تعالیٰ ہر یک طالبِ صادق اپنے مطلب کو پائیگا اور ہر یک صاحبِ بصارت اِس دین کی عظمت کو دیکھے گا مگر کون ہمارے سامنے آکر اِس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف مین بھی موجود ہے اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور افضلیت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنے شامل حال رکھتا ہے۔ کیا کوئی زمین کے اِس سرے سے اُس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے اِن چمکتے ہوئے نورون کا مقابلہ کرسکے کوئی نہین ایک بھی نہین بلکہ وہ لوگ جو اہل کتاب کہلاتے ہین اُنکے ہاتھ مین بھی بجز باتون ہی باتون کے اور خاک بھی نہین حضرت موسیٰ کے پیرو یہہ کہتے ہین کہ جب سے حضرت موسیٰ اِس دُنیا سے کوچ کرگئے تو ساتھ ہی اُنکا عصا بھی کوچ کرگیا کہ جو سانپ بنا کرتا تھا اور جو لوگ حضرت عیسیٰ کے اتباع کے مدعی ہین اُنکا یہہ بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے تو ساتھ ہی اُنکے وہ برکت بھی اُٹھائی گئی جس سے حضرتِ ممدوح مُردون کو زندہ کیا کرتے تھے ہان عیسائی یہہ بھی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ

سطر کا کوئی مضمون لیکر اُسی کے برابر یا اُس سے بہتر کوئی نئی عبارت بناؤ جس مین وہ سب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر یک نبی کے لئے متمم اور مکمل ہے اور اُس ذاتِ عالی کے ذریعہ سے جو کچھہ امر مسیح اور دوسرے نبیون کا مشتبہ اور مخفی رہا تہا وہ چمک اُٹھا اور خدا نے اُس ذاتِ مقدس پر انہین معنوں کرکے وحی اور رسالت کو ختم کیا کہ سب کمالات اُس وجود باجود پر ختم ہوگئے وھٰذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

وسوسہ دہم ۔ بعض کوتہ فکر لوگ یہہ وسوسہ پیش کرتے ہین کہ الہام مین یہہ خرابی اور نقص ہے کہ وہ معرفتِ کامل تک پہنچنے سے کہ جو حیاتِ ابدی اور سعادتِ دائمی کے حصول کا مدار علیہ ہی مانع

کے باران حواری بھی کچھہ کچھہ روحانی برکتون کو ظاہر کیا کرتے تہے لیکن اُنکا یہہ بھی تو قول ہے کہ وہی عیسائی مذہب کے باران امام آسمانی نورون اور الہامون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اُنکے بعد آسمان کے دروازون پر پکّے قفل لگ گئے اور پہر کسی عیسائی پر وہ کبوتر نازل نہ ہوا کہ جو اول حضرت مسیح پر نازل ہوکر پہر آگ کے شعلون کا بہروپ بدلکر حواریون پر نازل ہوا تھا گویا ایمان کا وہ نورانی دانہ کہ جسکے شوق مین وہ آسمانی کبوتر اُترا کرتا تھا اُنہین کے ہاتھہ مین تھا اور پہر بجائے اُس دانہ کے عیسائیون کے ہاتھہ مین دُنیا کمانے کی پہائی رہ گئی جسکو دیکھہ کر وہ کبوتر آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ غرض بجز قرآن شریف کے اور کوئی ذریعہ آسمانی نورون کی تحصیل کا موجود نہین اور خدا نے اِس غرض سے کہ حق اور باطل مین ہمیشہ کے لئے ما بہ الامتیاز قایم رہے اور کسی زمانہ مین جہوٹ سچ کا مقابلہ نہ کرسکے اُمتِ محمدیہ کو انتہاء زمانہ تک یہہ دو معجزے یعنے اعجازِ کلامِ قرآن اور اعجازِ اثرِ کلامِ قرآن عطا فرمائے ہین جنکے مقابلہ سے مذاہب باطلہ ابتدا سے عاجز چلے آتے ہین اور اگر صرف اعجاز کلامِ قرآن کا معجزہ ہوتا اور اعجازِ اثرِ قرآن کا معجزہ نہ ہوتا تو اُمتِ مرحومہ محمدیہ کو آثار اور انوارِ ایمان مین کیا زیادتی ہوتی کیونکہ مجرد زہد اور عفتِ اعجاز کی حد تک نہین پہنچ سکتا کیا ممکن نہین کہ کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو اپنی فطرت سے ایسا سلیم ہو کہ بطور ظاہری عفت اور زہد اور دیانت کا طریق اختیار کرے پہر جس حالت مین زہدِ خشک ہر یک فرقہ مین ممکن ہے تو مومن اور غیر مومن مین من حیث الآثار ما بہ الامتیاز کیا رہا حالانکہ اہلِ حق اور اہلِ باطل مین من حیث الآثار

مضمون معہ اپنے تمام دقایق حقائق کے آجائے اور عبارت بھی ایسی بلیغ اور فصیح ہو جیسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور مزاحم ہے ✱ اور تقریر اِس اعتراض کی یون کرتے ہین کہ الہام خیالات کی ترقّی کو روکتا ہے اور تحقیقات کے سلسلہ کو آگے چلنے سے بند کرتا ہے کیونکہ الہام کے پابند ہونے کی حالت مین ہریک بات مین یہی جواب کافی سمجھا جاتا ہے کہ یہہ امر ہماری الہامی کتاب مین جائز یا ناجائز لکھا ہے

ما بہ الامتیاز ہونا نہائت ضروری ہے کیونکہ اگر مؤمن بھی آسمانی نورون سے ایسا ہی بے نصیب ہو جیسے ایک بے ایمان بے نصیب ہے تو اُسکے ایمان کا کونسا نور اِس دُنیا مین ظاہر ہوا اور ایمان کو بے ایمانی پر کیا ترجیح ہوئی اور خود جس حالت مین اعجازِ اثر قرآن ظاہر ہے جسمین تسلّی کردینے کے لئے ہم آپ ہی متکفل ہین تو پھر باوجود اِس بدیہی دلیل کے طوالتِ کلام کی کچھہ حاجت نہین جسکو شک ہو وہ آزماوے جسکو شُبہ ہو وہ تجربہ کرلیوے۔ اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ جو امر بذریعہ الہام الٰہی کسی پر نازل ہو وہ اُسکے لئے اور ہریک کے لئے کہ کوئی وجہ یقین کرنے کی رکھتا ہے یا خدا نے کوئی نشان یقین کرنے کا اُسپر ظاہر کردیا ہے واجب التعمیل ہے اور جو شخص جسکو اُس الہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے اُسپر عمل کرنے سے عمداً دست کش ہو وہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا بلکہ اُسکے خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ بلعم بن باعور کو خدا نے الہام مین لا تدع علیھم کہا یعنے یہہ کہ موسیٰ اور اُسکے لشکر پر بد دعا مت کر اُسنے برخلاف امرِ الٰہی کے حضرتِ موسیٰ کے لشکر پر بد دعا کرنے کا ارادہ کیا آخر اُسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ خدا نے اُسکو اپنی جناب سے ردّ کردیا اور اُسکو کُتّے سے تشبیہ دی وہ الہام ہی تھا جسکی تعمیل سے حضرت موسیٰ کی مان نے حضرت موسیٰ کو شیر خوارگی حالت مین ایک صندوق مین ڈالکر دریا مین پھینک دیا۔ الہام ہی تھا جسکے دیکھنے کے لئے موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خدا نے اپنے ایک بندہ خضر کے پاس جسکا نام

الہام کامل اور حقیقی کہ جو برہمو سماج والون اور دوسرے مذاہبِ باطلہ کے ہریک قسم کے وساوس کو بکلّی دور کرتا ہے اور طالبِ حق کو مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچاتا ہے وہ فقط قرآنِ شریف ہے اور بجز اُسکے دُنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین کہ جو تمام فرقون کے اوہامِ باطلہ کو دور کرسکے اور انسان کو حق الیقین کے درجہ

قرآن کی تو تمکو اس عجز کی وجہ سے سزاء موت دیجاویگی تو پہر بھی باوجود بخت عناد اور اندیشہ رسوائی اور خوف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور قوی عقلیہ کو ایسا معطل اور بیکار چہوڑ دیتے ہین کہ گویا خدا نے اُنکو وہ قوتین عطا ہی نہین کین سو بالآخر عدمِ استعمال کے باعث سے وہ تمام قوتین رفتہ رفتہ ضعیف بلکہ قریب قریب مفقود کے ہوتی جاتی ہین اور انسانی سرشت بالکل منقلب ہوکر حیوانات سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور نفس انسانی کا عمدہ

بلیا بن ملکان تھا بہیجا تھا جسکے علم قطعی اور یقینی کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ سو اُسے علم قطعی اور یقینی کا یہہ نتیجہ تہا کہ خضر نے حضرت موسیٰ کے روبرو ایسے کام کئے کہ جو ظاہر اخلافِ شرع معلوم ہوتے تہے کشتی کو توڑا ایک معصوم بچہ کو قتل کیا ایک غیر ضروری کام کو کسی اُجرت کے بغیر اپنے گلے ڈال لیا اور ظاہر ہے کہ خضر رسول نہین تھا ورنہ وہ اپنی اُمت مین ہوتا نہ جنگلون اور دریاؤن کے کنارہ پر اور خدا نے بھی اُسکو رسول یا نبی کرکے نہین پکارا اگرچہ اُسکو اطلاع دیجاتی تہی اُسکا نام یقینی اور قطعی رکہا ہے کیونکہ قرآن کے عرف مین علم اُسی چیز کا نام ہے کہ جو قطعی اور یقینی ہو اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر کے پاس صرف ظنیات کا ذخیرہ ہوتا تو اُسکے لئے کب جائز تھا کہ امر مظنون پر بہروسا کرکے اُن اُمور کو کرتا کہ جو صریح خلافِ شرع اور منکر بلکہ باتفاقِ تمام پیغمبرون کے کبائر مین داخل تہے اور پہر اس صورت مین حضرت موسیٰ کا اُسکے پاس آنا بھی محض بے فایدہ تھا پس جبکہ بہر صورت ثابت ہے کہ خضر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علمِ یقینی اور قطعی دیا گیا تھا تو پہر کیون کوئی شخص مسلمان کہلا کر اور قرآن شریف پر ایمان لاکر اس بات سے منکر ہے کہ کوئی فردِ بشر اُمتِ محمدیہ مین سے باطنی کمالات مین خضر کی مانند نہین ہو سکتا بلاشبہ ہو سکتا ہے بلکہ خدائے حیّ قیوم اس بات پر قادر ہے کہ اُمتِ مرحومہ محمدیہ کے افرادِ خاصہ کو اُس سے بھی بہتر و زیادہ تر باطنی نعمتین عطا

تک پہنچا سکے مگر افسوس کہ اس اندہی اور بے تمیز دنیا مین ایسے لوگ بہت ہی تہوڑے ہین کہ جو خدا کو اپنا اصلی مقصود ٹھہرا کر اور تعصبِ مذہبی اور قومی اور دوسرے دنیوی لالچون سے الگ ہوکر اُس روشنی اور صداقت کو قبول کرین کہ جو خدا تعالیٰ نے خاص قرآنِ شریف مین رکہی ہے جو اُسکے غیر مین نہین پائی جاتی

موت کی نظیر بنانے پر ہرگز قادر نہیں ہو سکتا اگرچہ دُنیا کے صد ہا زبان دانوں اور انشاپردازوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کمال کہ جو ترقی فی المعقولات ہے ناحق ضایع جاتا ہے اور معرفتِ کاملہ کے حاصل کرنے سے انسان رُک جاتا ہے اور جس حیاتِ ابدی اور سعادتِ دایمی کے حصول کے انسان کو ضرورت ہے اُسکے حصول سے الہامی کتابیں سدراہ ہو جاتی ہیں **اما الجواب** واضح ہو کہ ایسا سمجھنا کہ گویا خدا کی سچی کتاب پر عمل کرنے سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

فرماوے الم تعلم ان اللہ علی کل شیئی قدیر۔ کیا اُس خداوند کریم نے آپ ہی اس اُمت کو یہہ دعا تعلیم نہیں فرمائی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ کیا اُس نے آپ ہی نہیں فرمایا ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ تم یقیناً سمجھو کہ خداوند کریم اس اُمت مرحومہ پر بہت ہی مہربان ہے اور قدیم سے وہ یہی چاہتا ہے کہ اس اُمت کو اپنی نورانی برکتوں اور آسمانی نوروں کے ساتھ غیر قوموں پر بدیہی ترجیح رہی تا دشمن یہہ نہ کہے کہ ہم میں اور تم میں کونسا فرق ہے تا معاند کہ خدا اُسکا روسیہ کرے اپنے خبث باطن اور عادت دروغی سے یہہ کہنا نہ پاوے کہ آں حضرت سید الطیبین اور اُسکی پاک اور طیب آل اور اُسکی نورانی جماعت نے آسمانی برکتوں کو نہیں دکھلایا تم فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے لئے یہہ بہتر تھا کہ تم آسمانی نوروں سے ایسے ہی بے نصیب رہ کر گذشتہ قصوں کے سہارے سے زندگی بسر کرتے جیسے تمہارے مخالف اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں یا تمہارے لئے یہہ بہتر اور شکر کی جگہہ ہے کہ خدا ہمیشہ تم میں سے اور تمہاری قوم میں سے بعض افراد کو اپنے نوروں میں سے حصہ وافر دیکر تم سب کے ایمان کو بمرتبہ کمال پہنچاوے اور مخالفونکو ملزم و ذلیل کرے غیر قوموں کی طرف دیکھو کہ وہ کیونکر ڈوبی اور برباد ہوئی یہی باعث تھا کہ انجیل وغیرہ گذشتہ کتابیں بعلتِ فساد اور تحریف کے اپنی ذات اور صفات میں کسی معجزہ اور تاثیر روحانی کا مظہر نہ ہو سکیں اور صرف بطور کتھا اور قصہ کے پرانے معجزات پر مدار رہا لیکن کیونکر ممکن تھا کہ ایسے لوگ جنہوں نے حضرتِ موسیٰ کے عصا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بلکہ قبول کرنا تو درکنار ہمارے مخالفوں میں اسقدر شرم بھی باقی نہیں رہی کہ قرآن شریف کی بدیہی عظمتوں اور صداقتوں کو دیکھہ کر اور اپنے مذہب کے فسادوں اور ضلالتوں پر مطلع ہو کر بدگوئی اور بدزبانی سے باز رہیں اور باوجود چور ہونے کے پھر چترائی نہ دکھلاویں مثلاً خیال کرنا چاہئے کہ عیسائیوں کے

کو اپنے مددگار بنا لے۔ یہہ مثال متذکرہ بالا کوئی خیالی اور فرضی بات نہین ہے بلکہ یہہ واقعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو ہی عقلیہ کو بالکل بیکار چھوڑا جاتا ہے اور گویا الہام اور عقل ایک دوسرے کی نقیض اور ضد ہین کہ جو ایک جگہہ جمع نہین ہو سکتین یہہ برہمو لوگون کی کمال درجہ کی بدفہمی اور بد اندیشی اور ہٹ دہرمی ہے اور اس عجیب وہم کی عجیب طرح کی ترکیب ہے جسکے اجزا مین سے کچھہ تو جھوٹ اور کچھہ تعصب اور کچھہ جہالت ہے جھوٹ یہہ کہ

کو بچشم خود سانپ بنتے نہین دیکھا اور نہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھہ سے کوئی مُردہ قبر سے اُٹھتا مشاہدہ کیا وہ صرف بے اصل قصون کے سُننے سے یقین کامل تک پہنچ جاتی ناچار یہودی و عیسائی رد بدنیا ہو گئے اور عالم آخرت پر اُنکو کچھہ اعتماد نہ رہا کیونکہ اپنی آنکھہ سے تو اُنہون نے کچھہ بھی نہ دیکھا اور کسی قسم کی برکت مشاہدہ نہ کی غرض جسکا ایمان عیسائیون اور یہودیون اور ہندؤن کی طرح صرف قصون اور کہانیون کے سہارے پر موجود ہو اُسکے ایمان کا کچھہ بھی ٹھکانا نہین اور آخر اُسکے لئے وہی ضلالت در پیش ہے جس ضلالت مین یہہ بدنصیب قوم عیسائیون وغیرہ کی مبتلا ہو گئی جنکی کُل جائداد فقط وہی دیرینہ کہانیان اور ہزارون برسون کے خستہ شکستہ قصّے ہین لیکن ایسے شخصون کے ایمان کا کچھہ بھی قیام نہین اور اُنکو کسی طرح پتہ نہین مل سکتا کہ وہ پورانا خدا جو پہلے اُنکے بزرگون کے ساتھہ تھا اب کہان اور کدھر ہے اور موجود ہے یا نہین سو بھائیو اگر تم خدا کے خواہان ہو اگر تم یقین کے طالب ہو اگر تمہارے دل مین دُنیا کی محبت نہین تو اُٹھو اور سعادت شکر کرو کہ خدا تمہاری جماعت کو فراموش نہین کرتا وہ تمہین ضایع کرنا نہین چاہتا تا تم اُسکے حضور مین شکرگذار ٹھہرو خدا کے نشانون کو تحقیر کی نظر سے مت دیکھو کہ یہہ تمہارے لئے خطرناک ہے خدا کی نعمتون کو رد مت کرو کہ یہہ اُسکے سخط کا موجب ہے دُنیا سے دل مت لگاؤ کہ یہی سب نخوتون اور حسدون اور خود پسندیون کا اصل ہے خدا کی آیات سے مونہہ مت پھیرو کہ اسکا انجام اچھا نہین وقال اللہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا الخ۔ مختصر بیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست۔ اب ہم اس تقریر کو اس دعا پر ختم کرتے ہین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ منہ

عقاید کا باطل ہونا کسقدر بدیہی ہے کہ خواہ نخواہ مونہہ زوری سے ایک عاجز مخلوق کو رب العالمین بنا رکھا ہے مگر پھر بھی ان حضرات کو خدا تعالیٰ سے ایسی لاپروائی اور بے غرضی ہے کہ کچھہ بھی مواخذہ کے روز سے نہین ڈرتے اور کچھہ ایسے سوئے ہوئے ہین کہ صدہا علماء فضلاء جگا جگا کر تھک گئے لیکن اُنکی آنکھہ نہین کھلتی اور ہمیشہ دنیا کی

حقہ ہے جسکا قرآنِ شریف ہی کے وقت مین امتحان ہوچکا ہے اور جسکی سچائی ابتدا سے ہریک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ باوصف اِس بات کے کہ انکو بخوبی معلوم ہے کہ حقانی صداقتون کی ترقی ہمیشہ اُنہین لوگون کے ذریعہ سے ہوتی رہی ہے کہ جو الہام کے پابند ہوئے ہین اور وحدانیتِ الٰہی کے اسرار دُنیا مین پھیلانے والے وہی برگزیدہ لوگ ہین کہ جو خدا کی کلام پر ایمان لائے مگر پھر عمداً اِس واقعۂ معلومہ کے برخلاف بیان کیا ہے اور تعصب یہہ کہ اپنی بات کو خواہ نخواہ سرسبز کرنیکے لئے اِس بدیہی صداقت کو چھپایا ہے کہ الٰہیات مین عقل مجرد مرتبۂ یقینِ کامل تک نہین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

اور کم توجہی کی وجہ سے اِس تصورِ باطل مین گرفتار ہین کہ گویا انجیلی تعلیم قرآنی تعلیم سے کامل اور بہتر ہے چنانچہ ابھی ایک پادری صاحب نے ۳- مارچ ۱۸۸۲ء کے پرچہ نورِ افشان مین یہہ سوال پیش کر دیا ہے کہ حیاتِ ابدی کی نسبت کتابِ مقدس مین کیا نہ تھا کہ قرآن یا صاحبِ قرآن لائے اور قرآن کن کن امرون اور تعلیمات مین انجیل پر فوقیت رکھتا ہے تا یہہ ثابت ہو کہ انجیل کے اُترنے کے بعد قرآن کے نازل ہونے کی ہی ضرورت تھی- ایسا ہی ایک عربی رسالہ موسوم بہ رسالہ عبد المسیح ابنِ اسحاق الکندی اسی غرض سے افترا کیا گیا ہے کہ تا انجیل کے ناقص اور آلودہ تعلیم کو سادہ لوحون کی نظر مین کسی طرح قابلِ تعریف ٹھہرایا جائے اور قرآنی تعلیم پر بیجا الزامات لگائے جائین مگر نادان عیسائی نہین جانتے کہ بلادلیل ایک کتاب کی تعریف کرنا اور ایک کی مذمت کرتے رہنا نہ کسی کتاب کو قابلِ تعریف ٹھہراتا ہے نہ قابلِ مذمت بیہودہ طور پر موُنہہ سے بات نکالنا کون نہین جانتا لیکن جس حالت مین ہم نے اسی کتاب مین انجیلی تعلیم کا حقانیت سے بے نصیب ہونا اور قرآنی تعلیم کا مجمع الانوار ہونا صدہا دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور اُسپر نہ صرف دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا بلکہ ہمارا خداوند کریم کہ جو دلون کے پوشیدہ بھیدون کو خوب جانتا ہے اِس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم مین کچھہ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اُسکے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اُس سے بہتر ہو تو ہم سزا موت بھی قبول کرنے کو طیار رہین اب منصفو! نظر کرو اور خدا کے واسطے ذرہ دلکو صاف کر کے سوچو کہ ہمارے مخالفون کی ایمانداری اور خدا ترسی کس قسم کی ہے کہ باوجود لاجواب رہنے کے پھر بھی فضول گوئی سے باز نہین آتے-

آؤ عیسائیو ادہر آؤ نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ جسقدر خوبیان ہین فرقان مین کہین انجیل مین تو دکھلاؤ

طالب حق پر آجتک ثابت ہوتی چلی آئی ہے اور اب بھی اگر کوئی طالب حق اس معجزہ قرآنی کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہنچا سکتی ـ اور جہالت یہہ کہ الہام اور عقل کو دو امر متناقض سمجھہ لیا ہے کہ جو ایک جگہہ جمع نہین ہو سکتے اور الہام کو عقل کا مضر اور مخالف قرار دیا ہے حالانکہ یہہ خدشہ سراسر بے اصل ہے ـ ظاہر ہے کہ سچے الہام کا تابع عقلی تحقیقاتون سے رک نہین سکتا بلکہ حقایق اشیا کو معقول طور پر دیکھنے کے لئے الہام سے مدد پاتا ہے اور الہام کی حمائیت اور اسکی روشنی کی برکت سے عقلی وجوہ مین کوئی دہوکا اسکو پیش نہین آتا اور نہ خطا کار عاقلون کی طرح بیجا دلائل

سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو　　یون ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ　　کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار　　کچھہ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

کچھہ تو خوف خدا کرو لوگو　　کچھہ تو لوگو خدا سے شرماؤ　　عیش دنیا سدا نہین پیارو　　اس جہان کو بقا نہین پیارو

یہہ تو رہنے کی جا نہین پیارو　　کوئی اسمین رہا نہین پیارو　　اس خرابہ مین کیون لگاؤ دل　　ہاتہہ سے اپنے کیون جلاؤ دل

کیون نہین تمکو دین حق کا خیال　　ہائے سو سو اُٹھے ہے دلمین اُبال　　کیون نہین دیکھتے طریق صواب　　کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب

اسقدر کیون ہے کین و استکبار　　کیون خدا یاد سے گیا یکبار　　تمنے حق کو بُہلا دیا ہیہات　　دلکو پتہر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو سنو کہ بے قرآن　　حق کو ملتا نہین کبھی انسان　　جنکو اُس نور کی خبر ہی نہین　　اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہین

ہے یہہ فرقان مین اک عجب اثر　　کہ بناتا ہے عاشق دلبر　　جسکا ہے نام قادر اکبر　　اُسکی ہستی سے دیتا ہے پختہ خبر

کوئے دلبر مین کھینچ لاتا ہے　　پہر تو کیا کیا نشان دکہاتا ہے　　دلمین ہر وقت نور بہرتا ہے　　سینہ کو خوب صاف کرتا ہے

اُسکے اوصاف کیا کرون مین بیان　　وہ تو دیتا ہے جان کو اک جان　　وہ تو چمکا ہے نیر اکبر　　اُس سے انکار ہو سکے کیونکر

وہ ہمین دلستان تلک لایا　　اُسکے پانے سے یار کو پایا　　بحر حکمت ہے وہ کلام تمام　　عشق حق کا پلا رہا ہے جام

بات جب اُسکی یاد آتی ہے　　یاد سے ساری خلق جاتی ہے　　سینہ مین نقش حق جماتی ہے　　دل سے غیر خدا اُٹھاتی ہے

دردمندون کی ہے دوا وہی ایک　　ہے خدا سے خدا نما وہی ایک　　ہم نے پایا خدا ہی وہی ایک　　ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک

اُسکے منکر جو بات کہتے ہین　　یون ہی اک واہیات کہتے ہین　　بات جب ہو کہ میرے پاس آوین　　میرے موُنہہ پر وہ بات کہہ جاوین

مجہہ سے اُس دلستان کا حال سُنین　　مجہہ سے وہ صورت و جمال سُنین　　آنکھہ پہوٹی تو خیر کان سہی　　نہ سہی یون ہی ـ امتحان سہی

اور چونکہ نور افشان کے صاحب راقم نے اپنے سوال کے جواب کے لئے مجہہ کو بھی بشمول اور چند صاحبون کے مخاطب کیا ہے اور ہرچند ایسے تمام وساوس کی اس کتاب مین اپنے موقعہ پر بہ کلی بیخکنی کر دی گئی ہے

بچشم خود دیکھنا چاہتا ہے تو اِس بات کا بھی ہم ہی ذمہ اُٹھاتے ہین کہ یہہ معجزہ بھی نہایت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے بنانے کی حاجت پڑتی ہے ورنہ کچہہ تکلف کرنا پڑتا ہے بلکہ جو ٹہیک ٹہیک عقلمندی کا راہ ہے وہی اُسکو نظر آجاتا ہے اور جو حقیقی سچائی ہے اُسی پر اُسکی نگاہ جا ٹھہرتی ہے غرض عقل کا کام یہہ ہے کہ الہام کے واقعات کو قیاسی طور پر جلوہ دیتی ہے اور الہام کا کام یہہ ہے کہ وہ عقل کو طرح طرح کی سرگردانی سے بچاتا ہے اِس صورت مین ظاہر ہے کہ عقل اور الہام مین کوئی جھگڑا نہین اور ایک دوسرے کا نقیض اور ضد نہین اور نہ الہام حقیقی یعنے

لیکن بوجہ مذکورہ بالا قرین مصلحت ہے کہ اِس جگہہ بھی بطور مختصر اُنکے وہم کا ازالہ کیا جائے لہذا ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہئیے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل خیال کرنا سراسر نقصان عقل اور کم فہمی ہے خود حضرت مسیح نے انجیل کی تعلیم کو مبرا عن النقصان نہین سمجھا جیسا کہ اُنہون نے آپ فرمایا ہے کہ میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر تم اُنکی برداشت نہین کر سکتے لیکن جب وہ یعنے روح الحق آویگا تو وہ تمہین تمام صداقت کا راستہ بتلاویگا انجیل یوحنا باب ۱۶ آئت ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ اب فرمائیے کیا یہی انجیل ہے کہ جو تمام دینی صداقتون پر حاوی ہے جسکے ہوتے ہوئے قرآن شریف کی ضرورت نہین۔ اے حضرات! جس حالت مین آپ لوگ حضرت مسیح کی وصیت کے موافق انجیل کو کامل اور تمام صداقتون کے جامع کہنے کے مجاز ہی نہین تو پہر آپکا ایمان بھی عجب ایمان ہے کہ اپنے اُستاد اور رسول کے برخلاف قدم چلا رہے ہین اور جس کتاب کو حضرت مسیح ناقص کہہ چکے ہین اُسکو کامل کہے جاتے ہین کیا آپکی سمجھہ مسیح کی سمجھہ سے کچہہ زیادہ ہے یا مسیح کا کہنا قابل اعتبار نہین۔ اور اگر آپ یہہ کہین کہ اگرچہ انجیل مسیح کے زمانہ مین ناقص تھی مگر مسیح نے یہہ بھی بطور پیشگوئی کے کہدیا تھا کہ جو باتین میرے بیان کرنے سے رہ گئی ہین اُنکو تسلی دہندہ آکر بیان کر دیگا تو بہت خوب لیکن ہم کہتے ہین کہ اگر وہ تسلی دہندہ جسکے آنے کی مسیح نے انجیل مین بشارت دی ہے اور جسکی نسبت لکہا ہے کہ وہ دینی صداقتون کو مرتبہ کمال تک پہنچاویگا اور آئندہ کے حالات یعنے قیامت کی خبرین انجیل کی نسبت بہت مفصل بیان کریگا آپکے خیال مین بجز حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن شریف نازل ہوا کہ جو سب کتب سابقہ کی نسبت کامل ہونیکا دعوی کرتا ہے اور اُسکا ثبوت دیتا ہے کوئی اور شخص ہے جس نے حضرت مسیح کے بعد ظہور کرکے دینی صداقتون کو کمال کے مرتبہ تک پہنچایا

آسانی سے اُسپر ثابت کردینگے اور اِس بات کا امتحان کرنا اور حق اور باطل مین فرق معلوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قرآنِ شریف عقلی ترقیات کے لئے سنگِ راہ ہے بلکہ عقل کو روشنی بخشنے والا اور اُسکا بزرگ معاون اور مددگار اور مربّی ہے اور جس طرح آفتاب کا قدر آنکھہ ہی سے پیدا ہوتاہے اور روزِ روشن کے فوائد اہلِ بصارت ہی پر ظاہر ہوتے ہین اسی طرح خدا کی کلام کا کامل طور پر اُنہین کو قدر ہوتا ہے کہ جو اہلِ عقل ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون الجزو نمبر ۲۰ یعنے یہہ مثالین ہم لوگون کے لئے بیان کرتے ہین پر اُنکو معقول طور پر وہی سمجھتے ہین کہ جو صاحبِ علم اور دانشمند ہین

اور آئندہ کی خبرین مسیح کی نسبت زیادہ تبلائین تو اُسکا نام تبلانا چاہئیے اور ایسی کتاب کو پیش کرنا چاہئیے کہ جو مسیح کے بعد عیسائیون کو خدا کی طرف سے ملی جس نے وہ اپنی صداقتین پیش کین کہ جو مسیح کی فرمودہ ہین موجود نہین اور آخری حالات اور آئندہ کی خبرین تبلائین جنکے تبلانے سے مسیح قاصر رہا تا اُسی کتاب کو قرآنِ شریف کے مقابلہ پر وزن کیا جائے مگر یہہ تو زیبا نہین کہ آپ لوگ مسیح کے پیرو کہلاکر پھر اُس چیز کو کامل قرار دین جسکو آپ سے اٹھارہ سو باسی برس پہلے مسیح ناقص قرار دے چکا ہے۔ اور اگر آپکا مسیح کے قول پر ایمان ہی نہین اور بذاتِ خود چاہتے ہین کہ انجیل کا قرآنِ شریف سے مقابلہ کرین تو بسم اللہ آیئے اور انجیل مین سے وہ کمالات نکالکر دکہلایئے کہ جو ہم نے اسی کتاب مین قرآنِ شریف کی نسبت ثابت کئے ہین تا منصف لوگ آپ ہی دیکھہ لین کہ معرفتِ الٰہی کا سامان قرآنِ شریف مین موجود ہے یا انجیل مین۔ جس حالت مین ہم نے اسی فیصلہ کے لئے کہ تا انجیل اور قرآنِ شریف کی نسبت فرق معلوم ہوجائے دس ہزار روپیہ کا اشتہار بھی اپنی کتاب کے ساتھہ شامل کردیا ہے تو پھر آپ جب تک راستبازون کی طرح اب ہماری کتاب کے مقابلہ پر اپنی انجیل کے فضائل نہ دکہلاوین تب تک کوئی دانشمند عیسائی بھی آپکی کلام کو اپنے دل مین صحیح نہین سمجہیگا گو زبان سے ہان ہان کرتا رہے۔ حضرات!! آپ خوب یاد رکہین کہ انجیل اور توریت کا کام نہین کہ کمالاتِ فرقانیہ کا مقابلہ کرسکین دور کیون جائین انہین دو امرون مین کہ جو ابتک اِس کتاب مین فضائلِ فرقانیہ مین سے بیان ہوچکے ہین مقابلہ کرکے دیکہہ لین یعنے اول وہ امر کہ جو متن مین تحریر ہوچکا ہے کہ فرقانِ مجید تمام الٰہی صداقتون کا جامع ہے اور کوئی محقق کوئی ایسا باریک دقیقہ الٰہیات کا پیش نہین کرسکتا کہ جو قرآن شریف مین موجود نہ ہو

کر لینا کچھ مشکل بات نہیں کوئی ایسا امر نہیں جس میں کچھ خرچ ہوتا ہے یا کسی اَور قسم کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

علیٰ ہذا القیاس جس طرح آنکھ کے نور کے فوائد صرف آفتاب ہی سے کھلتے ہیں اور اگر وہ نہ ہو تو پھر بینائی اور نابینائی میں کچھ فرق باقی نہیں رہتا اسی طرح بصیرتِ عقلی کی خوبیاں بھی الہام ہی سے کھلتے ہیں کیونکہ وہ عقل کو ہزارہا طور کی سرگردانی سے بچا کر فکر کرنیکے لئے نزدیک کا راستہ بتلا دیتا ہے اور جس راہ پر چلنے سے جلد تر مطلب حاصل ہو جائے وہ راہ دکھلا دیتا ہے اور ہر یک عاقل خوب سمجھتا ہے کہ اگر کسی باب میں فکر کرنے کے وقت اسقدر مدد ملجائے کہ کسی خاص طریق پر براہِ راست اختیار کرنیکے لئے علم حاصل ہو جائے تو اُس علم سے عقل کو بڑی مدد

سو آپکی انجیل اگر کچھ حقیقت رکھتی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ کسی مخالف فریق کی دلایل اور عقاید کو مثلاً برہمو سماج والوں یا آریا سماج والوں یا دہریہ کے شبہات کو انجیل کے ذریعہ سے عقلی طور پر رد کر کے دکھلاؤ اور جو خیالات ان لوگوں نے ملک میں پھیلا رکھے ہیں اُنکو اپنی انجیل کے معقولی بیان سے دور کر کے پیش کرو اور پھر قرآن شریف سے انجیل کا مقابلہ کر کے دیکھ لو اور کسی ثالث سے پوچھ لو کہ محققانہ طور پر انجیل تسلی کرتی ہے یا قرآن شریف تسلی کرتا ہے۔ دوسرے وہ امر جو حاشیہ در حاشیہ نمبر ایک میں لکھا گیا ہے یعنے یہ کہ قرآن شریف باطنی طور پر طالبِ صادق کا مطلوبِ حقیقی سے پیوند کرا دیتا ہے اور پھر وہ طالب خداتعالیٰ کے قرب سے مشرف ہو کر اُسکی طرف سے الہام پاتا ہے جس الہام میں عنایاتِ حضرتِ احدیت اُسکے حال پر مبذول ہوتی ہیں اور مقبولین میں شمار کیا جاتا ہے اور اُس الہام کا صدق اُن پیشین گوئیوں کے پورا ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اُسمیں ہوتی ہیں اور حقیقت میں یہی پیوند جو اوپر لکھا گیا ہے حیاتِ ابدی کی حقیقت ہے کیونکہ زندہ سے پیوند زندگی کا موجب ہے اور جس کتاب کی متابعت سے اِس پیوند کے آثار ظاہر ہو جائیں اُس کتاب کی سچائی ظاہر بلکہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ اُسمیں صرف باتیں ہی باتیں نہیں بلکہ اُس نے مطلب تک پہنچا دیا ہے۔ سو اب ہم حضراتِ عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپکی انجیلی تعلیم راست اور درست اور خدا کی طرف سے ہے تو بمقابلہ قرآن شریف کے روحانی تاثیروں کے جنکا ہم نے ثبوت دے دیا ہے انجیل کی روحانی تاثیریں بھی دکھلائیے اور جو کچھ خدا نے مسلمانوں پر بہ برکت متابعت قرآن شریف اور بہ یمن اتباع حضرتِ محمد مصطفیٰ افضل الرسل و خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے امورِ غیبیہ و برکاتِ سماویہ ظاہر کئے اور کرتا ہے

صرف طالبِ حق پر یہہ لازم ہے کہ اپنی حسبِ مرضی قرآنِ شریف کے کسی مقام مین سے کوئی مضمون لیکر کسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ملتی ہے اور بہت سے پراگندہ خیالون اور ناحق کی دردسریون سے نجات ہو جاتی ہے۔ الہام کے تابعین نہ صرف اپنے خیال سے عقل کے عُمدہ جوہر کو پسند کرتے ہین بلکہ خود الہام ہی اُنکو عقل کے پختہ کرنے کے لئے تاکید کرتا ہے پس اُنکو عقلی ترقیات کے لئے دو ہری کشش کھینچتی ہے ایک تو فطرتی جوش جس سے بالطبع انسان ہر یک چیز کی ماہیت اور حقیقت کو مدلل اور عقلی طور پر جاننا چاہتا ہے دوسری الہامی تاکیدین کہ جو آتشِ شوق کو دوبالا کر دیتی ہین چنانچہ جو لوگ قرآن شریف کو نظر سرسری سے بھی دیکھتے ہین وہ بھی اُس بدیہی امر سے

وہ آپ بھی پیش کیجئے۔

تا سیہ روی شود ہر کہ در وغش باشد۔ مگر آپ یاد رکھین کہ آپ دونون قسم کے اُمورِ متذکرہ بالا مین سے کسی امر مین مقابلہ نہین کر سکتے انجیل کی تعلیم کا کامل ہونا تو یک طرف وہ تو صحیح بھی نہین رہی اُس نے تو اپنی پہلی ہی تعلیم مین ہی ابنِ مریم کو ولد الہ ٹھہرا کر اول الدن ذردی دکھلا دیا رہی توریت کی تعلیم سو وہ بھی محرّف اور ناقص ہونے کی وجہ سے ایک موم کا ناک ہو رہی ہے جسکو عیسائی اپنے طور پر اور یہودی اپنے طور پر بنا رہے ہین اگر توریت مین الٰہیات اور عالم معاد کی بار یک مین وہ تفصیلات ہوتین کہ جو قرآنِ شریف مین ہین تو عیسائیون اور یہودیون مین اتنے جھگڑے کیون پڑتے سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر سورۂ اخلاص کی ایک سطر مین مضمونِ توحید بھرا ہوا ہے وہ تمام توریت بلکہ ساری بائیبل مین نہین پایا جاتا اور اگر ہے تو کوئی عیسائی ہمارے سامنے پیش کرے بہر حال توریت مین بلکہ تمام بائیبل مین صحت اور صفائی اور کمالیت سے توحید حضرتِ باری کا ذکر ہی نہین اور اسی وجہ سے توریت اور انجیل مین ایک گڑبڑ پڑ گیا اور قطعی طور پر کچھہ سمجھہ نہ آیا اور خود اُہلِ مین ہی یہودیون اور نصاریٰ مین طرح طرح کے تنازعات پیدا ہو گئے اُسی توریت سے یہودیون نے کچھہ سمجھا اور عیسائیون نے کچھہ خیال کیا تو اِس حالت مین کون حق کا طالب ہے جسکی روح اِس بات کو نہین چاہتی کہ بیشک رحمتِ عامہ حضرتِ باری کا یہی مقتضا تھا کہ وہ اُن گم گشتہ فرقون کے تنازعات کا آپ فیصلہ کرتا اور خطاکار کو اُسکی خطاکاری پر متنبہ فرماتا پس سمجھنا چاہئے کہ قرآن شریف کے نزول کی یہی ضرورت تھی کہ تا وہ اختلافات کو دور کرے اور جن صداقتون کے ظاہر ہونے کا بباعثِ انتشارِ خیالاتِ فاسدہ کے وقت آ گیا تھا

عربی دان کو کہ جو آج کل اس ملک مین لاکھون نظر آتے ہین اِس فہمائش سے دیوے کہ وہ اُس مضمون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انکار نہین کر سکتے کہ اُس کلامِ مقدس مین فکر اور نظر کی مشق کے لئے بڑی بڑی تاکیدین ہین یہانتک کہ مومنوں کی علامت ہی یہی ٹھہرادی ہے کہ وہ ہمیشہ زمین اور آسمان کے عجائبات مین فکر کرتے رہتے ہین اور قانونِ حکمتِ الہیہ کو سوچتے رہتے ہین جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف مین فرمایا ہے اِنّ فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لایات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ یعنے آسمانون اور زمین کی پیدائش اور رات دن

اُن صداقتون کو ظاہر کردے اور علمِ دین کو مرتبہ کمال تک پہنچادے سو اُس پاک کلام نے نزول فرما کر ان سب مراتب کو پورا کیا اور سب بگاڑون کو درست فرمایا اور تعلیم کو اپنے حقیقی کمال تک پہنچایا نہ دانت کے عوض خواہ نخواہ دانت نکالنے کا حکم دیا اور نہ ہمیشہ مجرم کے چھوڑنے اور عفو کرنے پر فرمان صادر کیا بلکہ حقیقی نیکی کے بجالانے کے لئے تاکید فرمائی خواہ وہ نیکی کبھی درشتی کے لباس مین ہو اور خواہ کبھی نرمی کے لباس مین یعنے خواہ کبھی انتقام کی صورت مین ہو اور خواہ کبھی عفو کی صورت مین

از نورِ پاکِ قرآن صبحِ صفا دمیدہ ۔ بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
این روشنی و لمعان شمس الضحیٰ ندارد ۔ واین دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا ۔ واین یوسفی کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ
از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد ۔ قدِ ہلال نازک زان نازکی خمیدہ
کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد ۔ شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ
آن نیّرِ صداقت چون رو بعالم آورد ۔ ہر بومِ شب پرستی در کنجِ خود خزیدہ
روئے یقین نہ بیند ہرگز کسی بدنیا ۔ الا کسے کہ باشد با روش آرمیدہ
آنکس کہ عالمش شد شد مخزنِ معارف ۔ وآن بیخبر ز عالم کین عالمے ندیدہ
بارانِ فضلِ رحمان آمد بمقدمِ او ۔ بد قسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ
میلِ بدی نباشد الا رگے ز شیطان ۔ آن را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ
اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی ۔ تو نورِ آن خدائی کین خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوبِ من توئی بس ۔ زیرا کہ زان فغان رس نورت بما رسیدہ

دیگر

نورِ فرقان ہے جو سب نورون سے اجلیٰ نکلا ۔ پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا ۔ ناگہان غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقان ہے کہ اک عالم ہے ۔ جو ضروری تھا وہ سب اس مین مہیا نکلا
سب جہان چھان چکے ساری دکانین دیکھین ۔ مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہان مین تشبیہ ۔ وہ تو ہر بات مین ہر وصف مین یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقان ۔ پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

معہ جمیع لطائف اور نکات اُسکے کے اپنی عبارت مین بنادے پس جب ایسا مضمون بنکر طیار ہوجائے تو وہ ہمارے پاس بہیجدینا چاہیئے اور ہم اُس عبارت کا کمالاتِ قرآنی سے محروم اور بے نصیب ہونا ایسی واضح تقریر سے بیان کرینگے جس بیان کو ہریک اُردوخوان بخوبی سمجھ سکے گا- اس جگہہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسے اور چیزون کے خواصِ متواتر تجربہ اور آزمائش سے معلوم ہوتی ہین ایسا ہی بےنظیری کا خاصہ کہ جو قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت مین پایا جاتا ہے وہ بھی بذریعہ تجربہ اور آزمائش ہی معلوم ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے اختلاف مین دانشمندون کے لئے صانع عالم کی ہستی اور قدرت پر کئی نشان ہین- دانشمند وہی لوگ ہوتے ہین کہ جو خدا کو بیٹھے کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت مین یاد کرتے رہتے ہین اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش مین تفکر اور تدبر کرتے رہتے ہین اور اُنکے دل اور زبان پر یہہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خداوند تو نے اِن چیزون مین سے کسی چیز کو عبث اور بیہودہ طور پر پیدا نہین کیا بلکہ ہریک چیز تیری مخلوقات مین سے عجائباتِ قدرت اور حکمت سے بہری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے- ہان دوسری الہامی کتابین کہ جو محرّف اور مبدّل ہین اُنمین نامعقول اور محال باتون پر جمے رہنے کی تاکید پائی جاتی ہے جیسی عیسائیون کی انجیل شریف- مگر یہہ الہام کا قصور نہین یہہ بھی حقیقت مین عقلِ ناقص کا ہی قصور ہے اگر باطل پرستون کی عقل صحیح ہوتی اور جوہر درست ہوتے تو وہ کاہیکو ایسی محرف اور مبدّل کتابون کی پیروی کرتے اور کیون وہ غیر متغیر اور کامل اور قدیم خدا پر یہہ آفات اور مصیبتین جائز رکھتے کہ گویا وہ ایک عاجز بچہ ہوکر ناپاک غذا کہاتا رہا اور ناپاک جسم سے مجسّم ہوا اور ناپاک راہ سے نکلا اور دار الفنا مین آیا اور طرح طرح کے دُکھہ اُٹھاکر آخر بڑی بدبختی اور بدنصیبی اور ناکامی کی حالت مین ایلی ایلی کرتا مرگیا- آخر الہام ہی تہا جسنے اِس غلطی کو بھی دور کیا سبحان اللہ کیا بزرگ اور دریائے رحمت وہ کلام ہے جسنے مخلوق پرستون کو پہر توحید کی طرف کہینچا واہ کیا پیارا اور دلکش وہ نور ہے کہ جو ایک عالم کو ظلمت کدہ سے باہر لایا اور بجز اُسکے ہزارہا لوگ عقلمند کہلاکر اور فلاسفر بنکر اِس غلطی اور اِس قسم کی بےشمار غلطیون مین ڈوبے رہے اور جب تک قرآن شریف نہ آیا کسی حکیم نے زور شور سے اِس اعتقادِ باطل کا رد نہ لکہا اور نہ اِس قوم تباہ شدہ کی اصلاح کی بلکہ خود حکما اِس قسم کے صدہا ناپاک عقیدون مین آلودہ اور مبتلا تہے جیسا پادری لوت صاحب لکھتے ہین کہ حقیقت مین یہہ عقیدہ تثلیث کا عیسائیون نے افلاطون سے اخذ کیا ہے اور اِس احمق یونانی کی غلط بنیاد پر ایک دوسری غلط بنیاد رکہہ دی ہے غرض خدا کا سچا اور کامل الہام عقل کا دشمن نہین ہے

ہے قصور اپنا ہی اندہو لیکن وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیرِ بیضا نکلا
زندگی ایسونکی کیا خاک ہے اِس دُنیا مین — جنکا اِس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

خدا نے خواص الاشیاء کی سچائی معلوم کرنیکا یہی ایک طریق رکہا ہے کہ جس کسی شے کے کسی خاصہ کے وجود مین شک ہو تو اُسکو اِسقدر آزمایا جاوے جس سے دلی اطمینان پیدا ہو جائے اور جو شخص بعد آزمائش ایک خاصہ کے کہ جو ایک شے مین پایا جاتا ہے پہر بھی یہہ وہم کرے کہ کیون یہہ خاصہ اس شے مین پایا جاتا ہے تو وہ شخص حقیقت مین پاگل اور سودائی ہے مثلاً جب ایک شخص نے کئی دفعہ آزما کر دیکہہ لیا اور بار بار تجربہ کر کے معلوم کر لیا کہ سم الفار بالخاصیت قاتل ہے اگر وہ پہر بھی سم الفار کی اِس خاصیت سے اِس خیال سے انکار کرتا رہے کہ مجھے معلوم نہین کہ کیون وہ قاتل ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بلکہ عقل ناقص نیم عاقلون کی آپ دشمن ہے جیسا ظاہر ہے کہ تریاق فی حد ذاتہٖ انسان کے بدن کے لئے کوئی بُری چیز نہین ہے لیکن اگر کوئی اپنی کوتہ عقلی سے زہر کو تریاق سمجہہ لے تو یہہ خود اُسکی عقل کا قصور ہے نہ تریاق کا بس یاد رکہنا چاہئے کہ یہہ وہم کہ ہر یک امر کی تفتیش کے لئے الہامی کتاب کی طرف رجوع کرنا محل خطر ہے یہہ سراسر حمق اور نادانی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکہہ چکے ہین الہام عقل کے لئے ایک آئینہ حق نما ہے اور اُسکی سچائی پر یہی دلیل اعظم ہے کہ وہ ایسے تمام اُمور سے بکلّی پاک ہے کہ جو خدا کی قدرت اور کمالیت اور قدوسی پر نظر کرنیکے بعد محال ثابت ہون بلکہ دقایق الہیات مین کہ جو نہایت مخفی اور عمیق ہین عقل ضعیف انسانی کا وہی ایک ہادی اور رہبر ہے پس ظاہر ہے کہ اُسکی طرف رجوع کرنا عقل کو بیکار نہین کرتا بلکہ عقل کو اُن باریک بھیدون تک پہنچاتا ہے جن تک خود بخود پہنچنا عقل کے لئے سخت مشکل تھا سو الہام حقیقی سے یعنے قرآن شریف سے عقل کو سراسر فایدہ اور نفع پہنچتا ہے نہ زیان اور نقصان اور عقل بذریعہ الہام حقیقی خطرات سے بچ جاتی ہے نہ یہہ کہ خطرات مین پڑتی ہے کیونکہ یہہ بات ہر یک دانا کے نزدیک مسلّم بلکہ اجلی بدیہات سے ہے کہ محض تشخیص عقلی مین خطا اور غلطی ممکن ہے لیکن عالم الغیب کی کلام مین خطا اور غلطی ممکن نہین پس اب تم آپ ہی ذرہ منصف ہو کر سوچو کہ جس چیز کو کبہی کبہی سخت لغزشین پیش آجاتی ہین اگر اُسکے ساتھہ ایک ایسا رفیق ملا یا گیا کہ جو اُسکو لغزشون سے بچاوے اور پانو پہسلنے کی جگہہ سے سنبہل رکہے تو کیا اُسکے لئے اچھا ہوا یا بُرا ہوا اور کیا اُس رفیق نے اُسکو اپنے کمال مطلوب تک پہنچایا یا کمال مطلوب سے روک دیا یہہ کیسی کور باطنی ہے کہ معین اور مددگار کو مخالف اور مزاحم سمجہا جاوے اور مکمّل اور متمم کو رہزن اور نقصان رسان قرار دیا جائے۔ آپ لوگ جب اپنے حواس مین قایم ہو کر اور طالب حق بنکر اِس مسئلہ مین غور کرینگے تو آپ پر بدیہی الظہور واضح ہو جاویگا کہ خدا نے جو عقل کا رفیق الہام کو ٹھہرا دیا ہے یہہ عقل کے حق مین کوئی ضرر کی بات نہین کی بلکہ اُسکو سرگردان اور حیران پا کر حق شناسی کے لئے ایک یقینی آلہ عطا کیا ہے جسکی نشاندہی سے عقل کو یہہ فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ صدہا کج اور ناراستہ راہون مین بہٹکتے پہرنے سے بچنے سے آگے ہی یہہ لوگ جل جاتے ہین جنکی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا۔

ایسا شخص دانشمندوں کی نظر مین دیوانہ بلکہ دیوانوں سے بدتر ہے کیونکہ اول تو یہہ صداقت فی حد ذاتہ واقعی اور درست ہے کہ موجودات مین طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہین اور پہر جب ایک شے معیّن کا خاصہ بذریعہ تجارب متواترہ ثابت بھی ہوگیا تو اُس سے انکار کرنا اگر حمق اور دیوانگی نہین تو اَور کیا ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

پہنچ جاتی ہے اور سرگشتہ اور آوارہ نہین ہوتی اور ہر طرف حیرانی سے بہٹکتی نہین پہرتی بلکہ اصل مقصود کی خاص راہ کو پالیتی ہے اور جو ٹہیک ٹہیک گوہر مراد کی جگہہ ہے اُسکو دیکہہ لیتی ہے اور بیہودہ جانکنی سے امن مین رہتی ہے اِسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی سچا مخبر کسی گم شدہ شخص کا بدرستی تمام پتا لگادیوے کہ وہ فلان طرف گیا ہے اور فلان شہر اور فلان محلہ اور فلان جگہہ مین چہپا ہوا بیٹہا ہے سو ظاہر ہے کہ ایسے مخبر پر جو کسی گم شدہ کا ٹہیک ٹہیک پتہ لگادیتا ہے اور اُس تک پہنچنے کا سہل اور آسان راستہ تبلادیتا ہے کوئی باعقل آدمی یہہ اعتراض نہین کرتا کہ وہ ہماری کارروائی کا مارج ہوا ہے بلکہ اُسکی بغائت درجہ ممنون اور شکرگذار ہوتے ہین کہ ہم بیخبر تہے اُسنے خبردی اور ہم ہر طرف بہٹکتے پہرتے تہے اُس نے خاص جگہ تبلادی اور ہم نری اٹکلین دوڑاتے تہے اُس نے یقین کا دروازہ ہم پر کہولدیا ایسا ہی وہ لوگ جنکو خدا نے عقل سلیم بخشی ہے حقیقی الہام کے مرہون منت اور ثنا خوان اور مداح ہین اور بخوبی جانتے اور سمجہتے ہین کہ الہام حقیقی انکو خیالات کی ترقی سے نہین روکتا بلکہ خیالات کی سرگشتگی سے روکتا ہے اور انواع اقسام کے پیچ درپیچ اور مشتبہ راہون مین سے ایک خاص راہ مقصود دکہلادیتا ہے جس پر قدم مارنا عقل کو نہائت آسان ہوجاتا ہے اور جو جو مشکلات انسان کو بباعث قلت عمر و قلت طاقت علمی و کمی بصیرت پیش آتی ہین اُن سب سے خلاصی بخشتا ہے۔ ہم بارہا لکہہ چکے ہین کہ عقل انسانی اپنی فطرت مین ایسی ناقص اور ناتمام ہے کہ بغیر استمداد کسی دوسرے رفیق کے اُسکا کوئی کام چل ہی نہین سکتا اور جب تک شہادت واقعہ اُسکو نہ ملے تب تک کوئی مقدمہ خواہ دینی ہو خواہ دنیوی بصفائی و درستی اُس سے فیصل نہین ہوسکتا اور جبکہ شہادت واقعہ کسی معتبر ذریعہ سے ملجائے تب ہی عقل کو ایسی آسانی ہوجاتی ہے کہ گویا ایک پہاڑ مشکلات کا سر پر سے ٹل جاتا ہے اور جس حالت مین عقل انسانی فطرتی طور پر محتاج رفیق ٹہیری ہوئی ہے تو پہر وہ خود بخود اور تن تنہا کیونکر خیالات مین ترقی کریگی اور یہہ بہی ہم بدفعات تحریر کرچکے ہین کہ الٰہیات اور علم معاد مین عقل کے اس نقصان کا جبر قرآن شریف کرتا ہے اور نہ صرف اسیقدر بلکہ وہ تمام دلائل عقلیہ کو بھی آپ ہی بیان فرماتا ہے اور تمام دینی صداقتون کی طرف آپ ہی رہنما اور رہبر ہے اور اس طرف بھی ابہی اشارہ

ایک مسیحی متکلم صاحب یعنے وہی صاحب نامہ نگار نور افشان اپنا دوسرا پہروپ بدلکر اسی سوال کے نیچے فرماتے ہین

سب سے زیادہ ترحمق یہہ ہے کہ حضرت باری کے خواص صفات اور افعال سے انکار کیا جائے کیونکہ دوسری چیزون کا خاصہ کہ جو اُنکے غیر مین نہین پایا جاتا محض تجربہ سے ثابت ہوتا ہے اور کوئی عقلی دلیل اُسکی ضرورت پر قایم نہین ہوتی مگر جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہین خدا کے خواص کا ضروری ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوچکا ہے کہ اگر کسی کو اِس بات کی تصدیق اور تحقیق منظور ہو تو اُسکے بھی ہم ہی ذمہ وار ہین اور ہر یک طالب صادق بذریعہ امتحان ہم سے اپنی تسلی کرا سکتا ہے تو پہر باوجود اسکے کہ ہر یک طرح سے رفع عذر کرکے اتمام حجت کیا گیا ہے کیون آریہ سماج والے اپنی فضول گوئی سے باز نہین آتے کیا کسی نشہ سے مدہوش ہین یا دیوانہ ہین یا تمام حواس یکدفعہ معطل اور بیکار ہوگئے ہین کہ سنا یا گیا پہر نہین سُنتے اور سمجہایا گیا پہر نہین سمجہتے اور دکہایا گیا پہر نہین دیکہتے۔ اور یاد رکہنا چاہیئے کہ یہہ وہم اُنکا بھی سراسر لغو اور بیہودہ ہے کہ تحقیقات کا سلسلہ ہمیشہ آگے سے آگے ہی چلا جاتا ہے اور کسی حد پر آکر ختم نہین ہوتا ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کام دُنیا اور دین کا کبہی اختتام کو نہ پہنچتا اور کسی جج کے لئے ممکن نہ ہوتا کہ کوئی مقدمہ قطعی طور پر فیصل کرسکے اور حکم عدالت بوجہ اشتباہ دائمی غیر ممکن اور ناجائز ٹھہر جاتا مگر کیا یہہ درست ہے کہ حقایق کُل اشیا کبہی اور کسی طرح پر صفائی اور درستی سے منکشف نہین ہوتین اور ہمیشہ کلام اور بحث کرنے کی جگہ باقی رہتی ہے حاشا وکلا ہرگز یہہ رائے صحیح نہین بلکہ اُسیوقت تک کوئی واقعہ مشتبہ رہتا ہے اور صفائی سے ثابت نہین ہوتا جب تک کسی امر کے دریافت کرنے مین مدار کار صرف اکیلی عقل پر ہوتا ہے اور جبہی کہ کوئی رفیق اُن ضروری رفیقون مین سے جنمین سے ایک وحی ربانی ہے کہ جو امور ماوراء المحسوسات اور عالم معاد کا مخبر ہے عقل کو ملجاتا ہے تو تب تحقیقات عقلی مرتبہ یقین کامل تک پہنچ جاتی ہے سو کبہی عقل الہام کامل کی رفاقت سے اور کبہی متواتر تجارب کی شہادت سے اور کبہی مضبوط اور محکم تاریخی گواہون سے یعنے جیسا کہ موقع ہو کسی رفیق کے ذریعہ سے کامل یقین کو پالیتی ہے ہان اگر عقل کو اُس راہ کا رفیق میسر نہ آوے جس راہ پر وہ چلنا چاہتی ہے تو تب مرتبہ یقین کامل تک بلاشبہ نہین پہنچتی بلکہ غائیت کار ظن غالب تک پہنچتی ہے لیکن جب راہِ مقصود کا رفیق میسر آجائے تو بلاریب وہ اُسکو مرتبہ کامل یقین تک پہنچا دیتا ہے۔

ابتو وہ متکلم دنیوی امور مین مستغرق ہے ورنہ یہہ ثابت کردکہاتا کہ قرآن کہان کہان سے لیا گیا۔ واہ حضرت! آپنے تو یہہ یہودیون کے نقش قدم کی پیروی کردکہائی اور جو کچہہ اُنہون نے ایک مدت دراز سے انجیل کی نسبت ایک خیال قایم کیا ہوا ہے وہی خیال آپ قرآن شریف کی نسبت کہسیٹ لائے اتنا بڑا جہوٹ آپ نے مدت العمر بولا نہین ہوگا کہ جو آب عیسائیون کے خوش کرنے کے لئے بول اُٹہے بہر حال یہہ مقولہ

اور جانفشانی سے انجام دیتے ہین - یہہ پادری صاحب ہین مگر باوجود اختلافِ مذہب کے خدا نے اُنکی فطرت مین یہہ ڈالا ہوا ہے کہ اپنے کام منصبی مین اخلاص اور دیانت کا کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑتے اُنکو اس بات کا ایک سودا ہے کہ کام کی عُمدگی اور خوبی اور صحت مین کوئی کسر نہ رہ جائے انہین وجوہ کی نظر سے باوجود اس بات کے کہ دوسرے مطابع کی نسبت ہمکو اس مطبع مین بہت زیادہ حق الطبع دینا پڑتا ہے تب بھی انہین کا مطبع پسند کیا گیا اور آئندہ اُمید قوی ہے کہ اُنکی طرف سے حصّہ چہارم کے چھپنے مین کوئی توقّف نہ ہو صرف اُسقدر توقّف ہوگی کہ جب تک کافی سرمایہ اُس حصّہ کے لئے جمع ہو جائے سو مناسب ہے کہ ہمارے مہربان خریدار اسی طرح اُس حصّہ کے انتظار مین مُضطرب اور مُتردّد نہ ہون جبھی کہ وہ حصّہ چھپیگا خواہ جلدی اور خواہ کچھہ دیر سے جیسا خدا چاہیگا فی الفور تمام خریدارون کی خدمت مین بھیجا جائیگا اور اس جگہہ اُن تمام صاحبون کی توجّہ اور اعانت کا شکر کرتا ہون جنہون نے خالصاً للہ حصّہ سوم کے چھپنے کے لئے مدد دی اور یہہ عاجز خاکسار ابکی دفعہ اُن عالی ہمّت صاحبون کے اسماء مبارکہ لکھنے سے اور نیز دوسرے خریدارون کے اندراج نام سے بوجہ عدم گنجایش اور بباعث بعض مجبوریون کے مقصّر ہے لیکن بعد اسکے اگر خدا چاہیگا اور نیّت درست ہوگی تو کسی آئندہ حصّہ مین بہ تفصیل تمام درج کئے جائینگے -

اور نیز اس جگہہ یہہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس حصّہ سوم مین تمام وہ **تمہیدی اُمور** لکھے گئے ہین جنکا غور سے پڑہنا اور یاد رکھنا کتاب کے آئندہ مطالب سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اسکے پڑہنے سے یہہ بھی واضح ہوگا کہ خدا نے دینِ حق اسلام مین وہ عزّت اور عظمت اور برکت اور **صداقت** رکھی ہے جسکا مقابلہ کسی زمانہ مین کسی غیر قوم سے کبھی نہین ہوسکا اور نہ اب ہوسکتا ہے اور اِس امر کو مدلّل طور پر بیان کرکے تمام مخالفین پر اتمام حُجت کیا گیا ہے اور ہریک طالبِ حق کے لئے ثبوت کامل پانے کا دروازہ کھول دیا گیا ہے تا حق کے طالب اپنے مطلب اور مُراد کو پہنچ جاوین اور تا تمام مخالف سچائی کے کامل نورون کو دیکھہ کر شرمندہ اور لاجواب ہون اور تا وہ لوگ بھی نادم اور منفعل ہون جنہون نے یورپ کی جھوٹی روشنی کو اپنا دیوتا بنا رکھا ہے اور آسمانی برکتون کے قائلون کو جاہل اور وحشی اور ناتربیت یافتہ سمجھتے ہین اور سماوی نشانون کے ماننے والون کا نام احمق اور سادہ لوح اور نادان رکھتے ہین جنکا یہہ گمان ہے کہ یورپ کے علم کی نئی روشنی اسلام کی روحانی برکتون کو مٹا دیگی اور مخلوق کا مکر خالق کے نورون پر غالب آجائیگا سو اب ہریک منصف دیکھیگا کہ کون غالب آیا اور کون لاجواب اور عاجز رہا اور کون صادق اور دانشمند ہے اور کون کاذب اور نادان و اللہ المستعان وعلیہ التکلان -

خاکسار **غلام احمد** عفی اللہ عنہ

گذارش ضروری

چونکہ کتاب اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے لہذا اُن خریدارون کی خدمت مین جنہون نے ابتک کچھ قیمت نہین بھیجی یا پوری قیمت نہین بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہین تو صرف اتنی مہربانی کرین کہ بقیہ قیمت بلاتوقف بھیجدین کیونکہ جس حالت مین اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اُسکے عوض دس یا پندرہ روپیہ قیمت قرار پائی پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کرین تو پھر گویا وہ کام کے انجام سے آپ مانع ہونگے اور اسقدر ہمنے برعائیت ظاہر لکھا ہے ورنہ اگر کوئی مدد نہین کریگا یا کم توجہی سے پیش آئیگا حقیقت مین وہ آپ ہی ایک سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہیگا اور خدا کے کام رُک نہین سکتے اور نہ کبھی رُکے۔ جن باتون کو قادرِ مطلق چاہتا ہے وہ کسی کی کم توجہی سے ملتوی نہین رہ سکتین والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد

بے اندازہ مال ضائع کرنا اور اللہ اور رسول کی محبت مین اور ہمدردی کی راہ مین ایک دانہ ہاتھہ سے نہ چھوڑنا یہی اسلام ہے نہین یہہ ہرگز اسلام نہین
یہہ ایک باطنی جذام ہے - یہی ادبار ہے کہ مسلمانون پر عائد ہو رہا ہے اکثر مسلمان امیرون نے مذہب کو ایک ایسی چیز سمجھہ رکھا ہے کہ جسکی ہمدردی غریبون
پر ہی لازم ہے اور دولتمند اُس سے مستثنیٰ ہین جنہین اس بوجھہ کو ہاتھہ لگانا بھی منع ہے اس عاجز کو اس تجربہ کا اسی کتاب کے چھپنے کے اثنا
مین خوب موقعہ ملا کہ حالانکہ بخوبی مشتہر کیا گیا تہا کہ اب بباعث بڑہ جانے ضخامت کے اصل قیمت کتاب کی سو روپیہ ہی مناسب ہے کہ ذی مقدرت
لوگ اسکی رعایت رکھین کیونکہ غریبون کو یہہ صرف دس روپیہ مین دی جاتی ہے سو جہہ نقصان کا واجبات سے ہے مگر بجز سات آٹھہ آدمی
کے سب غریبون ہی مین داخل ہو گئے خوب جبر کیا ہمنے جب کسی منی آڈر کی تفتیش کی کہ یہہ پانچ روپیہ بوجہ قیمت کتاب کس کے آئے ہین یا یہہ دس
روپیہ کتاب کے مول مین کس نے بہیجے ہین تو اکثر یہی معلوم ہوا کہ فلان نواب صاحب نے یا فلان رئیس اعظم نے ہان **نواب اقبال الدولہ**
صاحب حیدرآباد نے اور ایک اور رئیس نے ضلع بلند شہر سے جسنے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے ایک نسخہ کی قیمت مین سو
سو روپیہ بھیجا ہے اور ایک عہدہ دار **محمد افضل خان** نام نے ایک سو دس اور نواب صاحب **کوٹلہ مالیر** نے تین نسخہ کی
قیمت مین سو روپیہ بھیجا اور **سردار عطر سنگھہ رئیس اعظم لودھیانہ** نے کہ جو ایک ہندو رئیس ہین اپنی
عالی ہمتی اور فیاضی کی وجہ سے بطور اعانت دو صد بھیجے ہین - سردار صاحب موصوف نے ہندو ہونے کی حالت مین اسلام سے ہمدردی ظاہر کی بخیل
اور ممسک مسلمانون کو جو بڑے بڑے لقبون اور نامون سے بلائے جاتے ہین اور قارون کی طرح بہت سا روپیہ دبائے بیٹھے ہین اس جگہہ اپنی حالت
کو سردار صاحب کے مقابلہ پر دیکھہ لینا چاہئے جس حالت مین آریون مین ایسے لوگ بہی پائے گئے ہین کہ جو دوسری قوم کی بہی ہمدردی کرتے
ہین اور مسلمانون مین ایسے لوگ بہی کم ہین کہ جو اپنی ہی قوم سے ہمدردی کر سکین تو پہر کہو کہ اس قوم کی ترقی کیونکر ہو ان اللہ لا یغیر ما بقوم
حتی یغیروا ما بانفسہم - دینی ہمدردی بجز مسلمانون کے ہر ایک قوم کے امراء مین پائی جاتی ہے ہان اسلامی امیرون مین ایسے لوگ بہت
ہی کم پائے جائینگے کہ جنکو اپنے سچے اور پاک دین کا ایک ذرہ خیال ہو کچہہ تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت مین
کہ جو بہت پارسا طبع اور متقی اور فضائل علمیہ سے متصف اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجہ غایت خبر رکہتے ہین کتاب براہین احمدیہ
کی اعانت کے لئے لکہا تہا سو اگر نواب صاحب ممدوح اسکے جواب مین یہہ لکہتے کہ ہماری رائے مین کتاب ایسی عمدہ نہین جس کے لئے کچہہ مدد کیجائے
تو کچہہ جائے افسوس نہ تہا مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہہ لکہا کہ پندرہ بیس کتابین ضرور خریدینگے اور پہر دوبارہ یاددہانی پر یہہ جواب آیا کہ دینی مباحثات
کی کتابون کا خریدنا یا اُن مین کچہہ مدد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے اس لئے اس ریاست سے خرید وغیرہ کی کچہہ امید نہ رکہین سو ہم بہی
نواب صاحب کو اُمیدگاہ نہین بناتے بلکہ اُمیدگاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے (خدا کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی رہے)
لیکن ہم باادب تمام عرض کرتے ہین کہ ایسے ایسے خیالات مین گورنمنٹ کی ہجو ملیح ہے گورنمنٹ انگریزی کا یہہ اُصول نہین ہے کہ کسی قوم کو اپنے مذہب کی
حقانیت ثابت کرنے سے روکے یا دینی کتابون کی اعانت کرنے سے منع کرے ہان اگر کوئی مضمون مخل امن یا مخالف انتظام سلطنت ہو تو اسمین
گورنمنٹ مداخلت کریگی ورنہ اپنے اپنے مذہب کی ترقی کے لئے وسائل جائزہ کو استعمال مین لانا ہر ایک قوم کو گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہے ہر
جس قوم کا مذہب حقیقت مین سچا ہے اور نہایت کامل اور مضبوط دلائل سے اسکی حقیت ثابت ہے وہ قوم اگر نیک نیتی اور تواضع اور فروتنی سے
خلق [illegible] نفع پہنچانیکے لئے اپنے دلائل حقہ شایع کرے تو عادل گورنمنٹ کیون اُس پر ناراض ہوگی ہمارے اسلامی امراء کو اس بات سے بہت کم خبر ہے
کہ گورنمنٹ کی عادلانہ مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ دلی انشراح سے آزادی کو قائم رکہے اور خود ہمنے بچشم خود ایسے لائق اور نیک فطرت

ہوئے ہونا یہہ ایسا امر نہین ہے کہ جو فقط تجربہ سے ثابت ہوا ہو بلکہ دلائل عقلیہ بھی خدا کا اپنی ذات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مدار قیاسات عقلیہ پر ہوتا اور عقل انسانی برہمو سماج والون کی عقل کی طرح اپنے دوسرے رفیق کے اتفاق اور اشتمال سے محروم اور بے نصیب ہوتے لیکن الہام حقیقی کے تابعین کی عقل ایسی غریب اور بیکس نہین بلکہ اُسکا ممد و معاون خدا کا کلام کامل ہے جو سلسلہ تحقیقات کو اپنے مرکز اصلی تک پہنچاتا ہے اور وہ مرتبہ یقین اور معرفت کا بخشتا ہے کہ جس سے آگے قدم رکھنے کی گنجایش ہی نہین کیونکہ ایک طرف تو دلائل عقلیہ کو باستیفا بیان کرتا ہے اور دوسری طرف خود وہ بیمثل و مانند ہونے کی وجہ سے خدا اور اُسکی ہدایتون پر یقین لانیکے لئے حجت قاطعہ ہے سو اس دوہرے ثبوت سے جسقدر طالب حق کو مرتبہ حق الیقین حاصل ہوتا ہے اُس مرتبہ کا قدر وہی شخص جانتا ہے کہ جو سچے دل سے خدا کو ڈھونڈتا ہے اور وہی اُسکو چاہتا ہے کہ جو روح کی سچائی سے خدا کا طالب ہے لیکن برہمو سماج والے جنکا یہہ اُصول ہے کہ ایسی کوئی کتاب یا ایسا کوئی انسان نہین جسمین غلطی کا امکان نہ ہو کیونکر اس مرتبہ یقین تک پہنچ سکتے ہین جب تک اِس شیطانی اُصول سے توبہ کر کے یقینی راہ کے طالب نہ ہون کیونکہ جس حالت مین ابتک برہمو سماج والون کو خود باقرار اُنکے ایسی کوئی کتاب نہین ملی اور نہ اُنہون نے آپ بنائی کہ جو ایسے مسائل کا مجموعہ ہو کہ جو غلطی سے خالی ہون تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابتک ایمان اُنکا ورطہ شبہات مین ڈوبتا پھرتا ہے اور یہہ اُصول اُنکا صاف دلالت کرتا ہے کہ اُنکو خداشناسی کے مسائل مین سے کسی مسئلہ پر یقین حاصل نہین اور اُنکے نزدیک یہہ بات محالات مین سے ہے کہ کوئی کتاب علم دین مین صحیح مسائل کا مجموعہ ہو بلکہ اُنہون نے تو علانیہ یہہ رائے ظاہر کردی ہے کہ گو کوئی کتاب ایسی ہو کہ جو سراسر خدا کی ہستی کے قائل اور اُسکو واحد لاشریک اور قادر اور خالق اور عالم الغیب اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور دوسری صفات کاملہ سے یاد کرتے ہو اور حدوث اور فنا اور تغیر اور تبدل اور شرکت غیر وغیرہ اموز ناقصہ سے پاک اور برتر سمجھتی ہو مگر تب بھی وہ کتاب اُنکے نزدیک غلطی کے امکان سے خالی نہین اور اِس لائق نہین کہ جو اُسپر یقین کیا جائے اور اسی وجہ سے یہہ لوگ قرآن شریف سے بھی انکار کر رہے ہین اب دیکھو کہ اُنکے دین و ایمان کا اُنہین کے اقرار سے یہہ خلاصہ نکلا کہ اُنکے نزدیک خدا کی ہستی

جوڑے گئے ہین اسی طرح دیانند پنڈت بھی اپنی تالیفات مین شور مچا رہا ہے کہ توریت ہمارے پستکون سے کاٹ چھانٹ کر بنائی گئی ہے اور ابتک ہون وغیرہ کی رسم وید کی طرح اُسمین پائی جاتی ہین چنانچہ آپ بھی

اور جمیع صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہونا ضروری اور واجب ٹھہراتے ہین اور اُس کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اور اُسکی وحدانیت اور قادریت بھی امکان غلطی سے خالی نہین !! غرض جبکہ اُنہون نے آپ ہی اقرار کر دیا کہ اُنکے پاس کوئی ایسی کتاب نہین جسکی صحت اُنکے نزدیک یقینی ہو تو اِس سے صاف کھُل گیا کہ اُنکے مذہب کی بُنیاد سراسر ظنیات پر ہے اور ایمان اُنکا مراتب یقینیہ سے بکلی دور و مہجور ہے پس یہہ وہی بات ہے جسکو ہم بارہا اسی حاشیہ مین لکھہ چکے ہین کہ مجرد عقلی تقریرون سے علم الٰہیات مین کامل تسلی اور تشفی ممکن نہین اِس صورت مین ہمارا اور برہمو لوگون کا اِس بات پر تو اتفاق ہو چکا کہ مجرد عقل کی رہبری سے کوئی انسان یقین کامل تک نہین پہنچ سکتا اور مابہ النزاع فقط یہی امر تہا کہ کیا خدا نے برہمو لوگون کی رائے کے موافق انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ باوجود جوش طلب یقین کامل اور حق محض کے جو اُسکی فطرت مین ڈالا گیا ہے پہر بھی اپنی اُس فطرتی مراد سے ناکام اور بے نصیب رہے اور صرف ایسے خیالون تک اُسکا علم محدود رہے کہ جو امکان غلطی سے خالی نہین یا خدا نے اُسکی معرفت کامل اور پوری پوری کامیابی کے لئے کوئی سبیل بھی مقرر کر رکھا ہے اور کوئی ایسی کتاب بھی عطا فرمائی ہے کہ جو اُس اصول متذکرہ بالا سے باہر ہو کہ جسمین امکان غلطی کا قاعدہ کلیہ کر رکھا ہے۔ سو الحمد للہ والمنۃ ایسی کتاب کا خدا کی طرف سے نازل ہونا براہین قطعیہ سے ہم پر ثابت ہو گیا ہے اور ہم بذریعہ کتاب ممدوح کے اُس ہلاکت کے ورطہ سے باہر نکل آئے ہین جسمین برہمو لوگ مُردہ کی طرح پڑے ہوئے ہین اور وہ کتاب وہی عالیشان اور مقدس کتاب ہے جسکا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق بیّن دکہلاتی ہے اور ہر ایک قسم کی غلطیون سے مبّرا ہے جس کی پہلی صفت یہی ہے ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ اُسی نے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ خدا حق کے طالبون کو مراتب یقینیہ سے محروم رکھہ کر ہلاک کرنا نہین چاہتا بلکہ اُس رحیم و کریم نے ایسا اپنے ضعیف اور ناقص بندون پر احسان کیا ہے کہ جس کام کو عقل ناقص انسان کی نہین کر سکتی تہی اُس نے وہ کام آپ کر دکہایا ہے اور جس درخت بلند تک بشر کا کوتہ ہاتہہ نہین پہنچتا تھا اُسکے پہلون کو اُسنے اپنے ہاتہہ سے نیچے گرایا ہے اور حق کے طالبون کو اور سچائی کے بہوکے اور پیاسون کو یقین کامل اور قطعی کا سامان عطا کر دیا ہے اور جو

تو اقرار کرتے ہین کہ ہندؤن کے اُصول سے انجیلی تعلیم کو بہت کچھہ مشابہت ہے پس اِس اقرار سے ہی آپ اپنے مونہہ سے ہندؤن کے دعویٰ کی تصدیق کر رہے ہین لیکن قرآن شریف ایسا نہین جسپر یہہ الزامات عاید

الوہیت کے تحقق کو انہین خواص کے تحقق سے مشروط قرار دیتے ہین پس اب اُن نادانون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

دینی صداقتون کے ہزارہا دقایق ذرّات کی طرح روحانی آسمان کے دور دراز فضاؤن مین منتشر تہے اور جو زندگی کا پانی شبنم کی طرح متفرق طور پر انسانی سرشت کے ظلمات مین اور اُسکی عمیق در عمیق استعدادات مین مخفی اور محتجب تھا جسکو بمنصۂ ظہور لانا اور ناپیدا کنار فضاؤن سے ایک جگہ اکٹھا کرنا انسانی عقل کی طاقتون سے باہر تھا اور بشر کی ضعیف قوّتون کے پاس کوئی ایسا باریک اور عمیق آلہ نہ تہا کہ جسکے ذریعہ سے انسان اُن اوق اور پوشیدہ ذرّات حقیقت کو کہ جنکو باستیفاد یکہنے کے لئے بصارت وفا نہین کرتی تہی اور جمع کرنے کے لئے عمر فرصت نہین دیتی تہی آسانی سے دریافت اور حاصل کر لیتا اُن سب لطائف حکمت ودقایق معرفت کو اُس کامل کتاب نے بلاتفاوت و بلانقصان و بلاسہو و بلانسیان خدائی کی قُدرت اور قُوّت سے اور ربانیّت کی طاقت اور حکومت سے ہمارے سامنے لا رکہا ہے تا ہم اُس پانی کو پی کر بچ جائین اور موت کے گڑہے مین نہ پڑین اور پہر کمال یہہ کہ اِس جامعیّت سے اکٹھا کیا ہے کہ کوئی دقیقہ دقایق صداقت سے اور کوئی لطیفہ لطائف حکمت سے باہر نہین رہا اور نہ کوئی ایسا امر داخل ہوا کہ جو کسی صداقت کے مبائن اور منافی ہو چنانچہ ہم نے منکرین کو ملزم اور رسوا کرنیکے لئے جابجا بصراحت لکہدیا ہے اور بآواز بلند سُنا دیا ہے کہ اگر کوئی برہمو قرآن شریف کے کسی بیان کو خلاف صداقت سمجھتا ہے یا کسی صداقت سے خالی خیال کرتا ہے تو اپنا اعتراض پیش کرے ہم خدا کے فضل اور کرم سے اُسکے وہم کو ایسا دور کر دینگے کہ جس بات کو وہ اپنے خیال باطل مین ایک عیب سمجھتا تھا اُسکا ہنر ہونا اُس پر آشکارا ہوجائیگا اِس جگہ یہہ بہی یاد رہے کہ مجرّد عقلی خیالون مین صرف اتنا ہی نقص نہین کہ وہ مراتب یقینیہ سے قاصر ہین اور دقائق الہیات کے مجموعہ پر قابض نہین ہو سکتے بلکہ ایک یہہ بہی نقص ہے کہ مجرّد عقلی تقریرین دلون پر اثر کرنے مین بہی بغائیت درجہ کمزور و بیجان ہین اور کمزور ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ کسی کلام کا دل پر کارگر ہونا اِس بات پر موقوف ہے کہ اُس کلام کی سچائی سامع کے ذہن مین ایسی متحقق ہو کہ جس مین ایک ذرا شک کرنے کی گنجائش نہ ہو اور دلی یقین سے یہہ بات دل مین بیٹھہ جائے کہ جس واقعہ کی مجہہ کو

ہو سکین یا کسی بداندیش کا منصوبہ پیش جا سکے آپ نے بُرا کیا کہ آفتاب پر تہوکنے کا ارادہ کیا وہ تو حضرت اُلٹ کر آپ ہی کے مونہہ پر پڑیگا۔ مُتکلّم صاحب! شائد آپکی بے اصل لاف گذاف سے غرض یہہ ہے کہ

ذرہ حیا اور شرم کو کام مین لا کر غور کرنی چاہئیے جنہون نے کلام الٰہی کی بے نظیری کی عدم تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خبر دی گئی ہے اِسمین غلطی کا امکان نہین اور ابھی ظاہر ہو چکا ہے کہ مجرّد عقل یقین کامل تک پہنچا ہی نہین سکتی پس اِس صورت مین یہہ بات بدیہی ہے کہ وہ آثار کہ یقین کامل پر مترتّب ہوتے ہین اور وہ تاثیرین کہ جو یقینی کلام دلون پر کرتی ہے وہ مجرّد عقل سے ہرگز متوقع نہین اور اِسکا ثبوت روزمرّہ تجربہ سے ظاہر ہے مثلاً ایک شخص ایک دور دراز ولایت کا سیر کر کے آتا ہے تو جب اپنے وطن مین پہنچتا ہے تو ہر یک خویش وبیگانہ اُس ولائیت کی خبرین اُس سے دریافت کرتا ہے اور اُسکی چشم دید خبرین بشرطیکہ وہ دروغگوئی کی عادت سے متہم نہو دلون پر بہت اثر کرتی ہین اور بغیر کسی تردّد اور شک کے فی الواقعہ راست اور صحیح سمجھی جاتی ہین بالخصوص جب ایسا مخبر ہو کہ لوگون کی نظر مین ایک بزرگوار اور صالح آدمی ہو اِسقدر تاثیر اُسکی کلام مین کیون ہوتی ہے اِس لئے ہوتی ہے کہ اول اُسکو ایک شریف اور راست باز تسلیم کر کے پھر اُسکی نسبت یہہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ جو جو اُن ملکون کے واقعات بیان کرتا ہے اُنکو اُس نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور جو جو خبرین بتلاتا ہے وہ سب اُسکا چشم دید ماجرا ہے پس اسی باعث سے اُسکی باتون کا دلون پر سخت اثر واقعہ ہوتا ہے اور اُسکے بیانات طبیعتون مین ایسے جم جاتے ہین کہ گویا اُن واقعات کی تصویر نظر کے سامنے آموجود ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات جب وہ اپنے سفر کی ایک رقّت آمیز حکایت سُناتا ہے یا کسی قوم کا دردانگیز قصہ بیان کرتا ہے تو سُنتے ہی وہ بات سامعین کے دل کو ایسا پکڑ لیتی ہے کہ اُن کی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین اور اُنکی ایک ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ گویا وہ موقعہ پر موجود ہین اور اُس واقعہ کو بچشم خود دیکھہ رہے ہین۔

لیکن جو شخص اپنے گھر کی چار دیوار سے کبھی باہر نہین نکلا نہ اُس ملک مین کبھی گیا اور نہ دیکھنے والون سے کبھی اُسکا حال سُنا اگر وہ اُٹھہ کر صرف اپنی اٹکل سے اُس ملک کی خبرین بیان کرنے لگے تو اُسکی بکبک سے خاک ہی تاثیر نہین ہوتی بلکہ لوگ اُسے کہتے ہین کہ کیا تو پاگل اور دیوانہ ہے کہ ایسی باتین بیان کرنے لگا کہ جو تیرے معائینہ اور تجربہ سے باہر ہین اور تیرے ناقص علم سے بلند تر ہین اور اُسپر ایسا ہی کہتے ہین کہ جیسا

تا آپ بعض سادہ لوح عیسائیون کو خوش کردین ورنہ دانشمند عیسائی آپکی اِس بیہودہ بات پر ہنسیگا کیونکہ جس حالت مین آپکو خوب معلوم ہے کہ قرآن کہان سے اکٹھا کیا گیا ہے اور اُسکے تمام حقایق و دقایق کس کس کتاب

مین صرف یہہ اعتراض بنا رکہا ہے کہ جس حالت مین خدا کا کلام بھی ہمارے کلام کی جنس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک بزرگ نے کسی احمق کا قصہ لکہا ہے کہ وہ ایک جگہ گیہون کی روٹی کی بہت سی تعریفین کر رہا تھا کہ وہ بہت ہی مزہ دار ہوتی ہے اور جب پوچہا گیا کہ کیا تونے بہی کبہی کہائی ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مین نے کہائی تو کبہی نہین پر میرے داداجی بات کیا کرتے تہے کہ ایکدفعہ ہمنے کسیکو کہاتے دیکہا ہے۔

غرض جب تک کوئی سامعین کی نظر مین کسی واقعہ پر بکلّی محیط نہ ہو تب تک بجائے اِسکے کہ اُسکا کلام دلون پر کچہہ اثر کرے خواہ نخواہ ٹھٹھا اور ہنسی کرانیکا موجب ٹہرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجرّد عقلمندون کی خشک تقریرون نے کسیکو عالم آخرت کی طرف یقینی طور پر متوجہ نہین کیا اور لوگ یہی سمجہتے رہے کہ جیسا یہہ لوگ صرف اٹکل سے باتین کرتے ہین علی ہذا القیاس ہم بہی اِنکی رائے کے مخالف اٹکلین دوڑا سکتے ہین نہ اُنہون نے موقعہ پر جاکر اصل حقیقت کو دیکہا نہ ہم نے اسی باعث سے جب ایک طرف بعض عقلمندون نے خدا کی ہستی پر رائے ظاہر کرنی شروع کی تو دوسرے عقلمندون نے اُنکے مخالف ہوکر دہریہ مذہب کی تائید مین کتابین تصنیف کین اور سچ تو یہہ ہے کہ اُن عاقلون کا فرقہ کہ جو خدا کی ہستی کے کسیقدر قائل تہے وہ بہی دہریہ پن کی رگ سے کبہی خالی نہین ہوا اور نہ اب خالی ہے انہین برہمو لوگون کو دیکہو کب وہ خدا کو کامل صفتون سے متّصف سمجہتے ہین کب اُنکو اقرار ہے کہ خدا گونگا نہین بلکہ اُسمین حقیقی طور پر صفت متکلّم بہی ہے جیسی ایک جیتے جاگتے مین ہونی چاہیئے کب وہ اُسکو حقّانی طور پر پورا پورا مدبّر اور رزاق سمجہتے ہین کب اُنکو اِس بات پر ایمان ہے کہ حقیقت مین خدا حیّ و قیّوم ہے اور اپنی آوازین صادق دلون تک پہنچا سکتا ہے بلکہ وہ تو اُسکے وجود کو ایک موہومی اور مُردہ سا خیال کرتے ہین کہ جسکو عقل انسانی صرف اپنے ہی تصوّرات سے ایک فرضی طور پر ٹہرا لینی ہے اور اُس طرف سے زندون کی طرح کبہی آواز نہین آتی گویا وہ خدا نہین ایک بُت ہی ہے کہ جو کسی گوشہ مین پڑا ہے مین متعجب ہون کہ ایسے کچے اور ضعیف خیالات سے کیونکر یہہ لوگ خوش ہوئے بیٹہے ہین اور ایسی خود تراشیدہ باتون سے کن ثمرات کی توقع ہے کیون سچے طالبون کی طرح اُس خدا کو نہین ڈہونڈہتے کہ جو قادر توانا اور جیتا جاگتا ہے اور اپنے وجود پر آپ اطلاع دیتے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یہود و نصاریٰ یا مجوس سے بطور سرقہ اخذ کئے گئے ہین تو پہر کیون آپ ایسے کام کے دکہانے سے جسکے کرنے سے تمام عیسائیون کی عزّت بحال رہے اور اُنکا قدیمی داغ عاجز اور لاجواب رہنے کا آپکی ہمت سے دہو لیا جائے

مین سے ہے اور اُنہین کلمات اور الفاظ سے مُرکّب ہے جن سے ہمارا کلام مُرکّب ہے تو پہر کیا وجہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی قدرت رکہتا ہے اور انی انا اللہ کی آواز سے مُردون کو ایکدم مین زندہ کرسکتا ہے۔ جب یہہ لوگ خود مانتے ہین کہ عقل کی روشنی دود آمیز ہے تو پہر کامل روشنی کے کیون خواہان نہین ہوتے عجب احمق ہین کہ اپنے مریض ہونیکے تو قائل ہین پر علاج کا کچہہ فکر نہین ہائے افسوس کیون اُنکی آنکہین نہین کُہلتین تا وہ حق الامر کو دیکہہ لین کیون اُنکے کانون پر سے پردہ نہین اُٹہتا تا وہ حقانی آواز کو سُن لین کیون اُنکے دل ایسے کج اور اُنکی سمجہین ایسی اُلٹی ہوگئین کہ جو اعتراض حقیقت مین اُنہین پر وارد ہوتا تہا وہ الہام حقیقی کے تابعین پر کرنے لگے کیا ابہی تک ہم نے اُنکو یہہ ثابت کرکے نہین دکہلایا کہ وہ معرفت الٰہی مین نہایت ناقص اور خطرہ کی حالت مین ہین کیا ہم نے ابہی تک اُن پر یہہ ظاہر نہین کیا کہ معرفت تامہ وکاملہ صرف قرآن شریف کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے وبس پہر جبکہ ہریک طور سے اُنہین کا جہوٹا اور غلطی پر ہونا ثابت ہوچکا ہے تو پہر یہہ کیسی ایمانداری اور دیانت شعاری ہے کہ اپنے گہر کے ماتم سے بیخبر رہ کر اہل اسلام کو بیمار قرار دیتے ہین اور خبث اور شر کی باتین مونہہ پر لاتے ہین جن سے یقیناً سمجہا جاتا ہے کہ اُنکو راست روی سے کچہہ بہی غرض اور تعلق نہین اور یہہ باتین اُنکی باتین نہین ہین بلکہ حسد اور تعصب کا بدبودار خون ہے۔

اسی وہم کا ضمیمہ برہمو سماج والون کا ایک اور وہم بہی ہے کہ الہام ایک قید ہے اور ہم ہر یک قید سے آزاد ہین یعنے ہم اچہے ہین کیونکہ آزاد قیدی سے اچہا ہوتا ہے ہم اس نکتہ چینی کو مانتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ بلاشبہ الہام ایک قید ہے مگر ایسی قید ہے کہ جسکے بغیر سچی آزادی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ سچی آزادی وہ ہے کہ انسان کو ہر یک نوع کی غلطی اور شکوک اور شبہات سے نجات ہوکر مرتبہ یقین کامل کا حاصل ہوجائے اور اپنے مولیٰ کریم کو اسی دُنیا مین دیکہہ لے سو جیسا کہ ہم اسی حاشیہ مین ثابت کرچکے ہین یہہ حقیقی آزادی دُنیا مین کامل اور خدا دوست مسلمانون کو بذریعہ قرآن شریف حاصل ہے اور بجز اُنکے کسی برہمو وغیرہ کو حاصل نہین ہان ایک وجہ سے برہمو سماج والون کا نام بہی آزاد اور بے قید ہوسکتا ہے اور اُسی خیال سے ہم نے بہی بعض بعض مقامات اس کتاب مین اُنکا نام آزاد مشرب رکہا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جیسے بعض رند ولوند شراب پیکر یا ایک پیالہ بہنگ کا

اور ان سب کے علاوہ دس ہزار روپیہ ہاتہہ لگے دست کش ہین۔ اگر آپکی ذات شریف مین ایسا ہنر حاصل ہے کہ جو حضرت مسیح کو بہی حاصل نہین تہا تو پہر یہہ جوہر کس دن کے لئے چہپا رکہا ہے جب آپ ایسے ہی لائق

کہ اُسکی مثل بنانے پر ہم قادر نہو سکین ایسے لوگون کی حالت پر رونا آتا ہے جنکو ایسی مستحکم اور بدیہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چڑہا کر یا چرس وغیرہ منشی چیزونکا دم لگا کر ہر یک قسم کی شرم و حیا و حفظِ مراتب و پابندی سے بلکہ خدا سے بھی آزاد بن بیٹھے ہین اور جس قسم کا دل مین بخار اُٹھتا ہے بول اُٹھتے ہین اور جو چاہتے ہین بک پڑتے ہین اُنہین کے مطابق بعض برہمو صاحبون نے ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ حقیقت مین وہ ویسے ہی آزاد ہین اور درحقیقت اُنہون نے بے قید اور آزاد ہو کر اس دُنیا کا آرام تو خاطرخواہ حاصل کر لیا کہ سب حلال و حرام اپنی زبان پر ہی آگیا اور دینی احکام کی کنجی اپنے ہی ہاتھہ مین ہو گئی اب نفس امارہ کے مشورہ سے جس دروازہ کو چاہین کھولدین اور جسکو چاہین بند کر دین آپ ہی کرم دہرم کے بانی جو ہوئے لیکن ان آزادیون کا مزہ اُس دن چکھین گے جس دن خدا تعالیٰ کے حضور مین اپنی بے ایمانیون کا جواب دینا پڑیگا۔

اسی وہم کا ضمیمہ برہمو سماج والون کا ایک اور مقولہ ہے کہ گویا اُنہون نے اپنے اُسی قامتِ ناساز کو ایک دوسرے لباس مین ظاہر کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ الہام کا تابع ہونا ایک حرکت خلاف وضع استقامت اور مبائن طریق فطرت ہے کیونکہ ہر یک امر کی حقیقت پر مطلع ہونے کے لئے صاف اور سیدہا راستہ کہ جسکو ہر یک انسان کا نفس ناطقہ بمقتضائے اپنی فطرت کے چاہتا ہے یہی ہے کہ عقلی دلائل سے اُس حقیقت کو کہولا جائے جیسے مثلاً فعل سرقہ کے قبیح ہونیکے لئے حقیقی وجہ جسپر روحانی اطمینان موقوف ہے یہی ہے کہ وہ ایک ظلم اور تعدی ہے کہ عند العقل نامناسب اور ناجائز ہے یہہ وجہ نہین ہے کہ جو کسی الہامی کتاب نے اُسکا مرتکب ہونا گناہ لکہا ہے یا مثلاً سم الفار جو ایک زہر ہے اُسکے کہانے کی ممانعت حقیقی طور پر اسی بنا پر ہو سکتی ہے کہ وہ قاتل اور مُہلک ہے نہ اِس بنا پر کہ خدا کے کلام مین اُسکے اکل و شرب سے نہی وارد ہے پس ثابت ہے کہ واقعی اور حقیقی سچائی کی رہنما صرف عقل ہے نہ الہام لیکن اِن حضرات کو ابہی تک یہہ خبر بہی نہین کہ اِس وہم کا تو اُسی وقت قلع قمع ہو گیا کہ جب مضبوط اور قوی دلایل سے اُنکی عقل کا خام اور ناتمام ہونا بپایۂ ثبوت پہنچ گیا۔ کیا یہہ عقلمندی ہے کہ جس وسوسہ کو دلایل قویہ کے پُرزور لشکر نے پیس ڈالا ہے اُسی مُردہ خیال کو بے شرم آدمی کی طرح بار بار پیش کیا جائے افسوس افسوس!! ارے بابا کیا تم بارہا سُن نہین چکے کہ گو

ہین کہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتے ہین بلکہ اُسکا ماخذ بتلا سکتے ہین تو پہر آپکے لئے بات ہی آسان ہے اور آپ بڑی آسانی سے اُن تمام حقایق اور دقایق اور براہین اور برکات فرقانیہ کا مقابلہ کر کے کہہ اہین آپ جہہ

صداقت کہ جو دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہے سمجھہ آنے سے رہ گئی اگر اِن مین ذرا عقلِ خداداد ہوتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حقائقِ اشیاء عقلی دلائل سے کسیقدر منکشف ہوتے ہین مگر ایسا تو نہین کہ تمام مراتبِ یقین کا استکمال عقل ہی پر موقوف ہے آپ تو اپنی ہی مثال پیش کردہ سے ملزم ہو سکتے ہین کیونکہ سم الفار کا قاتل اور مُہلک ہونا مجردِ عقل کے ذریعہ سے بہ پایۂ ثبوت نہین پُہنچا بلکہ یقینی طور پر یہہ خاصیت اُسکی تب معلوم ہوئی جب عقل نے تجربہ صحیحہ کو اپنا رفیق بنا کر سم الفار کی خاصیتِ مخفیہ کو مشاہدہ کر لیا ہے سو ہم بھی آپکو یہی سمجہاتے ہین کہ جیسی سم الفار کی خاصیت یقینی طور پر دریافت کرنیکے لئے عقل کو ایک دوسرے رفیق یعنی تجربہ صحیحہ کی حاجت ہوئی ایسا ہی الہیات اور عالمِ معاد کے حقائق علی وجہ الیقین دریافت کرنیکے لئے عقل کو الہامِ الہی کی حاجت ہے اور بغیر اِس رفیق کے عقل کا کام علمِ دین مین چل نہین سکتا جیسے دوسرے علوم مین بغیر دوسرے رفیقون کے عقل بے دست و پا اور ناقص اور ناتمام ہے غرض عقل فی حد ذاتہ مُستقل طور پر کسی کام کو یقینی طور پر انجام نہین دے سکتی جب تک کوئی دوسرا رفیق اُسکے ساتہہ شامل نہ ہو اور بغیر شمول رفیق کے ممکن نہین کہ خطا اور غلطی سے محفوظ اور معصوم رہ سکے بالخصوص علمِ الہی مین جسکے تمام ابحاث کی کُنہ اور حقیقت اِس عالم کی وراء الوراء ہے اور جسکا کوئی نمونہ اِس دُنیا مین موجود نہین اِن امور مین عقل قاصر انسانی غلطی سے تو کیا بچیگی کمال معرفت کے مرتبہ تک ہی نہین پُہنچا سکتی اور غایت کار جو بذریعۂ عقل دریافت کیا جاتا ہے اُسکا مضمون صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ قیاس کنندہ اپنے گمان مین گو وہ گمان واقعی ہو یا غیر واقعی کسی امر کی ضرورت قرار دے لیتا ہے مگر یہہ ثابت نہین کر سکتا کہ وہ امر جو ضروری قرار دیا گیا ہے خارجی طور پر بھی متحقق الوجود ہے اور اسی جہت سے علم اُسکا ایک ایسی فرضی ضرورت پر مبنی ہونے کی وجہ سے جسکا خارجی طور پر اُسکو کوئی پتہ نہین ملا ایک مجرد خیال بے بُنیاد تصور ہوتا ہے اور یقین کامل کے درجہ سے اُسکو بکُلی یاس اور بے نصیبی حاصل ہوتی ہے اور ہم بارہا لکھہ چکے ہین کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ محض فرضی ضرورتوں اور مجرد خیالات کے تودہ بندی سے یقینِ کامل کا مرتبہ عقل کو حاصل ہو جائے بلکہ اِس کامل یقین کے حاصل کرنے کے لئے تمام معاملات دُنیا اور دین کے ایک ہی اُصول محکم پر چلتے ہین یعنے ہر ایک امر خواہ دینی ہو خواہ

مین اسی غرض کے لئے مُندرج ہین اشتہار کا کُل روپیہ لے سکتے ہین بالخصوص جب آپکی تقریر کے ضمن مین یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ دُنیا کی تکالیف مین سخت مبتلا ہین اور آپکو روپیہ کی اشد ضرورت ہے تو پھر آپ

اِس بیہودہ اعتراض کرنیکے وقت اول یہی سوچتے کہ کیا خدا کا اپنی ذات اور صفات اور جمیع افعال مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو نیوہی اُسی حالت مین کامل یقین کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جب علم حقایق اشیاء کا صرف قیاسی وجوہ مین محدود نہ رہے اور وجہ ثبوت وجود کسی چیز کی فقط اتنی ہی اپنے ہاتھ مین نہ ہو کہ قیاس اُسکے وجود کو چاہتا ہے بلکہ کسی طور سے اُسکے واقعہ فی الخارج ہونے کا بھی پتہ ملجائے تا مجوزۂ عقل صرف خیالات کے ورطہ مین ڈوبی نہ رہے اور جس امر کا موجود ہونا خیالی طور پر اُسنے فرض کر لیا ہے اُس امر کے وجود پر بطور واقعی مطلع بھی ہو جائے اور جبکہ استکمال یقین کا علم واقعہ پر موقوف ہوا اور ظاہر ہے کہ واقعات خارجیہ کی خبر دینا عقل کا کام اور منصب نہین بلکہ یہہ مورخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کا منصب ہے جنہون نے بچشم خود اُن واقعات کو دیکھا ہو یا اُن حالات کو کسی دیکھنے والے کی زبان سے سُنا ہو پس اس صورت مین عقل ناقص انسان کے لئے واقعہ نگارون اور مورخون اور آزمودہ کارون کی ضرورت پڑی یہی وجہ ہے کہ گو کسی امر مین لاکھہ موشگافی کرو مگر جو کچھہ قعت اور شان اُسکی تجربہ یا تاریخ کے شمول سے کھلتی ہے وہ بات مجرد قیاس سے ہرگز حاصل نہین ہوسکتی اور جس جگہ کسی شہادت رویت کی حاجت پڑتی ہے اُس جگہ قیاسی اٹکلین کام نہین دیسکتین اور فقط قیاسی تیر چلانے والا اور صرف مونہہ سے باتین بنانیوالا ایک مورخ واقف حالات یا صاحب تجربہ اور آزمایش کا قایم مقام نہین ہوسکتا اور اگر ہوسکتا تو پھر مورخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کی کچھہ ضرورت نہ رہتی اور لوگ صرف اپنے قیاسون سے دُنیا کے متفرق حالات جنکا جاننا تاریخ اور تجربہ اور واقعہ دانی پر موقوف ہے معلوم کر لیتے اور سارا دہندا نظامِ عالم کا فقط قیاسی اٹکلون سے چلا لیتے۔ مورخون اور واقعہ نگارون اور اہل تجربہ لوگون کی تب ہی تو حاجت پڑی کہ جب اکیلی عقل اور مجرد قیاس سے کام چل نہ سکا اور صرف قیاس کی کشتی مین بیٹھنے سے دُنیا کی سب مہمات ڈوبتی نظر آئی اور فقط عقل کے چرخ پر چڑہنے سے سارا کام اِس عالم کا برباد ہوتا دکھائی دیا حالانکہ دُنیا کے معاملات کچھہ ایسے بڑے پیچیدہ نہین بلکہ ایسے صاف اور واضح ہین کہ گویا ہماری آنکھہ کے سامنے اور نظر کے نیچے ہین اور جو دقتین اُس نادیدہ عالم کے واقعات مین پیش آتی ہین اور جسطرح غیر مرئی او غیب الغیب جہان کے تصور کرنے کے وقت مین حیرتین رونما ہوتی ہین اور نظر اور فکر کے آگے

صورت مین دُنیا حاصل کرنیکی اِس سے بہتر اور کیا تدبیر ہے کہ آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر یہی کام اختیار کرین اور قرآن شریف کے علوم الہیہ اور دقائق عقلیہ اور تاثیراتِ باطنیہ کا اپنی کتاب سے مقابلہ دکھلا کر روپیہ انعام کا وصول کرین

واحد لاشریک ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر اس دلیل کو نہیں سوچا تھا تو کاش اس دوسری

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک دریا ناپیدا کنار دکھلائی دیتا ہے اِس جگہ اُسکا ہزارم حصّہ بھی نہیں تو اس صورت مین اگر ہم صریحًا و عمدًا بے راہی اختیار نہ کرین تو بلاشبہ اِس اقرار کرنیکے لئے مجبور ہین کہ ہمین اُس عالم کے حالات اور واقعات ٹھیک ٹھیک معلوم کرنیکے لئے اور اُن پر یقین کامل لانے کی غرض سے دُنیا کی نسبت صدہا درجہ زیادہ مُورّخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کی حاجت ہے اور جبکہ اُس عالم کا مُورّخ اور واقعہ نگار بجز خدا کی کلام کے کوئی اور نہیں ہوسکتا اور ہمارے یقین کا جہاز بغیر وجود واقعہ نگار کے تباہ ہوا جاتا ہے اور بادِ صرصر وساوس کی ایمان کی کشتی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالتی جاتی ہے تو اس صورت مین کون عاقل ہے کہ جو صرف عقلِ ناقص کی رہبری پر بھروسہ کرکے ایسے کلام کی ضرورت سے مونہہ پھیرے جس پر اُسکی جان کی سلامتی موقوف ہے اور جسکے مضامین صرف قیاسی اٹکلون مین محدود نہیں بلکہ وہ عقلی دلائل کے علاوہ بہ حیثیت ایک مُورّخِ صادق عالمِ ثانی کے واقعاتِ صحیحہ کی خبر بھی دیتا ہے اور چشم دید ماجرا بیان کرتا ہے۔

از وحیٔ خدا صبحِ صداقت بدمیده　　چشمے که ندید آن صحفِ پاک چه دیده
کاخِ دل ما شد زبہار نافۂ معطر　　وآن یار بیامد که ز ما بود رمیده
آن دیده که نوری نگرفت ست ز فرقان　　حقّا که ہمہ عمر ز کوری نرہیده
آن دل که جز از وی گلِ گلزارِ خدا جُست　　سوگند توان خورد که بویش نشمیده
با خور نرسد نسبتِ آن نور که بینیم　　صد خور که به پیراہنِ او حلقہ کشیده
بے دولت و بدبخت کسانیکه ازو نیز　　سر تافته از نخوت و پیوند بریده

ہان سچ بات ہے کہ عقل بھی بے سود اور بیفائیدہ نہیں اور ہم نے کب کہا ہے کہ بیفائیدہ ہے مگر اس بدیہی صداقت کے ماننے سے ہم کس طرف بھاگ سکتے ہین کہ مجرّد عقل اور قیاس کے ذریعہ سے ہمین وہ کامل یقین کا سرمایہ حاصل نہیں ہوسکتا کہ جو عقل اور الہام کے اشتمال سے حاصل ہوتا ہے اور نہ لغزشون اور غلطیون اور خطاؤن اور گمراہیون اور خود پسندیون اور خود بینیون سے بچ سکتے ہین اور نہ ہمارے خود تراشیدہ خیالات خدا کے پُر زور اور پُر جلال اور پُر رعب حکم کی طرح جذبات نفسانی پر غالب آسکتے ہین اور نہ ہمارے طبعزاد تصوّرات اور خشک تخیلات اور بے اصل توہمات ہمکو وہ سرور اور خوشی اور تسلّی اور تشفّی پہنچا سکتے ہین کہ جو محبوبِ حقیقی کا دلاویز کلام پہنچاتا ہے تو پھر کیا ہم ایک اکیلی عقل کے پیرو ہوکر ان تمام نقصانون اور زیانون اور بدبختیون اور بدنصیبون

اِس سے آپکی بڑی ناموری ہوجاویگی اور جس میدان کے فتح کرنے سے حضرت مسیح قاصر ہے اور اپنی تعلیم ناقص کا آپ اقرار کرکے اِس جہان سے سدھار گئے وہ میدان گویا آپکے ہاتھ سے فتح ہوجائیگا گویا ایک

دلیل کو بہی سوچا ہوتا کہ جس ذات کو علمی اور قُدرتی طاقتون مین سب سے زیادہ اور بےمثل و مانند تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو اپنے لئے قبول کرلین اور ہزارہا بلاؤن کا اپنے نفس پر دروازہ کہولدین عاقل انسان کسی طرح اِس مُہمل بات کو باور نہین کرسکتا کہ جس نے کامل معرفت کی پیاس لگا دی ہے اُس نے پوری معرفت کا لبالب پیالہ دینے سے دریغ کیا ہے اور جس نے آپ ہی دلون کو اپنی طرف کہینچا ہے اُس نے حقیقی عرفان کے دروازے بند کر رکہے ہین اور خداشناسی کے تمام مراتب کو صرف فرضی ضرورت پر خیال دوڑانے مین محدود کر دیا ہے کیا خدا نے انسان کو ایسا ہی بدبخت اور بےنصیب پیدا کیا ہے کہ جس کامل تسلّی کو خداشناسی کی راہ مین اُسکی روح چاہتی ہے اور دل تڑپتا ہے اور جسکے حصول کا جوش اُسکی جان و جگر مین بہرا ہوا ہے اُسکے حصول سے اِس دُنیا مین اُسکو بکلّی یاس اور ناامیدی ہے۔ کیا تم ہزارہا لوگون مین سے کوئی بہی ایسی روح نہین کہ اِس بات کو سمجہے کہ جو معرفت کے دروازے صرف خدا کے کہولنے سے کہُلتے ہین وہ انسانی قوّتون سے کہُل نہین سکتے اور جو خدا کا آپ کہنا ہے کہ مین موجود ہون اُس سے انسانون کے صرف قیاسی خیالات برابر نہین ہوسکتے بلاشُبہ خدا کا اپنے وجود کی نسبت خبر دینا ایسا ہے کہ گویا خدا کو دکہلا دیتا ہے مگر صرف قیاسی انسان کا کہنا ایسا نہین ہے اور جبکہ خدا کے کلام سے کہ جو اُسکے وجود خاص پر دلالت کرتا ہے ہمارے عقلی خیالات کسی طرح برابر نہین ہوسکتے تو پہر تکمیل یقین کے لئے کیون اُسکے کلام کی حاجت نہین۔ کیا اِس صریح تفاوت کو دیکہنا تمہارے دل کو ذرا بہی بیدار نہین کرتا ہم کیا ہمارے کلام مین کوئی بہی ایسی بات نہین کہ جو تمہارے دل پر مؤثر ہو اے لوگو اِس بات کے سمجہنے مین کچہہ بہی دقّت نہین کہ عقل انسانی مغیبات کے جاننے کا آلہ نہین ہوسکتی اور کون تم مین سے اِس بات کا منکر ہوسکتا ہے کہ جو کچہہ بعد فوت کے پیش آنیوالا ہے وہ سب مغیبات مین ہی داخل ہے مثلاً تم سوچو کہ کسی کو واقعی طور پر کیا خبر ہے کہ موت کے وقت کیونکر انسان کی جان نکلتی ہے اور کہان جاتی ہے اور کون ہمراہ لیجاتا ہے اور کس مقام مین ٹہرائی جاتی ہے اور پہر کیا کیا معاملہ اُس پر گذرتا ہے اِن سب باتون مین عقل انسانی کیونکر قطعی فیصلہ کرسکے قطعی طور پر تو انسان تب فیصلہ کرسکتا کہ جب ایک دو مرتبہ پہلے مرچکا ہوتا اور وہ راہین اُسی معلوم ہوتین جن راہون سے خدا تک پہنچا تھا اور وہ

صورت سے آپ عیسائیون کی نظر مین مسیح سے بہتر ٹہر جاوینگے کہ جس کتاب کو وہ مُدّت العمر ناقص سمجہتے رہے آپ نے اُسکا کمال ظاہر کر دکہایا۔ دُنیا کے سخت محتاج ہو کر کیون اسقدر روپیہ ناحق چہوڑتے ہین اور اگر

کرتے ہین اُن طاقتون کے آثار کو بھی بمثیل و مانند ماننا چاہئے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین کلام

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

مقامات اُسے یاد ہوتے جن مین ایک عرصہ تک اُسکی سکونت رہی تہی مگر اب تو نری اٹکلین ہین گو ہزار احتمال نکالو موقعہ پر جا کر تو کسی عاقل نے نہ دیکہا اِس صورت مین ظاہر ہے کہ ایسے بے بُنیاد خیالات آپ ہی تسلی پکڑنا ایک طفل تسلّی ہے حقیقی تسلّی نہین ہے اگر تم محققانہ نگاہون سے دیکھو تو آپ ہی شہادت دو کہ انسان کی عقل اور اُسکا کانشنس اِن سب امور کو علی وجہ الیقین ہرگز دریافت نہین کر سکتا اور صحیفۂ قُدرت کا کوئی صفحہ اِن امور پر یقینی دلالت نہین کرتا - دور دراز کی باتین تو یک طرف رہین اول قدم مین ہی عقل کو حیرانی ہے کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر داخل ہوتی اور کیونکر نکلتی ہے ظاہرا تو کچھہ نکلتا نظر نہین آتا اور نہ داخل ہوتا نظر آتا ہے اور اگر کسی جاندار کو وقت نزع جان کے کسی شیشہ مین ہی بند کرو تب ہی کوئی چیز نکلتی نظر نہین آتی اور اگر بند شیشہ کے اندر کسی مادّہ مین کیڑے پڑجائین تو اُن روحون کے داخل ہونے کا بہی کوئی راہ دکہائی نہین دیتا - انڈے مین اس سے بہی زیادہ تعجّب ہے کس راہ سے روح پرواز کر کے آتی ہے اور اگر بچہ اندر ہی مرجائے تو کس راہ سے نکل جاتی ہے کیا کوئی عاقل اِس معما کو صرف اپنی ہی عقل کی زور سے کہول سکتا ہے وہم جتنے چاہو دوڑاؤ مگر مجرد عقل کے ذریعہ سے کوئی واقعی اور یقینی بات تو معلوم نہین ہوتی پہر جبکہ پہلے ہی قدم مین یہہ حال ہے تو پہر یہہ ناقص عقل اُمورِ معاد مین قطعی طور پر کیا دریافت کر لیگی ہم کیا آپ لوگون مین اِس بات کا سمجھنے والا کوئی نہین رہا ہم کیا تمہاری اِس مصیبت زدہ حالت پر تمہین آپ ہی رحم نہین آتا ہم جس حالت مین جیفۂ دُنیا کے پیچھے تمہارے پیٹ مین اتنی کہلبلی پڑ رہی ہوئی ہے کہ اُسکے حصول کے جوش مین ہزارہا کوس کا سفر خُشکی و تری مین کرتے ہو تو کیا عالمِ معاد تمہاری نظر مین کچھہ چیز نہین - افسوس کیون آپ لوگون کو سمجھہ نہین آتا کہ روح کی ہر یک بیقراری کا چارہ اور نفس امّارہ کی ہر یک مرض کا علاج صرف اپنے ہی تخیلات اور تصوّرات سے ممکن نہین - یہہ ایک قُدرتی قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی جذبہ نفسانی یا آفت روحانی مین مبتلا ہو مثلاً قُوّت غضبیّہ اشتعال مین ہو یا قُوّت شہوتیہ مشتعلہ زن ہو یا کسی مصیبت اور ماتم اور ہم اور غم مین گرفتار ہو یا کسی اور تغیّر نفسانی یا روحانی سے مقہور ہو تو وہ اُن امراض اور اعراض کو کہ جو اُسکے نفس اور روح پر غلبہ کر رہی

اکیلے اِس کام کو انجام دینا ممکن نہین تو دو چار یا دس بیس دوسرے پادری جو بیہودہ بازارون اور دیہات مین گشت کرتے پہرتے ہین شریک کر لیجئے اور خدا کے ساتھہ ذرا لڑکر دکہایئے ورنہ جو لوگ ہمارا مردانہ اشتہار

کی عظمت و شوکت متکلّم کی علمی طاقتوں کے تابع ہے جو کوئی علمی طاقتوں میں زیادہ تر ہے اُسکی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین صرف اپنی وعظ اور نصیحت سے دور نہین کرسکتا بلکہ ان جذبات کے فرو کرنیکے لئے ایک ایسی وعظ کا محتاج ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین بارعب اور بزرگ اور اپنی بات مین سچا اور اپنے علم مین کامل اور اپنے عہدون مین وفادار ہو اور یا اپنے اُن اُمور کے پورا کرنے پر قادر بھی ہو جنسے سامع کے دل مین خوف یا اُمید یا تسلّی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ بات نہائیت بدیہی اور ظاہر ہے کہ اکثر اوقات انسان کی یہہ حالت ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ ایک گناہ کو حقیقت مین ایک گناہ سمجھتا ہے یا ایک امر خلافِ استقامت اور صبر کو خلاف استقامت بھی جانتا ہے مگر کچھہ ایسا غفلت کا پردہ یا ناگہانی غم کا صدمہ اُسکے دل پر آپڑتا ہے کہ وہ پردہ تب ہی اُٹھتا ہے کہ جب دوسرا شخص جسکی عظمت اور بزرگی اور صداقت اُسکے دل مین متمکّن ہے اُسکو سمجھاتا ہے اور ترغیب یا ترہیب یا تسلّی و تشفّی دیتا ہے جیسا کہ موقعہ ہو اُسکو دیتا ہے اور اُسکا کلام اثر مین کچھہ ایسا عجیب ہوتا ہے کہ گو وہ اُنہین دلائل کو پیش کرے کہ جو سامع کو معلوم ہین مگر وہ پاشکستہ کو کمربستہ اور سُست کو چُست اور ضعیف کو قوی اور مُضطرب کو تسلّی یافتہ کر دیتا ہے اور یہہ سب اُمور ایسے ہین جن مین دانا انسان آپ اقراری ہوتا ہے کہ وہ اپنے مغلوب النفس یا بیقرار ہونیکی حالتون مین اُنکا محتاج ہے بلکہ جنکی روحین نہائیت لطیف اور طالبِ حق اور جن کے دل گناہونکی کدورت اور کثافت سے جلدتر بیزار ہو جاتے ہین وہ اپنے مغلوب النفس ہونے کی حالتون مین خود بیمار کی طرح اُس علاج کے مستدعی ہوتے ہین تا کسی مردِ خدا کی زبان سے کلمۂ ترغیب یا ترہیب یا کلماتِ تسلّی و تشفّی سُنکر اپنے اندرونی انقباض سے شفا پاوین غرض بلاشُبہ انسان کی فطرت مین یہہ خاصیت ہے کہ گو وہ کیسا ہی عالم فاضل کیون نہ ہو مگر حوادث اور جذباتِ نفسانی کے وقت جیسا دوسرون کی باتون سے متاثّر ہوتا ہے صرف اپنی باتون سے ہرگز نہین۔ مثلاً جسپر کوئی حادثہ پڑتا ہے یا کوئی ماتم وقوع مین آجاتا ہے تو وہ فی نفسہٖ اِس بات سے کچھہ بے خبر نہین ہوتا کہ دُنیا خوشی اور امن کی جگہ نہین نہ ہمیشہ رہنے کا مقام ہے لیکن صدمہ کے وقت اُس عاجز انسان پر قلق اور بیقراری غلبہ کر جاتی ہے اور دل ہاتھہ سے نکلتا جاتا ہے ایسے وقت مین اگر کوئی ایسا شخص کہ جو اُسکی نظر مین نہائیت مقدّس و کامل و بزرگوار ہے اُسے سمجھاتا ہے کہ صبر کر صابرون کے جنابِ الٰہی مین بڑے بڑے اجر ہین اور یہہ دُنیا ہمیشہ رہنے کی جگہہ نہین

پڑہ کر آپ لوگون کی یہہ زنانہ باتین سُنتے ہین اب اُن لوگون پر حضرات عیسائیون کی دیانت اور خدا ترسی جیسی کہ ہے بخوبی کُھل جائیگی۔

تقریر کی عظمت و شوکت بھی زیادہ تر ہے اور اگر اس دلیل کو بھی نظر سے ساقط کر دیا تھا تو کاش مسئلہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سو اگرچہ یہہ بات اسکو پہلے بھی معلوم ہی تھی پر اُسکے مونہہ سے سُنکر ایک عجیب طرح کا اثر ہوتا ہے کہ جو گرتے ہوئے کو تھام لیتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ ہر وقت اور محل مین اپنے ہی خود تراشیدہ خیالات اپنے دل پر اثر ڈال نہین سکتے بلکہ بسا اوقات جذبات نفسانی یا آلام روحانی سے ایسی عقل دب جاتی ہے کہ انسان مین سوچنے اور سمجھنے کی قوت ہی نہین رہتی اور اُسوقت وہ خود اپنے تئین اِس حالت مین پاتا ہے کہ اُسکے لئے کسی دوسرے کی طرف سے ترغیب یا ترہیب یا تسلّی تشفّی کی باتین صادر ہون۔ پس ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے دانا انسان اِس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ خدا نے جو اُسکی فطرت کو ایسا بنایا ہے یہی وضع فطرت اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُس حکیم مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی ہی رائے اور قیاس پر چھوڑنا نہین چاہا بلکہ جس طرح کے واعظون اور متکلّمون سے اُسکی تسلی اور تشفّی ہوسکتی ہے اور اُسکے جذبات نفسانی دب سکتے ہین اور اُسکی روحانی بیقراریان دور ہوسکتی ہین وہ سب متکلم اُسکے لئے پیدا کئے ہین اور جس کلام سے اُسکی امراض واعراض دور ہوسکتی ہے وہ کلام اُسکے لئے مہیا کیا ہے یہہ ثبوت ضرورت الہام کا کسی اور طور سے نہین بلکہ خدا کا ہی قانون قدرت اُسے ثابت کرتا ہے کیا یہہ سچ نہین کہ دنیا مین کروڑہا آدمی کہ جو تعصبات مین معصیت مین غفلت مین گرفتار رہوتے ہین ہمیشہ وہ دوسرے واعظ اور ناصح سے متاثر ہوا کرتے ہین اور ہر جگہ اپنا ہی علم اور اپنے ہی خیالات ہرگز کافی نہین ہوتے اور ساتھہ ہی یہہ بات بھی ہے کہ جسقدر متکلم کی ذاتی عظمت اور وقعت سامع کی نظر مین ثابت ہو اُسیقدر اُسکا کلام تسلّی اور تشفّی بخشتا ہے اُسی شخص کا وعدہ موجب تسکین خاطر ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین صادق الوعد اور ایفاء وعدہ پر قادر بھی ہو اِس صورت مین کون اِس بدیہی بات مین کلام کرسکتا ہے کہ امور معاد اور ماوراء المحسوسات مین اعلی مرتبہ تسلّی اور تشفّی اور تسکین خاطر کا کہ جو جذبات نفسانی اور آلام روحانی کو دور کرنے والا ہو صرف خدا کے کلام سے حاصل ہوسکتا ہے اور قانون قدرت پر نظر ڈالنے سے اِس سے عمدہ تر موجب تسلّی و تشفّی کا اور کوئی امر قرار نہین پا سکتا۔ جب کوئی آدمی خدا کے کلام پر پورا پورا ایمان لاتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی درمیان نہین ہوتا تو خدا کا کلام اُسکو بڑے بڑے گردابون مین سے بچا لیتا ہے اور سخت سخت جذبات نفسانی کا مقابلہ کرتا ہے اور بڑے

ایک اور عیسائی صاحب ۵ مئی ۱۸۸۲؁ء کے نورافشان مین یہہ سوال کرتے ہین کہ کون کونسے علامات یا شرائط ہین جن سے سچے اور جھوٹے نجات دہندہ مین تمیز کیجا سکے اسکا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے سچا نجات دہندہ

خواص الاشیاء حق کا یا در کھتے کیا اُنہیں معلوم نہیں کہ صدہا چیزین ایک ہی جنس کی ہوتی ہا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بڑے پرُوحشت حادثون مین صبر بخشتا ہے جب دانا انسان کسی مشکل یا جذبہ نفسانی کے وقت مین خدا کے کلام مین وعدا ور وعید پاتا ہے یا کوئی دوسرا اُسے سمجہاتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے تو ایکبارگی اُس سے ایسا متاثر ہوجاتا ہے کہ توبہ پر توبہ کرتا ہے۔ انسان کو خدا کی طرف سے تسلی پانے کی بڑی بڑی حاجتین پڑتی ہین بسا اوقات وہ ایسی سخت مصیبت مین گرفتار ہوجاتا ہے کہ اگر خدا کا کلام آیا نہ ہوتا اور اُسکو اپنی اِس بشارت سے مطلع نہ کرتا۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات فبشر الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون ط اولٓئک علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة واولٓئک هم المفلحون ط۔ تو وہ بے حوصلہ ہوکر شاید خدا کے وجود سے ہی انکار کرتا اور یا نا امیدی کی حالت مین خدا سے بکلی رابطہ توڑ دیتا اور یا غمون کے صدمہ سے ہلاک ہوجاتا۔ اسی طرح جذبات نفسانی ایسے ہین کہ جنکی کسر توران کے لئے خدا کے کلام کی ضرورت تہی اور قدم قدم مین انسان کو وہ اُمور پیش آتے ہین جنکا تدارک صرف خدا کا کلام کرسکتا ہے جب انسان خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے تو صدہا موانع اسکو اس توجہ سے روکتے ہین کبہی اس دُنیا کی لذت یاد ہوتی ہے کبہی ہمشربون کی صحبت دامن کہینچتی ہے کبہی اُس راہ کی تکالیف ڈراتی ہین کبہی قدیمی عادات اور ملکات راسخہ سنگ راہ ہوجاتی ہین کبہی ننگ کبہی نام کبہی ریاست کبہی حکومت اِس راہ سے روکنا چاہتی ہے اور کبہی یہہ سارے ایک لشکر کی طرح ایک جگہ فراہم ہوکر اپنی طرف کہینچتے ہین اور اپنے فوائد نقد کی خوبیان پیش کرتے ہین پس اُنکے اتفاق اور ازدحام مین ایک ایسا زور پیدا ہوجاتا ہے کہ خیالات خود تراشیدہ اُنکی مدافعت نہین کرسکتے بلکہ ایک دم بہی اُنکے مقابلہ پر نہین سکتے ایسے جنگ کے موقعہ مین خدا کے کلام کی گُرزر بندوقین درکار ہین تا مخالف کی صف کو ایک ہی فیر مین اُڑادین۔ کیا کوئی کام یکطرفہ بہی ہوسکتا ہے پس یہہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک پتہر کی طرح ہمیشہ خاموش رہے اور بندہ وفاداری مین صدق مین صبر مین خودبخود بڑہتا جائے اور صرف یہی ایک خیال کہ آسمان اور زمین کا البتہ کوئی خالق ہوگا اُسکو

وہ شخص ہے جسکی متابعت سے سچی نجات حاصل ہو یعنے خدا نے اُسکے لفظون مین یہہ برکت رکہی ہو کہ کامل پیرو اُسکا ظلمات نفسانیہ اور ناس بشریہ سے نجات پاجائے اور اُسمین وہ انوار پیدا ہوجائین جنکا پاک

ہین بلکہ ایک ہی صنف کے تحت مین داخل ہوتی ہین مگر پھر بھی حکیم مطلق نے ہر یک چیز مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہمیشہ کی قوت و یکر عشق کے میدانون مین آگے سے آگے کھینچا چلا جائے خیالی باتین واقعی باتون کی ہرگز قایم مقام نہین ہوسکتین اور نہ کبھی ہوئین مثلاً ایک مفلس قرضدار نے کسی راستباز دولتمند سے وعدہ پایا ہے کہ عین وقت پر مین تیرا کل قرضہ ادا کردونگا اور دوسرا ایک اور مفلس قرضدار ہے اُسکو کسی نے اپنی زبان سے وعدہ نہین دیا وہ اپنے ہی خیالات دوڑاتا ہے کہ شاید مجھکو بھی وقت پر روپیہ ملجائے کیا تسلی پانے مین یہہ دونون برابر ہوسکتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ سب قوانینِ قُدرت ہی ہین توانین قدرت سے کونسی حقانی صداقت باہر ہے پر افسوس اُن لوگون پر کہ جو قوانینِ قُدرت کی پابندی کا دعویٰ کرتے کرتے پھر اُنہین توڑکر دوسری طرف بھاگ گئے اور جو کچھہ کہا تھا اُسکے برعکس عمل مین لائے اے برہمو سماج والو اگر تمکو دینی اُمور مین دلسوزی سے نظر نہین اگر تمہین معاد کی کچھہ بھی پرواہ نہین تو کیا ابھی تک دُنیوی امور مین تم پر ثابت نہین ہوچکا کہ عقل نے تنِ تنہا کوئی کام تمہاری دُنیا کا کبھی سرے تک نہین پہنچایا کیا تمہین اِس صداقت کے ماننے سے ہنوز کسی عُذر کی گنجائش ہے کہ عقل کو کبھی یہہ لیاقت حاصل نہین ہوئی کہ بغیر اشتمال کسی دوسرے رفیق کے بذاتِ خود کسی کام کو بوجہ احسن واکمل انجام دیسکے سچ کہو کیا ابھی تک تمہین اِس بات کا امتحان نہین ہوا کہ جو کام صرف عقل پر پڑا وہی مُشتبہ اور مظنون اور ناتمام رہا اور جب تک واقعات کا نقشہ بذریعہ کسی واقعہ دان کے طیار ہوکر نہ آیا تب تک تمام کام عقل اور قیاس کا ادھورا اور خام رہا تم انصاف سے کہو کیا تمہین آجتک اِس بات کی خبر نہین کہ ہمیشہ سے عقلمند لوگون کا یہی شعار ہے کہ وہ اپنی قیاسی وجوہ کو کبھی تجربہ سے تقویت دے لیتے ہین اور کبھی تواریخ سے اور کبھی نقشہ جات موقعہ نما سے اور کبھی خطوط اور مراسلات سے اور کبھی اپنی ہی قُوتِ باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور لامسہ وغیرہ کی گواہی سے پس اب تم آپ ہی سوچو اور اپنے دلون مین آپ ہی خیال کرو اور اپنی نگاہون مین آپ ہی جانچ لو کہ جس حالت مین دُنیوی امور کے لئے کہ جو شہود اور

دلون مین پیدا ہوجانا ضروری ہے ہان جب تک پیروی کنندہ کی متابعت مین کسر ہو تب تک ظُلماتِ نفسانیہ دور نہین ہونگے اور نہ انوارِ باطنیہ ظاہر ہونگے لیکن یہہ اُس نبی متبوع کا قصور نہین بلکہ خود وہ مدعی اتباع کا اعراض صوری یا معنوی کی آفت مین گرفتار ہے اور اسی اعراض کی وجہ سے محروم اور محجوب ہے یہی حقیقی علامت ہے جس سے انسان گذشتہ قصون اور کہانیون کا محتاج نہین ہوتا بلکہ خود طالب حق بنکر سچے ہادی اور حقیقی پیغمبر سا

جُدا جُدا خواص مودع کئے ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ محسوس ہین دوسرے رفیقون کی حاجت پڑے تو پھر ان اُمور کے لئے کہ جو اس عالم سے وراء الوراء اور غیب الغیب اور اخفی من الاخفی ہین کسقدر زیادہ حاجت ہے اور جس حالت مین مجرد عقل دُنیا کے سہل اور آسان اُمور کے لئے بھی کافی نہین تو پھر امورِ معاد کے دریافت کرنے مین کہ جو ادق اور الطف ہین کیونکر کافی ہوسکتی ہے اور جبکہ تم معاشرت کے ناپائیدار اور ناچیز کامون مین جنکا نفع نقصان ایک گذر جانے والی چیز ہے مجرد قیاس اور عقل کو قابلِ اطمینان نہین سمجھتے تو پھر آپ لوگ اُمورِ معاد مین جنکے آثار دائمی اور جنکے خطرات لاعلاج ہین فقط اُسی عقل ناقص پر کیونکر بھروسہ کرکے بیٹھ رہے ہین کیا یہہ اس بات کا عمدہ ثبوت نہین کہ آپ لوگون نے آخرت کے فکر کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اور جیفہ دینا بڑا لذیذ اور مزہ دار معلوم ہورہا ہے ورنہ کیونکر باور کیا جائے کہ خدا نے اتنی بھی تمھین سمجھ نہین دی کہ جس حالت مین اُس کریم مطلق نے دُنیا کے ناپایدار امور مین عقلِ انسانی کو تنِ تنہا نہین چھوڑا بلکہ کئی رفیقون سے تقویت بخشی ہے تو دارِ آخرت کے نازک اور دقیق مہمات مین جو باقی اور دائم ہین اُسکی رحمتِ عظیمہ کا ازلی اور ابدی خاصہ کیون مفقود ہوگیا کہ اُس جگہ عقل غریب اور سرگردان کو رفیقِ کامل کے اشتمال سے تقویت نہ بخشی اور ایسا مصاحب اُسکو عنائیت نہ کیا کہ جو اُس مُلک کے کُلّی اور جزئی امور سے ذاتی واقفیت رکھتا اور رویت کے گواہ کی طرح خبر دیسکتا تا قیاس اور تجربہ دونون ملکر انواع اقسام کی برکتون کا چشمہ ٹھہرتے اور طالبِ حق کو اُس مرتبہ کمال معرفت تک پہنچا سکتے جسکے حصول کا جوش اُسکی فطرت مین ڈالاگیا ہے نہ معلوم آپ لوگون کو کس نے بہکا دیا کہ یہہ سمجھہ رہے ہین کہ گویا عقل اور الہام مین کسیقدر باہم تناقض ہے جسکے باعث وہ دونون ایک جگہ جمع نہین ہوسکتے خدا تمھاری آنکھین کھولے اور تمھارے دلون کے پردے اُٹھا دے کیا تم اس آسان بات کو سمجھہ نہین سکتے کہ جس حالت مین الہام کی طفیل سے عقل اپنے کمال کو پہنچتی ہے اپنی غلطیون پر متنبہ ہوتی ہے اپنی راہِ مقصود کی سمت خاص کو دریافت کرلیتی ہے

کو شناخت کرلیتا ہے اور اُس تقدس اور نور کو کہ جو کامل اور فیضرسان ہی کی نسبت اعتقاد کیاگیا ہے نہ صرف اپنی آنکھہ سے دیکھتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے موافق اُسکا مزہ بھی چکھہ لیتا ہے اور نجات کو نہ صرف خیالی طور پر ایک ایسا امر قرار دیتا ہے کہ جو قیامت مین ظاہر ہوگا بلکہ جہل اور ظلمت اور شک اور شبہ اور نفسانی جذبات کے عذاب سے نجات پاکر اور آسمانی نورون سے منور ہوکر اسی عالم مین حقیقتِ نجات کو پالیتا ہے۔ اب جبکہ

بعض لوگ اِس دھوکے مین پڑے ہوئے ہین کہ بولی انسان کی ایجاد ہے اور جبکہ انسان کی ایجاد ہوئی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آوارہ گردی اور سرگردانی سے چھوٹ جاتی ہے اور ناحق کی محنتون اور بیہودہ مشقتون اور بیفائدہ جان کنی سے رہائی پاتی ہے اور اپنے مشتبہ اور مظنون علم کو یقینی اور قطعی کرلیتی ہے اور مجرد اٹکلون سے آگے بڑھ کر واقعی وجود پر مطلع ہوجاتی ہے تسلی پکڑتی ہے آرام اور اطمینان پاتی ہے تو پھر اس صورت مین الہام اُسکا محسن و مددگار اور مربی ہوا یا اُسکا دشمن اور مخالف اور ضرر رسان ہوا یہ کس قسم کا تعصب اور کس نوع کی نابینائی ہے کہ جو ایک بزرگ مربی کو جو سرسر رہبری اور رہنمائی کا کام دے رہا ہے رہزن اور مزاحم تصور کیا جاتا ہے اور جو گڑھے سے باہر نکالتا ہے اُسکو گڑھے کی اندھ دکیلنیوالا سمجھ رہے ہین سارا جہان جانتا ہے اور تمام آنکھون والے دیکھ رہے ہین اور غور کرنیوالی طبیعتین مشاہدہ کررہی ہین کہ دنیا مین عقل کی خوبی اور عظمت کو ماننے والے لاکھون ایسے ہوگذرے ہین اور اب بھی ہین کہ جو باوجود اسکے کہ عقل کے پیغمبر پر ایمان لائے اور عاقل کہلائے اور عقل کو عمدہ چیز اور اپنا رہبر سمجھتے تھے مگر باایں ہمہ خدا کے وجود سے منکر ہی رہے اور منکر ہی مرے لیکن ایسا آدمی کوئی ایک تو دکھلاؤ کہ جو الہام پر ایمان لاکر پھر بھی خدا کے وجود سے انکاری رہا پس جس حالت مین خدا پر محکم ایمان لانیکے لئے الہام ہی شرط ہے تو ظاہر ہے کہ جس جگہ شرط مفقود ہوگی اُسجگہ مشروط بھی ساتھ ہی مفقود ہوگا سو اب بدیہی طور پر ثابت ہے کہ جو لوگ الہام سے منکر ہو بیٹھے ہین اُنھون نے دیدہ و دانستہ بے ایمانی کی راہون سے پیار کیا ہے اور دہریہ مذہب کے پھیلنے اور شائع ہوجانیکو روا رکھا ہے یہ نادان نہین سوچتے کہ جو وجو غیب الغیب نہ دیکھنے مین آسکتا ہے نہ سونگنے مین نہ ٹٹولنے مین اگر قوت سامعہ بھی اُس ذات کامل کے کلام سے محروم اور بے خبر ہو تو پھر اُس ناپیدا وجود پر کیونکر یقین آوے اور اگر مصنوعات کے ملاحظہ سے صانع کا کچھ خیال بھی دل مین آیا لیکن جب طالب حق نے مدت العمر کوشش کرکے نہ کبھی اُس صانع کو اپنی آنکھون سے دیکھا نہ کبھی اُسکے کلام پر مطلع ہوا نہ کبھی اُسکی نسبت کوئی ایسا نشان پایا کہ جو جیتے جاگتے مین ہوا

سچے نجات دہندہ کی یہی علامت ٹھہری اور یہی طالب حق کا مقصود اعظم ہے کہ جو اُسکی زندگی کا اصل مقصد اور اُسکے مذہب پکڑنے کی علتِ غائی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ علامت صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتی ہے اور اُنہین کے اتباع سے کہ جو قرآن شریف کے اتباع پر منحصر ہے باطنی نور اور محبت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے قرآن شریف جو آن حضرت کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جسکی متابعت سے

تو پھر بلاغت اور فصاحت اور دوسرے کمالاتِ متعلقہ کلام مین جیسا کہ چاہئیے انسان مراتب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جائیے تو کیا آخر اُسکو یہہ وسوسہ نہین گذریگا کہ شائد میری فکر نے ایسے صانع کے قرار دینے مین غلطی
کی ہو اور شائد دہریہ اور طبعیہ ہی سچے ہون کہ جو عالم کی بعض اجزا کو بعض کا صانع قرار دیتے ہین اور کسی دوسرے
صانع کی ضرورت نہین سمجھتے مین جانتا ہون کہ جب نرا عقل پرست اِس باب مین اپنے خیال کو آگے سے
آگے دوڑائیگا تو وسوسہ مذکورہ ضرور اُسکے دل کو پکڑ لیگا کیونکہ ممکن نہین کہ وہ خدا کے ذاتی نشان سے باوجود
سخت جستجو اور تکاپو کے ناکام رہکر پھر ایسے وساوس سے بچ جائے وجہ یہہ کہ انسان مین یہہ فطرتی اور
طبعی عادت ہے کہ جس چیز کے وجود کو قیاسی قرائن سے واجب اور ضروری سمجھے اور پھر باوجود نہایت
تلاش اور پرلہ درجہ کی جستجو کے خارج مین اُس چیز کا کچھ پتہ نہ لگے تو اپنے قیاس کی صحت مین اُسکو شک
بلکہ انکار پیدا ہو جاتا ہے اور اُس قیاس کے مخالف اور منافی سیکڑون احتمال دل مین نمودار ہو جاتے ہین
بارہا ہم تم ایک مخفی امر کی نسبت قیاس دوڑایا کرتے ہین کہ یون ہوگا یا وون ہوگا اور جب بات کھلتی ہے تو
وہ اور ہی ہوتی ہے انہین روزمرہ کے تجارب نے انسان کو یہہ سبق دیا ہے کہ مجرد قیاسون پر طمانیت
کر کے بیٹھنا کمال نادانی ہے غرض جب تک قیاسی اٹکلون کے ساتھہ خبر واقعہ نہ ملے تب تک ساری نمائش
عقل کی ایک سراب ہے اِس سے زیادہ نہین جسکا آخری نتیجہ دہریہ پن ہے سو اگر دہریہ بننے کا ارادہ ہے تو
تمہاری خوشی ورنہ وساوس کے تند سیلاب سے کہ جو تم سے بہتر ہزارہا عقلمندون کو اپنی ایک ہی موج سے تحت الثری
کی طرف لیگیا ہے صرف اُسی حالت مین تم بچ سکتے ہو کہ جب عروہ وثقی الہام حقیقی کو مضبوطی سے پکڑ لو ورنہ
یہہ تو ہرگز نہین ہوگا کہ تم مجرد خیالاتِ عقلیہ مین ترقی کرتے کرتے آخر خدا کو کسی جگہ بیٹھا ہوا دیکھ لوگے بلکہ تمہارے
خیالات کی ترقی کا اگر کچھ انجام ہوگا تو بالآخر یہی انجام ہوگا کہ تم خدا کو بے نشان پاکر اور زندون کی علامات سے خالی
دیکھہ کر اور اُسکے سراغ لگانے سے عاجز اور درماندہ رہکر اپنے دہریہ بھائیون سے ہاتھہ جا ملاؤگے اور اِس سے

اسی جہان مین آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہین کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونون طریق ظاہری اور باطنی
کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو مرتبہ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری
طریق سے اِس طرح پر کہ بیان اُسکا ایسا جامع دقایق وحقایق ہے کہ جسقدر دنیا مین ایسے شبہات پائے جاتے
ہین کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہین جن مین مبتلا ہو کر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہین اور صدہا طرح کے

اقصیٰ تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہہ بات بالکل غیر معقول اور خلافِ قیاس ہے کہ انسان اپنی ایجاد مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دہو کا مت کہانا کہ اگر نری عقل کا انجام دہریہ پن ہے تو اب تک برہمو سماج والے کیون کسیقدر خدا کے وجود کے اقراری ہین اور کیون یک لخت انکاری نہین ہوجاتے اِسکے دو باعث ہین ایک تو یہہ کہ ہنوز اُنکو اپنے خیالات مین پوری پوری ترقی حاصل نہین ہوئی اور جس وجود کو فرضی طور پر اُنہون نے قرار دے لیا ہے ابھی تک اُسی فرضی خیال پر ٹہرے ہوئے ہین اور تاحال آگے قدم بڑہا کر اس جستجو مین نہین پڑے کہ اُس فرضی وجود کا خارج مین کہین پتہ لگاوین مگر یہہ بات یاد رکہو کہ جب ہی کے وہ اپنے خیالات مین ترقی کر کے کچہہ آگے قدم بڑہاوینگے تو پہلا اثر اُس پیش قدمی کا یہی ہوگا کہ اُنکے دلون مین یہہ کھٹکا پیدا ہوجائیگا کہ جس ذات کو ہم حیّ قیوم اور ہر جگہ موجود تسلیم کر رہے ہین وہ کہان اور کدہر اور کس طرف ہے اگر وہ واقعی طور پر بوجود خارجی موجود ہے تو پہر اُسکا کیون پتہ نہین ملتا اور کیون وہ تلاش کرنیوالون پر اپنی ہستی کو ظاہر نہین کرتا اس کھٹکے کے پیدا ہونے سے یا تو وہ بالآخر الہامِ حقیقی پر ایمان لائینگے اور اپنے نفس کو وساوسِ شبہات سے چہوڑا لینگے اور اگر یہہ نہین تو پہر ذرا خیالات کی ترقی ہونے دیجئے پہر دیکہنا کہ پکے دہریہ ہین یا نہین اِنہین کے لاکہون بہائی کہ جو مجرد عقل کے پابند تہے جب اُنکے خیالات نے ترقی کی تو آخر طبعیہ او دہریہ ہو کر رہے یہہ کچہہ انوکہے عقل پرست نہین ہین کہ جو خیالات مین ترقی کر کے دہریہ نہین بنینگے بلکہ خدا کی رہائش کے شیش محل اُنہین نظر آجائینگے بلاشبہ جو کچہہ اثر خیالات کی ترقی سے پہلے عقلمندون کی ذات پر آیا وہی اثر کسی دن اُنکے لئے بہی درپیش ہے توقف صرف اتنا ہی ہے کہ ابہی اُنکو خدا

خیالاتِ باطلہ گمراہ لوگون کے دلون مین جم رہے ہین سب کا رد معقولی طور پر اُسمین موجود ہے اور جو تعلیم حقّہ کاملہ کی روشنی ظلمتِ موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اُسمین چمک رہی ہے اور تمام امراضِ نفسانی کا علاج اُسمین مندرج ہے اور تمام معارفِ حقّہ کا بیان اُسمین بہرا ہوا ہے اور کوئی دقیقہ علمِ الٰہی نہین کہ جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہوسکتا ہے اور اُس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اِس طور پر کہ اُسکی کامل متابعت دلکو ایسا صاف کر دیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیون سے بالکل پاک ہو کر حضرتِ اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے اور انوارِ قبولیت اُس پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہین اور عنایاتِ الٰہیہ اِسقدر اُسپر احاطہ کر لیتی ہین کہ جب وہ مشکلات کے وقت دُعا کرتا ہے تو کمالِ رحمت اور عطوفت سے خداوندِ کریم اُسکا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجومِ غمون کے وقت مین سوال

ترقیات کرنے سے قاصر اور عاجز رہے اور جب کلام کی بلاغت اور فصاحت مین ہر قسم کی ترقی کرنا اور مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پوری جستجو اور تلاش مین بہت سی کسر باقی ہے اور ہنوز دُنیا ہی پیاری اور میٹھی معلوم ہوتی ہے اور دن رات اُسی کا سودا ہے اور اُسی کے لئے سمندر چیرتے ہوئے دور دراز ملکون مین چلے جاتے ہین اور ابھی تک آخرت کے ملک کا اِنکو دہیان ہی نہین اور نہ اُس مالک الملک کا کچھہ خیال ہے مگر انشاء اللہ جب وہ دن آئینگے کہ وہ مجرّد عقل کے ذریعہ سے اِس بات کا فیصلہ کرنا چاہینگے کہ اگر خدا موجود ہے تو کہان ہے اور کیون اُسکا وجود تمام موجود چیزون کی طرح محسوس نہین تو پہر ایسا فیصلہ ہوگا کہ یا تو اُس ذاتِ لطیف کے کلام پر ایمان لانا پڑیگا اور یا یہہ فرضی قول بھی ہاتھہ سے چہوڑنا پڑیگا کہ مصنوعات کے لئے ایک صانع ہونا چاہئے دوسرا باعث جسکی تقویت سے مجرّد عقل پرست جلد تر دہریہ بننے سے رُک جاتے ہین الہامِ الٰہی کی برکتین اور وحی اللہ کے آفتاب کی شعاعین ہین جنہون نے خدا کی ہستی کو شہرۂ آفاق کردیا ہے اور جنکی متواتر بارشون نے اقرار ہستئ الٰہی کو لاکہون خدا ترس روحون مین مضبوطی سے جما دیا ہے اور کروڑہا دلون پر ایک بزرگ اثر ڈال رکہا ہے پس چونکہ اُسی کی مستحکم اور قدیمی شہادتون کی بلند آوازون سے ہر یک انسان کی قوتِ سامعہ بہر گئی ہے اور ہر یک عصبہ سماعت کی تمام تار و پود مین وہ دلربا آوازین ایسی سرایت کر گئی ہین کہ ایک نادان اور اُمّی آدمی کہ جو عقل کے نام سے بھی واقف نہین اور نہ یہہ جانتا ہے کہ دلائل کیا چیز ہین اگر خدا کی ہستی کے بارہ مین سوال کیا جائے کہ آیا وہ موجود ہے یا نہین تو ایسے سائل کو وہ نہائیت درجہ کا احمق جانتا ہے اور خدا کی ہستی پر ایسا پختہ اعتقاد رکہتا ہے کہ اگر تمام مجرّد عقل پرست ایک طرف

کرے تو ہزارہا مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہائیت فصیح اور لذیذ اور مُتبرّک کلام مین محبت آمیز جواب پاتا ہے اور الہامِ الٰہی بارش کی طرح اُسپر برستا ہے اور وہ اپنے دل مین محبتِ الٰہیہ کو ایسا بہرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہائت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بہرا ہوتا ہے اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذّت اُسکو عطا کیجاتی ہے کہ جو اُسکے سخت سخت نفسانی زنجیرون کو توڑ کر اور اُس دُخانستان سے باہر نکالکر محبوبِ حقیقی کی ٹہنڈی ہوا دلآرام ہوا سے اُسکو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے پس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی اُن عنایاتِ الٰہیہ کو بچشمِ خود دیکھہ لیتا ہے جنکے دیکھنے کے لئے دوسرے لوگ بعد مرنے کے اُمیدین باندہتے ہین اور یہہ سب نعمتین کسی راہبانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہین بلکہ صرف قرآنِ شریف کے کامل اتباع سے دیجاتی ہین اور ہر یک طالبِ صادق اُنکو پا سکتا ہے ہان اُنکے حصول مین خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجۂ کامل محبت بھی

کمال تک پہنچ جانا عند العقل ممنوع نہین ہے تو اس صورت مین قرآنی بلاغت کی نظیر بنانا بھی ممنوع نہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رکھے جائین اور دوسری طرف اُسکو رکھا جائے تو اُسکے یقین کا پلہ بھاری ہو اور لطف یہہ کہ معقولیون اور فلسفیون کی طرح ایک دلیل بھی اُسے یاد نہین ہوتی بلکہ اُسکی بلا کو بھی خبر نہین ہوتی کہ برہان اور دلیل اور حجت اور قیاس کسے کہتے ہین غرض انہین برکتون کے سہارے سے برہمو سماج والے بھی باوجود سخت بے راہی اختیار کرنیکے ابتک کسیقدر خدا کی ہستی کے قائل ہین اور خدا کے موجود ہونے کی بزرگ شہرت نے اُن کے خیالات کو بھی آوارہ گردی سے تھام رکھا ہے پس اگرچہ کوئی اپنے خبث باطن سے الہام الٰہی کا شکر گذار نہ ہو مگر درحقیقت اُسی کے قوی ہاتھہ اور پُرزور بازو سے یقین اور صدق کی کشتی چل رہی ہے اور وہی خدادانی کے دریا کا ناخدا ہے اور اگر دہریہ اُسکے آثار فیض سے بے بہرہ رہے ہین تو یہہ اُسکا قصور نہین بلکہ خود دہریہ اس شخص کی طرح ہین کہ جو اپنی فطرت سے اندھا اور بہرہ ہو یا اُس عضو کی طرح ہین جو فاسد اور جذام خوردہ ہو گیا ہو۔

اس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین مین ناقص ہین ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدق قدم مین بھی ناقص اور قاصر ہین اور اُنکی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہین کیا جس سے یہہ ثبوت مل سکے کہ وہ بھی اُن کروڑہا مقدس لوگون کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہین کہ جنکی برکتین ایسی دُنیا مین ظاہر ہوئین کہ اُنکے وعظ اور نصیحت اور دُعا اور توجہ اور تاثیر صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہو کر ایسا اپنے مولیٰ کی طرف جُھک گئے کہ دُنیا و ما فیہا کی کچھہ پرواہ نہ رکھہ کر اور اس جہان کی

شرط ہے تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان اُن نورون مین سے بقدر استعداد خود حصہ پا لیتا ہے کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہین۔ پس طالب حق کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہین کہ وہ کسی صاحب بصیرت اور معرفت کے ذریعہ سے خود اس دین متین مین داخل ہو کر اور اتباع کلام الٰہی اور محبت رسول مقبول اختیار کرکے ہمارے اُن بیانات کی حقیقت کو بچشم خود دیکھہ لے اور اگر وہ اس غرض کے حصول کے لئے ہماری طرف بصدق دل رجوع کرے تو ہم خدا کے فضل اور کرم پر بھروسہ کرکے اُسکو طریق اتباع بتلانے کو طیار ہین پر خدا کا فضل اور استعداد ذاتی درکار ہے۔ یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچی نجات سچی تندرستی کی مانند ہے پس جیسی سچی تندرستی وہ ہے کہ جسمین تمام آثار تندرستی کے ظاہر ہون اور کوئی عارضہ منافی اور مغایر تندرستی کا لاحق نہ ہو اسی طرح سچی نجات بھی وہی ہے کہ جسمین حصول نجات کے آثار بھی پائے جائین کیونکہ جس چیز کا

ہوگا سو واضح ہو کہ یہہ وسوسہ اول تو ہماری اُس تقریر مُتذکرہ بالا سے دور ہوتا ہے جسمین ہمنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لذّتون اور راحتون اور خوشیون اور شُہرتون اور فخرون اور مالون اور مُلکون سے بالکل قطع نظر کرکے
اُس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جسپر قدم مارنے سے اُنمین سے سیکڑون کی جانین تلف ہوئین ہزارہا
سر کاٹے گئے لاکھون مُقدّسون کے خون سے زمین تر ہوگئی پر باوجود ان سب آفتون کے اُنہون نے
ایسا صدق دکھایا کہ عاشق دلدادہ کی طرح بازنجیر ہوکر ہنستے رہے اور دُکھہ اُٹھاکر خوش ہوتے رہے اور
بلاؤن مین ٹہرکر شُکر کرتے رہے اور اُسی ایک کی محبت مین وطنون سے بیوطن ہوگئے اور عزت سے ذلت
اختیار کی اور آرام سے مصیبت کسر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کرلی اور ہر یک پیوند ورابطہ اور خویشی
سے غریبی اور تنہائی اور بیکسی پر قناعت کی اور اپنے خون کے بہانے سے اور اپنے سرون کے کٹانے
سے اور اپنی جانون کے دینے سے خدا کی ہستی پر مُہرین لگادین اور کلام الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے
وہ انوار خاصہ اُنمین پیدا ہوگئے کہ جو اُنکے غیر مین کبھی نہین پائے گئے اور ایسے لوگ نہ صرف پہلے زمانون مین
موجود تھے بلکہ یہہ برگزیدہ جماعت ہمیشہ اہل اسلام مین پیدا ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے نورانی وجود سے
اپنے مخالفین کو مُلزم ولاجواب کرتی آئی ہے لہٰذا منکرین پر ہماری یہہ حجت بھی تمام ہے کہ قرآن شریف جیسے
مراتب علمیہ مین اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتب عملیہ کے کمالات بھی اُسی کے ذریعہ سے ملتے
ہین اور آثار وانوار قبولیت حضرت احدیت اُنہین لوگون مین ظاہر ہوتے رہے ہین اور اب بھی ظاہر ہوتے

واقعی طور پر وجودِ متحقق ہو اُس وجود متحقق کے لئے آثار و علامات کا پائے جانا لازم پڑا ہوا ہے اور بغیر تحقق
وجود ان آثار و علامات کے وجود اُس چیز کا متحقق نہین ہوسکتا اور جیسا کہ ہم بارہا لکھہ چکے ہین تحقق نجات
کے لئے یہہ علامات خاصہ ہین کہ انقطاع الی اللہ اور غلبۂ حُبِ الٰہی اسقدر کمال کے درجہ تک پہنچ جائے کہ اُس
شخص کی صحبت اور توجہ اور دعا سے بھی یہہ امور دوسرے ذی استعداد لوگون مین پیدا ہوسکین اور خود
وہ اپنی ذاتی حالت مین ایسا منور الباطن ہو کہ اُسکی برکات طالب حق کی نظر مین بدیہی الظہور ہون اور اُسمین وہ
تمام خصوصیات اور خاص عطیات حضرت احدیت پائی جائین جو مقربین مین پائی جاتی ہین - اس جگہ کوئی شخص نجومیون اور جوتشیون
وغیرہ غیب گویون کی پیشگوئیون پر دہوکا نہ کہاوے اور بخوبی یاد رکھے کہ ان لوگون کو اہل اللہ کے انوار اور
برکات سے کچھہ بھی مناسبت نہین ہم پہلے ہی لکھہ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیان اور کریمانہ مواعید کہ جو حق

بتوضیح تمام لکھہ دیا ہے کہ انسان کی علمی طاقتیں خدا تعالیٰ کی علمی طاقتوں سے ہرگز برابر نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہیں جنہوں نے اُس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے پس طالب حق کے لئے یہی دلیل جسکو وہ بچشم خود معائنہ کرسکتا ہے کافی ہے یعنے یہہ کہ آسمانی برکتیں اور ربّانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے تمام فرقے کہ جو حقیقی اور پاک الہام سے روگردان ہیں کیا برہمو اور کیا آریا اور کیا عیسائی وہ اُس نور صداقت سے بے نصیب اور بے بہرہ ہیں چنانچہ ہریک منکر کی تسلّی کرنیکے لئے ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں بشرطیکہ وہ سچے دل سے اسلام قبول کرنے پر مستعد ہوکر پوری پوری ارادت اور استقامت اور صبر اور صداقت سے طلب حق کے لئے اس طرف تکلیف کش ہو اگر اب بھی کوئی انکار سے باز نہ آوے تو یہہ انکار اسکا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ دُنیا کی محبت سے سچائی کو قبول کرنا نہیں چاہتا اور تمام گفتگو اُسکی عناد اور بغض کی راہ سے ہے نہ حق جوئی کی راہ سے۔

اب اے حضرات برہمو!! ذرا آنکھہ کھولکر دیکھہ لو کہ ہماری اس تحقیق سے بانکشاف تمام ثابت ہوگیا کہ الہام نہ غیر ممکن ہے اور نہ غیر موجود بلکہ ایک بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو عند العقل واجب اور ضروری اور عند التفتیش متحقق الوجود ہے جسکا موجود ہونا ہم نے ثابت کر دکھایا ہے پس اے حضرات اب آپ لوگوں پر لازم ہے کہ اِس حاشیہ کو اور نیز حاشیہ در حاشیہ نمبر ایک اور نمبر ۲ اور نمبر ۳ کو بغور تمام پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر بمقتضائے خدا ترسی راستی کے روشن چراغ کو پاکر ناراستی کے تاریک خیالات کو چھوڑ دیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

محض ہیں اور جن میں سراسر فتح اور نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں اُن سے انسانی آلات کو کچھہ بھی نسبت نہیں خداوند تعالیٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ اُنکی نظر اور صحبت اور توجہ اور دُعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو اور ایسے لوگ صرف پیشگوئیوں سے نہیں بلکہ اپنے خزائن معرفت سے اپنی توکّل خارق عادت سے اپنی کامل محبت سے اپنی انقطاع تام سے اپنی صدق اور ثبات سے اپنے اُنس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترک محبت دُنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں اور اپنی مؤید من اللہ ہونیسے اور اپنی بےمثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں اور پیشگوئیاں اُنکا اصل منصب نہیں ہے بلکہ وہ اِس غرض سے ہے کہ تا وہ اُن برکتوں کو جو اُنپر اور اُنکے متعلقین پر وارد ہونے کو ہیں قبل از وقوع بیان کرکے توجہ خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں اور نیز وہ مخاطبات

ہو سکتیں اور جو علمی طاقتوں میں ادنیٰ اور اعلیٰ اور قوی اور ضعیف کا فرق ہوتا ہے وہ ضرور ہے کہ کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اِس متعصبانہ شرم کو دل میں جگہ نہ دیں کہ اپنا ہی سیا ہوا کیونکر اُدھیڑیں بلکہ لازم ہے کہ جو شخص اپنے تئیں منصف سمجھتا ہے اب وہ اپنا انصاف دکھاوے اور جو اپنے تئیں حق کا طالب جانتا ہے اب وہ حق کے قبول کرنے میں توقف نہ کرے ہاں نفسانی آدمی کو ایسی صداقت کا قبول کرنا جسکے ماننے سے اُسکی شیخی میں فرق آتا ہے ایک مشکل امر ہوگا مگر اے ایسی طبیعت کے آدمی!! تو بھی اُس قادرِ مطلق سے خوف کر جس سے آخرکار تیرا معاملہ ہے اور دل میں خوب سوچ لے کہ جو شخص حق کو پاکر پھر بھی طریقہ ناحق کو نہیں چھوڑتا اور مخالفت پر ضد کرتا ہے اور خدا کے پاک نبیوں کے نفوسِ قدسیہ کو اپنے نفسِ امّارہ پر قیاس کرکے دُنیا کے لالچوں سے آلودہ سمجھتا ہے حالانکہ کلامِ الٰہی کے مقابلہ پر آپ ہی جھوٹا اور ذلیل اور رسوا ہو رہا ہے ایسے شخص کی شقاوت اور بدبختی پر خود اُسکی روح گواہ ہو جاتی ہے کہ جو اُسکو ہر وقت ملزم کرتی رہتی ہے اور بلاشبہ وہ خدا کے حضور میں اپنی بے ایمانی کا پاداش پائیگا کیونکہ جو شخص نہایت سخت اور جلانے والی دھوپ میں کھڑا ہے وہ ظلِ ظلیل کا آرام نہیں پا سکتا۔ سو اگرچہ نصیحت ایسا تیر نہیں ہے کہ چھوٹتے ہی پار ہو جائے لیکن جس کام کے اختیار کرنے میں صریح دُنیا کی رسوائی نظر آتی ہے اور آخر کی بدبختی بھی ٹلنے والی چیز نہیں اُس کام کو کیوں ایسے لوگ اختیار کریں جنکا یہہ دعویٰ ہے جو ہم عقل کی راہوں پر چلنا چاہتے ہیں بالخصوص برہمو سماج کے بعض ہتین اور شائستہ لوگ جو ذی علم اور لائق آدمی ہیں اُنکی حکیمانہ طبیعت پر ہمیں قوی امید ہے کہ وہ بصدقِ دلی اُن تمام صداقتوں کو جنکی سچائی اِس حاشیہ میں ثابت ہو چکی ہے قبول کر لینگے بلکہ میں یہہ اُمید رکھتا ہوں کہ قبل اِسکے جو ایسے لوگ

اور مکالمات جو حضرتِ احدیت کی طرف سے اُنکو ہوتے ہیں اُنکی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حجت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جنکو یہہ سب برکاتِ قدسیہ بکثرت عطا ہوتی ہیں اُنکی نسبت خدا کی قدرت اور حکمتِ قدیمہ کے قانون میں یہی قرار پایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں اور حضرتِ احدیت سے غایت درجہ کا اتصال اور دُنیا و ما فیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں ایسے لوگ کبریتِ احمر کا حکم رکھتے ہیں اور اُنکی فطرت کو ربانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے اور اُنکی ذاتِ ستودہ صفات کو کہ جو جامع البرکات ہے بدبخت نجومیوں اور جوتشیوں سے نسبت دینا کمال درجہ کی کج فہمی اور غایت درجہ کی بدنصیبی ہے کیونکہ وہ دُنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کے ساتھ کچھہ مناسبت

مین ظاہر ہو یعنے جو کلام اعلیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے وہ اعلیٰ اور جو ادنیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بتمام و کمال یہ حاشیہ پڑہین تو متأثر اور ہدایت پذیر ہو جاوینگے کیونکہ دانا اور شریف آدمی کسی بحث مین اپنے تئین ملزم ہوتے دیکھ کر اپنی حالت کو رسوائی کی نوبت تک نہین پہنچاتا اور اُسوقت سے پہلے جو ذلت ظاہر ہو عزت کے ساتھ حق کو قبول کر کے اربابِ حق کی نظر مین قابلِ تعظیم ٹہر جاتا ہے لیکن جو شخص اپنی فطرت سے بے حیا اور بے شرم ہے اُسکو رسوائی اور ذلت کا ذرہ خیال نہین اور بعد رسوا ہونے کے وہ کچھ بھی اندیشہ نہین رکہتا اور حقیقت مین اکثر ایسی جنس کے لوگ دُنیا مین پائے جاتے ہین کہ جو صفتِ حیا سے بکلّی الگ ہو کر بکمال بیحیائی ایک امر بدیہی البطلان پر اصرار کرتے رہتے ہین اور ہزار سمجہاؤ اپنی ضد کو نہین چھوڑتے اور اپنی راہ کج سے باز نہین آتے اور دن کو دیکھ کر پھر اُسے رات کہے جاتے ہین اور اس بات سے کچھ خوف نہین رکھتے کہ لوگ اُنہین اندہا اور نابینا کہین گے یہی لوگ ہین جو بباعث شدتِ تعصب و قلّتِ علم و لیاقت مُردہ کی طرح پڑے ہین اور صداقت کی طرف ایک ذرہ حرکت نہین کرتے اور راستی اور استقامت کا راستہ نہین پکڑتے جو ادا دیکھو نرالی جو بات دیکھو ٹیڑہی انہین کی نسبت ہم بار بار لکھتے ہین کہ ہوش سنبھالین اور عقل کا دعویٰ کرتے کرتے بے عقل نہ بن جائین وہ انسان بڑا نالائق اور دون ہمت کہلاتا ہے جسکی زبان پاکون اور مقدسون کی تحقیر مین تو بڑی لمبی ہو لیکن کلمۂ حق بولنے کے وقت مین گونگی ہو جائے اگر یہ لوگ کسی ایسی بات کے سمجھنے سے رُک جاتے کہ جو حقیقت مین ایک باریک دقیقہ ہوتا تو مین سمجھتا کہ اُنکا کچھ قصور نہین بات باریک تہی اس لئے سمجھہ آنے سے رہ گئی مگر اس تعصب کو دیکھو کہ وہ باتین کہ جو ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی سمجھہ سکتا ہے اُنہین کے قبول کرنے سے انکو انکار ہے

نہین رکھتے بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہین اور حکمتِ الٰہیہ کے قانونِ قدیم نے اسی غرض سے اُنکو پیدا کیا ہے کہ تا دُنیا مین آکر دُنیا کو منوّر کرین۔ یہ بات بتوجہ تمام یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے خدا نے امراضِ بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہین اور عمدہ عمدہ چیزین جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلامِ اسقام کے لئے دُنیا مین موجود کی ہین اور اُن ادویہ مین ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بشرطیکہ اُسکی بیماری درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو اُن دواؤن کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اُس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اُس بیمار کو حسبِ استعداد اور قابلیت کسیقدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے یا بکلّی شفا عنایت کرتا ہے اسی طرح خداوند کریم نے نفوسِ طیبہ اُن مقربین مین بہی روزِ ازل سے

وہ اونیٰ ہو جیسا کہ خود انسان کے افراد متفاوت الاستعداد پر نظر کرنے سے یہہ فرق ظاہر اور ہویدا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہلا الہام ہی کے بحث مین کوئی مُنصف آدمی خیال کرے کہ کیا اِس بات کا سمجھنا کچھہ مُشکل ہے کہ خدا جو تمام صفاتِ کاملہ سے مُتّصف ہے گونگا نہین ہوسکتا بلکہ ضرور لازم ہے کہ جیسے دیکھتا ہے سُنتا ہے جانتا ہے ایساہی بولتا بھی ہو اور جب بولنے کی صفت پائی گئی تو اِس صفت کا فیض بھی افرادِ لائقہ نوع انسان پر ہونا چاہئے کیونکہ خدا کی کوئی صفت فیضرسانی سے خالی نہین اور وہ بجمیع صفاتہ مبدء فیوض ہے نہ ببعض صفاتہ اور تمام صفتون کے روسے انسان کے لئے رحمت ہے نہ بعض صفتون کے روسے کیا اِس بات کا سمجھنا کچھہ بعید ہے کہ انسان جو انواع اقسام کے جذباتِ نفسانی مین گرفتار رہے اور ہر یک لحظہ حرص اور ہوا کی طرف جُھکتا جاتا ہے وہ آپ ہی قانونِ شریعت کا واضع اور بنانیوالا نہین ہوسکتا بلکہ وہ پاک قانون اُسی کی طرف سے صادر ہوسکتا ہے کہ جو اپنی ذات مین ہر یک جذبۂ نفسانی اور سہو و خطا سے پاک ہے کیا اِس امر مین کچھہ شک بھی ہے کہ مجرد عقل خداشناسی کے بارہ مین مرتبۂ یقین تک ہرگز نہین پہنچا سکتی کیا انسانون کو وہ لوگ نہین طبعی طور پر اِس خواہش کا احساس پایا نہین جاتا کہ وہ خدا کے دریافت کے بارہ مین ظنونِ عقلیہ سے آگے قدم بڑہاوین کیا سچے طالبون کی روح ایسے انکشاف کے لئے نہین تڑپتی جس سے اُنکو اُس زندہ خدا کے وجود اور عالمِ مجازات پر کامل تسلّی اور تشفّی ملے اور اُسکی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یہہ خاصیت ڈال رکہی ہے کہ اُنکی توجّہ اور دُعا اور صحبت اور عقدِ ہمت بشرط قابلیت امراضِ روحانی کی دوا ہے اور اُنکے نفوس حضرتِ احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہین اور پھر وہ تمام فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکہلاتے ہین۔ غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اِسجائے اسباب مین قانونِ قُدرت حضرتِ احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کہاتا ہے وہی بہوک کے دُکہہ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادتِ الہیہ جاری ہے کہ امراضِ روحانی دور کرنیکے لئے انبیا اور اُنکے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکہا ہے اُنہین کی صحبت مین دل تسلّی پکڑتے ہین اور بشریت کی آلائشین رو بکمی ہوتی ہین اور نفسانی ظلمتین اُٹھتی ہین اور محبتِ الٰہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکہاتی ہین اور بغیر اُنکی ہرگز یہہ باتین حاصل نہین ہوتین بس یہی باتین اُنکی شناخت کی علاماتِ خاصہ ہین۔ فتدبّر لا تغفل

اور ضعیف الاستعداد قوی الاستعداد کا مقابلہ نہین کرسکتا حالانکہ سب انسان ایک ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہستی اور اُسکے وعدون کا حقیقی طور پر پتہ لگ جاوے کیا یہہ امر منصف پر پوشیدہ رہ سکتا ہے
کہ جو صدہا مذہبی جہگڑے طول طویل تقریرون سے پیدا ہوئے ہین جنکا **اصل موجب غلط تقریرون**
کا اثر ہے وہ صرف قانونِ قدرت کے اشارات سے اور اُسی مبہم صحیفہ کے ایمایات سے طے نہین ہوسکتے
بلکہ جو بات تقریرون نے بگاڑی ہے اُسکی اصلاح بہی تقریرون ہی سے ہوسکتی ہے اور جو کلام کا مارا
ہوا ہے وہ کلام ہی سے زندہ ہوسکتا ہے مگر بمقابلہ ناپاک کلام کے کلام ایسا پاک چاہئے جو بالکل
حق محض اور خدا کے خالص علم سے نکلا ہو۔ پہر جبکہ باوجود بدیہی الصداقت ہونے مسئلہ ضرورتِ الہام
کے پہر بہی بعض لوگ الہام سے انکار کئے جاتے ہین اور خدا کی مقدس کتاب کو انسان کا اختراع خیال
کرتے ہین تو کیونکر خیال کیا جائے کہ اُنکو کچہہ خدا کا خوف بہی ہے اور کیونکر امید رکہین کہ اُنکے موہنہ
سے بہی کوئی انصاف کا کلمہ نکلیگا۔ جو لوگ کسی حالت مین جہوٹ کو چہوڑنا نہین چاہتے اُنکو ہمارا کہنا
بہی عبث ہے اور اُنکا اس کتاب کو دیکہنا بہی عبث۔ افسوس کہ صدہا آدمی عاقل کہلاکر پہر جہالت مین
گرفتار ہین آنکہین رکہتے ہین پر دیکہتے نہین اور کان بہی ہین پر سُنتے نہین اور دل بہی ہے پر سمجہتے
نہین ایسے لوگ برہمو سماج والون مین کچہہ کم نہین جنہون نے اپنی عقلمندی بہی دکہلائی تو یہہ دکہلائی کہ خدا
کی صفاتِ قدیمہ کو اُسکی ذات مین سے اُوپہر کر الگ رکہہ دیا اور گونگا اور ناقص الفیض اور ناقص القدرت
نام رکہا جب اُنکے عقلمندون کا یہہ حال ہے تو کیا وہ جنکی عقل اُن مین سے ناقص ہے اُنکو دیکہہ کر
بکلّی خدا کی صفات سے مُنکر نہین ہوجائیگا کیونکہ اگر خدا بولنے پر قادر نہین تو پہر کیونکر کوئی سمجہے کہ دیکہنے اور
سُننے اور جاننے پر قادر ہے اگر اُسمین صفتِ کلام نہین پائی جاتی تو پہر اسپر کیا دلیل ہے کہ اَور صفتین
پائی جاتی ہین اور اگر صفتِ تکلّم تو اُسکو حاصل ہے پر اُس صفت سے کسی مخلوق کو کوئی فائدہ نہین پہنچا
تو کیا یہہ خیال نہین کیا جائیگا کہ وہ درختِ رحمت اپنی تمام شاخون کے ساتہہ جو صفاتِ کاملہ ہین اپنی مخلوق
پر سایہ افگن نہین بلکہ بعض ٹہنیان اُسکی خشک بہی ہین جن سے کبہی کسیکو فائدہ نہین پہنچا یہہ تو
برہمو سماج والون کا خوش اعتقاد ہے پہر ایسے لوگ باوجود ان ذلیل اور باطل اعتقادون کے قرآن شریف
کو کہ جو تمام صداقتون کا چشمہ ہے ایسا خیال کر رہے ہین کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا کلام نہین بلکہ خود غرضی
سے لکہا گیا ہے اور چونکہ بُرے خیالات اچہے خلقون سے محروم رکہتے ہین اس لئے یہہ لوگ بہی قرآن شریف

نوع مین داخل ہین ماسوا اِسکے یہہ خیال بھی صحیح نہین کہ ہریک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے بلکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر بدگمانی کرکے طرح طرح کے خبائث مین پڑ گئے اور انواع اقسام کی اہانت روا رکہی تندرست کو بیمار قرار دیا اور اپنے گہر کے ماتم سے بیخبر رہے افسوس کہ یہہ لوگ نہین سوچتے کہ جو کتاب خود غرضی سے لکہی جاتی ہے کیا اُسکی یہی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ وہ حکمت مین معرفت مین حقایق مین دقایق مین سب کتابون سے افضل و اعلیٰ ہو اور انسان اُسکے مقابلہ سے عاجز ہو۔ کیا ایسی کتاب کو انسان کا افترا کہنا چاہیئے جسکے مقابلہ پر اگر سارے انسان فکر کرتے کرتے مر ہی جاوین تب بہی اُسکے سامنے کچہہ بن نہین پڑے کیا ایسے مقدس اور معصوم اور پاک اور کامل انسان کو نفسانی اور اہل غرض کہنا چاہیئے جس نے دُنیا کی تعلیمون مین سے ایک ذرا حصہ نہ پایا اور اُمی اور محض بے علم ہوکر حکیمون کو اپنے فضایل علمیہ سے شرمندہ کیا۔ تمام فلاسفرون کا گھمنڈ توڑا اگم گشتہ لوگون کو خدا کا راستہ دکہایا۔ اگر اِس کام کو کسی انسان نے کیا ہے تو گویا وہ انسان نہین خدا ہی ہوا جس نے ایسا کام کر دکہایا جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی قوتین قاصر و درماندہ ہین۔ اگر وہ پاک نبی جو قرآن شریف لایا نعوذ باللہ نفسانی آدمی ہے تو پہر اُن لوگون کا نام کیا رکہین جو بڑے بڑے عاقل اور حکیم و فلاسفر بلکہ خدا کہلا کر اور مخلوق پرستون کی نظر مین رب العالمین بنکر پہر بہی فضایل علمیہ مین اُسکے برابر نہ ہو سکے اور اُنکی کلام نے قرآن شریف کے سامنے اتنی بہی حیثیت پیدا نہ کی جیسی سمندر کے سامنے ایک نیم قطرہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ افسوس کہ یہہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرشان روا رکہہ کر یہہ خیال نہین کرتے کہ اس سے ایک عالم کی کسرشان لازم آتی ہے۔ کوئی اپنی عقل پر ناز کرے یا بزعم خود کسی دوسرے نبی کا تابع بن بیٹہے اُسکے لئے یہی سیدہا راستہ ہے کہ اول انتہا کی کوشش کرکے قرآن شریف کے حقایق و معارف کے مقابلہ پر اپنی عقل یا اپنی الہامی کتاب مین سے ویسے ہی حقایق حکمیہ نکالکر دکہلاوے پہر جو چاہے بکا کرے۔ مگر قبل اِسکے جو اس مہم کو انجام دیسکے جو کچہہ وہ کسرشان قرآن شریف کرتا ہے یا جو الفاظ تحقیرانہ حضرت خاتم الانبیا کے حق مین بولتا ہے وہ حقیقت مین اُسی نادان ناقص العقل پر یا اُسکے کسی نبی و بزرگ پر وارد ہوتے ہین کیونکہ اگر آفتاب کی روشنی کو تاریکی قرار دیا جائے تو پہر بعد اُسکے اور کونسی چیز رہیگی جسکو ہم روشن کہہ سکتے ہین

اے سر خود کشیدہ از فرقان   پا نہادہ بہ بحث طغیان   با نگ کم کن بہ پیش نور ہدا   توبہ کن از فسوس و بازیہا

این چہ چشمی ست کور و سخت کبود   کافتابے در و چو ذرہ نمود   تا نگیری کنارہ زین رہ و خو   ہست دور از کنار کشتی تو

با خدائیت عناد و کین تا چند   خندہ و بازیت بدین تا چند   خولیشتن را مکش بہ ترک حیا   جائے گریہ مشو باستہزا

بکمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیون کا وہی خدائے قادرِ مطلق ہے جس نے

بقیہ حاشیہ ملہم تابان چو بر فلک خورشید　چون توانی بخاک خسپی خورشید　شب توان کرد صد فریب نہان　لیک در روز روشن این نتوان

نورِ فرقان نہ تافت ست چنان　کو بماند نہان ز دیدہ وران　این چراغ ہداست دُنیا را　رہبر و رہنماست دُنیا را

رحمتی از خداست دُنیا را　نعمتے از سماست دُنیا را　مخزنِ رازہائے ربّانی　از خدا آنکہ خدادانی

برتر از پایۂ بشر بکمال　دستگیرِ قیاس و استدلال　کارسازِ اتم بعلم و عمل　حُجتش اعظم و اثر اکمل

ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد　بے توقف خدائیش آمد یاد　وانکہ از کبر و کین ندید آن نور　کور ماند و ز نورِ حق مہجور

وہ چہ دارد ازان یگان اسرار　دل و جانم فدائے آن اسرار　ہمہ ز نورِ جلال حضرتِ پاک　خورِ تابان ز اوجِ حق بر خاک

وہ چہ دارد خزاینِ اسرار　دل و جانم فدائے آن انوار　ہست آئینہ بہر روئے خدا　عالمے را کشید سوئے خدا

بے زبانان ازو فصیح شدند　زشت رویان ازو صبیح شدند　میوہ از روضۂ فنا خوردند　وا ز خود و آرزوئے خود مردند

دست غیبے کشید دامنِ دل　پا برآورد جذب یار ز گل　بود آن جذبہ کلامِ خدا　کہ دلِ شان ربود از دُنیا

سینۂ شان ز غیرِ حق پرداخت　وا زمیِ عشق آن یگان بنواخت　چون شد آن نورِ پاک شاملِ شان　تافت از پردہ بدرِ کاملِ شان

دور شد ہر حجابِ ظلمانی　شد سراسر وجودِ نورانی　خاطرِ شان بجذبِ پنہانی　گرد مائل بعشقِ ربّانی

آن چنان عشق تیز مرکب راند　کہ ازان مُشتِ خاک ہیچ نماند　نے خودی ماند نے ہوا و نہ سر　او فتادہ بخاک و خون سرکش

عاشقانِ جلالِ روئے خدا　طالبانِ زلالِ جوئے خدا　پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے　کشتہ و ز ایشان نخاست آوازے

پاک گشتہ ز لوثِ ہستیٔ خویش　رستہ از بندِ خود پرستیٔ خویش　آنچنان یار در کمند انداخت　کہ ندانند با دگر پرداخت

قدمِ خود زدہ براہِ عدم　گم بیادش ز فرق تا بقدم　ذکرِ دلبر غذائے نغزِ حیات　حاصلِ روزگار و مغزِ حیات

سوختہ ہر غرض بجز دلدار　دوختہ چشمِ خود ز غیرِ نگار　دل و جان بر رخے فدا کردہ　مرحلِ او اصلِ مدعا کردہ

مردہ و خویشتن فنا کردہ　عشقِ جوشید و کارہا کردہ　از دیارِ خودی شدند جدا　سیل پُر زور بود برد از جا

لاجرم یافتند نورِ خدا　چون خودی رفت شد ظہورِ خدا　تن چو فرسود دلستان آمد　دل چو از دست رفت جان آمد

عشقِ دلبر بروئے شان بارید　ابرِ رحمت بکوئے شان بارید　ہست این قوم پاک را جاہے　کہ ندارد جہان بدو راہے

دستِ ہر دُعا چو بردارند　موردِ فیض ہائے دادار اند　کشفِ رازے گر از خدا خواہند　ملہم از حضرتِ شہنشاہ اند

کس بسر وقتِ شان ندارد راہ　کہ نہان اند در قبابِ اللہ　گر نماید خدائے نشانان　بر کالبش دوند سلطانان

این ہمہ عاشقانِ آن یکتا　نور یابند از کلامِ خدا　گرچہ ہستند از جہان پنہان　باز گہ گہہ ہمی شوند عیان

اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اسکو اسی غرض سے زبان عطا فرمائی کہ تا وہ کلام کرنے پر

بقیہ حاشیہ نمبر ١١

ہم چو خورشید و مہ برون آئید　غیر را چہرہ نیز بنمائید　بالخصوص آن زمان کہ باد خزان　باغ مہر و وفا کند ویران

دل بہ بندد جہان بدار فنا　لب کشائید بمدحت دنیا　جیفہ را کنند مدح و ثنا　واز خداوند جود استغنا

عاشق زر شوند و دولت و جاہ　سرد گردد محبت آن شاہ　شوکت و شان این کہ از دل　خوش نمائید بدیدۂ جہال

بر نہ بانہا شود مقام خدا　اندرون پُر شود ز حرص و ہوا　اندرین روزہائے چون شب تار　دست گیرد عنایت دادار

مے فرستد بخلق صاحب نور　تا شود تیرگی ز نورش دور　تا ز شور و فغان عاشق زار　خلق گردد ز خواب خود بیدار

تا شناسند مردمان رہ راست　تا بدانند منکر آن کہ خداست　این چنین کس چو رو نہد بجہان　بر جہان عظمتش کنند عیان

چون بیائید بہار باز آید　موسم لالہ زار باز آید　وقت دیدار یار باز آید　بیدلان را قرار باز آید

ماہ روئے نگار باز آید　خور بہ نصف النہار باز آید　باز خندد بناز لالہ و گل　باز خیزد ز بلبلان غلغل

دست غیبش بپرورد ز کرم　صبح صدقش کند ظہور اتم　نور الہام ہمچو باد صبا　نزدش آرد ز غیب خوشبوہا

مے شود ملہم از امور نہان　زان سرائر کہ خاصۂ یزدان　تا نمائید عیان حقیقت کار　تا زند سنگ بر سر انکار

ہم چنین آن کریم و پاک و قدیر　مے کند روشنش چو مہر منیر　دیدہا مے کند بدو بینا　گوشہا مے کند بدو شنوا

ہر کہ آمد بدو بصدق و صفا　یابد از وے شفا بحکم خدا　گفت پیغمبر ستودہ صفات　از خدائے علیم مخفیات

بر سر ہر صدی برون آید　آنکہ این کار را ہمی شاید　تا شود پاک ملت از بدعات　تا بیابند خلق زو برکات

الغرض ذات اولیاء کرام　ہست مخصوص ملت اسلام　این مگو کین گزاف و لغو خطاست　تو طلب کن ثبوت آن برماست

اے یکے ذرۂ ذلیل و خوار　چہ شود عاجز از توان دادار　ہمہ این راست ست لاف نیست　امتحان کن گر اعترافی نیست

وعدۂ کج بطالبان ندہیم　کاذبم گر ازو نشان ندہیم　من خود از بہر این نشان زادم　دیگر از ہر غمی دل آزادم

این سعادت چو بود قسمت ما　رفتہ رفتہ رسید نوبت ما　نعرہا میزنم بر آب زلال　ہمچو مادر دوان پئے اطفال

تا مگر تشنگان بادیہ ہا　گرد من آئید زین فغان و صلا　لیک شرط است عجز و صدق و صفا　آمدن با نیاز و خوف خدا

جستن از غربت و تذلل دل　واز خلوص و اطاعت کامل　گر کنون ہم کسے بتابد سر　گیرد از راہ عدل راہ دگر

نے ز ما پرسد و نہ خود داند　نے ز کین روئے خود بگرداند　آن نہ انسان کہ کرمک ددیست　راندۂ بارگاہ بیچون ست

سر و کارے بحق نمیدارد　لاجرم لغزشش برو بارد　حجت مومنان بر او ست تمام　کار ما پختہ عذر او ہمہ خام

ایہا الماہرون فی الشہوات　اکثروا ذکر ہادم اللذات　رفتنی است این مقام فنا　دل چہ بندی درین دو روزہ سرا

قادر ہو سکے اگر بولی انسان کی ایجاد ہوتی تو اس صورت میں کسی بچہ نوزاد کو تعلیم کی کچھ بھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

عمر ادل بہ بین کجا رفت است رفت و بنگر ز توچہ نا رفت است بارۂ عمر رفت در خوردی بارہ را ابسر کشی بردی

تازہ رفت و بماند پس خوردہ دشمنان شاد و یار آزردہ عمر چون تو عجب بخورد زمین سر متوزت بر آسمان از کین

بشنو از وضع عالم گذران چون کنند از زبان حال بیان کین جہان با کسے وفا نکند نکند صبر تا جدا نکند

گر بود گوش بشنوی صد آہ از دل مردہ درون تباہ کہ چہ زار و بتافتم ز خدا دل نہادم در آنچہ گشت جدا

قدر این رہ بپرس از اموات اے بسا گور ہا پر از حسرات جائے آنست کز جنین جائے از تورع بر دن نہی پائے

ہر چہ اندازدت ز یار جدا باش زان جملہ کارہا بیزار آخر اے خیرہ سرکشی تا چند کس ز دلدار بگسلد پیوند

روئے دل را بتاب از اغیار باش ہر دم بجست جوئی نگار رو بہ او کن کہ در رخ یار است ہمہ رو ہا فدائے دلدار است

تو برون آ ز خود لقا این ست تو در او محو شو بقا این ست ہر کہ غافل ز ذات بیچون ست او نہ دانا کہ سخت مجنون ست

تا بکے رو بتابی از رخ دوست دیگرے را نشان دہی کہ چو اوست در دو عالم نظیر یار کجا عاشقان را بغیر کار کجا

چو بدل آتشے ز عشق افروخت دلستان ماند و غیر او ہمہ سوخت لیکن این ست بخشش یزدان تا نہ بخشند یافتن نتوان

آن کسان را عطا شود ز خدا کز کمند خودی شوند رہا زیر حکم کلام حق بروند وز فرامین او برون نشوند

دیگرے را امید ہند این جا ور و بندش ثبوت آن بنما غیر را آن وفا و مہر کجا زہد خشک ست غایت عقلا

عاقلانیکہ بر خرد نازاند بیخبر از حقیقت راز اند ہمچو گورے سپید کردہ بروں اندرون پر ز خبث گوناگون

مر خدا را چو سنگ دادہ قرار عاجز از نطق و ساکت از گفتار آن خدائے کہ حی و قیوم ست نزد شان یک وجود موہوم ست

آن حفیظ و قدیر رب عباد نزد شان اوفتادہ ہمچو جماد خود پسندان بعقل خویش اسیر فارغ از حضرت علیم و قدیر

آنکہ خود بین و معجب افتاد ست حضرت اقدسش کجا یاد ست خوئے عشاق عجز ہست و نیاز نشنیدیم عشق و کبر انباز

گر بجوئی تو ار این رہ راست اندر آنجا بجو کہ گرد نخاست اندر آنجا بجو کہ زور نماند خودنمائی و کبر و شور نماند

نانیان را جہانیان نرسند جانیان را ز بانیان نرسند خلق و عالم ہمہ بشور و شراند عشق بازان بعالم دگر اند

تا نہ کار دلت بجان نرسد چون پیامت ز دلستان نرسد تا نہ از خود روی جدا گردی تا نہ قربان آشنا گردی

تا نیائی ز نفس خود بیرون تا نہ گردی برائے او مجنون تا نہ خاکت شود بہ آن غبار تا نگردد غبار تو خون بار

تا نہ خونت چکد برائے کسی تا نہ جانت شود فدائے کسے چون رہت بکوئی جانان راہ خود کن از راہ صدق و سوز نگاہ

نیست این عقل مرکب آن راہ ہوش کن ہوش کن مشو گمراہ اصل طاعت بود فنا ز ہوا تو کجا و طریق عشق کجا

حاجت نہ ہوتی بلکہ بالغ ہو کر آپ ہی کوئی بولی ایجاد کر لیتا لیکن بہ بداہت عقل ظاہر ہے کہ اگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو نشستہ بکبر از اصرار   کردہ ایمان فدائے استکبار   این چہ عقلِ تو اینچہ دانش و رائے   کہ کنی ہمسری بآن یکتائے

اینچہ استاد ناقصت آموخت   اینچہ قہرِ خدا و چشمت دوخت   اینچہ از فکرِ خود خطا خوردی   اول الدّن دُردی آوردی

چون شود عقلِ ناقصت چو خدائے   خاک زادی چہ سان پر و بپا   آنچہ صد سہو و صد خطا دارد   علمِ آن پاک از کجا آرد

سہو کن را شنا کنی ہیہات   اینچہ سہو و خطا کنی ہیہات   آنچہ لغزد بہر قدم صد بار   چون ترا در یار رساندت بکنار

این سراب است سوئے آن مشتاب   بینا کند ز دور چشمۂ آب   کشتیِ تو شکستہ است خراب   باز م افتادہ در تکِ گرداب

ناز کم کن برین چنین کشتی   کم خرام اے دنی بدین زشتی   نرسی تا الیقین ز راہِ قیاس   ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

گر ز فکر و نظر گداز شوی   این نہ ممکن کہ اہلِ راز شوی   گر دو صد جانِ تو ز تن برود   این نہ ممکن کہ شک و ظن برود

ہست داروئے دل کلامِ خدا   کے شوی مست جز بجامِ خدا   ہست بر غیر راہ آن بستہ   ہمہ ابوابِ آسمان بستہ

تا نشد مشعلے ز غیب پدید   از شبِ تارِ جہل کس نرہید   بایدا اینجا ز کبر ہا دوری   تو بعقل و قیاس مغروری

اینچہ غفلت کہ خوش بدین کشتی   وا ز خدا ہیچگہ نیندیشی   رو طلب کن وصالِ یار زیا   تکیہ بر زورِ خود مکن زنہار

تا نہ گردد نگون سرت بہ نیاز   پردہ از نفسِ تو نگردد باز   تا نریزد ترا ہمہ پر و بال   اندر اینجا پریدن ہست محال

ناتوانی ست قوتِ اینجا   نیچنین قوتے بیار و بیا   پردہ نیست بر رخِ دلدار   تو ز خود پردۂ خودی بردار

ہر کہ را دولتِ ازل شد یار   کارِ او شد تذلل اندر کار   آن در آمد بحضرتِ بیچون   کہ شد از تنگنائے کبر برون

حق شناسی ز خود روی ناید   خود روی خود روی بیفزاید   از خودی حالِ خود خراب مکن   شب پری کارِ آفتاب مکن

تا بشر بہ بود با ستکبار   اندرونش تہی بود از یار   چون رسد عجز کس بحدِ تمام   شورشِ عشق را رسد ہنگام

آنکہ چشمت ز کبر پوشیدہ   چہ کنم تا کشائدت دیدہ   گر ترا در دل ست صدقِ طلب   خود روی ہا مکن ز ترکِ ادب

راز راہِ خدا بجو ز خدا   تو نہ چون کن خدا بجائے خود آ   بندہ گائیم بندہ را باید   کہ کند ہر چہ خواجہ فرماید

منصبِ بندہ نیست خود رائی   خود نشستن بکار فرمائی   ہر کہ بر وفقِ حکم مشغول ست   بر سرِ اجرت است و مقبول ست

وانکہ بے حکم خود تراشد کار   مزد واجب نمیشود زنہار   ما ضعیفیم و او فتادہ بخاک   خود چہ دانیم رازِ حضرتِ پاک

ما ہمہ ہیچ او ست کامل ذات   علمِ ما چون شود چو او ہیہات   ذاتِ بیچون کہ نام او ست خدا   کے خیالِ خرد رسد آنجا

آنکہ او آمد ست از برِ یار   او رساند ز دوستان اسرار   آنچہ ما فی الضمیرِ تست نہان   کے چو تو داندش دگر انسان

پس تو ما فی الضمیرِ آن داور   مثلِ او چون بدانی اے غدا   آنکہ چشم آفرید نور دہد   آنکہ دل داد او سرور دہد

کسی بچہ کو بولی نہ سکھائی جائے تو وہ کچھہ بول نہیں سکتا اور خواہ تم اُس بچہ کو یونان کے کسی جنگل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چشمِ ظاہر بہ بین کہ چون زکرم　خالقش داد نیّرِ اعظم　وز برائے مصالحِ دوران　گاہ پیدا نمود گاہ نہان

اینچنین ست حالِ چشمِ درون　آفتابش کلامِ آن بیچون　ہوش دار اے بشر کہ عقلِ بشر　دارد اندر نظر ہزار خطر

سرکشیدن طریقِ شیطانی ست　بر خلافِ سرشتِ انسانی ست　تا نہ فضلش رہِ تو بکشاید　صد فضولی بکن چہ کار آید

در سرائے چہ جائے استنباط　شترے چون خزد بسمِ خیاط　تو کہ با خبر ازان کوئے　تو نہ دانی جمالِ آن روئے

خبرے زو بمردمان چہ دہی　ماہِ نا دیدہ را نشان چہ دہی　سخنِ یار و سینہ افسردہ　جامۂ زندہ است بر مردہ

گر بری ریگ را بزرگ و بلند　جنبشِ باد خواہدش افگند　ہست ما را یکے کہ سر فیضان　می شود زان محافظتِ تن و جان

آن خدا کہ آفرید جہان　ہست ہر آفریدہ را نگران　ہر چہ باید برائے مخلوقات　از لباس و خوراک و راہِ نجات

خود مہیا کند بمنت و جود　کہ کریم ہست و قادرست و ودود　چشمِ خود کن بکشتِ صحرا باز　خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز

ہمہ از بہر ماست تا نخوریم　در دو رنجِ گرسنگی نبریم　آنکہ از بہر چند روزہ حیات　اینقدر کردہ است تائیدات

چون نہ کردی برائے دارِ بقا　نظرے کن بعقل و شرم و حیا　سنگِ افتد بر اینچنین فرہنگ　کہ ز صدق ہست دور صد فرسنگ

گر کنی سوئے نفسِ خویش خطاب　کہ چہ سانت گذر شود بجناب　خود ندائے بیایدت ز درون　کہ ز تائیدِ حضرتِ بیچون

نائید اندر قیاس و فہمِ کسے　کہ شود کارِ پیل از مگسے　پس چہ ممکن کہ ذرّۂ امکان　خود کند کارِ حق بزور و توان

شانِ دادار پاک را بشناس　وز چنین کسرِ شانِ او بہراس　خویشتن را شریکِ او سازی　پیشِ او دم زنی با نبازی

اینچہ عقل ست ای بتہ زدہ آب　اینچہ بر فہمِ تو فتاد حجاب　گر کسے گویدت باستحقار　کہ درین شہر چون تو ہست ہزار

نیستی از کسے بعقلِ فزون　با تو ہم پایہ اند مردمِ دون　مشتعل می شوی بکین خیزی　در دل آری کہ خونِ او ریزی

آنچہ بر خود روا نمیداری　چون پسندی بحضرتِ باری　چون پسندی کہ کار سازِ امور　ابکمی ہست واز سخن معذور

چون پسندی کہ واہبِ ہر نور　بخل ورزید باشد ست قصور　چون پسندی کہ حضرتِ غیور　ہست عاجز چو مردگانِ قبور

بہرِ تعظیم ہست مذہب و دین　تف بر آن دین کہ میکند توہین　آنکہ او خلق را زبان ہا داد　خاک را طاقتِ بیان ہا داد

چون بود گنگ و بے زبان ہیہات　شہرت آید ز پاک و کامل ذات　جامعِ ہر کمال و عز و جلال　چون بود ناقص اے اسیرِ ضلال

ہمہ اوصافِ او چو گشت عیان　چون بماندی تکلمش پنہان　دیدہ آخر برائے آن باشد　کہ بدو مرد راہ دان باشد

وہ چہ این چشم ہست و این دیدہ　کہ بر و آفتاب پوشیدہ　گر بدل باشدت خیالِ خدا　اینچنین نائد از تو استغنا

از دل و جان طریقِ او جوئی　واز سرِ صدق سوئے او پوئے　ہر کرا دل بود بدلداری　خبرش پرسد از خبرداری

مین پرورش کر دیا انگلنڈ کے جزیرہ مین چھوڑ دو خواہ تم اُسکو خطِ استوا کے نیچے لیجاؤ تب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گر نباشد لقاے محبوبی   جوید از نزد یار مکتوبی   بے دلارام نایدش آرام   گہ بہ ویش نظر گہے بکلام

آنکہ داری بدل محبت او   نایدت صبر جز بصحبت او   فرقتِ او گر اتفاق افتد   در تن و جان تو فراق افتد

دلت از ہجر او کباب شود   چشمت از رفتنش پر آب شود   باز چون آن جمال و آن روئے   شد نصیب دو چشم در کوئے

دست در دامنش زنے بجنون   کہ ز نادیدنت دلم شد خون   این محبت بذرّہ امکان   واز دل افگندہ خدائے یگان

لاابالی فتادہ زان یارے   فارغی زان جمال و زان گفتار   مردگان را ہمی کشی بکنار   واز دلارام زندہ بیزار

کس شنیدی کہ قانع از یار است   عشق و صبر این دو کار دشوار   آنکہ در قعرِ دل فرو آید   دیدہ از دیدنش نیاساید

تو دلِ خود بدیگران دادہ   یکسر از یار فارغ افتادہ   این بود حال و طور عاشق زار   این بود قدر دلبرے مزار

عاشقان را بود ز صدق آثار   اے سیہ دل ترا العشق چہ کار   تا ز تو ہستی ات بدر نرود   تخم شرک از دلِ تو بر نرود

پاے سعیت بلند تر نرود   تا ترا او ز دل بسر نرود   یار پیدا شود دران ہنگام   کہ تو گردی نہان ز خود بتمام

تا نہ سوزی ز سوز و غم نرہی   تا نمیری ز موت ہم نرہی   چیست آن سرزہ جان و تن کہ نسوخت   آتش اندر دلے بزن کہ نسوخت

کلبۂ جسم خود بکن بر باد   چون نمی گردد از خدا آباد   پاے خود را جدا کن از تن خود   چون نگیرد رہے صداقت پیش

ہیچ چیزے چو ذاتِ بیچون نیست   جگرے خون شود گر ز خون نیست   گنج ہائے جہان فدائی نگار   بہ ز صد گنج خاک پاے نگار

ہرچہ از دست او رسد آن بہ   خارِ راہ او از ہزار بستان بہ   ذلت از بہرِ او ز عزت بہ   قلت از بہرِ او ز کثرت بہ

مُردن از بہرِ او حیاتِ مدام   صد لذائذ فدائے آن آلام   اے کہ در کوئے دلستان گذرے   با وفا باش ورز جان گذرے

صادقانیکہ طالبِ یارند   جان فشانان ز بہر دلدارند   گر نیابند راہِ آن دلبر   از غمش جان کنند زیر و زبر

از دلارام رنگ میدارند   واز رہِ نام ننگ میدارند   لذّتِ خود بدر دمے بینند   حسن در روئے زرد مے بینند

تو کہ چون خر بگل فرومانی   ہمت آن یلان چہ میدانی   سہل باشد حکایت از غم و درد   داند آنکس کہ رو بغمہا کرد

آفرینِ خدا بر آن جانی   کہ ز خود شد برای جانانی   منزل یار خویش کرد بدل   واز ہوا ہا رمید صد منزل

از خودی در شد و خدا را یافت   گم شد و دست رہنما را یافت   تو چہ یابی کہ غافلے زین راہ   واز جلالِ خدا نہ آگاہ

ہمہ کارت بعقلِ خام افتاد   ہمہ سعی تو ناتمام افتاد   ہمچو طوطی ہمین سخن یاد ست   کہ بشر عاقل ست و آزاد ست

اے کہ دیوانۂ پئے اموال   وہ کہ در کارِ دین چنین اہمال   روئے دل را بجانب دین کن   فکرِ آخر غم نخستین کن

حصرِ تو بر قیاس در ہمہ حال   ہست بر حمق تو یک استدلال   تا نہ فرمان رسد باعلانی   چون شود کس مطیع فرمانی

ہی وہ بولی سیکہنے مین تعلیم کا محتاج ہوگا اور بغیر سکہانے کے بے زبان رہیگا۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر   چون توانی شدن مطیع امیر   تا نگردد کسے ز حق مامور   کفر و ایمان چسان کنند ظہور

تا نیاید اشارتے ز نگار   چہ برآید ز دست عاشق زار   فرق در سرکش و مطیع خدا   جز بحکمش چسان شود پیدا

شرط تعمیل حکم چون حکم است   پس وجودش بجو کہ سخت اہم است   ورنہ این دعوئی غلط بگذار   کہ روم زیر حکم آن دادار

خود تراشیدن از خودی زنہار   آن نہ حکم خداست ای نادان   نہ بعرف است و نی بعقل روا   کہ شود ظن خویش حکم خدا

حکم او آن بود کہ او فرمود   پس چو فرمود خود نگہ کن زود   کہ ازین شد ثبوت وحی خدا   شد ضرورت مسلّم اینجا

گر دہندت بصیرت دینی   در کمالات پاک خود بینی   بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس   کہ خرد را نہ محکم است اساس

تا نباشد رفیق او دگری   نایدش از رہ یقین خبری   تا نہ بینی بدیدہا جائی   یا نہ یابی خبر ز بینائی

خود نگوید ترا خرد زنہار   کہ چنین دارد آن مکان آثار   پس چہ ممکن کہ دم زند بجا   کہ چنین اند آن دیار و بلاد

این چہ حمق است اینچہ بدراہی   کہ بجہل است لاف آگاہی   چون روی از قیاس خود بربی   کہ ندیدی بعمر خویش گہی

چون شد از عالم دگر خبرت   ما درت دیدہ بود یا پدرت   ورنہ دیدست کس چسان دانی   کم خرام اے دنی بعریانی

تو کہ داری ز انبیا انکار   این ہمہ کوری است و استکبار   یک نظر کن بفطرت انسان   کہ ندارند جوہرے یکسان

مختلف او فتاد ہر بشرے   کس بخیرے فزود و کس بشرے   پس چو یک بیش و دیگرے است کمی   ہم چنین در قبول فیض ہمی

خود نگہ کن کنون ز صدق و صفا   کہ چہ ثابت ہمی شود زینجا   شب تار است و خوف جنبش ازمہ   از سر خود ردی مدہ سر خویش

پس بدیوار چون نمیدانی   چون بدانی غیوب ربانی   در شگفتم کہ با چنین نقصان   از چہ بر عقل مے شوی نازان

این چہ عقل است و اینچہ معرفت است   اینکہ قہر خدا و خشیت نیست   این جہانت چو عید خوش افتاد   و آن وعید خدا نداری یاد

بشنو از وحی حق چہ گوید راز   از جناب وحید و بے انباز   کان خردہا کہ در دل عقلاست   ہمہ یک ذرہ ز آتش ماست

آن کلام خدا نہ بر فلک است   تا نگوئی کہ ہست دور از دست   یا نگوئی کہ کار ہست محال   بر فلک رفتنم کدام مجال

نے بزیر زمین کلام خدا   تا نگوئی کہ چون خزم آنجا   چون ز قعر زمین برون آرم   خود چنین طاقتے نمیدارم

قطع عذر تو کردہ داور پاک   نور عرش آمدست بر سر خاک   گر ترا رحم آن نگار بکشد   و دلت سوے او عیان بکشد

اللہ اللہ چہ ریخت از انوار   ہست بر شیخ و گر دہ آن گفتار   حبل گر دو زنید نش بکیسو   رو و بد صد کشائیتی ز ان رو

نور بار آورد تلاوت او   عالمے زیر بار منت او   چشم بر دور اینچہ ہست جمال   ہست یک چشمہ ز آب زلال

تا جہان رسم دلبری بنہاد   کس چو او دلبری ندارد یاد   آن شعاعی کز و شدہ ست عیان   کس ندیدہ ز مہر و مہ بجہان

اور اِس خیال کی تائید مین یہہ وہم پیش کرنا کہ ہم بچشمِ خود دیکھتے ہین کہ بولیون مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چند بر عقلِ خام ناز کنی / چہ کنم تا تو دیدہ باز کنی / نفصِ خود بنگر و کمالِ خدا / ذلتِ خویشتن جلالِ خدا

ہرزہِ عقل راہِ ربِّ مجید / کس ندیدہ است و کس نخواہد دید / اندر آنجا کہ سوختن بائید / چون رہے از قیاس بکشائید

تا نشد وحیِ حق مدد فرما / تا نیاورد بو نسیمِ صبا / عقل را زان چمن نہ بود خبر / طائرِ فکر بود سوختہ پر

آن صبا نکہتے ز یار آورد / تا خرد سبزہ و بکار آورد / بارہا آبِ خود نگارہ آورد / تا تخیلِ قیاس بار آورد

وقتِ عیش است و موسمِ شادی / تو چہ در سوگ و ماتم افتادی / تندبادی بخواہ از دادار / تا خس و خارِ تو برد یکبار

در خور و مہ شکے نگیرد راہ / تو ز دلدارِ خویش دیدہ بخواہ / گم رہی تا دمی کہ سر تابی / چون بجوئی ز صدقِ دل یابی

نیستی طالبِ حقیقت راز / بس ہمین مشکل ست اے ناساز / بر وجودش ز صنعت استدلال / این مجاز است نے چو وصل وصال

وصلش از آلہ مجازی نیست / باز کن دیدہ جائے بازی نیست / گر بر آتش دو صد جگر سوزی / نیستت از قیاس بہروزی

خبرے نیستت ز جانانہ / مے زنی ہرزہ گام کورانہ / آن یقینی کہ بخشدت دادار / چون قیاسِ خودت نہد بکنار

آن یکے از دہانِ دلداری / نکتہ ہائے شنید و اسراری / وآن دگر از خیالِ خود بنگار / پس کجا باشد این دو کس یکسان

اکہ مغرورِ راہِ مظنونے / تو نہ عاقل کہ سخت مجنونے / آن خدا را کز دستِ منت ہا / بشرے زیرِ منتِ عقلا

این خدائی عجیب در دلِ ماست / کہ چنین است زار و ماندہ و سست / تا نہ از عاقلان مدد یافت / نتوانست سوئے خلق شتافت

کی پسند و خرد کہ آن اکبر / شہرتے یافت از طفیلِ بشر / شبِ تار است و دشت و بیم و دلہ / چون بخوابی بغفلت اے نادان

خیز و بر حالِ خود نگاہ بکن / خطرِ راہ بہ بین و آہ بکن / خیز و از نفسِ خود بپرس اشارہ / کہ چہ خواہد مراتبِ عرفان

می تپد از برائے رفعِ حجاب / یا قیاسش بس است در ہر باب / افلا تبصرون گفت خدا (وفی انفسکم افلا تبصرون) / خیز و در نفس جو بعطش ہا

تو اسیری بصد ہزار خطا / ہر خطائے بتر ز اژدرہا / عجب این کوری است و بیبصری / کہ ازین کارِ خام بیخبری

سخن است است نی ز خطاست / تو نہ فہمی سخن خطا اینجاست / ستر سربستہ و ورائے ورا / کہ کشاید بدون وحیِ خدا

راز ذاتِ نہان کہ گوید باز / جز خدائے کہ ہست محرمِ راز / مشتِ خاکی فتادہ است براہ / تندبادی بجوئید از درگاہ

تو نہ فہمی ہنوز این سخنم / در دلت چون فرو شوم چہ کنم / اے دریغا کہ دل ز درد گداخت / درد ما را مخاطبے نشناخت

اے خورِ روئے یار زود برآ / کہ دل آزرد از شبِ یلدا / یک نگاہے بس است در دین ہا / کاش دیدی کسے ز خوفِ خدا

آشکار است کفر و ایمان ہم / لعنت آشکار و پنہان ہم / ترکِ خوفِ خدا و بدعملی / این دو چیز اند تخمِ تیرہ دلی

ورنہ روئے نگار نیست نہان / ہر حجابے ز تست اے بیجان / از رگِ جان قریب تر یار است / ہرزہ از تو درازیِ کار است

ہمیشہ صدہا طرح کے تغیّر و تبدّل خود بخود ہوتے رہتے ہیں جن سے بولیوں میں انسانی تصرّف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہر کہ برخواست از خودی یکبار　خود نشیند بکار او دادار　حی و قیوم و قادر ست نگار　تو مپندار مردۂ اے مردار

میل رفتن گرست جانب یار　جانب صدق را عزیز بدار　ور شکے ہست خیز و تجربہ کن　تا شکوکت برآورم از بن

گر خرد پاک از خطا بودی　ہر خردمند با خدا بودی　کس نرست از ذہول و سہو و خطا　جز خداوند عالم الاشیا

نظرے کن ز روئے استقرا　گر کسی رستہ ہست باز نما　ورنہ باز آ ز شورش و انکار　جیفۂ کذب را مخور زنہار

آخرت با خدا فتد سر و کار　خود نگہ کن بترس زان دادار　در خرابات او فتاد دلے　خود بخود چون برون شود ز گلے

رو بہ باطل نہادۂ باز آ　دل بہ بد روئے دادۂ باز آ　در مزائل فتادۂ باز آ　این کجا ایستادۂ باز آ

آخر اے لاف زن ز عقل و خرد　ہوش کن پا منہ برون از حد　دم زدن در خیالہائے محال　ہست شوریدہ مشربے و ضلال

ہر کہ رخت افگند بویرانہ　مے نماید بتر ز دیوانہ　چون چنین سر زنی ز راہ صواب　چہ ندانی کہ آخر است حساب

پائے تو لنگ منزل تو دراز　تر سمت چون رسی ازین تگ و تاز　خود چنین است فطرت انسان　کہ چو بیند کہ مشکل است گران

اول از زور و تاب و طاقت خود　مے کند سعی و جہد بیش از حد　تا مگر کار بستہ بکشاید　زیر بار سپاس کس ناید

چون بہ بیند کہ کار رفت از دست　رسن اختیار رفت از دست　رو نہد سوئے کوچہ یاران　مددے جوید از مددگاران

زور دست برادران جوید　نزد ہر کاروان ہمی پوید　چون بماند ز ہر طرف ناچار　نالد آخر بدرگہ دادار

نعرہ ہا میزند بحضرت پاک　واز تضرع جبین نہد بر خاک　در خود بندد و بگرید زار　کاے کشائندۂ رہ دشوار

گنہ من بہ بخش و پردہ پوش　تا نہ دشمن زند بشادی جوش　چون چنین فطرت بشر افتاد　زان سہ گونہ صفت کہ کردم یاد

آن حکیمش ز لطف بے پایان　حسب فطرت بداد ہم سامان　از پئے جہد خویش عقلش داد　راہ فکر و قیاس و خوض کشاد

واز پئے کار با ہمین امداد　رحم در قلب دیگر بنہاد　از شعوب و قبایل و اقوام　کرد کار نظام و ربط تمام

واز پئے حاجت فیوض خدا　کرد الہام را ز رحم عطا　تا رسد کار آدمی بکمال　تا میسر شود ہمہ آمال

تا بحد یقین رسد تعلیم　تا دو گونہ شود رہ تفہیم　زان دو گونہ مناہج تلقین　مے کشاید رہ حصول یقین

ہر طبیعت بحسب فہم و خیال　مے برآید بدان ز چاہ ضلال　غرض آن میل فطرتے ز خدا　کرد در فطرت بشر پیدا

آن ہمی خواست وحی ربانی　نظرے کن بغور تا دانی　فطرتت چون فتادہ است چنان　چون کشی سر ز فطرت اے نادان

اقتضائے طبیعت انسان　کہ نہادست ایزد منان　گہ بشر را کشد بسوئے قیاس　تا نہد کار را بعقل اساس

گاہ دیگر کشد بمنقولات　تا بیار آمد از بیان ثقات　زانکہ آرام قلب و اطمینان　جز با خبار صادقان نتوان

کا ثبوت ملتا ہے سو واضح ہو کہ یہہ وہم سراسر وہم کا ہے۔ تغیّرات کہ جو ہمیشہ بولیون کو لگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نیز چون واجب است تعلیمے کہ بقدر فہم ہر بود تفہیمے لاجرم رہ کشادہ اند ودتا تا رسد ہر طبیعتے بخدا

تا ذکی و غبی و اشرف و دون ہمہ بیابند سوئے آن بیچون دیگر آنیست نیز ہم برہان بر ضرورات وحی آن رحمان

کہ چنین شہرتِ خدائے یگان ہرگز از جہد عقلہا نتوان گر نہ گفتی خدا انا الموجود چون فتادی جہان بر ش بسجود

این ہمہ شور ہستی آن یار کہ از و عالمیست عاشق زار خود بہ بنیاد اختست آن خدائے اہنان نہ بشر کرد بر سرش احسان

اے دریغ ابلہے آدمی زادند کز خداوند خودی بیفتادند عقل چون شد چو فیض وحی نہ بود دیدہ را نہ آفتاب ہست وجود

و اگر نور خود نہ بخشیدی چشم ما خود بخود چسان دیدی بلبل از فیض گل سخن آموخت منکر از وے ہمان کہ چشم بدوخت

ہمہ عالم گواہ آن ایشن ابلہ منکر ز وحی و القائش مہر پاکان بجان خود بنشاند تا شوی جان من ہم از پاکان

این خرد جملہ خلق مید اند نازکم کن کہ چون تو بسیار اند چارہ ما بغیر یار کجا ما کجائیم و عقل زار کجا

از ہر فرقت جیشی و ناکامی باز منکر ز وحی و الہامی جان تو بر لب از نخوردن آب باز از آب زندگی رو تاب

کور ہستی و کین بر دیدہ وران وہ چہ داری شقاوت و خسران دانہ دُر دل نہ فطنتِ ماست آن بدار الشفائے وحی خداست

نشود عین زر تصور زر زر ہمانست کو فتد بہ نظر ہست بر عقل منّت الہام کار و بخت ہر تصور خام

آن گمان برد و این نمود فراز آن نہان گفت و این کشود آن راز آن فرو ریخت این بکف آورد آن طمع داد و این بجا آورد

آنکہ بشکست مرثبت دل ما ہست وحی خدائے بے ہمتا آنکہ یار ارخ نگار نمود ہست الہام آن خدائے ودود

آنکہ زاو از یقین دل یابی ہست گفتار آن دلآرامی وصل دلدار و ستی از جا نشر ہمہ حاصل نشدہ نہ الہامش

وصل آن یار اصل ہر کاست وانکہ زین اصل غافل آن غافلیست بے عطیات ما ہمہ بے زاد بے عنایات ما ہمہ برباد

اس جگہ ہم اِس بات کا لکہنا بہی مناسب سمجہتے ہین کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا پر جو ضرورت کلام الٰہی کے لئے لکہا گیا ہے پنڈت شیونراین صاحب اگنی ہوتری نے جو براہم سماج لاہور کے ایک اعلیٰ ممبر ہین اپنی دانست مین کچہہ تعرض کرکے یہہ چاہا ہے کہ کسی طرح اُس حق الامر کی تاثیر کو اپنی قوم تک پہنچنے سے روک دین چنانچہ اُنہون نے اِس بارہ مین بہت ہی ہاتہہ پانو مارے ہین اور بڑی جان کنی سے ایک ریویو بہی لکہا ہے لیکن چونکہ بقول مشہور سانچ کو آنچ نہین اور آفتاب صداقت کسی کے چہپانے سے چہپ نہین سکتا اِس لئے پنڈت صاحب نے جسقدر کوشش کی اُسکا بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین ہوا کہ دانشمندون پر صاف کہل گیا ہے کہ پنڈت صاحب حق کے قبول کرنے سے

ہوئے ہین یہہ انسان کے ارادہ اور اختیار سے ظہور مین نہین آتے اور نہ یہہ کچہہ قاعدہ مقرر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کسقدر نفرت رکھتے ہین سو اگرچہ پنڈت صاحب کی وہ تحریر اس لائق ہرگز نہین کہ اُسکے رد کرنے کی طرف توجہ کیجائے بلکہ خود ہمارے مضمون گذشتہ کو غور سے پڑہنا اُسکے رد کے لئے کافی و وافی ہے لیکن اس جہت سے کہ تا پنڈت صاحب کچہہ افسوس نہ کرین یا اُنکے بعض رفیق ہماری اس خاموشی کو اپنی خوش فہمی سے کسی طور کے عجز پر حمل نہ کر بیٹہین قرین مصلحت معلوم ہوا کہ گو پنڈت صاحب کی تحریر کیسی ہی لا حقیقت ہے تب بہی منصفین پر اُسکی اصلیت ظاہر کیجائے۔ سو واضح ہو کہ پنڈت صاحب نے ہمارے ثبوت کے مقابلہ پر اپنے ریویو مین اس بات پر زور دیا ہے کہ جس طریق سے کُتبِ آسمانی کا الہامی ہونا مانا جاتا ہے وہ طریق عقلاً ممتنع اور محال ہے اور قوانینِ تجربہ کے برخلاف ہونیکی وجہ سے ہرگز وہ طریق درست نہین یعنے پنڈت صاحب کی نظر شریف مین وہ الہام ہرگز ممکن الوجود نہین جسکو کلامِ الٰہی کہا جاتا ہے اور جو محض خداوندِ حکیم و عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اُسکی ذات پاک کی طرح ہریک شک و شبہ اور غلطی و سہو اور نسیان سے بکلّی پاک ہوتا ہے اور جو صفات کاملہ خدا کے کلام مین چاہیئے اُن تمام صفتون سے موصوف ہوتا ہے یعنے جیسے خدا عالم الغیب ہے وہ کلام بہی علمِ غیب پر مشتمل ہوتا ہے اور جیسے خدا حکیم و علیم ہے وہ کلام بہی حکمت اور علم پر اشتمال رکہتا ہے اور جیسے خدا غلطی اور جہوٹ اور سہو اور نسیان سے پاک ہے وہ کلام بہی اُن تمام اُمور سے پاک ہوتا ہے اور انسانی خیالات کو اُسمین کچہہ بہی دخل نہین ہوتا اور نہ انسان کے اختیار مین ہے کہ کسی نوع کا تقدس اور پاکیزگی حاصل کر کے یا کوئی اور حیلہ اور تدبیر بجا لاکر خواہ نخواہ وہ الہام اپنے نفس پر آپ ہی کہول دیا کرے اور انوارِ غیبیہ اور امورِ پنہانی اور اسرارِ آسمانی پر جب چاہے آپ ہی مطلع ہوجائے کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا تو انسان بہی خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا علم رکہتا اور کوئی چیز اُسپر پوشیدہ نہ رہ سکتی اور جن معلومات سے اُسکا اقبال چمکتا اور اُسکی آفات دور ہوتی وہ سب معلومات اپنے تقدس اور پاکیزگی کی جہت سے آپ ہی حاصل کر لیتا اور کبہی اُسکو کسی جہت سے تکلیف اور رنج نہ پہنچتا مگر تعجب کہ پنڈت صاحب نے باوجود اِسقدر انکار اور اصرار کے جو اُنکو کلامِ الٰہی کے بارہ مین ہے پہر بہی اُنہون نے ہمارے اُن دلائل اور براہین کو کہ جو ضرورت کلامِ الٰہی پر بطور یقینی و قطعی ناطق ہین توڑ کر نہین دکہلایا بلکہ اُنکی طرف توجہ بہی نہین کی ظاہر ہے کہ جس حالت مین ہم نے ضرورت کلامِ الٰہی اور اُسکے تحققِ وجود پر کامل دلائل لکہہ دی

ہو سکتا ہے کہ خود انسان کی طبعیت کسی خاص خاص وقتون مین بولیون مین تغیّر تبدّل کرتی رہتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تہی بلکہ بطور نمونہ بعض الہامات پیش ہی کردیئے تھے تو اِس صورت مین اگر پنڈت صاحب حق جو و حق گو ہو کر بحث کرتے تو اُنکے لئے بجز اِسکے اور کوئی طریق نہ تہا کہ وہ ہمارے دلائل کو توڑ کر دکہلاتے اور جو کچھہ ہم نے ثبوت ضرورتِ الہام اور ثبوت وجودِ الہام اپنی کتاب مین دیا ہے اُس ثبوت کو اپنے دلائل بالمقابل سے معدوم اور مرتفع کرتے لیکن پنڈت صاحب کو خوب معلوم ہے کہ اِس عاجز نے دو مرتبہ علی التواتر دو خط رجسٹری کراکر اِس غرض سے اُنکی خدمت مین بھیجے کہ اگر اُنکو اِس عادتِ الٰہی مین کچھہ تردد پیش ہے کہ وہ ضرور بعض بندون سے مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے اور اُنکو ایسی چیزون اور ایسے علمون سے اپنے خاص کلام کے ذریعہ سے مطلع فرماتا ہے کہ جنکی شانِ عظیم تک وہ خیالات نہین پہنچ سکتے کہ جنکا منشاء اور منبع صرف انسان کے تخیلات محدودہ ہین تو چندروز صدق اور صبر سے اِس عاجز کے پاس ٹہر کر اِس صداقت کو جو اُنکی نظر مین ممتنع اور محال اور خلافِ قوانین نیچر ہے بچشم خود دیکہہ لین اور پہر صادقون کی طرح وہ راہ اختیار کرین جسکا اختیار کرنا صادق آدمی کے صدق کی شرط اور اُسکی صافباطنی کی علامت ہے مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے باوجودسیناس دہارنے کے اِس امر کو جو حقیقی سیناس کے پہلی نشانی ہے سچے طالبون کی طرح قبول نہین کیا بلکہ اُسکے جواب مین قرآن شریف کی نسبت بعض کلمات اپنے خط مین ایسے لکہے کہ جو ایک سچے خداترس کی قلم سے ہرگز نہین نکل سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب کو صداقتِ حقانی سے صرف انکار ہی نہین بلکہ عداوت بہی ہے ورنہ جس حالت مین تحقق وجود کلمات اللہ پر عقلی اور شہودی طور پر ایک بہا ثبوت دیا گیا ہے اور ہر طرح کے وساوس کی بیخ کنی کردی گئی ہے اور ہر یک قسم کی تشفّی اور تسلّی کے لئے یہہ عاجز ہر وقت مستعد کہڑا ہے تو پہر بجز بغض اور عداوتِ ذاتی کے اور کونسی وجہ ہے جو پنڈت صاحب کو حق کے قبول کرنے سے روک رہی ہے۔

اب یہہ بہی دیکہنا چاہئے کہ بمقابلہ ہماری تحقیقات کے پنڈت صاحب کے عُذرات کیا کیا ہین۔ پہلے سب سے آپ یہہ فرماتے ہین کہ برہمو لوگ الہام کے قائل تو ہین مگر جہانتک وہ اپنے اصل معنون اور طبعی طریقہ سے متعلق ہے پہر طبعی طریقہ کی یہہ تشریح کرتے ہین کہ وہ کوئی کلام مقرّرہ اور معیّن نہین کہ جو بطور خارق عادت کسی کے دل پر نازل ہوتا ہو اور ایسے امور پر مشتمل ہوتا ہو کہ جو انسانی طاقتون سے برتر ہون بلکہ وہ معمولی خیالات ہین کہ جو حسب مراتب ہر انسان کے دل مین خدا کی طرف سے گذرا کرتے ہین

ہے بلکہ عمیق نظر سے معلوم ہوگا کہ یہہ تغیرات بھی اُس علت العلل کے ارادہ اور اختیار سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیونکہ خدا کی روح کامل و حاضر و ناظر و علت العلل ہونیکی وجہ سے ہر یک ذرہ اور ہر یک روح انسانی مین کام کرتی رہتی ہے پس جو شخص جسقدر روحانی نعمتوں اور خدا کی قربت کا بہوکا اور پیاسا ہوتاہے جسقدر اندرونی زندگی کو مقدس رکھتاہے جسقدر اپنے تئین خدا کے حوالے کرتا ہے اور جسقدر ادراک اور ایمان صاف رکھتا ہے اُسیقدر وہ اُس طبعی فیض سے فیضیاب ہوتا ہے اِس فیض کی ابتدا اُسی دن سے ہے جس دن سے انسان کی پیدائش ہے یہہ الہام باطنی ہے کہ جو روح انسانی مین ہوتا ہے اِس لئے روح انسانی خدا کی زندہ الہامی کتاب ہے پہر بعد اِسکے فرماتے ہین کہ چونکہ انسانیت مین نفسانیت بہی شامل ہے اِسلئے وہ خیالات جو انسانون کے دلون مین گذرتے ہین جنکا نام برہمو لوگون کے نزدیک الہام یا القا ہے وہ اعتمادِ کلی کے لایق نہین ہین بلکہ برہمو لوگ اُن خیالات کی تصدیق کے لئے کہ جو صدق اور کذب دونون کا احتمال رکہتے ہین اخلاقی قوتون کو کسوٹی قرار دیتے ہین اور جس قوت کے ذریعہ سے یہہ فیصلہ کرتے ہین اُسکو عقل کہتے ہین۔ یہہ خلاصۂ تقریر پنڈت صاحب ہے اب ظاہر ہے کہ پنڈت صاحب کی اِن تمام تقریرون سے مطلب یہہ نکلتا ہے کہ جن چیزون کا نام پنڈت صاحب اور اُنکے بہائی الہام رکہتے ہین وہ فقط عام خیالات ہین کہ جو عام انسانون کے دلون مین عام طور پر گذرا کرتے ہین اور جو باقرار پنڈت صاحب احتمال غلطی اور خطا سے خالی نہین ہین لیکن خدا کی کتابون میں جس الہام کو خدا کا کلام اور وحی اللہ اور نفخ طیبات حضرتِ احدیت بولا جاتا ہے وہ نور ہی الگ ہے جو انسانی خیالات اور بشری طاقتون سے برتر و اعلیٰ ہے پنڈت صاحب اُس نور آسمانی کی نسبت جو ایک غیبی آواز ہے جس مین انسان کے خیال اور اُسکی طبیعت کا ایک ذرا دخل نہین ہے یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ بوجہ اِسکے کہ تجربہ کے برخلاف ہے اور ایک امر خارق عادت ہے اِسلئے ممتنع اور محال ہے اور ہرگز جایز نہین کہ خدا اپنا کلام کسی بشر پر نازل کرے بلکہ الہام اُنہین خیالات کا نام ہے کہ جو عام طور پر لوگون کے دلون مین معمولی اور پیدائشی طریق پر اُٹہا کرتے ہین اور کبہی سچے اور کبہی جہوٹے اور کبہی صحیح اور کبہی غلط اور کبہی پاک اور کبہی ناپاک ہوتے ہین اور اُن مین کوئی ایسی خصوصیت نہین ہوتی کہ جو انسانی طاقتون سے بلندتر ہو بلکہ وہ تمام انسانی طاقتون کی حد مین پیدا ہوتے ہین اور انسانی طبیعت اُنکا سرچشمہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پنڈت صاحب نے اِن چند سطرون کے لکہنے مین اپنا وقت ناحق ضایع کیا اگر پنڈت صاحب اپنی اِس تحریر سے پہلے کتاب ہذا کے حصہ سوم کے صفحہ

وقوع مین آتے رہتے ہین جیسے تمام تغیرات سماوی وارضی اُسکے خاص ارادہ سے ظہور پذیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ۴۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ کو ذرا غور سے پڑہ لیتے تو انپر صاف کہل جاتا کہ اس قسم کے خیالات خدا کا کلام نہین کہلاتے یہہ خیالات خلق اللہ ہین جو انسان کی طبیعت کا لازمہ ذاتی ہے اور خدا کا کلام جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ امر اللہ ہے جو ایک وہبی اور لدنّی امر ہے خدا کی کلام کے لئے یہہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات مین سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہریک نقصان اور نالائق امر سے منزّہ ہے ایسا ہی اُسکا کلام بھی ہریک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالت سے منزّہ اور پاک چاہئے کیونکہ جو کلام پاک اور کامل چشمہ سے نکلا ہے اسپر ہرگز یہہ بات جائز نہین کہ کسی نوع کی اُسمین ناپاکی یا نقصان پایا جاوے اور ضرور ہے کہ وہ کلام اُن تمام کمالات سے متصف ہو کہ جو خدائے قادر و کامل و قدوس و عالم الغیب کے کلام مین ہونی چاہئے لیکن پنڈت صاحب آپ اقراری ہین کہ جس چیز کا نام اُنہون نے الہام رکہا ہوا ہے وہ ہرگز شک اور شبہ اور سہو اور غلطی اور نقصان اور نالیاقتی سے خالی نہین بلکہ اُنکی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ انکا الہام ہمیشہ لوگون کو کفر اور بے ایمانی مین ڈالتا رہا ہے۔ چنانچہ اُس نے ابتدائی زمانہ کے لوگون کو کبھی یہہ بتلایا کہ گویا انکا خدا درخت ہین اور کبھی پہاڑون کو خدا بنا دیا کبھی طوفان کو کبھی پانی کو کبھی آگ کو کبھی ستارون کو کبھی چاند کو کبھی سورج کو غرض اُسی طرح طرح طرح کے خداؤن کی طرف اُنکو رجوع دیتا رہا اور عقل بھی اُس الہام کی تصدیق کرتی گئی آخر مدّتون کے بعد اب کچہ تہوڑے ہی عرصہ سے الہام اور عقل کو اصلی خدا کا پتہ لگا لیکن ہم کہتے ہین کہ جس حالت مین پہلے اِس نے ہزارہا مرتبہ پنڈت صاحب کے باپ دادون کے خیالی الہام نے اور نیز اُنکی عقل نے طرح طرح کے دہوکے کہائے ہین اور خداشناسی مین ہمیشہ کچہ کا کچہ سمجھتے رہے تو اب کیونکر پنڈت صاحب تسلی کر سکتے ہین کہ اُنکا خیالی الہام اور خیالی اٹکلین خطا اور غلطی سے محفوظ ہین کیا ممکن نہین کہ اسمین بھی کچہ دہوکا ہی ہو جس حالت مین پنڈت صاحب کا خیالی الہام ہمیشہ خطا اور غلطی مین ابتدا زمانہ سے ڈوبتا ہی رہا ہے تو پہر اُسکا اعتبار کیا رہا غرض پنڈت صاحب کے الہام کی حقیقت اچہی طرح کہل گئی اور اُنہین کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ اُنہون نے صرف بے بنیاد خیالات کا نام الہام رکہا ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ جس چیز پر اکثر اوقات جھوٹ غالب ہے وہ حق شناسی کا آلہ کیونکر ہو سکے انسان کے اپنے ہی خیالات جنکا نام بقول پنڈت صاحب

ہین یہہ امر کبہی ثابت نہین ہو سکتا کہ کبہی انسانون نے مُتفّق ہو کر یا الگ الگ اُن تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الہام ہے کیونکر انسان کو غلطی سے بچا سکتے ہین اور کیونکر اُسکو وہ تاریک خیال ہر یک تاریکی سے
باہر نکالکر یقین کامل کی روشنی تک پہنچا سکتے ہین - بقول پنڈت صاحب انہین پراگندہ خیالات نے جو
اُنکے زعم مین باوصف اس پراگندگی کے الہام کے نام سے موسوم ہین ابتدائے زمانہ مین جو ایک
پاک زمانہ تہا ایسے لوگون سے پتّہرون کی پوجا کرائی اور چاند اور سورج کو اُنکی نظر مین خدا ٹہرایا کہ جو باقرار
پنڈت صاحب الہامی فیض کے پہلے فیضیاب اور الہام پابون کے صدرنشین تہے اور سب سے زیادہ
خدا کی معرفت کے بہوکے اور پیاسے تہے اور دلی اخلاص سے اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرنا چاہتے تہے
اور اپنی اندرونی زندگی کو بہت مقدس رکہتے تہے کیونکہ ابہی دُنیا مین گناہ نہین پہیلا تہا اور ست جگ کا
زمانہ تہا اور اپنے تئین خدا کے حوالے کرنا چاہتے تہے اسی غرض سے تو خودبخود اُنکے دل مین یہہ
بات گدگدائی تہی کہ آؤ اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرین بے خدا ہی نہ رہین ایمان اور ارادہ صاف رکہتے
تہے تب ہی تو اُنکو ایک باریک بات سوجہی اور خودبخود بیٹہے بٹہائے خدا کی تلاش مین پڑ گئے - پس جس
حالت مین بقول پنڈت صاحب ایسے پاک لوگ جو پرمیشر کی پرحکمت پیدایش کا پہلا نمونہ تہا اور حال کے
زمانہ کے انواع اقسام کے تعصبات اور آلودگیون سے پاک اور دلی جوش سے صانع عالم کی تلاش مین
مصروف تہے اور اپنی تازہ پیدائش اور پیدا کنندہ کے تازہ فعل سے ذاتی واقفیت رکہتے تہے اُنکے الہام
اور عقل کا یہہ حال ہو کہ پتہرون اور پہاڑون کی پوجا شروع کر دین اور چاند اور سورج اور آگ اور ہوا کو اپنا
پیدا کنندہ سمجہہ بیٹہین تو پہر پنڈت صاحب کا ایسا الہام اور ایسی عقل جس نے پہلی دفعہ ہی ایسی رہزنی
کی دوسرے لوگون کی طبعیت کو کہ جو غفلت کے زمانون مین اور صدہا ظلمتون کے وقت مین پیدا
ہوئے ہین کیونکر راہ راست پر لاویگا کیونکہ یہہ لوگ تو اپنے سلسلۂ نوعی کی تازہ پیدائش سے بہی واقف
نہین ہین اور بباعث غلبہ حُبّ دُنیا اور طرح طرحکے فسادون کی زندگی بہی مقدس نہین رکہتے اور خدا کی قربت
کے بہوکے اور پیاسے بہی نہین بلکہ انسانی گورنمنٹ کی قربت کے بہوکے اور پیاسے ہین پس جبکہ پنڈت
صاحب کے خیالی الہام کا پاک زمانون مین وہ اثر ہوا کہ مخلوق چیزون کو خدا سمجہہ بیٹہے تو اس تاریک زمانہ
مین ایسے الہام کی یہہ تاثیر ہونی چاہئے کہ لوگ خدا سے ہی انکار کرین - غرض پنڈت صاحب جو ایسے
خیالات کا نام الہام رکہتے ہین جن سے باقرار اُنکے ابتدا سے غلطی ہوتی چلی آئی ہے یہہ پنڈت صاحب

بولیون کو ایجاد کیا تھا جو دنیا مین بولی جاتی ہین اور اگر کوئی یہہ وہم پیش کرے کہ جس طرح طبعی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا خیال یا یون کہو کہ اُنکا خیالی الہام سراسر غلط اور جھوٹ ہے اگرچہ انسانی خیالات کا علۃ العلل ہی خدا ہے اور خدا ہی دلون مین ڈالتا ہے اور عقلون کو راہ دکھاتا ہے لیکن وہ الہام کو جو حقیقت مین خدا کا پاک کلام اور اُسکا آواز اور اُسکی وحی ہے وہ انسان کے فطرتی خیالات سے برتر و اعلیٰ ہے وہ حضرت خداتعالیٰ کی طرف سے اور اُسکے ارادہ سے کاملون کے دلون پر نازل ہوتا اور خدا کا کلام ہونے کی وجہ سے خدا کی برکتون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے خدا کی قدرتون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے خدا کی پاک سچائیون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے لاریب فیہ ہونا اُسمین ایک ذاتی خاصیت ہے اور جس طرح خوشبو عطر کے وجود پر دلالت کرتی ہے اِسی طرح وہ خدا کی ذات اور صفات کے وجود پر قطعی اور یقینی دلالت کرتا ہے لیکن انسان کے اپنے ہی خیالات یہہ مرتبہ حاصل نہین کر سکتے کیونکہ جس طرح انسان پر ضعف مخلوقیت ہے اِسی طرح انسانی خیالات پر وہ ضعف غالب ہے جو کچھہ قادرِ مطلق کے چشمہ سے نکلتا ہے وہ اَور چیز ہے اور جو کچھہ انسانی طبیعت سے پیدا ہوتا ہے وہ اَور ہے مناسب ہے کہ پنڈت صاحب حصہ سوم کے صفحہ ۲۱۴ سے ۲۱۵ تک پھر دیکھین تا اُنہین کلامِ الٰہی اور خیالاتِ انسانی مین فرق معلوم ہو۔ اور جو پنڈت صاحب بار بار عقل پر ناز کرتے ہین یہہ ناز اُنکا ہی سراسر بیجا ہے ہم نے اُسی حصہ سوم مین بہ تفصیل لکھہ دیا ہے کہ مصنوعات صانع کے وجود کو بہ حیثیت موجودیت ہرگز ثابت نہین کرتین بلکہ اُس کے وجود کی ضرورت کو ثابت کرتے ہین اور وہ بھی بطور ظنّی لیکن خدا کا کلام اُسکی موجودیت کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتا ہے نہ یہہ کہ صرف اُسکی ضرورت کو ثابت کرے اسی طرح مصنوعات کے ملاحظہ سے خدا کا ازلی اور قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ مصنوعات خود ازلی اور قدیم نہین پھر دوسرے کا ازلی ہونا کیونکر ثابت کر سکین۔ حادث جو اپنی ذات مین نو پیدا اور مستحدث ہے خداتعالیٰ کے وجود کی ضرورت کو صرف اُسی حد تک ثابت کریگا جس حد تک حادث کی انتہا ہے یعنے جو اُسکے ظہور اور حدوث کی حد ہے اور پھر بعد اُسکے بذریعہ حادث ثابت نہین ہوتا کہ وجود کائنات سے پہلے خداتعالیٰ ازلی طور پر ہمیشہ موجود تہا یا نہین۔ پس جو علم وجودِ باری بذریعہ وجود حادثات حاصل کیا جاتا ہے نہایت ہی تنگ اور منقبض اور ناقص علم ہے جو انسان کو شکوک اور شبہات کے ورطہ سے ہرگز نہین نکالتا اور جہل کی تاریکی اور ظلمت سے باہر نہین لاتا بلکہ طرح طرح کے تردّدات مین ڈالتا ہے اسی وجہ سے جن لوگون کی معرفت کا مدار صرف عقلی علم پر تہا اُنکا خاتمہ اچھا نہین ہوا اور اپنے عقائد

طور پر خدا تعالیٰ بولیوں میں ہمیشہ تغیر تبدل کرتا رہتا ہے کیوں جائز نہیں کہ ابتدا میں بھی یہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ میں بہت سی تاریکی اور ظلمات کو ساتھ لیگئے انسان اگر تعصب اور ضد سے بکلی الگ ہوکر اور اپنے تئیں ایک سچا طالبِ حق بناکر اور فی الحقیقت معرفت الٰہی کا بھوکا اور پیاسا بنکر اپنے دل میں آپ ہی سوچے کہ مجھ کو خدا کی ہستی اور اُسکی قادریت اور تمام صفات کاملہ پر یقین حاصل کرنیکے لئے اور عالمِ معاد اور معاملہ جزا سزا کو بطور علم قطعی و ضروری جاننے کے لئے کیا کیا ذخیرۂ معرفت درکار ہے کیا میں اپنی خوشحالی دائمی کو صرف اِسی مرتبۂ علم سے حاصل کر سکتا ہوں کہ جو ظنی طور پر بذریعہ عقل حاصل ہوتا ہے یا خداوند کریم و رحیم نے میرے لئے کوئی اَور بھی راہ رکہا ہے۔ کیا اُس نے میری تکمیل معرفت کے لئے کوئی اور راہ نہیں رکہا اور مجھ کو صرف میرے ہی خیالات پر چھوڑ دیا ہے کیا اُس نے اِسقدر مہربانی کرنے سے دریغ کیا ہے کہ جس جگہ میں اپنے کمزور پاؤں سے پہنچ نہیں سکتا اُس جگہ وہ اب اپنی ربّانی قوت سے مجھ کو پہنچا دیوے اور جن باریک چیزوں کو میں اپنی ضعیف آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا وہ مجھ کو اپنی عمیق نگاہ کی مدد سے آپ دکہا دیوے کیا یہہ ممکن ہے کہ وہ میرے دلکو ایک دریا کی پیاس لگا کر پھر مجھ کو ایک ناچیز قطرہ پر جو قلتِ معرفت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے روک رکہے۔ کیا اُسکے جود اور بخشش اور رحمت اور قدرت کا یہی تقاضا ہے کیا اُسکی قادریت یہیں تک ہے کہ جو کچھ عاجز بندہ اپنے طور پر ہاتھ پاؤں مار کر خدا کے وجود کی نسبت کوئی ڈہکوسلہ اپنے دل میں قایم کرے اُسی پر اُسکی معرفت کو ختم کر دے اور اپنی الوہیت کی خاص قوتوں سے اُسکو معرفتِ حقانی کے عالم کا سیر نہ کرادے تو جب طالبِ حق ایسے سوالات اپنے دل سے کریگا تو ضرور وہ اپنے دل سے یہی محکم جواب پاویگا کہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا بخششوں کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے عاجز بندہ کی آپ دستگیری کرے گمگشتہ کو آپ راہ دکہاوے کمزور کا آپ ہاتھ پکڑے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ قادر ہو کر توانا ہو کر رحیم ہو کر کریم ہو کر حی ہو کر قیوم ہو کر اپنی طرف سے ہمیشہ خاموشی اختیار کرے اور بندہ جاہل اور نابینا اُسکی جستجو میں آپ ٹکریں مارتا پھرے۔

ناتوانان را کجا تاب و توان　تا نشان یابند خود زان بے نشان　عقل کوران رہنما جوید براہ　رہبری از دانش کوران مخواہ
عقلِ ما از بہرِ زاری و بکاست　دفعِ آزارِ جہالت از خداست　عقلِ طفل ست این کہ گرید زار زار　شیر چون مادر نیاید زینہار

سو اے ناظرین!! اِس مضمون میں انصاف سے نظر کرو اور غور اور تعمق سے سوچو۔ ہوشیار رہو اور کسی دہوکا دہندہ کے دہوکا میں مت آؤ اپنے دلوں سے آپ ہی پوچھ لو کہ تمہارے دل کسقدر

طور پر بولیان ایجاد ہوگئی ہون اور کوئی خاص الہام نہ ہوا ہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ابتداز مانہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یقین کے خواہشمند ہین کیا فقط تمہارے اپنے ہی افسردہ خیال تمہارے دلون کو پوری پوری تسلی دیسکتے ہین - کیا تمہاری روح اس بات کے خواہان نہین ہین کہ تم اس دنیا مین کامل یقین تک پہنچ جاؤ اور نابینائی سے خلاصی پاؤ - تم سچ سچ کہو کیا تمہین اس بات کی طلب نہین کہ تمہاری ظلمت اور حیرت دور ہو اور وہ شبہات جو تمہارے دلون مین مخفی ہین جنکو تم ظاہر بھی نہین کر سکتے دور ہو جائین - پس اگر الٰہی معرفت کا کچھ جوش ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس دنیا مین خدا کا قانون قدرت یہی ہے کہ اسنے ہر یک چیز کے دریافت کرنیکے لئے یا حاصل کرنیکے لئے کسی نہ کسی چیز کو آلہ ٹھہرا دیا ہے اور عقل کا صرف یہی کام ہے کہ اس آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے لیکن آپ اس آلہ کا کام نہین دیسکتی مثلاً آٹا پیسنے کے لئے چکی کی ضرورت کو عقل ثابت کرتی ہے مگر یہہ بات نہین کہ عقل آپ ہی چکی بنجاوے اور آٹا پیسنے لگے اسی طرح آجتک صدہا آلات کی عقل نے رہبری کی ہے لیکن کام وہی انجام کو پہنچا ہے جسکو آلہ نے انجام دیا ہے اور جس کام کا آلہ میسر نہین آیا وہان عقل حیران رہی ہے پس دنیا کے تمام کاروبار پر نظر ڈالکر دیکھہ لو کہ غائیت درجہ کی سعی عقل کی یہی ہے کہ اسکو کسی کام کے انجام دینے کے لئے کسی آلہ کا خیال دل مین پیدا ہو جائے مثلاً عقل نے یہہ سوچا کہ عبور دریا کے لئے کوئی آلہ چاہئے تو کشتی کی صورت دل مین جم گئی اور پھر کشتی بنانے کا ایک مادہ نظر آگیا جو دریا پر چلتا ہے اور ڈوبتا نہین سو اس مادہ کے میسر آنے سے کشتی بن گئی علیٰ ہذا القیاس ہزارہا اور آلات ہین جن سے دنیا کا دہندا چلتا ہے اور ہر جگہہ عقل کا صرف اتنا منصب ہے کہ وہ آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے اور یہہ بیان کر دیتی ہے کہ اس قسم کا آلہ ہونا چاہئے یہہ نہین کہ وہ آپ آلہ مطلوبہ کا کام دیسکتی ہے - اب سمجھنا چاہئے کہ عقل سلیم اس بات کو بہ بداہت سمجھتی ہے کہ عالم ثانی کے واقعات اور صانع عالم کی ہستی اور اس صانع کی مرضیات اور غیر مرضیات اور جزا سزا کی کیفیات اور کمیات اور ارواح کے خلود اور بقا کے یقینی حالات معلوم کرنا یہہ ایک ایسا باریک اور دقیق امر ہے کہ بجز ایک سماوی آلہ کے صحیح اور یقینی طور پر ہرگز معلوم نہین ہوسکتا اور جس طرح عقل نے دنیا کے حسن انتظام کے لئے ہزارہا آلات کی ضرورت ثابت کی ہے اسی طرح اس جگہہ بھی عقل سلیم اس نادیدہ عالم کا قطعی طور پر پتہ دریافت کرنیکے لئے ایک آسمانی آلہ کی ضرورت قرار دیتی ہے تا اس قادر مطلق کی جسکے سمجھنے مین لاکھون عقلمندون نے دہوکے کھائے ہین یقینی او

کے لئے عام قانونِ قدرت یہی ہے کہ خدا نے ہر یک چیز کو اپنی قدرتِ محض سے پیدا کیا تھا

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

قطعی طور پر معلوم ہو جاوے اور اسی طرح عالمِ جزا سزا بھی قطعی طور پر معلوم ہو تا طالبِ حق ظنیات سے ترقی کر کے اسی عالم میں حضرت باریتعالیٰ اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ آخرت کو بعین الیقین دیکھ لے۔ اور وہ آلہ جو اس مرتبہ اعلیٰ یقین تک پہنچاتا ہے کلامِ الٰہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان بہ یقین کامل خدا تعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفات کاملہ اور عالم جزا سزا کو سمجھ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں کو اس مرتبہ معرفت تک پہنچا کر ثابت کر دکھایا ہے کہ یہہ آلہ خداشناسی کا فی الواقعہ دُنیا میں موجود ہے۔ اور جو شخص اس سماوی آلہ سے روشنی حاصل نہیں کرتا وہ اُس اندھے کی مانند ہے کہ جو ایک ایسی راہ میں چلتا ہے جس میں جا بجا خندقیں ہیں اور ہر یک طرف بڑے بڑے گڑھے ہیں اُسکو کچھ خبر نہیں کہ سلامتی کی راہ کدھر ہے کچھ پتہ نہیں کہ بچاؤ کی طرف کونسی ہے کچھ خبر نہیں کہ انجام قدم اُٹھانے کا کیا ہے نہ آپ دیکھ سکتا ہے نہ کسی رہنما کا دامن پکڑا ہوا ہے اور نہ یہہ جانتا ہے کہ آخر کس جگہ کا مونہہ دیکھنا نصیب ہے اور نہ یہہ یقین ہے کہ جس مطلب کے لئے اُس نے قدم اُٹھایا ہے وہ مطلب ضرور حاصل ہو جائیگا بلکہ آنکھیں بھی اندھی ہیں اور دل بھی اندھا ہے۔

پھر ایک اور وسوسہ جو پنڈت صاحب کے دل کو پکڑتا ہے یہہ ہے کہ الہامی کتاب کسی انسان کے لئے اُسکے ایمان کی بنیاد نہیں ہو سکتی کیوں بنیاد نہیں ہو سکتی اسکی دلیل آپ یہہ لکھتے ہیں کہ الہامی کتاب کے تسلیم کرنے سے پہلے ضرور ہے کہ خدا پر ایمان قایم کر لیا جاوے ہر یک پیغمبر یا رشی جس پر خدا کا کلام نازل ہوا اُس نے کلام پر ایمان لانے سے پہلے متکلم کے وجود کو تسلیم کیا ہے کیونکہ کسی کلام پر ایمان لانے سے پہلے خود کلام کرنیوالے کو مان لینا لازمی ہے پس ظاہر ہے کہ پیغمبروں نے کلام کے نازل کنندہ کے وجود کا یقین بذریعہ اُسی کلام کے حاصل نہیں کیا بلکہ اُس کلام کے نزول سے پہلے ہی اُنکو اپنی اندرونی فطرت کی گواہی سے وہ یقین حاصل تھا۔ یہہ دلیل پنڈت صاحب نے کلام الٰہی کے غیر ضروری ہونے پر گویا اپنی عقل کا تمام رس نچوڑ کر پیش کی ہے لیکن ہر یک عاقل پر سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ یہہ پنڈت صاحب کا سراسر وہم ہے کہ جو اُنکے دل میں ایک صداقت کی غلط فہمی سے پیدا ہوا ہے اور وہ یہہ ہے کہ پنڈت صاحب ان دونوں امروں متذکرہ ذیل کو اجتماع ضدین قرار دیتے ہیں یعنے یہہ کہ بے خبر بندہ پر جو خدا کی ذات اور صفات سے بیخبر ہے کلام الٰہی نازل ہو اور ساتھ ہی وہ قادر خدا بذریعہ اپنی اُس پاک کلام کے اپنے وجود پر آپ مطلع کرے یہہ دونوں باتیں پنڈت صاحب کی نظر میں ضدین ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں حالانکہ ان دونوں باتوں کا جمع ہونا کسی عاقل کے نزدیک

آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور خود انسان کی فطرت پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اجتماع ضدین مین داخل نہین - جس حالت مین انسان بہی اپنے کلام کے ذریعہ سے دوسرے انسان کو اپنے وجود سے اطلاع دے سکتا ہے تو پہر وہ اطلاع وہی خدا تعالی سے کیون غیر ممکن ہے کیا وہ پنڈت صاحب کے نزدیک اِس بات پر قادر نہین کہ بذریعہ اپنی کامل اور قادرانہ کلام کے جو تجلیاتِ الوہیت پر مشتمل ہے اپنے وجود سے مطلع کرے - اور اگر پنڈت صاحب کے دلکو یہہ وسوسہ پکڑتا ہے کہ جسقدر نبی آئے وہ بلاشبہ کلامِ الہی کے نازل ہونے سے پہلے خدا پر یقین رکہتے تہے پس اِس سے ثابت ہے کہ وہ یقین اُنہین کی فطرت اور عقل سے اُنکو حاصل ہوا تہا لیکن واضح ہو کہ یہہ وسوسہ محض قلت تدبر سے ناشی ہے کیونکہ اگر یقین کا باعث کسی طور سے مجرد عقل اور فطرت نہین ہو سکتے انبیا کسی جنگل مین اکیلے پیدا نہین ہوئے تہے تا یہہ کہا جائے کہ اُنہون نے الہام پانے سے پہلے بذریعہ سلسلۂ سماعی بہی جسکی الہامِ الہی سے بنیاد چلی آتی ہے خدا کا نام نہین سُنا تہا اور صرف اپنی فطرت اور عقل سے خدا کے وجود پر یقین رکہتے تہے بلکہ بداہت ثابت ہے کہ خدا کے وجود کی شُہرت اُس کلام الہی کے ذریعہ سے دُنیا مین ہوئی ہے کہ جو ابتدا زمانہ مین حضرتِ آدم پر نازل ہوا تہا پہر بعد حضرتِ آدم کے جسقدر انبیا وقتاً فوقتاً زمانہ کی اصلاح کے لئے آتے رہے اُنکو قبل از وحی خدا کے وجود سے یاد دلانے والی وہی سماعی شُہرت تہی جسکی بنیاد حضرتِ آدم کے صحیفہ سے پڑی تہی پس وہی سماعی شُہرت تہی جسکو نبیون کی مستعد اور پُر جوش فطرت نے فی الفور قبول کر لیا تہا اور پہر خدا نے بذریعہ اپنے خاص کلام کے مراتب اعلی یقین اور معرفت تک اُنکو پہنچا دیا تہا اور اُس نقصان اور قصور کو پورا کر دیا تہا کہ جو محض سماعی شُہرت کی پیروی سے عاید حال تہا - ہم پہلے بہی لکہہ چکے ہین کہ خدا تعالی کے وجود کی شُہرت بطور سماعی چلی آتی ہے اور سماعی سلسلہ کی بُنیاد وہ الہام ہے جو پہلے پہل خدا تعالی کی طرف سے حضرت آدم ابو البشر کو ہوا تہا اور اسپر دلیل یہی کافی ہے کہ یہہ بات بہایت بدیہی ہے کہ ابتدا مین خداوند قادرِ مطلق کی ہستی کا پتہ اُسی شئے کے ذریعہ سے لگا ہے کہ جسمین اب بہی پتہ لگانے کی قدرت مستقلہ حاصل ہے سو وہ قدرت مستقلہ صرف کلامِ الہی مین پائی جاتی ہے کیونکہ اب بہی کلامِ الہی مین یہہ اقتدار موجود و مشہود ہے کہ وہ امور پنہانی پر جیسا کہ چاہئے صحیح صحیح اطلاع دے سکتا ہے اور گذشتہ خبرین بہی ظاہر کر سکتا ہے اور ذات باری کی غائبانہ ہستی کا ٹہیک ٹہیک نشان بہی دے سکتا ہے اور اپنے طریق خارق عادت سے اُسپر یقین بہی بخش سکتا ہے اور عالم ثانی کے حقایق اور کیفیتون پر بہی مفصل طور پر مطلع کر سکتا ہے جیسا کہ اسی زمانہ مین مُلہمین کے تجاربِ صحیحہ اِس بات کی تصدیق کر رہے ہین

ابتدائی زمانہ محض قدرت نمائی کا زمانہ تھا جس مین اسبابِ معتادہ کی ذرہ آمیزش نہ تھی اور اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لیکن یہہ جوہر عقل مین موجود نہین ہے چنانچہ یہہ بات بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے کہ جس بچہ نو پیدا کو سلسلہ سماعی کی تعلیم سے بکلی محروم رکہہ کر صرف اُسکی عقل پر اُسکی خداشناسی کو چھوڑا جاوے تو وہ خدا کی ہستی اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ جزا سزا سے بکلی بیخبر رہتا ہے۔ پس چونکہ معرفتِ حقّہ کی تعلیم کا اقتدار صرف کلامِ الٰہی مین ثابت ہے عقل مین ثابت نہین اِس لئے ہریک عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ ایمان اور دین کی بنیاد کلامِ الٰہی ہے خیالاتِ عقلیہ ہرگز بنیاد نہین ہین اگرچہ استعدادِ عقلی نفسِ انسان مین موجود ہے مگر وہ استعداد بغیر رہبری کلامِ الٰہی کے ناکارہ ہے جیسے استعدادِ بصارت آنکہون مین موجود تو ہے مگر بغیر آفتاب کے کچھہ چیز نہین اور جس طرح آفتاب کی روشنی اپنے وجود کو بھی ثابت کرتی ہے اور آفتاب کے وجود کی طرف بھی رہبر ہے اسی طرح خدا کا کلام اپنی ذاتی روشنی اور صداقت اور بےمثیل ہونیکی وجہ سے اپنا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت کرتا ہے اور خدایتعالیٰ کی ہستی کی طرف بھی یقینی اور قطعی طور پر رہبر ہے۔

پھر پنڈت صاحب نے پرچہ دہرم جیون جنوری سنہ ۱۸۸۳ء مین یہہ دعویٰ کر دیا ہے کہ دانشمند انسان ایسی کتاب تالیف کر سکتا ہے کہ جو کمالات مین مثل قرآن شریف کے یا اُس سے بڑہ کر ہو۔ اب چونکہ پنڈت صاحب بھی دانشمندی مین بلکہ اپنی قوم کے ریفارمر اور مصلح ہونیکا دم مارتے ہین اسلئے یہہ بارِ ثبوت اُنہین کے ذمہ ہے کہ وہ ایسی کتاب تالیف کر کے دکہلا دین اور جس طرح قرآن شریف باوجود کمالِ ایجاز جامع تمام حقایق و دقایق ہے اور جس طرح قرآن شریف باوجود التزامِ حق اور حکمت اور صداقت کے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہے اور جس طرح قرآن شریف اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیون اور اُمورِ غیبیہ سے بھرا ہوا ہے اور جس طرح قرآن شریف اپنی پاک تاثیرون کی وجہ سے سچے طالبون کے دلون کو پاک کرتے آسمانی روشنی سے منوّر کرتا ہے اور اُن مین وہ خاص برکتین پیدا کرتا ہے کہ جو دوسرے مذہبون مین نہین پائی جاتین جیسا کہ ہم نے اِن سب باتون کو اپنی کتاب مین ثابت کر دیا ہے اور کامل ثبوت دیدیا ہے اسی طور اور شان کی کوئی اَور کتاب تالیف کر کے پیش کرین۔ ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ✦ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ✦ لیکن ہم پنڈت صاحب پر ظاہر کرتے ہین کہ کسی انسان کے لئے ہرگز ممکن نہین کہ وہ اُمورِ متذکرہ بالا کو جو طاقتِ انسانی سے بلندتر ہین اپنے کلام مین پیدا کر سکے مگر خدا کے کلام مین اِن اُمور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ خدا بےمثیل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اُسی کی طرف سے صادر ہے وہ بےمثیل و مانند چاہئے جسکی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ ہو سکے پس قرآن شریف نے جو

زمانہ مین جو کچھہ خدا نے پیدا کیا وہ ایسی اعلیٰ قدرت سے کیا جسمین عقلِ انسان حیران ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اپنے کمالات مین بےمثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہہ کوئی بیموقعہ دعویٰ نہین یہہ وہی قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے جسپر چلنا انسان کی دانشمندی ہے جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے ذرا اپنے ہی دل مین سوچکر آپ انصافاً فرمائیے کہ خدا کے کلام کا بےنظیر ہونا قانونِ قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہین اگر آپکے نزدیک لازم نہین اور خدا کے کامون مین شرکتِ غیر بھی جایز ہے تو پھر صاف ہی کیون نہین کہتے کہ ہمکو خدا کے واحد لاشریک ہونے مین ہی کلام ہے کیا آپ اس مذہبی بات کو سمجھہ نہین سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی تک ہے جب تک اُسکی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہین اگر خدا کے کلام کی یہہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہوگئی گویا اُسکی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔ +

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ اِس بات پر عیسائیون کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیئے کہ خدائے بےمثل و مانند اور کامل کی کلام مین کن کن نشانیون کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اُنکی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہوجانے کے اُن نشانیون سے بالکل بےبہرہ اور بےنصیب ہے بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلّم کے کلام مین ہونی چاہیئے انجیل کو نصیب نہین کم بخت مخلوق پرستون نے خدا کے کلام کو خدا کی ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے ایک دُنیا کا کسنے خون کیا؟ انہین نالبغات اربعہ نے جن اعتقادون کی طرف مخلوق پرست کا نفسِ امّارہ جھکتا گیا اُسی طرف ترجمہ کرنیکے وقت اُنکے الفاظ بھی جھکتے گئے کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اُسکے خیالات کی تابع ہوتے ہین غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھہ اور ہی چیز ہے اور خدا بھی اُسکی تعلیم موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہین کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولد اور تجسّم اور موت سے پاک تھا بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیون کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جسپر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتین آئین اور آخری حال اُسکا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدّل رہ کر آخرکار تمام قیومی اُسکی خاک مین مل گئی۔ ماسوائے اِسکے عیسائیون کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہین لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتین اُس کی لوگون سے سُن سُنا کر لکھی ہین اور لوکا کی انجیل مین تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگون نے مسیح کو دیکھا،

زمین آسمان اور سورج و چاند وغیرہ اجرام پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیونکر اتنا بڑا کام بغیر مدد اسباب اور معماروں اور مزدوروں کے محض ارادہ سے بہ مجرد حکم کے انجام دے دیا پھر جس حالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اب ہم اس جگہ بغرض فائدہ عام یہہ بات بطور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہین کہ کلام کا وہ کونسا مرتبہ ہے جس مرتبہ پر کوئی کلام واقعہ ہونے سے اِس صفت سے متصف ہوجاتا ہے کہ اُسکو بے نظیر اور منجانب اللہ کہا جاوے اور پھر بطور نمونہ کوئی سورہ قرآن شریف کی لکہہ کر اُسمین یہہ ثابت کرکے دکھلاینگے کہ وہ تمام وجوہ بے نظیری جو قاعدہ کلیہ مین قرار دی گئی ہین اُس سورہ مین بہ تمام وکمال پائی جاتی ہین اور اگر کسیکو اُن وجوہ بے نظیری کے قبول کرنے مین پہر بھی انکار ہوگا تو یہہ بار ثبوت اُسی کے ذمہ ہوگا کہ کوئی دوسرا کلام پیش کرکے دکہلاوے جسمین وہ تمام وجوہ بے نظیری پائے جاوین۔

سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام اُن تمام چیزون مین سے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادر اور اُسکے دست قدرت کی صنعت ہین کسی چیز سے مشابہت کلی رکہتا ہو یعنے اُسمین عجائبات ظاہری و باطنی ایسے طور پر جمع ہون کہ جو مصنوعاتِ الٰہیہ مین سے کسی شئے مین جمع ہین تو اِس صورت مین کہا جائیگا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جسکی مثل بنانے سے انسانی طاقتین عاجز ہین کیونکہ جس چیز کی نسبت بے نظیر اور صادر من اللہ ہونا عند الخواص والعوام ایک مسلّم اور مقبول امر ہے جسمین کسیکو اختلاف و نزاع نہین اُسکی وجوہِ بے نظیری مین کسی شے کی شراکت تامہ ثابت ہونا بلاشبہہ اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ شئے بہی بے نظیر ہی ہے مثلاً اگر کوئی چیز اُس چیز سے بکلّی مطابق آجاوے جو اپنے مقدار مین دس گز ہے تو اسکی نسبت ہی یہہ علم صحیح قطعی مفید یقین جازم حاصل ہوگا کہ وہ بہی دس گز ہے۔

اب ہم اِن مصنوعاتِ الٰہیہ مین سے ایک لطیف مصنوع کو مثلاً گلاب کے پہول کو بطور مثال قرار دیکر اُسکے وہ عجائبات ظاہری و باطنی لکہتے ہین جنکی رو سے وہ ایسی اعلیٰ حالت پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اُسکی نظیر بنانے سے

اُن سے دریافت کرکے مین نے لکہا ہے پس اِس تقریر مین خود لوقا اقراری ہے کہ اُسکی انجیل الہامی نہین کیونکہ الہام کے بعد لوگون سے پوچہنے کی کیا حاجت تہی اسی طرح مرقس کا جو پطرس کے شاگردون مین سے ہونا ثابت نہین پہر وہ نبی کیونکر ہوا بہرحال چارون انجیلین نہ اپنی صحت پر قایم ہین اور نہ اپنے سب بیان کے رو سے

مین اُس ابتدائی زمانہ مین خدا کا سارا کام قدرتی پایا جاتا ہے کہ جو آمیزش طبعیت اور سبب سے بہ کلی پاک اور خالص ربّانی ارادہ سے نکلا ہوا ہے تو پہر کیونکر بے ایمانون کی طرح بولیون کے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ انسانی طاقتین عاجز ہین اور پہر اِس بات کو ثابت کر کے دکہلاوینگے کہ اِن سب عجائبات سے سورہ فاتحہ کے عجائبات اور کمالات ہموزن ہین بلکہ اُن عجائبات کا پلہ بہاری ہے اور اِس مثال کے اختیار کرنے کا موجب یہہ ہوا کہ ایک مرتبہ اِس عاجز نے اپنی نظر کشفی مین سورہ فاتحہ کو دیکہا کہ ایک ورق پر لکہی ہوئی اِس عاجز کے ہاتہہ مین ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل مین ہے کہ گویا وہ کاغذ جسپر سورہ فاتحہ لکہی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملایم گلاب کے پہولون سے اِسقدر لدا ہوا ہے کہ جسکا کچہہ انتہا نہین اور جب یہہ عاجز اِس سورہ کی کوئی آیت پڑہتا ہے تو اُسمین سے بہت سے گلاب کے پہول ایک خوش آواز کے ساتہہ پرواز کر کے اوپر کی طرف اُڑتے ہین اور وہ پہول نہائت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تروتازہ اور خوشبودار ہین جنکے اوپر چڑہنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہین کہ جو اپنی بے مثل لذتون کی کشش سے دُنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہین۔ اِس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پہول کو سورہ فاتحہ کے ساتہہ ایک روحانی مناسبت ہے سو اِسی مناسبت کے لحاظ سے اِس مثال کو اختیار کیا گیا اور مناسب معلوم ہوا کہ اول بطور مثال گلاب کے پہول کے عجائبات کو کہ جو اُسکے ظاہر و باطن مین پائے جاتے ہین لکہا جائے اور پہر بمقابلہ اُسکے عجائبات کے سورہ فاتحہ کے عجائبات ظاہری و باطنی قلمبند ہون تا ناظرین با انصاف کو معلوم ہو کہ جو خوبیان گلاب کے پہول مین ظاہراً و باطناً پائی جاتی ہین جنکے رو سے اُسکی نظیر بنانا عادتاً محال سمجہا گیا ہے اُسی طور پر اور اُس سے بہتر خوبیان سورہ فاتحہ مین موجود ہین اور تا اِس مثال کے لکہنے سے اشارہ کشفی پر بہی عمل ہو جائے۔ پس جاننا چاہئے کہ یہہ امر ہریک عاقل کے نزدیک بغیر کسی تردد اور توقف کے مسلّم الثبوت ہے کہ گلاب کا پہول بہی مثل اور مصنوعات الٰہیہ کے ایسی عمدہ خوبیان اپنی ذات مین جمع رکہتا ہے جنکی مثل بنانے پر

الہامی ہین اور اِسی وجہ سے انجیلون کے واقعات مین طرح طرح کی غلطیان پڑ گئین اور کچہہ کا کچہہ لکہا گیا۔ غرض اِس بات پر عیسائیون کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہین ہے بلکہ بپتسمے داری گاڑی کی طرح کچہہ خدا کا کچہہ انسان کا ہے ہان بعض ناواقف عیسائی بوجہ اپنی نہائت سادہ لوحی کے

بارہ مین خدا کو اِس بات سے عاجز سمجہا جائے کہ جس طرح اُس نے تمام چیزون کو محض قُدرت سے پیدا کیا تہا وہ بولیون کے پیدا کرنے پر قُدرت نہین رکہتا تہا۔ جس نے خود انسان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انسان قادر نہین اور وہ دو طور کی خوبیان ہین ایک وہ کہ جو اُسکی ظاہری صورت مین پائی جاتی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اُسکا رنگ نہایت خوشنما اور خوب ہے اور اُسکی خوشبو نہایت دلآرام اور دلکش ہے اور اُسکے ظاہر بدن مین نہایت درجہ کی ملائمیت اور تر و تازگی اور نرمی اور نزاکت اور صفائی ہے اور دوسری وہ خوبیان ہین کہ جو باطنی طور پر حکیم مُطلق نے اُسمین ڈال رکہے ہین یعنے وہ خواص کہ جو اُسکے جوہر مین پوشیدہ ہین اور وہ یہہ ہین کہ وہ مفرح اور مقوّیٔ قلب اور مسکن صفرا ہے اور تمام قویٰ اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور صفرا اور بلغم رقیق کا مسہل بہی ہے اور اسی طرح معدہ اور جگر اور گردہ اور امعا اور رحم اور پہیپہڑہ کو بہی قُوت بخشتا ہے اور خفقان حار اور غشی اور ضعفِ قلب کے لئے نہایت مفید ہے اور اسی طرح اَور کئی امراض بدنی کو فائدہ مند ہے۔ پس اِنہین دونون طور کی خوبیون کی وجہ سے اُسکی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مرتبہ کمال پر واقعہ ہے کہ ہرگز کسی انسان کے لئے ممکن نہین کہ اپنی طرف سے کوئی ایسا پہول بناوے کہ جو اُس پہول کی طرح رنگ مین خوشنما اور خوشبو مین دلکش اور بدن مین نہایت تر و تازہ اَور نرم اور نازک اور مصفّا ہو اور باوجود اِسکے باطنی طور پر تمام وہ خواص بہی رکہتا ہو جو گلاب کے پہول مین پائے جاتے ہین۔ اور اگر یہہ سوال کیا جائے کہ کیون گلاب کے پہول کی نسبت ایسا اعتقاد کیا گیا کہ انسانی قوّتین اُسکے نظیر بنانے سے عاجز ہین اور کیون جائز نہین کہ کوئی انسان اُسکی نظیر بنا سکے اور جو خوبیان اُسکی ظاہر و باطن مین پائی جاتی ہین وہ مصنوعی پہول مین پیدا کر سکے تو اِس سوال کا جواب یہی ہے کہ ایسا پہول بنانا عادتًا ممتنع ہے اور آجتک کوئی حکیم اور فیلسوف کسی ایسی ترکیب سے کسی قسم کی اَدویہ کو بہم نہین پہنچا سکا کہ جنکے باہم مخلوط اور ممزوج کرنے سے ظاہر و باطن مین گلاب کے پہول کی سی صورت اور سیرت پیدا ہو جائے۔ اب سمجہنا چاہیئے کہ یہی وجوہ بے نظیری کی سورۃ فاتحہ مین بلکہ قرآن شریف کے ہریک حصّہ آقلّ قلیل مین کہ جو چار آیت

کبہی کبہی یہہ دعویٰ کر بیٹہتے ہین کہ انجیل بہی اپنی تعلیم کے رو سے بےمثل و مانند ہے یعنے انسان اُسکی مثل بنانے پر قادر نہین پس اِس سے ثابت ہے کہ تعلیم اُسکی خدا کا کلام ہے اور انجیل کی تعلیم کا بےمثل و مانند ہونا اِس طرح پر بیان کرتے ہین کہ اسمین عفو اور درگذر اور نیکی اور احسان کے لئے بہت سی تاکید ہے

کو بغیر باپ اور ما کے پیدا کر کے اپنی قدرتِ تامہ کا ثبوت دے دیا ہے پھر بولیوں کے بارہ مین کیون اُسکی قدرت کو ناقص خیال کیا جائے غرض جبکہ ہر یک عاقل کو یہہ ماننا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اسے بھی کم ہو پائی جاتی ہین پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور کلام مین کمالِ سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حُسنِ کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہین ایسا جلوہ کہ جس پر زیادت متصور نہین اور وحشتِ کلمات اور تعقید ترکیبات سے بکلّی سالم اور بری ہے۔ ہر یک فقرہ اُسکا نہایت فصیح اور بلیغ ہے اور ہر یک ترکیب اُسکی اپنے اپنے موقعہ پر واقعہ ہے اور ہر یک قسم کا التزام جس سے حُسنِ کلام بڑہتا ہے اور لطافتِ عبارت کہلتی ہے سب اُسمین پایا جاتا ہے اور جسقدر حُسنِ تقریر کے لئے بلاغت اور خوش بیانی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ذہن مین آسکتا ہے وہ کامل طور پر اُسمین موجود اور مشہود ہے اور جسقدر مطلب کے دل نشین کرنیکے لئے حُسنِ بیان درکار ہے وہ سب اُسمین مہیّا اور موجود ہے اور باوجود اِس بلاغتِ معانی اور التزامِ لطائفِ حُسنِ بیان کے صدق اور راستی کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے کوئی مبالغہ ایسا نہین جسمین جھوٹ کی ذرا آمیزش ہو کوئی رنگینی عبارت اِس قسم کی نہین جس مین شاعرون کی طرح جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی نجاست اور بدبو سے مدد لی گئی ہو پس جیسے شاعرون کا کلام جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے یہہ کلام صداقت اور راستی کی لطیف خوشبو سے بھرا ہوا ہے اور پھر اِس خوشبو کے ساتھہ خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور رنگینی اور صفائی عبارت کو ایسا جمع کیا گیا ہے کہ جیسے گلاب کے پھول مین خوشبو کے ساتھہ اُسکی خوش رنگی اور صفائی بھی جمع ہوتی ہے۔ یہہ خوبیان تو باعتبار ظاہر کے ہین اور باعتبار باطن کے اُسمین یعنے سورۃ فاتحہ مین یہہ خواص ہین کہ وہ بڑی بڑی امراضِ روحانی کے علاج پر مشتمل ہے اور تکمیل قوتِ علمی اور عملی کے لئے بہت سا سامان اُسمین موجود ہے اور بڑے بڑے بگاڑون کی اصلاح کرتی ہے اور بڑے بڑے معارف اور دقائق اور لطائف کہ جو حکیمون اور فلسفیون کی نظر سے چھپے رہے اُسمین مذکور ہین۔ سالک کے دل کو

اور ہر یک جگہ شر کے مقابلہ سے منع کیا ہے بلکہ بدی کے عوض نیکی کرنا لکھا ہے اور ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری گال بھی پھیر دینے کا حکم ہے پس اِس دلیل سے ثابت ہوگیا کہ وہ بمثل وما نند اور انسانی طاقتون سے برتر ہے لاحول ولا قوۃ اے حضرات یہہ نئی منطق آپ کہان سے لائے جس سے آپ یہہ

پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا اور اسمین عام طور پر قانونِ قدرت یہی تھا کہ ہر یک کام بغیر آمیزش اسبابِ معتادہ کے کیا جائے تو پھر بولیون کو اُس عام قانون سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے پڑھنے سے یقینی قوت بڑہتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالات کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی صداقتین اور نہایت باریک حقیقتین کہ جو تکمیلِ نفس ناطقہ کے لئے ضروری ہین اُسکے مبارک مضمون مین بہری ہوئی مین اور ظاہر ہے کہ یہہ کمالات بہی ایسے ہین کہ گلاب کے پہول کے کمالات کی طرح اُن مین بہی عادتاً ممتنع معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کے کلام مین مجتمع ہوسکین اور یہہ امتناع نظری بلکہ بدیہی ہے کیونکہ جن دقایق و معارفِ عالیہ کو خدا تعالیٰ نے عین ضرورت حقہ کے وقت اپنے بلیغ اور فصیح کلام مین بیان فرما کر ظاہری اور باطنی خوبی کا کمال دکہلایا ہے اور بڑی نازک شرطون کے ساتھہ دونون پہلوؤن ظاہر و باطن کو کمالیت کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچایا ہے یعنے اول تو ایسے معارفِ عالیہ ضروریہ لکھے ہین کہ جنکے آثار پہلی تعلیمون سے مندرس اور محو ہوگئے تہے اور کسی حکیم یا فیلسوف نے بہی اُن معارفِ عالیہ پر قدم نہین مارا تہا اور پہر اُن معارف کو غیر ضروری اور فضول طور پر نہین لکہا بلکہ ٹہیک ٹہیک اُسوقت اور اُس زمانہ مین اُنکو بیان فرمایا جس وقت حالتِ موجودہ زمانہ کی اصلاح کے لئے اُنکا بیان کرنا ازبس ضروری تھا اور بغیر اُنکے بیان کرنیکے زمانہ کی ہلاکت اور تباہی متصور تہی اور پہر وہ معارفِ عالیہ ناقص اور ناتمام طور پر نہین لکھے گئے بلکہ کمّاً و کیفاً کامل درجہ پر واقعہ ہین اور کسی عاقل کی عقل کوئی ایسی دینی صداقت پیش نہین کرسکتے جو اُنسے باہر رہگئی ہو یا کسی باطل پرست کا کوئی ایسا وسوسہ نہین جسکا ازالہ اُس کلام مین موجود نہ ہو۔ ان تمام حقایق و دقایق کے التزام سے کہ جو دوسری طرف ضروراتِ حقہ کے التزام کے ساتھہ وابستہ ہین فصاحت بلاغت کے اُن اعلیٰ کمالات کو ادا کرنا جن پر زیادت متصور نہ ہو یہہ تو نہایت بڑا کام ہے کہ جو بشری طاقتون سے بہ بداہت نظر بلند تر ہے مگر انسان تو ایسا بے ہنر ہے کہ اگر ادنیٰ اور ناکارہ معاملات کو کہ جو حقایق عالیہ سے کچہہ تعلق نہین رکہتے کسی رنگین اور فصیح عبارت مین بالتزام راست بیانی اور حق گوئی کے لکہنا چاہے تو یہہ بہی اُسکے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

سمجہہ بیٹہے کہ جن نصیحتون مین حلم اور درگذر کی تاکید مزید ہو وہ بے نظیر ہوجایا کرتی ہین اور قویٰ بشریہ ایسی نصیحتون کے بیان کرنے سے قاصر ہوتی ہین۔ یہی تو سمجہہ کا پہیر ہے کہ ابتک آپکو یہہ بہی خبر نہین کہ بے مثل و مانند کا لفظ کسی شئے کی نسبت صرف اُنہین حالتون مین بولا جاتا ہے کہ جب وہ شئے اپنی ذات مین ایسے مرتبہ پر

باہر نکالکر قانونِ قدرت کو توڑنا سراسر جہالت اور نادانی ہے اُس زمانہ کی نظیر مین اس زمانہ کے
حالات پیش کرنا درست نہین ہے مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ما اور باپ کے پیدا نہین

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱
لئے ممکن نہین جیسا کہ یہہ بات ہر عاقل کے نزدیک نہایت بدیہی ہے کہ اگر مثلاً ایک دوکاندار جو کامل درجہ
کا شاعر اور انشا پرداز ہو یہہ چاہئے کہ جو اپنی اُس گفتگو کو جو ہر روز اُسی رنگا رنگ کے خریدارون اور معاملہ دارون
کے ساتھہ کرنی پڑتی ہے کمال بلاغت اور رنگینیٔ عبارت کے ساتھہ کیا کرے اور پھر یہہ بھی التزام رکھے کہ ہر محل اور
ہر موقعہ مین جس قسم کی گفتگو کرنا ضروری ہے وہی کرے مثلاً جہان کم بولنا مناسب ہے وہان کم بولے اور جہان
بہت مغز زنی مصلحت ہے وہان بہت گفتگو کرے اور جب اُسمین اور اُسکے خریدار مین کوئی بحث آپڑے تو وہ طرز
تقریر اختیار کرے جس سے اُس بحث کو اپنے مفیدِ مطلب طے کر سکے یا مثلاً ایک حاکم جسکا یہہ کام ہے کہ فریقین
اور گواہون کے بیان کو ٹہیک ٹہیک قلمبند کرے اور ہر یک بیان پر جو جو واقعی اور ضروری طور پر جرح قدح کرنا چاہئے
وہی کرے اور جیسا کہ تنقیح مقدمہ کے لئے شرط ہے اور تفتیش امر متنازعہ فیہ کے لئے قرین مصلحت ہے سوال
کے موقعہ پر سوال اور جواب کے موقعہ پر جواب لکھے اور جہان قانونی وجوہ کا بیان کرنا لازم ہو اُنکو درست طور پر
حسبِ منشاء قانون بیان کرے اور جہان واقعات کا بہ ترتیبِ تمام کھولنا واجب ہو اُنکو بہ پابندی ترتیب وصحت
کھولدے اور پھر جو کچھہ فی الواقعہ اپنی رائے اور بتائید اُس رائے کے وجوہات ہین اُنکو بہ صحتِ تمام بیان کرے
اور باوصف ان تمام التزامات کے فصاحت بلاغت کے اُس اعلیٰ درجہ پر اُسکا کلام ہو کہ اُس سے بہتر کسی بشر
کے لئے ممکن نہ ہو تو اس قسم کی بلاغت کو بانجام پہنچانا بہ بداہت اُنکے لئے محال ہے سو انسانی فصاحتون کا
یہی حال ہے کہ بجز فضول اور غیر ضروری اور واہیات باتون کے قدم ہی نہین اُٹھہ سکتا اور بغیر جھوٹ اور ہزل
کے اختیار کرنے کے کچھہ بول ہی نہین سکتے اور اگر کچھہ بولے بھی تو ادھورا ناک ہے تو کان نہین کان ہین تو
آنکھہ ندارد سچ بولے تو فصاحت گئی فصاحت کے پیچھے پڑے تو جھوٹ اور فضول گوئی کے انبارے انبار جمع
کر لئے پیاز کی طرح سب پوست ہی پوست اور بیچ مین کچھہ بھی نہین پس جس صورت مین عقلِ سلیم صریح حکم دیتی ہے

واقعہ ہو کہ جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی طاقتین عاجز رہ جائین آپ اپنے دعویٰ مین بار بار اسی بات پر زور
دیتے ہین کہ انجیل مین ہر جگہ اور ہر موقعہ مین عفو اور درگذر کرنیکے لئے تاکید ہے اور ایسی تاکید کسی دوسری کتاب
مین نہین ــ بھلا بہت خوب یون ہی سہی مگر کیا اس سے یہہ ثابت ہو گیا کہ اِسقدر تاکید انسان نہین کر سکتا

ہوتا لیکن اگر اُس ابتدائی زمانہ مین بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہہ دُنیا پیدا ہو سکتی - علاوہ اِسکے جو تغیّرات بولیون مین طبعی طور پر ہوتے رہتے ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ ناکارہ اور خفیف معاملات اور سیدہے سادے واقعات کو بھی ضرورتِ حقّہ اور راستی کے التزام سے رنگین اور بلیغ عبارت مین ادا کرنا ممکن نہین تو پھر اِس بات کا سمجھنا کسقدر آسان ہے کہ معارفِ عالیہ کو ضرورتِ حقّہ کے التزام کے ساتھہ نہایت رنگین اور فصیح عبارت مین جس سے اعلیٰ اور اصفیٰ متصوّر نہ ہو بیان کرنا بالکل خارقِ عادت اور بشری طاقتون سے بعید ہے اور جیسا کہ گلاب کے پہول کی طرح کوئی پہول کہ جو ظاہر و باطن مین اُس سے مشابہ ہو بنانا عادتًا محال ہے ایسا ہی یہہ بھی محال ہے کیونکہ جب ادنیٰ ادنیٰ امور مین تجربہ صحیحہ شہادت دیتا ہے اور فطرتِ سلیمہ قبول کرتی ہے کہ انسان اپنی کسی ضروری اور راست راست بات کو خواہ وہ بات کسی معاملہ خرید و فروخت سے متعلّق ہو یا تحقیقات عدالت وغیرہ سے تعلق رکھتی ہو جب اُسکو اصلح اور انسب طور پر بجالانا چاہے تو یہہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے کہ اُسکی عبارت خواہ نخواہ ہر محل مین موزون اور مقفّٰی اور فصیح اور بلیغ بلکہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہو تو پھر ایسی تقریر کہ جو علاوہ التزام راستی اور صدق کے معارف اور حقائقِ عالیہ سے بھی بھری ہوئی اور ضرورتِ حقّہ کے رو سے صادر ہو اور تمام حقّانی صداقتون پر محیط ہو اور اپنے منصبِ اصلاح حالت موجودہ اور اتمام حجت اور الزام منکرین مین ایک ذرا فروگذاشت نہ کرتی ہو اور مناظرہ اور مباحثہ کے تمام پہلوؤن کی کماحقہٗ رعایت رکھتی ہو اور تمام ضروری دلائل اور ضروری براہین اور ضروری تعلیم اور ضروری سوال اور ضروری جواب پر مشتمل ہو کیونکر باوجود ان مشکلات پیچ در پیچ کے کہ جو پہلی صورت سے صدہا درجہ زیادہ ہین ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ کسی بشر کی تحریر مین جمع ہو سکتی ہے کہ وہ بلاغت بھی بے مثل و مانند ہو اور اُس مضمون کو اُس سے زیادہ فصیح عبارت مین بیان کرنا ممکن نہ ہو-

یہہ تو وہ وجوہ ہین کہ جو سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایسے طور سے پائی جاتی ہین جنکو گلاب کے پہول

اور انسانی قوّتین ان تاکیدون کے بیان سے قاصر ہین کیا رحم اور عفو کی تاکید بُت پرستون کے پُستکون مین کچھہ کم ہے بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بُت پرستون نے رحم کی تاکید کو اِس کمال تک پہنچایا ہے کہ بس حد ہی کر دی اُنکے ایک شاستر کا اشلوک اِسوقت ہمکو یاد آیا ہے جسپر تقریبًا سارے ہندوؤن کا عمل ہے

اُن تغیّرات مین اور اُس دوسری صورت مین کہ جب بولی عدمِ محض سے پیدا کیجاوے بڑا
فرق ہے کسی موجودہ بولی مین کچھہ تغیّر ہونا شئے دیگر ہے اور عدم محض سے ایک بولی کا مع کل الوجوہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی وجوہ بے نظیری سے بکلی مطابقت ہے لیکن سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایک اَور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے
کہ جو اسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہہ ہے کہ اُسکو توجہ اور اخلاص سے پڑہنا دلکو صاف کرتا ہے اور
ظلمانی پردون کو اُٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالب حق کو حضرتِ احدیت کی طرف کہینچکر ایسے انوار
اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرتِ احدیت مین ہونی چاہیئے اور جنکو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر
سے ہرگز حاصل نہین کرسکتا اور اِس روحانی تاثیر کا ثبوت بھی ہم اِس کتاب مین دےچکے ہین اور اگر کوئی
طالب حق ہو تو بالمواجہ ہم اُسکی تسلی کرسکتے ہین اور ہر وقت تازہ بتازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور نیز
اِس بات کو بخوبی یاد رکہنا چاہیئے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام مین بے مثیل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل مین
محصور نہین بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بہی اُسکا موید اور مصدق ہے کیونکہ باوجود اِسکے کہ قرآن شریف
برابر تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیان پیش کرکے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور تمام دُنیا
کو باآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص مین بے مثیل و مانند ہے اور کسی جن یا انس کو
اُسکے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہین مگر پھر بھی کسی متنفس نے اُسکے مقابلہ پر دم نہین مارا بلکہ اُسکی کم سے کم
کسی سورۃ مثلاً سورۃ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیون کا بہی مقابلہ نہین کرسکا تو دیکھو اس سے زیادہ بدیہی اور کہلا کہلا
معجزہ اور کیا ہوگا کہ عقلی طور پر بہی اُس پاک کلام کا بشری طاقتون سے بلندتر ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمانہ
دراز کا تجربہ بہی اُسکے مرتبہ اعجاز پر گواہی دیتا ہے - اور اگر کسی کو یہہ دونون طور کی گواہی کہ جو عقل اور تجربہ
زمانہ دراز کے رو سے بپایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے نا منظور ہو اور اپنے علم اور ہنر پر نازان ہو یا دُنیا مین کسی
ایسے بشر کی انشا پردازی کا قائل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم جیسا کہ وعدہ
کرچکے ہین کچھہ بطور نمونہ حقایق دقایق سورۃ فاتحہ کی لکہتے ہین اُسکو چاہیئے کہ بمقابلہ اُن ظاہری و باطنی سورۃ

اور وہ یہہ ہے اہنسا پرمودہرما یعنے اس سے بڑا دہرم اور کوئی نہین کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دیجائے اسی
اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہین کرتے یہانتک کہ سانپون کے شر کا
بہی مقابلہ نہین کرتے بلکہ بجائے اُنکے شر کے اُنکو دودہ پلاتے ہین اور اُنکی پوجا کرتے ہین اس پوجا

پیدا ہو جانا یہہ اَور بات ہے۔ ماسوا ان سب باتون کے جبکہ اب بہی خدا تعالیٰ بذریعہ اپنے الہام کے مختلف بولیون کو اپنے بندون پر القا کرتا ہے اور ایسی زبانون مین الہام کر سکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ فاتحہ کی خوبیون کے کوئی اپنا کلام پیش کرے لیکن قبل تفصیل حقایق عالیہ سورۃ فاتحہ کے ہم طول کلام سے کچہ اندیشہ نہ کر کے مکرر بیان کرتے ہین کہ شخص معارض اِس بات کو خوب یاد رکہے کہ جیسا کہ ہم ابہی لکہہ چکے ہین سورۃ فاتحہ مین تمام قرآن شریف کی طرح دو قسم کی خوبیان کہ جو بے مثیل و مانند ہین پائی جاتی ہین یعنے ایک ظاہری صورت مین خوبی اور ایک باطنی خوبی۔ ظاہری خوبی یہہ کہ جیسا کہ بار بار ذکر کیا گیا ہے اُسکی عبارت مین ایسی رنگینی اور آب و تاب اور نزاکت و لطافت و ملایمت اور بلاغت اور شیرینی اور روانگی اور حُسن بیان اور حُسن ترتیب پایا جاتا ہے کہ اُن معانی کو اُس سے بہتر یا اُس سے مساوی کسی دوسری فصیح عبارت مین ادا کرنا ممکن نہین اور اگر تمام دُنیا کے انشا پرداز اور شاعر متفق ہو کر یہہ چاہین کہ اُسی مضمون کو لیکر اپنے طور سے کسی دوسری فصیح عبارت مین لکہین کہ جو سورۃ فاتحہ کی عبارت سے مساوی یا اُس سے بہتر ہو تو یہہ بات بالکل محال اور ممتنع ہے کہ ایسی عبارت لکہہ سکین کیونکہ تیرہ سو برس سے قرآن شریف تمام دُنیا کے سامہنے اپنی بے نظیری کا دعویٰ پیش کر رہا ہے اگر ممکن ہوتا تو البتہ کوئی مخالف اُسکا معارضہ کر کے دکہلاتا حالانکہ ایسے دعوے کے معارضہ نہ کرنے مین تمام مخالفین کی رسوائی اور ذلت اور قرآن شریف کی شوکت اور عزت ثابت ہوتی ہے پس جونکہ تیرہ سو برس سے ابتک کسی مخالف نے عبارتِ قرآنی کی مثل پیش نہین کی تو اِسقدر زمانہ دراز تک تمام مخالفین کا مثل پیش کرنے سے عاجز رہنا اور اپنی نسبت اُن تمام رسوائیون اور ملامتون اور لعنتون کو روا رکہنا کہ جو جہوٹون اور لاجواب رہنے والون کی طرف عائد ہوتے ہین صریح اِس بات پر دلیل ہے کہ فی الحقیقۃ انکی علمی طاقت مقابلہ سے عاجز رہی ہے اور اگر کوئی اِس امر کو تسلیم نہ کرے تو یہہ بارِ ثبوت اُسی کی گردن پر ہے کہ وہ آپ یا کسی اپنے مددگار سے عبارتِ قرآن کی مثل بنا کر پیش کرے مثلاً سورۃ فاتحہ کے مضمون کو لیکر کوئی دوسری فصیح عبارت بنا کر دکہلاوے جو کمال بلاغت اور فصاحت مین اُسکے برابر ہو سکے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک وہ ثبوت

کا نام اُنکے مذہب مین ناگ پوجا ہے بعض ہندو اِسقدر رحم دل ہوتے ہین کہ بالون مین جو اُن مین جو پڑ جاتی ہین اُنکو بہی اپنے بالون سے نہین نکالتے بلکہ اُنکے آرام کی نظر سے اپنے تمام بدن کے بال نہین کٹاتے اور آپ دُکہہ اُٹہاتے ہین تا اُنکے استہان مین صورت تفرقہ پیدا نہ ہو اور بعض ہندو اپنے مونہہ پر تہیلی چڑہا کر رکہتے ہین

ہے جن زبانون کا اُن بندون کو کچھ بھی علم حاصل نہین جیسا کہ ہم حاشیہ در حاشیہ نمبر ا
مین اِسکا ثبوت دے چکے ہین تو اِس صورت مین کسقدر حماقت ہے کہ یہہ خیال کیا جائے

بقیہ حاشیہ نمبر ا کہ جو مخالفین کے تیرہ سو برس خاموش اور لاجواب رہنے سے اہل حق کے ہاتھ مین ہے کسی طور سے
ضعیف الاعتبار نہین ہو سکتا بلکہ مخالفین کے سیکڑون برسون کی خاموشی اور لاجواب رہنے نے اُسکو وہ
کامل مرتبہ ثبوت کا بخشا ہے کہ جو گلاب کے پھول وغیرہ کو وہ ثبوت بے نظیری کا حاصل نہین کیونکہ دُنیا کے
حکیمون اور صنعت کارون کو کسی دوسری چیز مین اِس طور پر معارضہ کے لئے کبھی ترغیب نہین دی گئی
اور نہ اُسکی مثل بنانے سے عاجز رہنے کی حالت مین کبھی اُنکو یہہ خوف دلایا گیا کہ وہ طرح طرح کی تباہی اور
ہلاکت مین ڈالے جاوینگے پس ظاہر ہے کہ جس بداہت اور چمک اور دمک سے قرآن شریف کی بلاغت اور
فصاحت کا انسانی طاقتون سے بلند تر ہونا ثابت ہے اِس طرح پر گلاب کی لطافت اور رنگینی وغیرہ کا بے نظیر
ہونا ہرگز ثابت نہین پس یہہ تو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف کی ظاہری خوبی کا بیان ہے جسمین اُسکا بے نظیر
و مانند ہونا اور بشری طاقتون سے برتر ہونا مخالفین کے عاجز رہنے سے بپایہ ثبوت پہنچ گیا ہے اب
ہم باطنی خوبیون کو بھی دوبارہ ذکر کرتے ہین تا اچھی طرح غور کرنیوالون کے ذہن مین آجاوین سو جاننا چاہئے
کہ جیسا خداوند حکیم مطلق نے گلاب کے پھول مین بدن انسان کے لئے طرح طرح کے منافع رکھے ہین
کہ وہ دلکو قوت دیتا ہے اور قویٰ اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور کئی اور مرضون کو مفید ہے ایسا ہی خداوند
کریم نے سورۃ فاتحہ مین تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضون کے شفا رکھی ہے اور باطنی بیماریون کا
اُسمین وہ علاج موجود ہے کہ جو اُسکے غیر مین ہرگز نہین پایا گیا کیونکہ اُسمین وہ کامل صداقتین بھری ہوئی ہین
کہ جو روے زمین سے نابود ہو گئی تھین اور دُنیا مین اُنکا نام و نشان باقی نہین رہا تھا پس وہ پاک کلام
فضول اور بیفائدہ طور پر دُنیا مین نہین آیا بلکہ وہ آسمانی نور اُسوقت تجلی فرما ہوا جبکہ دُنیا کو اُسکی نہایت ضرورت
تھی اور اُن تعلیمون کو لایا جنکا دُنیا مین پھیلانا دنیا کی اصلاح کے لئے نہایت ضروری تھا غرض جن پاک

اور پانی پُن کر پیتے ہین تا کوئی جیو اُنکے مونہہ کے اندر نہ چلا جائے اور اِس طرح پر وہ کسی جیو گھات کے موجب
نہ ٹھہرین ۔ اب دیکھئے اِس کمال کا رحم اور عفو انجیل مین کہان ہے لیکن باوجود اِس کے کوئی عیسائی یہہ
رائے ظاہر نہین کرتا کہ ہندو شاستر کی وہ تعلیم بے نظیر اور انسانی طاقتون سے باہر ہے پھر انجیل کی تعلیم

کہ اِس القا کے خداوند علیم مُطلق کو ابتدائی زمانہ مین قُدرت حاصل نہین تہی کیونکہ جس حالت مین اُسکی غیر محدود قُدرت کا اب بہی بدیہی طور پر ثبوت ملتا ہے کہ وہ اپنے بندون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تعلیمون کی بغایت درجہ ضرورت تہی اور جن معارف حقایق کے شایع کرنے کی شدت سے حاجت تہی اُنہیں ضروری اور ابدی اور حقانی صداقتون کو مین ضرورت کے وقتون مین اور ٹہیک ٹہیک حاجت کے موقعہ مین ایک ہثیل بلاغت اور فصاحت کے پیرایہ مین بیان فرمایا اور باوصف اِس التزام کے جو کچہہ گمراہون کی ہدایت کے لیئے اور حالت موجودہ کی اصلاح کے لیئے بیان کرنا واجب تہا اُس سے ایک ذرا ترک نہ کیا اور جو کچہہ غیر واجب اور فضول اور بیہودہ تھا اُسکا کسی فقرہ مین کچہہ دخل ہونا نہ پایا غرض وہ انوار اور پاک صداقتیں باوصف اُس شان عالی کے کہ جو اُنکو بوجہ اعلیٰ درجہ کے معارف ہونے کے حاصل ہے ایک نہایت درجہ کی عظمت اور برکت بہی رکہتے ہین کہ وہ عبث اور فضول طور پر ظاہر نہین کی گئین بلکہ جن جن اقسام انواع کی ظلمت دُنیا مین پہیلی ہوئی تہی اور جس جس قسم کا جہل اور فساد علمی اور عملی اور اعتقادی امور مین حالت زمانہ پر غالب آگیا تہا اُس ہر ایک قسم کے فساد کے مقابلہ پر پورے پورے زور سے اُن سب ظلمتون کو اُٹہانے کے لیئے اور روشنی کو پہیلانے کے لیئے مین ضروری وقت پر باران رحمت کی طرح اُن صداقتون کو دُنیا مین ظاہر کیا گیا اور حقیقت مین وہ باران رحمت بہی تہا کہ سخت پیاسون کی جان رکہنے کے لیئے آسمان سے اُترا اور دُنیا کی روحانی حیات اسی بات پر موقوف تہی کہ وہ آب حیات نازل ہو اور کوئی قطرہ اُسکا ایسا نہ تہا کہ کسی موجود الوقت بیماری کی دوا نہ ہو اور حالت موجودہ زمانہ نے صدہا سال تک اپنی معمولی گمراہی پر رکہہ کر یہہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ اُن بیماریون کے علاج کو خود بخود بتغیر اتر نے اُس نور کے حاصل نہین کر سکتا اور نہ اپنی ظلمت کو آپ اُٹہا سکتا ہے بلکہ ایک آسمانی نور کا محتاج ہے کہ جو اپنی سچائی کی شعاعون سے دُنیا کو روشن کرے اور اُنکو دکہاوے جنہون نے کبہی نہین دیکہا اور اُنکو سمجہاوے جنہون نے کبہی نہین سمجہا اُمر آسمانی نونے دُنیا مین آکر صرف یہی کام نہین کیا کہ ایسے معارف حقہ ضروریہ پیش کیئے جنکا صفحہ زمین پر

کہ جو حلم اور عفو اور رحم کی تاکید مین اِس سے کچہہ بڑہ کر نہین کیونکر بے نظیر ہو سکتی ہے افسوس حضرات عیسائی ذرا نہین سوچتے کہ اخلاقی امور کو کیقدر شدومد سے بیان کرنا اِس بات کو مستلزم نہین کہ انسان ایسی شدومد سے بیان نہین کر سکتا اور اگر مستلزم ہے تو کوئی برہان منطقی اسپر قایم کرنی چاہیئے تا اُس برہان کے

ایسی بولیون کا الہام کر دیتا ہے جن بولیون سے وہ بندے ناآشنا محض ہین اور جنکو نہ اُنہون نے اپنے ماباپ سے سیکہا اور نہ کسی اُستاد سے تعلیم پائی تو پہر کیا وجہ کہ ابتدا ء

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نشان باقی نہین رہا تہا بلکہ اپنے روحانی خاصہ کے زور سے اُن جواہر حق اور حکمت کو بہت سے سینون مین بہر دیا اور بہت سے دلون کو اپنے دلربا چہرہ کی طرف کہنچ لایا اور اپنی قوی تاثیر سے بہتون کو علم اور عمل کے اعلیٰ مقام تک پہنچایا - اب یہہ دونون قسم کی خوبیان کہ جو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین پائی جاتی ہین کلام الٰہی کی بے نظیری ثابت کرنیکے لیئے ایسے روشن دلائل ہین کہ جیسی وہ خوبیان جو گلاب کے پہول مین سب کے نزدیک انسانی طاقتون سے اعلیٰ تسلیم کیئے گئے ہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر یہہ خوبیان بدیہی طور پر عادت سے خارج اور طاقت انسانی سے باہر ہین اِس شان کی خوبیان گلاب کے پہول مین ہرگز نہین پائی جاتین اِن خوبیون کی عظمت اور شوکت اور بے نظیری اُسوقت کہلتی ہے جب انسان سب کو من حیث الاجتماع اپنے خیال مین لاوے اور اُس اجتماعی ہیئت پر غور اور تدبر سے نظر ڈالے مثلاً اول اِسبات کا تصور کرنیسے کہ ایک کلام کی عبارت ایسے اعلیٰ درجہ کی فصیح اور بلیغ اور ملائم اور شیرین اور سلیس اور خوش طرز اور رنگین ہو کہ اگر کوئی انسان کوئی ایسی عبارت اپنی طرف سے بنانا چاہے کہ جو تمام و کمال اُنہین معانی پر مشتمل ہو کہ جو اُس بلیغ کلام مین پائی جاتی ہین تو ہرگز ممکن نہ ہو کہ وہ انسانی عبارت اُس پایہ بلاغت و رنگینی کو پہنچ سکے پہر ساتہہ ہی یہہ دوسرا تصور کرنیسے کہ اُس عبارت کا مضمون ایسے حقایق و دقایق پر مشتمل ہو کہ جو فی الحقیقۃ اعلیٰ درجہ کی صداقتین ہون اور کوئی فقرہ اور کوئی لفظ اور کوئی حرف ایسا نہ ہو کہ جو حکیمانہ بیان پر مبنی نہ ہو - پہر ساتہہ ہی یہہ تیسرا تصور کرنیسے کہ وہ صداقتین ایسی ہون کہ حالت موجودہ زمانہ کو اُنکی نہایت ضرورت ہو - پہر ساتہہ ہی یہہ چوتہا تصور کرنیسے کہ وہ صداقتین ایسی بے مثیل و مانند ہون کہ کسی حکیم یا فیلسوف کا پتہ نہ مل سکتا ہو کہ اُن صداقتون کو اپنی نظر اور فکر سے دریافت کرنیوالا ہوچکا ہو - پہر ساتہہ ہی یہہ پانچوان تصور کرنیسے کہ جس زمانہ مین وہ صداقتین ظاہر ہوئی ہون ایک تازہ نعمت کی طرح ظاہر ہوئی ہون اور اُس زمانہ کے لوگ اُنکے ظہور سے پہلے اِس راہ راست سے بکلی بیخبر ہون -

ذریعہ سے انجیل کی تعلیم اور ہندؤن کی پُستک بے نظیر ہجاتین مگر جب تک کوئی دلیل بیان نہ ہو تب تک ہم کیونکر ایسی تعلیمون کا بے نظیر ہونا تسلیم کریں جنکے استخراج کے لئے صریحًا انسان کے نفس مین قوت پاتے ہین کیا ہم نرا دعویٰ کسی دلیل کے بغیر تسلیم کرلین یا ایک امر بدیہی البطلان کو حق محض مان لین کیا کرین جو

پیدائش مین جو عین حاجت کا زمانہ ہے انسان کو بولیان تعلیم کرنا خدا یتعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے بعید خیال کیا جائے اور کیون خدا کو کمزور اور عاجز ٹھہرا کر انسان پر اسقدر مصیبتین ڈالی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پھر ساتھ ہی یہہ جیتا تصور کرنے سے کہ اُس کلام مین ایک آسمانی برکت بھی ثابت ہو کہ جو اُسکی متابعت سے طالبِ حق کو خداوندِ کریم کے ساتھہ ایک سچا پیوند اور ایک حقیقی اُنس پیدا ہو جائے اور وہ انوار اُس مین چمکنے لگین کہ جو مردانِ خدا مین چمکنے چاہئین یہہ کل مجموعی ایک ایسی حالت مین معلوم ہوتا ہے کہ عقلِ سلیم بلا توقف و تردّد حکم دیتی ہے کہ بشری کلام کا ان تمام مراتب کاملہ پر مشتمل ہونا ممتنع اور محال اور خارقِ عادت ہے اور بلاشبہ ان تمام فضائل ظاہری و باطنی کو بنظر یکجائی دیکھنے سے ایک رعب ناک حالت اُن مین پائی جاتی ہے کہ جو عقلمند کو اِس بات کا یقین دلاتی ہے کہ اِس کل مجموعی کا انسانی طاقتون سے انجام پذیر ہونا عقل اور قیاس سے باہر ہے اور ایسی رعب ناک حالت گلاب کے پھول مین ہرگز پائی نہین جاتی کیونکہ قرآنِ شریف مین یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اُسکی صفاتِ مذکورہ کہ جو بے نظیری کا مدار ہین نہایت بدیہی الثبوت ہین اور اسی وجہ سے جب معارض کو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا ایک حرف بھی ایسے موقعہ پر نہین رکہا گیا کہ جو حکمت اور مصلحت سے دور ہو اور اُسکا ایک فقرہ بھی ایسا نہین کہ جو زمانہ کی اصلاح کے لئے اشد ضروری نہ ہو اور پھر بلاغت کا یہہ کمال کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ اُسکی ایک سطر کی عبارت تبدیل کر کے بجائے اُسکے کوئی دوسری عبارت لکھہ سکین تو ان پر بھی کمالات کے مشاہدہ کرنے سے معارض کے دل پر ایک بزرگ رعب پڑ جاتا ہے ہان کوئی نادان جس نے ان باتون مین کبھی غور نہین کی شائد بباعث نادانی سوال کرے کہ اِس بات کا ثبوت کیا ہے کہ یہہ ساری خوبیان سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین متحقق اور ثابت ہین سو واضح ہو کہ اِس بات کا یہی ثبوت ہے کہ جنہون نے قرآن شریف کے بیمثل کمالات پر غور کی اور اُسکی عبارت کو ایسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر پایا کہ اُسکی نظیر بنانے سے عاجز رہ گئے اور پھر اُس کے دقایق و حقایق کو ایسے مرتبہ عالیہ پر دیکھا کہ تمام زمانہ مین اُسکی نظیر نظر نہ آئی اور اُس مین وہ تاثیراتِ عجیبہ مشاہدہ کین کہ جو انسانی کلمات مین ہرگز نہین

تو اب ظاہر ہے کہ یہہ کیسا انکا جھگڑا اور کس درجہ کی نادانی ہے کہ ایک بے اصل اور بے ثبوت بات پر اصرار کرتے ہین اور جو راستہ صاف اور سیدھا نظر آتا ہے اُس پر قدم رکہنا نہین چاہتے اور لطف یہہ کہ انجیل کی تعلیم کامل بھی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر کہا جائے تمام محققین کا اِس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ اخلاق کا کامل مرتبہ

جائین جنکی تفصیل مین یہہ بیان کیا جائے کہ انسان پیدا ہوکر پہر ایک مدت دراز تک گونگا اور بے زبان رہا اور اُس بدبختی کے زمانہ مین بصد دقت و مصیبت صرف اشارات سے کام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوا کرتین اور پہر اُسمین یہہ صفت پاک دیکہی کہ وہ بطور ہزل اور فضول گوئی کے نازل نہین ہوا بلکہ عین ضرورت حقہ کے وقت نازل ہوا تو اُنہون نے ان تمام کمالات کے مشاہدہ کرنے سے بے اختیار اُسکی بےمثل عظمت کو تسلیم کر لیا اور اُنمین سے جو لوگ بباعث شقاوتِ ازلی نعمت ایمان سے محروم رہے اُنکے دلون پر بہی اِسقدر ہیبت اور رُعب اُس بےمثل کلام کا پڑا کہ اُنہون نے بہی مبہوت اور سراسیمہ ہوکر یہہ کہا کہ یہہ تو سحر مبین ہے۔ اور پہر منصف کو اِس بات سے بہی قرآنِ شریف کے بےمثل و مانند ہونے پر ایک قوی دلیل ملتی ہے اور روشن ثبوت ہاتہہ مین آتا ہے کہ باوجود اِسکے کہ مخالفین کو تیرہ سو برس سے خود قرآنِ شریف مقابلہ کرنیکی سخت غیرت دلاتا ہے اور لاجواب رہ کر مخالفت اور انکار کرنے والون کا نام شریر اور پلید اور لعنتی اور جہنمی رکہتا ہے مگر پہر بہی مخالفین نے نامردون اور مخنثون کی طرح کمال بےشرمی اور بیحیائی سے اِس تمام ذلت اور بے آبروئی اور بےعزتی کو اپنے لئے منظور کیا اور یہہ روا رکہا کہ انکا نام جہوٹا اور ذلیل اور بیحیا اور خبیث اور پلید اور شریر اور بے ایمان اور جہنمی رکہا جاوے مگر ایک قلیل المقدار سورۃ کا مقابلہ نہ کر سکے اور نہ اُن خوبیون اور صفتون اور عظمتون اور صداقتون مین کچہہ نقص نکال سکے کہ جنکو کلامِ الٰہی نے پیش کیا ہے حالانکہ ہمارے مخالفین پر درحالت انکار لازم تہا اور اب بہی لازم ہے کہ اگر وہ اپنے کفر اور بے ایمانی کو چہوڑنا نہین چاہتے تو وہ قرآنِ شریف کی کسی سورت کی نظیر پیش کرین اور کوئی ایسا کلام بطور معارضہ ہمارے سامہنے لاوین کہ جسمین یہہ تمام ظاہری و باطنی خوبیان پائی جاتی ہون کہ جو قرآنِ شریف کی ہر یک اقل قلیل سورۃ مین پائی جاتی ہین یعنے عبارت اُسکی ایسی اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر با وصف التزامِ راستی اور صداقت اور با وصف التزام ضرورتِ حقہ کے واقعہ ہو کہ ہرگز کسی بشر کے لئے ممکن نہ ہو کہ وہ معانی کسی دوسری ایسی ہی فصیح عبارت مین لا سکے اور مضمون اُسکا نہایت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

صرف اِسمین منحصر نہین ہو سکتا کہ ہر جگہ و ہر محل مین عفو اور درگذر کو اختیار کیا جائے اگر انسان کو صرف عفو اور درگذر کا ہی حکم دیا جاتا تو صدہا کام کہ جو غضب اور انتقام پر موقوف ہین فوت ہو جاتے۔ انسان کی صورتِ فطرت کہ جسپر قایم ہونیسے وہ انسان کہلاتا ہے یہہ ہے کہ خدا نے اُسکی سرشت مین

نکالتا رہا اور جو لمبی تقریرین یا باریک باتین اشارات سے ادا نہ ہو سکین اُنکے ادا کرنے سے قاصر رہ کر اُن نقصانون کو اُٹھاتا رہا کہ جو اُن تقریرون کی عدم تفہیم اور تفہم سے عاید حال

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعلیٰ درجہ کی صداقتون پر مشتمل ہو اور پھر وہ صداقتین بھی ایسی ہون کہ فضول طور پر نہ لکھی گئی ہون بلکہ کمال درجہ کی ضرورت نے اُنکا لکھنا واجب کیا ہو اور نیز وہ صداقتین ایسی ہون کہ قبل اُنکے ظہور کے تمام دُنیا اُن سے بیخبر ہو اور اُنکا ظہور ایک نئی نعمت کی طرح ہو اور پھر اُن تمام خوبیون کے ساتھ ایک یہہ روحانی خاصہ بھی اُن مین موجود ہو کہ قرآنِ شریف کی طرح ان مین وہ صریح تاثیرین بھی پائی جائین جنکا ثبوت ہم نے اس کتاب مین دیا ہے اور ہر وقت طالبِ حق کے لئے تازہ سے تازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور جب تک کوئی معارض ایسی نظیر پیش نہ کرے تب تک اُسی کا عاجز رہنا قرآنِ شریف کی بے نظیری کو ثابت کرتا ہے اور یہہ وجوہ بے نظیری قرآنِ شریف کی جو اسجگہ لکھی گئی ہیہ تو ہم نے بطور تنزل اور کفایت شعاری کے لکھی ہین اور اگر ہم قرآنِ شریف کی اُن تمام دوسری خوبیون کو بھی کہ جو اُسمین پائی جاتی ہین نظیر طلب کرنیکے لئے لازمی شرط ٹھہراوین مثلاً اپنے مخالفون کو یہہ کہین کہ جیسا قرآنِ شریف تمام حقایق اور معارف دینی پر محیط اور مشتمل ہے اور کوئی دینی صداقت اُس سے باہر نہین اور جیسا وہ صدہا امورِ غیبیہ اور پیشگوئیون پر احاطہ رکھتا ہے اور پیشگوئیان بھی ایسی قادرانہ کہ جنمین اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست پائی جاتی ہے یہہ تمام خوبیان بھی ہمراہ متذکرہ بالا خوبیون کے اپنے معارضانہ کلام مین پیش کر کے دکھلاوین تو اس شرط سے انکو تباہی پر تباہی اور موت پر موت آویگی مگر چونکہ جسقدر پہلے اس سے قرآنِ شریف کی خوبیان لکھی گئی ہین وُہی دشمنِ کور باطن کے ملزم اور لاجواب اور عاجز کرنے کے لئے کافی ہین اور اُنہین سے ہمارے مخالفون پر وہ حالت وارد ہوگی جس سے مُردون سے بدتر ہو جائینگے اس لئے قرآنِ شریف کی تمام خوبیون کو نظیر طلب کرنے کے لئے پیش کرنا غیر ضروری ہے اور نیز تمام خوبیون کے لکھنے سے کتاب مین بھی بہت سا طول ہو جائیگا سو اسیقدر قبل ہوذی کے لئے کافی ہتیار

جیسا عفو اور درگذر کی استعداد رکھی ہے ایسا ہی غضب اور انتقام کی خواہش بھی رکھی ہے اور ان تمام قوتون پر عقل کو بطور افسر کے مقرر کیا ہے پس انسان اپنی حقیقی انسانیت تک تب پہنچتا ہے کہ جب فطرتی صورت کے موافق یہہ دونون طور کی قوتین عقل کی تابع ہو کر چلتی رہین یعنے یہہ قوتین مثل رعایا کے ہون اور عقل

ہونی ضروری تھی اور باوجود اِن سب تکالیف کے کہ جو انسان پر پیدا ہوتی ہے پڑ گئیں خدا نے اُسکے دردون کا کچھہ علاج نہ کیا اور اُسکی حاجتون کو پورا نہ کرسکا اور اگرچہ خدا نے اپنی قدرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجھہ کر پیش کیا گیا۔ اب باوصف اِسکے کہ بہ تمام تر رعایت و تخفیف قرآن شریف کی کسی اقل قلیل سورۃ کی نظیر مخالفون سے طلب کیجاتی ہے مگر پھر بھی ہریک باخبر آدمی پر ظاہر ہے کہ مخالفین باوجود سخت حرص اور شدت عناد اور پرلے درجہ کی مخالفت اور عداوت کے مقابلہ اور معارضہ سے قدیم سے عاجز رہے ہین اور اب بھی عاجز ہین اور کسی کو دم مارنے کی جگہہ نہین اور باوجود اِس بات کے کہ اِس مقابلہ سے اُنکا عاجز رہنا اُنکو ذلیل بناتا اور جہنمی ٹھراتا ہے کافر اور بے ایمان کا اُنکو لقب دیتا ہے بے حیا اور بے شرم اُنکا نام رکہتا ہے مگر مُردہ کی طرح اُنکے مونہہ سے کوئی آواز نہین نکلتی پس لاجواب رہنے کی ساری ذلتون کو قبول کرنا اور تمام ذلیل نامون کو اپنے لئے روا رکہنا اور تمام قسم کی بیحیائی اور بے شرمی کی خس و خاشاک کو اپنے سر پر اُٹھا لینا اِس بات پر نہائت روشن دلیل ہے کہ اِن ذلیل چمگادردون کی اُس آفتابِ حقیقت کے آگے کچھہ پیش نہین جاتی پس جبکہ اُس آفتاب صداقت کی اِسقدر تیز شعاعین چارون طرف سے چھوٹ رہی ہین کہ اُنکے سامنے ہمارے دشمن خفاش سیرت اندھے ہو رہے ہین تو اِس صورت مین یہہ بالکل مکابرہ اور سخت جہالت ہے کہ گلاب کے پہول کی خوبیون کو کہ جو بہ نسبت قرآنی خوبیون کے ضعیف اور کمزور اور قلیل الثبوت ہین اِس مرتبہ بے نظیری پر سمجھا جائے کہ انسانی قوتین اُنکی مثل بنانے سے عاجز ہین مگر اُن اعلیٰ درجہ کی خوبیون کو کہ جو کہ گلاب کے پہول کی ظاہری و باطنی خوبیون سے افضل و بہتر اور قوی الثبوت ہین ایسا خیال کیا جائے کہ گویا انسان اُنکی نظیر بنانے پر قادر ہے حالانکہ جس حالت مین انسان مین یہہ قدرت نہین پائی جاتی کہ ایک گلاب کے پہول کی جو صرف ایک ساعت تر و تازہ اور خوشنما نظر آتا ہے اور دوسری ساعت مین نہائت افسردہ اور پژمردہ اور بدنما ہو جاتا ہے اور اُسکا وہ لطیف رنگ اُڑ جاتا ہے اور اُسکے پات ایک دوسرے سے الگ ہو کر گر پڑتے ہین نظیر بنا سکے تو پہر ایسے حقیقی پہول کا مقابلہ کیونکر ہو سکے جسکے لئے مالکِ ازلی نے بہار جاودان رکہی ہے اور جسکو ہمیشہ

مثل بادشاہ عادل اُنکی پرورش اور فیض رسانی اور رفع تنازعہ اور مشکل کشائی مین مشغول رہے مثلاً ایک وقت غضب نمودار ہوتا ہے اور حقیقت مین اُس وقت حلم کے ظاہر ہونیکا موقعہ ہوتا ہے پس ایسے وقت مین عقل اپنی فہمائش سے غضب کو فرو کرتی ہے اور حلم کو حرکت دیتی ہے اور بعض وقت غضب کرنیکا وقت ہوتا ہے

کاملہ سے انسان کو عدم محض سے بنایا پھر اُسکو زبان عطا کی آنکھین دئین کان دیئے اور ہر
طرح طرح کی ترقیات کے لئے استعداد بخشی اسی طرح اپنی قدرت کاملہ سے اِسقدر نعمتین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ باد خزان کے صدمات سے محفوظ رکھا ہے اور جسکی طراوت اور ملایمت اور حسن اور نزاکت مین کبھی فرق
نہین آتا اور کبھی افسردگی اور پژمردگی اُسکی ذات بابرکات مین راہ نہین پاتی بلکہ جسقدر پُرانا ہوتا جاتا ہے
اُسیقدر اُسکی تازگی اور طراوت زیادہ سے زیادہ کھلتی جاتی ہے اور اُسکے عجائبات زیادہ سے زیادہ
منکشف ہوتے جاتے ہین اور اُسکے حقایق دقایق لوگون پر بکثرت ظاہر ہوتے جاتے ہین تو پھر ایسے
حقیقی پھول کے اعلیٰ درجہ کے فضایل اور مراتب سے انکار کرنا پرلے درجہ کی کور باطنی ہے یا نہین بہرحال
اگر کوئی ایسا ہی نابینا ہو کہ جو اپنی اِس کور باطنی سے اِن خوبیون کی شان عظیم کو نہ سمجھتا ہو تو یہ بار ثبوت
اُسی نادان کی گردن پر ہے کہ جو کچھ ہم نے بے نظیری کلام الٰہی کا ثبوت دیا ہے اور جسقدر ہم نے وجوہ
متفرقہ سے اُس پاک کلام کا انسانی طاقتون سے بلند تر ہونا بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے اُن سب فضائل قرآنی
کی نظیر پیش کرے اور کسی انسان کے کلام مین ایسے ہی کمالات ظاہری و باطنی دکھلاوے جنکا کلام الٰہی مین پایا
جانا ہم نے ثابت کر دیا ہے اب اتمام حجت کے لئے کچھ دقایق و حقایق سورۂ فاتحہ کے ذیل مین لکھے جاتے
ہین مگر اول سورۃ فاتحہ کو لکھ کر پھر اُسکے معارف عالیہ کا لکھنا شروع کرینگے اور سورۃ فاتحہ یہ ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک
نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم
ولا الضالین اِس سورۃ کی تفسیر جسمین کسیقدر بطور نمونہ اِس سورۃ کے معارف و حقایق مذکور ہین ذیل مین
لکھے جاتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور
قرآن شریف کی دوسری سورتون پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف مین یہ آیت آئی ہے
اور جسقدر تکرار اِس آیت کا قرآن شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اِسقدر تکرار نہین پایا جاتا

اور علم پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے وقت مین عقل غضب کو مشتعل کرتی ہے اور علم کو درمیان سے اُٹھا لیتی ہے خلاصہ
یہ کہ تحقیق عمیق سے ثابت ہوا ہے کہ انسان اِس دنیا مین بہت سی مختلف قوتون کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور
اُسکا کمال فطرتی یہ ہے کہ ہر یک قوت کو اپنے اپنے موقعہ پر استعمال مین لاوے غضب کی جگہ پر غضب

عطا فرمائین جنکو انسان گن نہین سکتا لیکن وہی قادرِ خدا بولی جو انسان کے لئے نہائیت ضروری تہی انسان کو سکہلا نہ سکا یہانتک کہ انسان نے مدت دراز تک بے زبانی کی تکلیفیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور چونکہ اسلام مین یہہ سُنت ٹہر گئی ہے کہ ہر یک کام کے ابتدا مین جسمین خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اِس آئیت کو پڑہ لیتے ہین اِس لئے یہہ آئیت دشمنون اور دوستون اور چہوٹون اور بڑون مین شہرت پاگئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بیخبر مطلق ہو تب بہی امید قوی ہے کہ اِس آئیت سے ہرگز اُسکو بیخبری نہین ہوگی۔

اب یہہ آئیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے اُنکو بہی سُن لینا چاہئے سو منجملہ اُنکے ایک یہہ ہے کہ اصل مطلب اِس آئیت کے نزول سے یہہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندون کو اِس نکتۂ معرفت کی تعلیم کیجائے کہ ذات واجب الوجود کا اسمِ اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربّانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور منزّہ عن جمیع رذایل اور معبودِ برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اِس اسمِ اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کی گئی ہین یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت انہین دو صفتون کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اُسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دُنیا مین اُترنا اور بندون کو اُس سے مطلع کیا جانا یہہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بہی تفصیل سے لکہا جائیگا) یہہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بہلائی کے لئے پیدا کیا ہے یہہ تمام جود اور بخشش صفتِ رحمانیت کے رو سے ہی اَور کوئی شخص دعویٰ نہین کر سکتا کہ یہہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اِسی طرح خدا کا کلام بہی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے اُترا وہ بہی اِس صفت کے رو سے اُترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہہ دعویٰ کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اُسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

رحم کی جگہ پر رحم یہہ نہین کہ نرا حلم ہی حلم ہو اور دوسری تمام قوتون کو معطّل اور بیکار چہوڑ دے ہان منجملہ تمام اندرونی قوتون کی قوتِ حلم کو بہی اپنے موقعہ پر ظاہر کرنا ایک انسان کی خوبی ہے مگر انسان کی فطرت کا درخت جسکو خدا نے کئی شاخون پر جو اُسکی مختلف قوتین ہین منقسم کیا ہے صرف ایک شاخ کے سرسبز ہونے سے کامل

اُٹھا کر آپ بولی کو اسپا دکیا - کیا یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے خدا کی قُدرت الوہیت قابلِ تعریف ٹھہر سکتی ہے - کیا کوئی ایماندار اُس کامل اور قادرِ مُطلق کی نسبت ایسی بدظنی کر سکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اُسکے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اُسکے ارادون سے خلق اللہ کو مطلع کیا اُنہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اُسکے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہان یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام اُنہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکھتے ہون کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہین لیکن یہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلامِ الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروراتِ حقّہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضروراتِ حقّہ پیدا ہو گئین اور زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلامِ الٰہی نازل ہو اُسی زمانہ مین خدا تعالیٰ نے جو حکیمِ مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گو لاکھون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصّف ہون اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہون اُنپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعتِ حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات ومخاطبات حضرتِ احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہو جاتے ہین اور وہ بھی اُسوقت کہ جب حکمتِ الٰہیہ کے نزدیک اُن مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورتِ حقّہ پیدا ہو اور اُن دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہ ہے کہ شریعتِ حقانی کا نازل ہونا اُس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دُنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادۂ استقامت سے منحرف ہو گئے ہون اور اُنکے راہِ راست پر لانیکے لئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو اُنکی آفاتِ موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور اُنکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلّی اُٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالتِ فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پُرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات ومخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہین اُنکی

نہین کہلا سکتا بلکہ وہ اُسی حالت مین کامل کہلائیگا کہ جب ساری شاخین اُسکی سرسبز وشاداب ہون اور کوئی شاخ حدِ موزونیت سے کم یا زیادہ نہ ہو یہ بات بہ بداہتِ عقل ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر جگہ یہی خلق خلق اچھا نہین ہو سکتا کہ شریر کی شرارت سے درگذر کیجائے بلکہ خود قانونِ فطرت ہی اِس خیال کا ناقص

ہے کہ وہ اپنی قدرت نمائی کے پہلے زمانہ میں ہے جبکہ خدائی کی طاقتین بیخبر بندون پر ظاہر کرنا منظور تھا بعض ضروری قدرتون کے دکھلانے سے عاجز رہا کیا قریب قیاس ہے کہ جبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

لئے غالباً اس ضرورتِ عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر اُن مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اُسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اُس ضرورتِ حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اُسکے نزول کی اشد ضرورت حاجت ہو غرض کلامِ الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورتِ حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندہیر ہوجاتا ہے اور کچھہ نور باقی نہین رہتا تو اُسیوقت تم سمجھہ جاتے ہو کہ اب ماہِ نو کی آمد نزدیک ہے اسی طرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اُس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساکِ باران سے لوگون کا حال تباہ ہوجاتا ہے تو اُسوقت عقلمند لوگ بارانِ رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بھی بعض مہینے برسات کے لئے مقرر کر رکھے ہین یعنی وہ مہینے جن مین فی الحقیقۃ مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن مہینون مین جو مینہہ برستا ہے اُس سے یہہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص اُن مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہہ سمجھا جاتا ہے کہ یہہ وہ مہینے ہین جن مین زمیندارون کو بارش کی ضرورت ہے اور جن مین بارش کا ہوجانا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلامِ الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے جہت سے نہین ہے یعنے علتِ موجبہ اُس کلام کے نزول کی یہہ نہین ہوسکتی کہ کوئی شخص نہایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھہ چکے ہین کتبِ آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورتِ حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہوکر ایک

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہونا ظاہر کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مدبرِ حقیقی نے انتظامِ عالم اسی مین رکھا ہے جو کبھی نرمی اور کبھی درشتی کیجاوے اور کبھی عفو اور کبھی سزا دیجائے اور اگر صرف نرمی ہی ہو یا صرف درشتی ہی ہو تو پھر نظامِ عالم کی کل ہی بگڑ جاتی ہے پس اس سے ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر محل مین عفو کرنا حقیقی نیکی نہین ہے بلکہ ایسی

نے چندین ہزار مخلوقات کو بغیر مدد مادہ اور ہیولیٰ کے ایک حکم سے پیدا کر دکھایا وہ پولیون کی ایجاد پر قادر نہیں ہو سکتا تھا کیا کوئی عقل اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اُس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سو یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کی رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اُس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچکر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اُسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دنیا کے لئے مبارک ہو گئی اور دُنیا نے اُس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دُنیا کے لئے اُس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اُس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اُس وقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مر چکی تھی اور بر اور بحر میں ایک بھاری فساد واقعہ ہو چکا تھا پس اُس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مر گئی تھی اب خدا اُس کو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کے لئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور بارانِ رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر اُن بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے اُن کے پاس نہیں

تعلیم کو کامل تعلیم سمجھنا ایک غلطی ہے جو اُن لوگوں کو لگی ہوئی ہے جن کی نگاہیں انسان کی فطرت کے پورے گہراؤ تک نہیں پہنچتیں اور جن کی نظر اُن تمام قوتوں کے دیکھنے سے بند رہتی ہے جو انسان کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرنے کے لئے عطا کی گئی ہیں۔ جو شخص گئے تار جا بجا ایک ہی قوت کو استعمال

انسان کو ایک بڑی مصلحت کے لئے پیدا کیا اور اپنے خاص ارادہ سے اُسکو اشرف المخلوقات
بنایا وہ اُسکی پیدایش کو ادہورا چھوڑ دیتا اور پھر انسان اتفاقی طور پر اپنے نقصان کی آپ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

رہتی پس رحمانِ مطلق جیسا جسم کی غذا کو اُسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت
کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے ہان یہ بات درست
ہے کہ خدا کا کلام اُنہین برگزیدہ لوگون پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور اُنہین سے
وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہین کہ جس سے
خدا راضی اور خوش ہو اُسپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورتِ حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہوجایا کرے یا خدا تعالے
یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارتِ لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اُس سے ہر وقت باتین
کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اُسیوقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اُسکے نزول کی ضرورت پیش آ
جائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل
کا عمل نہین اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بیخبر ہین۔
پھر بعد اسکے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض
ہوجانا اور اُسکی برکات اور انوار سے متمتع ہوکر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے
ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع مین آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے
بعد ذکر صفتِ رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلامِ الٰہی کی تاثیرین جو نفوس
انسانیہ مین ہوتی ہین یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اعراض صوری و معنوی سے پاک
ہوجاتا ہے جس قدر کسی کے دل مین خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جد و جہد سے متابعت
اختیار کرتا ہے اُسیقدر کلامِ الٰہی کی تاثیر اُسکے دلپر ہوتی ہے اور اُسیقدر وہ اُسکے انوار سے متمتع
ہوتا ہے اور علاماتِ خاصہ مقبولان الٰہی کی اُسمین پیدا ہوجاتی ہین۔ دوسری صداقت کہ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کیا جاتا ہے اور دوسری تمام اخلاقی قوتون کو بیکار چھوڑ دیتا ہے وہ گویا اُس فطرت کو جو خدا نے عطا کی
ہے منقلب کرنا چاہتا ہے اور فعل حکیم مطلق کو اپنی کوتہ فہمی سے قابل اعتراض ٹھہراتا ہے کیا یہ کچھ
خوبی کی بات ہے کہ ہم ہر یک وقت بغیر لحاظ موقعہ و مصلحت اپنے گناہگارون کے گناہون سے درگذر

تکمیل کرتا کیا جس ذات کو اُن تمام بولیون کا قدیم سے علم حاصل ہے اور جسکی نظر عمیق کے
آگے سب موجود ہونیوالی چیزین موجود بالفعل کا حکم رکہتی ہین اور جسکی قدرت تامہ ہر یک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مین موضوع ہے یہہ ہے کہ یہہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنیکے لئے نازل ہوئی ہے اور اِسکے
پڑہنے سے مدعا یہہ ہے کہ تا اُس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیجائے جسکی صفتون مین سے
ایک یہہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کے لئے محض تفضّل اور احسان سے اسباب خیر اور
برکت اور رشد کے پیدا کردیتا ہے اور دوسری صفت یہہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنے سعی اور کوشش
کرنیوالون کی کوششون کو ضائع نہین کرتا بلکہ اُنکے جد وجہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور اُنکی
محنت کا پہل اُنکو عطا فرماتا ہے اور یہہ دونون صفتین یعنے رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہین کہ بغیر اُنکے
کوئی کام دُنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہین سکتا اور اگر غور کر کے دیکہو تو ظاہر ہوگا کہ دُنیا کی تمام
مہمات کے انجام دینے کے لئے یہہ دونون صفتین ہر وقت اور ہر لحظہ کام مین لگی ہوئی ہین خدا کی
رحمانیت اُسوقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابہی پیدا ہی نہین ہوا تہا سو وہ رحمانیت
انسان کے لئے ایسے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اُسکی طاقت سے باہر ہین اور جنکو وہ کسی حیلہ
یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہین کرسکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش مین نہین دیئے جاتے بلکہ
تفضّل اور احسان کی راہ سے عطا ہوتے ہین جیسے نبیون کا آنا کتابون کا نازل ہونا بارشون کا ہونا
سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کامون مین لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح
کی قوتون اور طاقتون کے ساتہہ مشرف ہو کر اس دنیا مین آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور
ایک کافی مدت تک عمر پانا یہہ وہ سب امور ہین کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور مین آتے
ہین اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقون کو پاکر خداداد قوتون کو کسی
فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو

کیا کرین اور کبہی اس قسم کی ہمدردی نہ کرین جسمین شریر کی شرارت کا علاج ہو کر آئندہ کو اُسکی طبیعت
سدہر جائے۔ ظاہر ہے کہ جیسے بات بات مین سزا دینا اور انتقام لینا مذموم وخلاف اخلاق ہے
اسی طرح یہہ بہی خیر خواہی حقیقی کے برخلاف ہے کہ ہمیشہ یہی اصول ٹہرایا جاوے کہ جب کبہی کسی سے کوئی

طور کی تعلیم و تفہیم کر سکتی ہے وہ اِس لائق ہے کہ اُسکی نسبت یہہ گمان کیا جائے کہ اُس نے دیدہ و دانستہ انسان کو بے زبانی کی حالت مین دیکھہ کر پھر اُسکو زبان سکھلانے سے دریغ

بقیہ حاشیہ نمبر ١١ اُسوقت عادتِ الٰہیہ اِس طرح پر جاری ہے کہ وہ اُسکی کوششون کو ضایع ہونے نہین دیتا بلکہ اُن کوششون پر ثمراتِ حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہہ اُسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مُردہ محنتون مین جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہئے کہ آیتِ ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کیجائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے اُن سب اسباب کو محض لُطف اور احسان سے میسّر کر دے کہ جو کلامِ الٰہی کی متابعت مین جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہین جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسّر آجانا طاقتون اور قوتون کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسائش اور امن مین خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آپڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہہ سب اُمور صفتِ رحمانیت سے حاصل ہوتے ہین۔ اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذاتِ کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششون پر ثمراتِ حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتون کو ضایع ہونے سے بچاوے اور اُسکی سعی اور جد و جہد کے بعد اُسکے کام مین برکت ڈالے پس اِس طور پر خدا تعالیٰ کی دونون صفتون رحمانیت اور رحیمیت سے کلامِ الٰہی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر یک ذیشان کام کے ابتدا مین تبرک اور استمداد چاہنا یہہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بیخبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئین بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھہ کر خداوند قادرِ مطلق سے اُسکی رحمانیّت اور رحیمیت کی برکتین طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ

مجرمانہ حرکت صادر ہو تو جھٹ پٹ اُسکے جُرم کو معاف کیا جائے۔ جو شخص ہمیشہ مجرم کو سزا کے بغیر چھوڑ دیتا ہے وہ ایسا ہی نظامِ عالم کا دشمن ہے جیسے وہ شخص کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین انتقام اور کینہ کشی پر مستعد رہتا ہے۔ نادان لوگ ہر محل مین عفو اور درگذر کرنا پسند کرتے ہین یہہ نہین سوچتے کہ ہمیشہ

کیا یہانتک کہ انسان اُسکی کم التفاتی کی وجہ سے مُدّت دراز تک حیوانون اور وحشیون کی طرح اپنی زندگی کو بسر کرتا رہا اور پھر آخر کار اُسکو آپ ہی سوجھی کہ کوئی بولی ایجاد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی یہہ صفتین خود بخود اپنے کام مین لگی ہوئی ہین مگر اُس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہہ قانونِ قُدرت مقرر کر دیا ہے کہ اُسکی دعا اور استمداد کو کامیابی مین بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات مین دلی صدق سے دُعا مانگتے ہین اور اُنکی دُعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو فیضانِ الٰہی اُنکی مشکل کشائی کی طرف توجّہ کرتا ہے۔ ہریک انسان جو اپنی کمزوریون پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصورون کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہین ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اُسکو یہہ سمجہاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اُس سے مدد طلب کرنی چاہیئے یہہ سچی عبودیت کا جوش ہریک ایسے دل مین پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکہتا ہے ہر ایک صادق آدمی جس کے روح مین کسی قسم کے غرور اور عُجب نے جگہ نہین پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئین کسی کام کے انجام دینے کے لایق نہین پاتا اور اپنے نفس مین کچہہ قُوّت اور طاقت نہین دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اُسکی کمزور روح آسمانی قُوّت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اُسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال وجلال کے ساتھہ نظر آتی ہے اور اُسکی رحمانیّت اور رحیمیت ہریک کام کے انجام کے لئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اِس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اِس لایق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قُوت سے قُوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات مین کامیابی حاصل کرے۔ اِس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلّف درکار نہین ہین بلکہ ہریک انسان کے روح مین اِسکے سمجہنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اِسکی صحت پر بہ تواتر شہادت دیتے ہین۔

در گذر کرنے سے نظامِ عالم مین ابتری پیدا ہوتی ہے اور یہہ فعل خود مجرم کے حق مین ہی مُضر ہے کیونکہ اُس سے اُسکی بدی کی عادت پکی جاتی ہے اور شرارت کا ملکہ راسخ ہوتا جاتا ہے ایک چور کو سزا کے بغیر چھوڑ دو پھر دیکھو کہ دوسری مرتبہ کیا رنگ دکہاتا ہے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے اپنی اُس کتاب مین

کیا سخت نادانی اور کور باطنی ہے۔ اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم گذرے کہ اب جنگلی آدمیون کو جو بے زبانی کی حالت مین محض اشارات سے گذارہ کرتے ہین کیون بذریعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جنہ نہین سمجہنا چاہئے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکہی ہین پس اُن طاقتون کے ہوتے ہوئے پہر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بے شک یہہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کے لئے کچہہ کچہہ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پہر بھی اُس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہمکو محروم کرنا روا نہین رکہا جو کچہہ ہمکو اُس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچہہ اُس سے مانگا جاتا ہے اُسکی نہایت نہین علاوہ اِسکے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین اُنکے حاصل کرنے کے لئے کچہہ بھی ہمکو طاقت نہین دی گئی اب اگر غور کرکے دیکہو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچہہ اُن مین سے سماوی اور کچہہ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجہہ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکی کُنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اُسکے سمجہانے کی اِس جگہ ضرورت بہی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکہا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کے لئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ہماری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے

اور اِس تعلیم کو کامل خیال کرنا بہی بہاری غلطی ہے ایسی تعلیم ہرگز کامل نہین ہو سکتی بلکہ یہہ اُن ایام کی تدبیر ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کا اندرونی رحم بہت کم ہو گیا تہا اور بے رحمی اور بے مروتی اور سنگدلی اور قساوتِ قلبی اور کینہ کشی حد سے زیادہ بڑہ گئی تہی اور خدا کو منظور تہا کہ جیسا وہ لوگ مبالغہ سے کینہ کشی کی طرف

الہام کے کسی بولی سے مطلع نہین کیا جاتا اور کیون کوئی بچۂ نوزاد جنگل مین رکھنے سے خدا کی طرف سے کوئی الہام نہین پاتا تو یہہ خدا کے صفات کی ایک غلط فہمی ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور یہہ طریق کچھہ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھہ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستے پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ اِنہین قوانینِ قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہہ قوانین کچھہ نئے نہین ہین یہہ عیسائیون کے خدا کی طرح کچھہ مستحدث بات نہین بلکہ خدا کا یہہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرتِ تجارب سے ہریک طالبِ صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہ ہو ہر عاقل سمجھہ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالتِ ضُعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مددون کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرفِ مُطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبر گیران نہو اور پھر اُسکی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہو جائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامون کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امورِ عظیمہ سے اوّق اور الطف ہے خداوند قادرِ مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک واستمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اُسکی طرف کھنچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقتہ ہریک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرّفِ مُطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جسکا نام قرآنِ شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجہ ہو کر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھہ قبل از سعی درکار ہے اُسکو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام وکمال کر چکی اور انسان توفیق پاکر اپنی قوتون کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجا لاوے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھہ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اُسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اُسکی محنتون کو

مائل تہے ایسا ہی بمبالغہ تمام رحم اور درگذر کی طرف مائل کیا جاوے لیکن یہہ رحم اور درگذر کی تعلیم ایسی تعلیم نہ تہی کہ جو ہمیشہ کے لئے قایم رہ سکتی کیونکہ حقیقی مرکز پر اُسکی بُنیاد نہ تہی بلکہ اُس قانون کی طرح جو مختص المقام ہوتا ہے صرف سرکش یہودیون کی اصلاح کے لئے ایک خاص مصلحت تہی اور صرف چند روزہ انتظام تھا

القا اور الہام ایسا امر نہیں ہے کہ جو ہر جگہ جا بیجا بلالحاظ مادّہ قابلہ کے ہوجایا کرے بلکہ القا اور الہام کے لئے مادّہ قابلہ کا ہونا نہایت ضروری شرط ہے اور دوسری شرط

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ضایع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈھتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اُسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خداتعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہیں دیتا اور آخر جوئندہ یابندہ ہوجاتا ہے غرض یہہ صداقتیں ایسی بیّن الظہور مین کہ ہریک شخص خود تجربہ کرکے اِنکی سچائی کو شناخت کرسکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ بشرط کسیقدر عقلمندی کے یہہ بدیہی صداقتیں اُسپر چھپی رہیں ہان یہہ بات اُن عام لوگون پر نہیں کُھلتی کہ جو دلون کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر اُنکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرّف فی الاسباب ہے اُسکے تصرّفات لطیفہ پر اُنکو علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ اُنکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لین کہ ہزارہا بلکہ بےشمار ایسے اسباب سماوی وارضی انسان کے ہریک جسم کی آرائش کے لئے درکار ہین جنکا بہم پہنچنا ہرگز انسان کے اختیار اور قُدرت مین نہیں بلکہ ایک ہی ذات مستجمع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانون کے اوپر سے زمینون کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور اُن پر ہر طور تصرف اور قُدرت رکہتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہین وہ اس بات کو بلا تردّد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہین اور جو اُن سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہین وہ اس مسئلہ مین حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہین لیکن یہہ شُبہہ کرنا کہ یہہ استعانت بعض اوقات کیون بے فائدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیون خدا کی رحمانیت ورحیمیت ہریک وقت استعانت مین تجلّی نہیں فرماتی پس یہہ شُبہہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خداتعالیٰ اُن دعاؤن کو کہ جو خلوص کے ساتھ کیجائین ضرور سُنتا ہے اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والون کے لئے مدد بھی کرتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استعداد اور دعا مین خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اُسکی روحانی حالت درست ہوتی ہے بلکہ اُسکے

اور مسیح کو خوب معلوم تھا کہ خدا جلد تر اس عارضی تعلیم کو نیست و نابود کرکے اُس کامل کتاب کو دُنیا کی تعلیم کے لئے بھیجیگا کہ جو حقیقی نیکی کی طرف تمام دُنیا کو بُلائیگی اور بندگان خدا پر حق اور حکمت کا دروازہ کھول دیگی اسلئے اُسکو کہنا پڑا کہ ابھی بہت سی باتین قابل تعلیم باقی ہین جنکی تم ہنوز برداشت نہیں کرسکتے مگر میرے

یہہ بھی ہے کہ اُس الہام کے لئے ضرورت حقّہ بھی پائی جائے۔ ابتدا مین جب خدانے انسان کو پیدا کیا اُسوقت بذریعہ الہام بولیون کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا کہ جسمین دونون طور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونٹون مین دُعا اور اُسکے دل مین غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اُسکی دعا کو سُن تو لیتا ہے اور اُسکے لئے جو کچھہ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی اُن الطاف خفیہ کو شناخت نہین کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اِس آیت کے مضمون کو نہین سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنی یہہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے بُری ہو اور خدا چیزون کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ اب ہماری اِس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کسقدر عالیشان صداقت ہے جسمین حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص مین ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اَور کتاب مین نہین پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم مین پائی جاتی ہے تو وہ اُس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتون کے جو ہم نیچے لکھتے ہین نکالکر پیش کرے۔

اِس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنون نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین مین سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہین جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین مین اعتراض مُندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نراین سنگھ نام وکیل امرتسری ہین جنہون نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھہ کر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی لوح اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاشک مین درج کر دیا ہے سو ہم اُس اعتراض کو معہ جواب اُسکے کے لکھنا مناسب سمجھتے ہین تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے

بعد ایک دوسرا آنیوالا ہے وہ سب باتین کھولدیگا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائیگا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانون پر جا بیٹھے اور ایک مدت تک وہی ناقص کتاب لوگون کے ہاتھہ مین رہی اور پھر اُسی نبی معصوم کی پیشین گوئی کے بموجب قرآن شریف کو خدا نے نازل کیا اور

کی شرائط موجود تہی۔ اوّل ذاتی قابلیت پہلے انسان مین جیساکہ چاہئے الہام پانیکے لئے موجود تہی دوسری ضرورتِ حقّہ بہی الہام کی مقتضی تہی کیونکہ اُسوقت بجز خداتعالی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے وہ اُنکو تاریکی دکہائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اُسکو بدبو تصوّر کرتے ہین سواب جاننا چاہئیے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگون نے کیا ہے وہ یہہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ مین واقع ہے یہہ فصیح طرز پر نہین اگر رحیم الرحمن ہوتا تو یہہ فصیح اور صحیح طرز تہی کیونکہ خدا کا نام رحمان باعتبار اُس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اُس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہہ اعتراض ہے کہ اُن دونون صاحبون نے اپنی آنکہین بند کرکے اُس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جن مین بڑے بڑے شاعر بہی تہے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کرچکے ہین بلکہ بڑے بڑے معاند اِس کلام کی شانِ عظیم سے نہایت درجہ تعجب مین پڑ گئے اور اکثر ان مین سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاقِ سخن سے عارف اور باانصاف تہے وہ طرزِ قرآنی کو طاقتِ انسانی سے باہر دیکہہ کر ایک معجزہ عظیم یقین کرکے ایمان لے آئے جنکی شہادتین جابجا قرآن شریف مین درج ہین اور جو لوگ سخت کور باطن تہے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت مین اُنکو بہی کہنا پڑا کہ یہہ سحر عظیم ہے جسکا مقابلہ نہین ہوسکتا چنانچہ اُنکا یہہ بیان بہی فرقان مجید کے کئی مقام مین موجود ہے اب اُسی کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن مین سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطرین عربی کی بہی صحیح اور بلیغ طور پر لکہنے کا ملکہ نہین اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا تو بجز ٹوٹے ہوئے اور بے ربط اور غلط فقرون کے کچہہ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کرکے دیکہہ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلّی بے بہرہ بلکہ فارسی بہی اچہی طرح نہین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ایسی جامع شریعت عطا فرمائی جسمین نہ توریت کی طرح خواہ نخواہ ہر جگہ اور ہر محل مین دانت کے عوض دانت نکالنا ضروری لکہا اور نہ انجیل کی طرح یہہ حکم دیا کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین دست دراز لوگون کے طمانچہ کہانے چاہئیے بلکہ وہ کامل کلام عارضی خیالات سے ہٹاکر حقیقی نیکی کی طرف ترغیب دیتا ہے اور جس

کے اور کوئی حضرتِ آدم کے لئے رفیق شفیق نہ تھا کہ جو اُنکو بولنا سکھاتا پھر اپنی تعلیم سے شائستگی اور تہذیب کے مرتبہ تک پہنچاتا بلکہ حضرتِ آدم کے لئے صرف ایک خدا تعالیٰ ہی تھا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

جاننا اور افسوس کہ عیسائی مقدم الذکر کو یہہ بھی خبر نہیں کہ یورپ کے اہلِ علم کہ جو اُسکے بزرگ اور پیشرو ہیں جنکا پورٹ صاحب وغیرہ انگریزوں نے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کو اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں اور ہر دانا کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جب ایک کتاب جو خود ایک اہلِ زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اُسکی کمال بلاغت پر تمام اہلِ زبان بلکہ سبعہ معلّقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلّم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فنِ سخن سے محض بے نصیب اور توغّل علومِ عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی کونے عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابلِ اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھ کر بات کرتے ہیں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ اہلِ زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت میں اپنی جہالت اور خرفطرتی دکھلانا ہے پہلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دُنیوی معاملہ میں ذرا ایک آدہ گھنٹہ تک ہمکو بولکر تو دکھلاوے تا اول ہی لوگوں پر کُھلے کہ اُسکو سیدہی سادی اور بامحاورہ اہلِ عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اُسکو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اُسکے سامنے بولنے کے لئے پیش کریں تو وہ عربوں کی طرح اور اُنکے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنسا رہ جائے اور اگر شک ہے تو اُسکو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اسبات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کرینگے جسمیں چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آویں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اُسی وقت اُنکو بتلایا جائیگا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کہ جو مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان میں بیان فرما دیں پھر اگر منصفوں نے یہہ لکھ دیا کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لینگے کہ اُنکا اہلِ زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ جائے تعجب نہیں بلکہ اُسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام اُنکو دیئے جائینگے لیکن اگر اُسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنی ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی اپنا لیاقتی ہو ڈر کر کسی جبار کے ذریعہ سے یہہ اطلاع ہی نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کے لئے طلب ہوں

بات میں واقعی طور پر بھلائی پیدا ہو خواہ وہ بات درشت ہو یا نرم اُسی کے کرنیکے لئے تاکید فرماتا ہے جیسا فرمایا ہے وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله الجزو نمبر ۲۵ یعنے بدی کی پاداش میں اُصولِ انصاف تو یہی ہے کہ بدکن آدمی اسیقدر بدی کا سزاوار ہے جسقدر اُسنے بدی

جس نے تمام ضروری حوائج آدم کو پورا کیا اور اُسکو آپ حُسنِ تربیت اور حسن تادیب سے بمرتبۂ حقیقی انسانیت کے پہنچایا ہاں بعد اُسکے جب اولاد حضرتِ آدم کی دُنیا مین پہیل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو پہر ہم بجز اِسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہین اور کیا کہہ سکتے ہین۔ اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر عماد الدین جیسے ہزار ہا بلکہ ہزاروں عمادالدین ہون تب بھی وہ کسی اہلِ زبان کا مقابلہ نہین کرسکتے پہر جس حالت مین وہ عربون کے سامنے بھی بول نہین سکتے اور فی الفور گونگا بننے کے لئے طیار ہین تو پہر اُن عیسائیون اور آریون کی ایسی سمجھہ پر ہزار حیف اور دو ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کرکے اُس بیمثیل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہین کہ جسنے سید العرب پر نازل ہوکر عرب کی تمام فصیحون اور بلیغون سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اُتار گیا اور معلقہ مذکورہ کی شاعرون مین سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تہا وہ بلا توقف اُس کتاب پر ایمان لایا پہر دوسرا افسوس یہہ کہ اِن نادان عیسائی کو اتبک یہہ بھی خبر نہین کہ بلاغتِ حقیقی اِس امر مین محدود نہین کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل مین خواہ نخواہ مقدم رکھا جائے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جائے سو اِس جگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے مین کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اِس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتون مین آویگا اور اب ہم سورۂ ممدوحہ کی دوسری آیتون کو تفصیل سے لکھتے ہین اور وہ یہہ ہے۔ الحمد للہ۔ تمام محامد اُس ذاتِ معبودِ برحق مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ کو ثابت ہین جسکا نام اللہ ہے ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہین کہ قرآنِ شریف کی اصطلاح مین اللہ اُس ذاتِ کامل کا نام ہے کہ جو معبودِ برحق اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف مین اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہہ رتبہ نہین دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیّت تامہ اُن تمام صفتون پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اِس لئے اُسکا مفہوم یہہ ہوا کہ وہ جمیع صفاتِ کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہین اور اُسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالاتِ تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی

کی ہے پہر جو شخص عفو کرکے کوئی اصلاح کا کام بجا لائے یعنے ایسا عفو نہ ہو جسکا نتیجہ کوئی خرابی ہو سو اُسکا اجر خدا پر ہے۔ اور ایسا ہی جامعیت اور کمالِ شریعت کی طرف اِس آیت مین بھی اشارہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنے آج مین نے علمِ دین کو مرتبہ کمال تک پہنچایا اور اپنی نعمت کو

گئی اور جو علوم خدا تعالیٰ نے آدم کو سکھلائے تھے وہ اُسکی اولاد مین بخوبی رواج پکڑ گئے تب بعض انسان بعض انسانون کے اُستاد اور معلّم بن بیٹھے اور ہر یک بچہ کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن مین لا سکتا ہے وہ سب خوبیان اللہ تعالیٰ مین موجود ہین اور کوئی ایسی خوبی نہین کہ عقل اُس خوبی کے امکان پر شہادت دے مگر اللہ تعالیٰ بدقسمت انسان کی طرح اُس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش ہی نہین کر سکتی کہ جو خدا مین نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیان سوچ سکتا ہے وہ سب اُسمین موجود ہین اور اُسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد مین من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رزائل سے بکلّی منزّہ ہے اب دیکھو یہہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبون پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دُنیا مین کوئی بھی ایسا مذہب نہین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رزائل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانہ ربوبیت مین شریک سمجھتے ہین اور خدا کے کامون مین اُنکو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہین بلکہ یہہ سمجھ رہے ہین کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اُسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہین اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہہ خیال کرتے ہین کہ کسی زمانہ مین اُنکا پرمیشر ایسی جونون مین تولد پاکر اُن تمام آلائشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عائد حال ہین اور نیز انہین چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دُکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات مین گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ تمام اعتقادات خدا تعالیٰ کی خوبیون مین بٹہ لگاتے ہین اور اُسکے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہین - اور آریہ سماج والے جو اُنکے مہذب بھائی نکلے ہین جنکا یہہ گمان ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک وید کی لکیر پر چلتے ہین وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہین اور تمام روحون کو اُسکی ذات کامل کی طرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہین حالانکہ عقل سلیم

اُمتِ محمدیہ پر پورا کیا - اب اِس تمام تحقیقات سے ظاہر ہے کہ انجیل کی تعلیم کامل بھی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر اور لاثانی کہا جائے ہان اگر انجیل لفظاً و معناً خدا کا کلام ہوتا اور اُسمین ایسی خوبیان پائی جاتین جنکا انسان کے کلام مین پائے جانا ممتنع اور محال ہے تب وہ بلاشبہ بے نظیر ٹہرتی مگر وہ خوبیان تو انجیل

اُسکے والدین بولی سکھانے کے لئے رفیق شفیق نکل آئے مگر آدم کے لئے بجز ایک خدا کے اور کوئی نہ تہا جو اُسکو بولی سکھاتا اور ادب انسانیت سے ادب آموز کرتا اُسکے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا تعالی کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دُنیا کا مالک کہلاکر پہر کسی چیز کا رب اور خالق نہ ہو اور دُنیا کی زندگی اُسکے سہارے سے نہین بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہہ دونون سوال پیش کئے جائین کہ آیا خداوند قادر مطلق کے معاملہ نامہ کیلئے یہہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور مین لاکر اُن سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اُسی کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اُسکی ذات کامل مین موجود ہو اور پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک یا یہہ باتین اُسکی شان کے لائق ہین کہ جسقدر مخلوقات اُسکے قبضہ تصرف مین ہین یہہ چیزین اُسکی مخلوق نہین ہین اور نہ اُسکے سہارے سے اپنا وجود رکہتی ہین اور نہ اپنے وجود اور بقا مین اُسکی محتاج ہین اور نہ وہ اُنکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اُسمین پائی جاتی ہے اور نہ پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہہ فتوی نہین دیتی کہ وہ جو دُنیا کا مالک ہے وہ دُنیا کا پیدا کنندہ نہین اور ہزارون پُرحکمت صفتین کہ جو روحون اور جسمون مین پائی جاتی ہین وہ خود بخود ہین اور اُنکا بنانے والا کوئی نہین اور خدا جو ان سب چیزون کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہہ فتوی دیتی ہے کہ اُسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجہا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالائق اور قبیح عادت کو اُسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دُکہہ اور بیعلمی اور جہالت کو اُسپر روا رکہا جائے بلکہ صاف یہہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالی ان تمام رزیلتون اور نقصانون سے پاک ہونا چاہئے اور اُس مین کمال تام چاہئیے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالی مین قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کرسکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اُسمین کمال تام بہی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

مین سے اُسی زمانہ مین رخصت ہوگئین جب حضرات عیسائیون نے نفسانیت سے اُسمین تصرف کرنا شروع کیا نہ وہ الفاظ رہے نہ وہ معانی رہے نہ وہ حکمت اور نہ وہ معرفت سو اب اے حضرات آپ لوگ ذرہ ہوش سنبہالکر جواب دین کہ جب ایک طرف تکمیل ایمان بمثل کتاب پر موقوف ہے اور دوسری

بجائے اُستاد اور معلم اور ما اور باپ کے اکیلا خدا ہی تھا جس نے اُسکو پیدا کر کے آپ سب کچھ اُسکو سکھایا غرض آدم کے لئے یہہ ضرورت حقاً و وجوباً پیش آگئی تھی کہ خدا اُسکی تربیت آپ فرماتا اور اُسکے ما یحتاج کا آپ بندوبست کرتا لیکن اُسکی اولاد کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ا

یہہ ہندؤن اور آریون کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہین وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے دانا انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جائے کہ کیا اُس ذاتِ کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اِسکے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کامون مین جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ یا بیٹے کے تمام دُنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحون اور جسمون کو وہ قوتین بخشی ہون جنکی اُنہین حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبّر ہو بلکہ اُنکے وجود سے پہلے جو کچھ اُنکو زندگی کے لئے درکا تھا وہ سب اپنی صفتِ رحمانیت سے ظہور مین لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بے شمار ستارے اور زمین اور ہزارہا نعمتین جو زمین پر پائی جاتی ہین محض اپنے فضل و کرم سے انسانون کے لئے پیدا کی ہون اور اِن سب کامون مین کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پھر وہی کامل خدا آخری زمانہ مین اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کے لئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پھر بیٹا بھی ایسا ناقص بیٹا جسکو باپ سے کچھ بھی مناسبت نہین جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اُسکی ابنیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲۔ آیت مین اُسکی عاجزانہ حالت کو اِس طرح بیان کیا ہے کہ اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اِس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اُسکے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیون نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اُس نے اُنکو زندہ ہو کر نہ دکھلایا اور اپنی خدائی اور قدرتِ کاملہ

طرف آپ لوگون کا یہہ حال کہ نہ قرآن شریف کو مانین اور نہ ایسی کوئی دوسری کتاب نکالکر دکھلاوین جو مثیل ہو تو پھر آپ لوگ کمال ایمان و یقین کے درجہ تک کیونکر پہنچ سکتے ہین اور کیون بنکر بیٹھے ہین کیا کسی کتاب کے نازل ہونے کی انتظار ہے یا برہموجی بننے کا ارادہ ہے اور ایمان اور خدا کی

یہہ ضرورت پیش نہین آئی کیونکہ اب کروڑہا انسان مختلف بولیان بولتے اور اپنے بچون کو سکہاتے ہین ماسوا اسکے جیسا کہ ہم نے ابہی اوپر بیان کیا ہے ذاتی قابلیت بہی کہ جو الہام پانے کے لئے ضروری شرط ہے ہریک فرد بنی آدم مین نہین پائی جاتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ایکذرہ ثبوت نہ دیا اور اگر بعض معجزات بہی دکہلائے تو وہ دکہلائے کہ اُس سے پہلے اور نبی بکثرت دکہلا چکے تہے بلکہ اُسی زمانہ مین ایک حوض کے پانی سے بہی ایسے ہی عجائبات ظہور مین آتے تہے (دیکہو باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکہلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا مین خود اُسکا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بہر دیکہی کہ جو انسانون مین سے وہ انسان دیکہتے ہین کہ جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہین اور پہر مُدّت تک ظلمت خانہ رحم مین قید رہکر اور اُس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہوکر ہریک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیون اور نقصانون مین سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوّث نہ ہوا اور پہر اُس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بیقدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب مین آپ ہی اقرار کر لیا اور پہر در صورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضائلِ علمی اور عملی مین کم بہی تہا اور اُسکی تعلیم بہی ایک ناقص تعلیم تہی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تہی تو پہر کیونکر جائز ہے کہ خداوند قادرِ مُطلق اور ازلی اور ابدی پر یہہ بہتان باندہا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات مین کامل اور غنی اور قادرِ مطلق رہکر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو بیکبارگی کہو دیا مین ہرگز باور نہین کرتا کہ کوئی دانا اُس ذاتِ کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتین جائز رکہی اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفون سے الگ کر لیا جائے تو انجیلون سے اُسکے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہین اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون مین سے ایک نبی تہا اور اُس بزرگ اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کچہہ پرواہ نہین اب دیکہئے کہ قرآن شریف کی بے نظیری کے انکار نے آپکو کہان سے کہان تک پہنچایا اور ابہی ٹہریئے اسی پر ختم نہین آپکے اِس اعتقاد سے تو خدا کی ہستی کی بہی خیر نظر نہین آتی کیونکہ جیسا ہم پہلے لکہہ چکے ہین بڑا بہاری نشان خدا کی ہستی کا یہی ہے کہ جو کچہہ اُسکی طرف سے ہے وہ ایسی حالت بے نظیری

اگر کسی مین ذاتی قابلیّت پائی جاوے تو وہ اب بھی بذریعہ الہام اپنے ما یحتاج مین خدا یتعالی سے اطلاع پا سکتا ہے اور خدا اُسکو ہرگز ضایع نہین چھوڑتا خدا کی نظرِ عمیق ہر یک انسان کی استعداد کے گہراؤ تک پہنچی ہوئی ہے وہ صاحبِ استعداد کو اپنی استعداد ظاہر کرنے سے کبھی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تہا اور خود اُس بزرگی کو ہرگز نہین پہنچا تھا یعنے اُسکی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تہی مستقل تعلیم نہ تہی اور وہ خود انجیلون مین اقرار کرتا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اُس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کے لئے دُعا کی اور چاہتا تھا کہ دُعا اُسکی قبول ہو جائے مگر اُسکی وہ دُعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہین وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تہا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولّد پا کر مدّت تک بہوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دُکہہ اُٹہاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بہوک کے دُکہہ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پہلون سے خالی پڑی ہوئی تہی اس لئے محروم رہا اور یہہ بہی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیر ہی اپنے کہانے کے لئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدّت تک ایسی ایسی آلودگیون مین رہ کر اور ایسے دُکہہ اُٹہا کر باقرار عیسائیون کے مرگیا اور اس جہان سے اُٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا خداوند قادرِ مطلق کی ذات مین ایسی ہی صفاتِ ناقصہ ہونی چاہئیں کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بہرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ما یعنے مریم کے پیٹ مین سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے اُن بیچارون کو خدائی سے کچہہ بہی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہہ چاہتا تہا کہ جب کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بہی پیدا ہو سکتا ہے یہہ نہین کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدہی سے گدہا پیدا ہو تو جہانتک کہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پہر اُس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو بلکہ جسقدر بچے پیدا ہوتے جائین وہ سب خدا ہی ہون تا وہ پاک رحم مخلوق کے شرکت سے منزہ رہے اور فقط خداؤن ہی کے پیدا ہونیکی ایک کان ہو پس قیاس مذکورہ بالا کی رو سے لازم تہا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بہائی اور بہن بہی کچہہ کچہہ خدائی مین سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو رب الارباب ہی کہلاتی کیونکہ یہہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بہی کیا مگر پہر

بہ واقعہ ہے کہ اُس صانع بے مثل پر دلالت کر رہا ہے اب جبکہ وہ بے نظیری انجیل مین ثابت نہ ہوئی اور قرآن شریف کو آپ لوگون نے قبول نہ کیا تو اس صورت مین آپ لوگون کو یہہ ماننا پڑا کہ جو کچہہ خدا کی طرف سے ہے اُسکا بے نظیر ہونا ضروری نہین اور اس اعتقاد سے آپ لوگون کو یہہ لازم آیا

محروم نہیں رکھتا اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک شخص خدا کے علم میں استعداد معرفت اور ولایت یا نبوت اور رسالت کی رکھتا ہے اور پھر بعض حوادث ارضی کے باعث سے یا جنگلی پیدائش ہونے کی وجہ سے وہ اُسی حالت میں مرجائے اور خدا اُسکو اُس مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

بھی اُس کے نقصانوں کو چھپا نہ سکے اور اُسکی آلودگیوں کا آپ اقرار کر کے پھر خواہ نخواہ اُسکو خدا تعالی کا بیٹا قرار دیا یوں تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابوں کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہیں بلکہ ایک آیت کے رو سے آپ ہی خدا ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدھ مت والے اپنے افترا اور اختراع میں اُن سے اچھے رہے کیونکہ اُنہوں نے بدھ کو خدا ٹھہرا کر پھر ہرگز اُسکے لئے یہہ تجویز نہیں کیا کہ اُس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کھائی تھی بلکہ اُنکا بدھ کی نسبت یہہ اعتقاد ہے کہ وہ موہنہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیوں نے بہت سی جعلسازیاں تو کیں مگر یہہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی موہنہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہہ سوجھی کہ موت جو حقیقتِ الوہیت سے بکلی منافی ہے اُسپر وارد نہ کرتے اور نہ یہہ خیال آیا کہ جہاں مریم کے بیٹے نے انجیلوں میں اقرار کیا ہے کہ میں نیک ہوں اور نہ دانا مطلق ہوں نہ خود بخود آیا ہوں نہ عالم الغیب ہوں نہ قادر ہوں نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ میں ہے میں صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہوں کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بھیجا ہوا آیا ہوں ان سب مقاموں کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔ اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون میں ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہبِ اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں ہرگز پائی نہیں جاتی لیکن اگر برہمو لوگ کہیں کہ صداقتِ مذکورہ بالا کے ہم قائل ہیں تو جاننا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اِس بیان میں جھوٹے ہیں کیونکہ ہم اسی مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ برہمو لوگ خدا تعالی کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہیں اور جو حقیقی اور کامل ہادی میں صفات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کہ یہہ اقرار کریں کہ جو چیزیں خدا کی طرف سے صادر ہیں اُنکے بنانے میں کوئی دوسرا بھی قادر ہے تو آپکے قول کے بموجب معرفت صانع عالم پر کوئی نشان نہ رہا گویا آپکے مذہب کا یہہ خلاصہ ہوا کہ خدا تعالی کی ہستی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہیں ہوسکتی تو اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ کیا آپکے دہریہ بننے میں کچھ کسر بھی رہ گئی کیا

اقصیٰ تک نہ پہنچا وے جس تک پہنچنے کے لئے اُسکو استعداد دی گئی تہی بلکہ جنگلی اور بے زبان اور وحشی اور جاہل وہی رہتا ہے کہ جو اپنی فطرت مین ناقص اور ناکارہ اور چارپایون کی طرح ہے۔ ماسوا اِسکے جبکہ خدا نے کروڑہا انسانون کو طرح طرح کی بولیان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کاملہ ہونی چاہئیے اُن صفات سے اُسکو خالی سمجھتے ہین بلکہ اِسقدر ایمان بھی اُنہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہہ اعتقاد رکھین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اُس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دُنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اِسکے وہ تو یہہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مُردہ یا ایک پتھر کی طرح کسی گوشۂ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کر کے اُسکے وجود کا پتہ لگایا اور اُسکی خدائی کو دُنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اَور بھائیون کے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اُسکو یاد کرنا چاہئیے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کی طرف منسوب کرتے ہین رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اِس جگہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے ربّ العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور اِن ہر چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اُسکے صفت رحمان کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہئیے کہ یہہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اِسمین نکتہ یہہ ہے کہ اِن صفاتِ اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ دُنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر یک متامل اُسکو سمجھ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہہ وہ فیضان مُطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر یک چیز کا عدم سے صورتِ وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر

آپ لوگون مین سے ایسی کوئی بھی روح نہین کہ جو اِس باریک دقیقہ کو سمجھے کہ قرآن سے انکار کرنا حقیقت مین رحمان پر حملہ ہے جس کتاب کے رو سے اُسکی صفات کا بے مثل ہونا ثابت ہوتا ہے اُسکے وجود کا پتہ لگتا ہے اُسکا منزّہ اور مُقدّس ہونا مانا جاتا ہے اُسکی وحدانیت پہیلتی ہے اِسکی گم گشتہ توحید پھر قایم ہوتی

عطا کر کے دوسرے لوگون کے لئے عام تعلیم کا دروازہ کہول دیا ہے تو اس صورت مین بجز اُس صورتِ خاص کے کہ جس مین کوئی نشان ظاہر کرنا منظور ہو اور سب صورتون مین بطورِ الہام بولی سیکہنے کی کچہہ بھی ضرورت نہین اور خدا تعالیٰ کہ جو حکیم مُطلق ہے بغیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لمحہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہوتا تو مخلوقات مین سے کچہہ بھی نہ ہوتا اِسکا نام قرآنِ شریف مین **ربوبیّت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام **رب العٰلمین** ہے۔ جیسا کہ اُس نے دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ الجز و نمبر ۸۔ یعنے خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اُسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للّٰہ رب العلمین یہہ اِس لئے کہا کہ سب فیضانی صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے یہی صفت مقدم الظہور اور تمام صفاتِ فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر یک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے۔ پہر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقعہ ہے **فیضانِ عام** ہے اِسمین اور فیضان اعم مین یہہ فرق ہے کہ فیضانِ اعم تو ایک عام ربوبیّت ہے جسکے ذریعہ سے کُل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہہ فیضان جسکا نام فیضانِ عام ہے یہہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جاندارون کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزون کی طرف حضرتِ باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اُسکا نام فیضانِ عام ہے اور اِس فیضان کی یہہ تعریف ہے کہ یہہ بلا استحقاق اور بغیر اِسکے کہ کسی کا کچہہ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت اُنکے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کہاتا

ہے اُسی کتاب سے آپ لوگ سو نہہ پہیرتے ہین بدقسمتی ہے یا نہین۔ صاحبو اب بے نظیری و حقانیت قرآنِ شریف بالکل کہل گئی ہے تمہارے چہپانے سے چہپ نہین سکتی جیسے تم دیکہتے ہو کہ موسم کے آنے سے پہلون کو نکلنے اور پکنے سے کوئی روک نہین سکتا ایسا ہی اب صداقتِ قرآنی کے ظاہر ہونیکا

ضرورت کے کوئی کام نہین کرتا اور عبث اور بیفائدہ طریقون کو خواہ نخواہ لازم نہین پکڑتا۔

بعض نادان آریا ایک سنسکرت کو پرمیشر کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیان جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بنتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہریک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اُسکے لئے یا اُسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسّر نظر آتے ہین اور یہہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھ روحون کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بہی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین اُنکے لئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلامِ الٰہی نازل ہوتا رہا ہے غرض اسی فیضانِ رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کے لئے سطح زمین روشنی کے لئے چاند اور سورج دم لینے کے لئے ہوا پینے کے لئے پانی کہانیکے لئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کے لئے لاکہون طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کے لئے صحفِ ربّانی موجود ہین اور کوئی یہہ دعوی نہین کرسکتا کہ یہہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئین ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی پاداش مین یہہ بے شمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہہ عطیہ بلااستحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربّانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہریک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھہ اُسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئین وہ پوری ہوجائین پس اس فیضان مین عنایت ازلیہ کا کام یہہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور اُنکی بائیست اور نابائیست کی خبر رکہے تا وہ ضائع نہ ہوجائین اور اُن کی استعدادین

وقت آگیا ہے اور کوئی نہین جو اُسکو روک سکے سو اب تم چاند پر خاک مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اُلٹ کر تمہاری ہی آنکھون پر گر پڑے۔

بعض عیسائی انجیل کو بطور نظیر پیش کرنے سے نا اُمید ہو کر فیضی کی سواطع الالہام پیش کرتے ہین اور کہتے ہین

صدہا عجائب اور غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہیں انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔ گویا انسان کے ہاتھ میں بھی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشر نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی مگر آدمیوں نے وہ قوت دکھلائی کہ بیسیوں بولیاں اُس سے بہتر ایجاد کرلیں۔ بھلا ہم آریہ لوگوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چیز کتمان میں نہ رہیں اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات میں پایا جانا قانونِ قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اِسمیں کلام نہیں کہ جو کچھ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دُنیا میں پائی جاتی ہیں جن پر تمام ذی روحوں کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہیں اور ہر یک متنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہیں اور اس فیضان کا نام قرآن شریف میں **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ میں بعد صفت رب العلمین **رحمٰن** آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے الحمد للّٰہ رب العلمین الرحمٰن۔ اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک اور مقامات میں بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ اُنکے یہہ ہے واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ یعنے جب کافروں اور بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے (پھر بطور جواب فرمایا) رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان میں بُرج بنائے بُرجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ کہ فیضی کی یہہ کتاب ساری بے نقط ہے اس لئے وہ بھی اپنی فصاحت بلاغت میں قرآن کی طرح بلکہ اُس سے بہتر ہے لیکن افسوس یہہ ہے کہ ان نادانوں کو اتنی بھی سمجھہ نہیں کہ یہہ بیہودہ حرکت حقیقی فصاحت بلاغت کے دائرہ سے خارج ہے اور ایسا کام نہیں ہے جس کے التزام سے کوئی کتاب

سے پوچھتے ہین کہ اگر یہی سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشر کے مونہہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانین انسانون کی صنعت ہین اور پرمیشر کے مونہہ سے دور رہی ہوئی ہین تو ذرا بتلاؤ توسہی کہ وہ کونسے کمالاتِ خاصہ ہین جو سنسکرت مین پائے جاتے ہین اور دوسری زبانین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ روشنی پہنچاتے ہین اُسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالبِ معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شخص شکرِ نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہین کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہین اور جب جاہل لوگ اُنسے سخت کلامی سے پیش آئین تو سلامتی اور رحمت کے لفظون سے انکا معاوضہ کرتے ہین یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دُعا دیتے ہین اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہین کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندون کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتون سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اِن آیات مین خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کہولدیا کہ رحمان کا لفظ اُن معنون کرکے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اُسکی رحمتِ وسیع عام طور پر ہر یک بُرے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیٔ یعنے مین اپنا عذاب جسکو لائق اُسکے دیکھتا ہون پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر یک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا قل من یکلوءکم بالیل والنھار من الرحمن یعنے اُن کافرون اور نافرمانون کو کہہ کہ اگر خدا مین صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اُسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافرون اور بے ایمانون کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہین پکڑتا پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقھم

بے نظیر اور بے مثیل بنجائے بلکہ بے نقطہ عبارتون کا لکھنا نہایت درجہ سہل اور آسان ہے اور کوئی ایسی صنعت نہین ہے جسکا انجام دینا انسان پر سخت اور مشکل ہو اسی وجہ سے بہت سے منشیون نے اپنی عربی اور فارسی کے املا مین اس قسم کی بے نقطہ عبارتین لکھی ہین اور اب بھی لکھتے ہین بلکہ بعض منشیون کی ایسی

اُن سے عاری ہین کیونکہ پرمیشر کی کلام کو انسان کے مصنوع پر ضرور فضیلت ہونی چاہئیے
کیونکہ وہ اُسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات مین اپنی صفات مین اپنے کامون مین
سب سے افضل اور بے مثل و مانند ہے اگر ہم یہہ فرض کرلین کہ سنسکرت پرمیشر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگون نے اپنے سرون پر پرندون کو اُڑتے ہوئے نہین دیکھا کہ کبھی وہ بازو کُھلے ہوئے ہوتے ہین اور کبھی سمیٹ لیتے ہین رحمٰن ہی ہے کہ اُنکو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنے فیضانِ رحمانیت ایسا تمام ذی روحون پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین مل سکتے ہین وہ بھی اُس فیضان کے وسیع دریا مین خوشی اور سرور سے تیر رہے ہین۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ مین رب العلمین کی صفت بیان فرما کر پھر اُسکے رحمان ہونیکی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی اُن کی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی **فیضانِ خاص** ہے اسمین اور فیضانِ عام مین یہہ فرق ہے کہ فیضانِ عام مین مستفیض پر لازم نہین کہ حصولِ فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بنا وے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اُس فیضان مین جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین خدا تعالیٰ آپ ہی ہر یک ذی روح کو اُسکی ضروریات جنکا وہ حسبِ فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضانِ خاص مین جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اِس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اُسی پر وارد ہوتا ہے جو اُسکے لئے محنت کرتا ہے اور اِس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانونِ قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ مین سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونون برابر نہین ہوسکتے بلاشُبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ مین کوشش کرتے ہین

عبارتین بھی موجود ہین جنکے تمام حروف نقطہ دار ہین اور کوئی بے نقطہ حرف اُنمین داخل نہین لیکن قرآنِ شریف کی فصاحت بلاغت جن لوازم اور خصائص سے مخصوص ہے وہ ایک ایسا امر ہے جسکو دانشمند انسان سوچنے ہی بہ یقینِ دل سمجھہ سکتا ہے کہ وہ پاک کلام انسانی طاقتون کے احاطہ سے خارج ہے

کا کلام ہے جو ہندؤن کے باپ دادون پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانین دوسرے لوگون کے باپ دادون نے بوجہ اِسکے کہ وہ ہندؤن کے باپ دادون سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہین مگر کیا ہم یہہ بھی فرض کرسکتے ہین کہ وہ لوگ ہندؤن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ہریک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہوجاتے ہین ایک خاص رحمت اُنکے شامل حال ہوجاتی ہے اِس فیضان کے رو سے خدا تعالیٰ کا نام قُرآن شریف مین رحیم ہے اور یہہ مرتبہ صفتِ رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونیکے مرتبہ صفت رحمانیت سے مُوخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور مین آئی ہے پھر بعد اُسکے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اسی ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۂ فاتحہ مین صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد مین ذکر فرمایا اور کہا الرحمن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان مین کئی مقامات قُرآنِ شریف مین ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وکان بالمؤمنین رحیما ط یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایماندارون سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہین۔

اِس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھہ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھہ خاص نہین کیا اور کسی جگہ یہہ نہین فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانًا بلکہ جو مومنین سے رحمتِ خاص متعلّق ہے ہر جگہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پہر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیتِ الٰہی انہین لوگون سے قریب ہے جو نیکوکار ہین پہر ایک اور جگہ فرمایا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم ط یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنون سے یا نفس پرستیون سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ مین کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہین اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اُسکا فیضانِ رحیمیت ضرور اُن لوگون کے شامل حال ہو جاتا ہے

کیونکہ جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہین قُرآن شریف نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو حریری اور فیضی وغیرہ انشا پردازون کی طرح فضول بیان کے پیرایہ مین ادا نہین کیا اور نہ کسی قسم کے لغو اور ہزل یا کذب کو اُس پاک کلام مین دخل ہے بلکہ فرقانِ مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورتِ حقّہ کے

کے پرمیشر سے بھی کچھ بڑھ کر تھے جنکی قدرت کاملہ نے صدہا عمدہ زبانین بنا کر دکھلادین اور پرمیشر صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا جن لوگون کی تار و پود مین شرک گھسا ہوا ہے اُنہون نے اپنے پرمیشر کو بہت سی باتون مین ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو اُسکے مستحق ہین کوئی ایسا نہین جس نے اُسکو طلب کیا اور نہ پایا۔ عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔ چوتہا قسم فیضان کا **فیضان اخص** ہے یہہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہین ہو سکتا بلکہ اِسکے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہہ ہے کہ یہہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلّی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیّت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اِس آخری فیضان مین کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھہ پہلے فیضانون کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان مین کوئی شُبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے مین کچھہ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اُسکی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کی طرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت مین وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عُظمی اور لذت کُبری اُسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت مین اُسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفی اور نہایت اعلی اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہین ہے۔ اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقی اور اعلی اور اجلی سے متمتع ہونا اِس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اِس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال

التزام سے ادا کیا ہے اور کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتون پر احاطہ کر کے دکھایا ہے ہر ایک مخالف اور منکر کے ساکت کرنیکے لئے براہین ساطعہ بہری پڑی ہین اور مومنون کے لئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق و شفاف اُسمین بہتا ہوا نظر آرہا ہے جن اُم

سمین نہین کو مل تمیز جانے یاد

کیون نہ ہوا نادی جو ہوئے خدا کے شریک جو ٹھہرے اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کفائیت کیون نہ کی یہہ وہم بھی قلّتِ تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبایع متفرّقہ پر نظر کرے تو بہ یقین کامل اُسکو معلوم ہو گا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب حال نہین تہی بعض مُلکون کے لوگ بعض طور کے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرے کیونکہ یہہ فیضان تجلّیاتِ عُظمیٰ کا مظہر ہے جن مین شرط ہے کہ محسنِ حقیقی کا جمال بطور عریان اور مرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسبابِ معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفتِ تامہ کا مکمن قوّت سے حیز فعل مین آجائے اور نیز فیضان بہی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اُسکی نسبت آپ خدا نے یہہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر یک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اُس فیضان مین وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذّتین ہون جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکہتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصوّر نہ ہو اور یہہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدّر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے اُن تجلّیاتِ عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیّات دائمی کی برداشت نہین کر سکتا اور وہ اشعّہ تامہ کاملہ دائمیہ اُسمین سما نہین سکتے بلکہ اسکے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسبابِ معتادہ کی ظلمت سے بکلّی پاک اور منزّہ اور ذاتِ واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔ ہان اِس فیضان اخصّ سے اُن کامل انسانون کو اسی زندگی مین کچہہ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہین اور اپنے نفس کے ارادون اور خواہشون سے الگ ہو کر بکلّی خدا کی طرف جہک جاتے ہین کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہین اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم مین ہین لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم مین سکونت رکہتے ہین پس چونکہ وہ اپنے دل کو اِس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہین اور عاداتِ

دیکہا ہے اُنہین کی اصلاح کے لئے زور مارا ہے۔ جس شدت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اُسی شدّت سے اُسکی مدافعت بھی کی ہے جن انواع اقسام کی بیماریان پہیلی ہوئی دیکہی ہین اُن سب کا علاج لکہا ہے۔ مذاہب باطلہ کے ہر یک وہم کو مٹایا ہے ہر یک اعتراض کا جواب دیا ہے کوئی صداقت

حروف اور الفاظ کے بولنے پر بہ آسانی قادر ہیں اور بعض مُلکوں کے لوگوں کو اُن حروف اور الفاظ کا بولنا ایک مصیبت ہے پس کیونکر ممکن تھا کہ حکیمِ مُطلق صرف ایک ہی بولی سے پیار کر کے قاعدہ وضع الشیٔ فی موضعہٖ کی رعائیت نہ کرتا اور طبایع مختلفہ کے لئے جو مصلحت عامہ تھی اُسکو ترک کر دیتا کیا مناسب تھا کہ وہ جُدا جُدا طبعیتوں کے لوگوں کو ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بشریت کو توڑ کر اور بیکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارقِ عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں اِس لئے خداوند کریم بھی اُنکے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارقِ عادت اُن پر اپنے وہ انوارِ خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسروں پر بجز موت کے ظاہر نہیں ہو سکتے غرض بباعث امور متذکرہ بالا وہ اِس عالم میں بھی فیضانِ اخص کے نور سے کچھہ حصہ پا لیتے ہیں اور یہہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانوں کا ہے اور اسکو پانے والا سعادتِ عظمیٰ کو پُہنچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پا لیتا ہے کہ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اِس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کی دوزخ میں پڑا اِس فیضان کی رُو سے خدا تعالی نے قرآن شریف میں اپنا نام **مالکِ یوم الدین** بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام لانے سے یہہ غرض ہے کہ تا یہہ معنی ظاہر ہوں کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جسکی تفصیل فرقان مجید میں مُندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے کہ جو ہدم بنیان اسباب کو متلزم ہے ظہور میں نہیں آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما کر کہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار یعنی اُسدن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسطِ اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوتِ عظمیٰ اور قُدرتِ کاملہ حضرت باریتعالی کے اور سب ہیچ ہیں تب سارا آرام و سرور اور سب جزا اور پاداش بنظر صاف و صریح خدا ہی کی طرف سے دکھلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہیں رہیگا اور کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہیگی تب جنہوں نے اُسکے لئے اپنے تئیں منقطع کر لیا تھا وہ اپنے تئیں ایک کامل سعادت میں دیکھینگے کہ جو اُنکے جسم و جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائیگی اور کوئی حصہ وجود اُنکے کا ایسا نہیں ہوگا کہ جو اِس سعادتِ عظمیٰ کے پانے سے بے نصیب رہا ہو اور اِس جگہ مالکِ یوم الدین کے لفظ میں یہہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب

نہیں جسکو بیان نہیں کیا کوئی فرقہ ضالہ نہیں جسکا رد نہیں لکھا اور پھر کمال یہہ کہ کوئی کلمہ نہیں کہ بلا ضرورت لکھا ہو اور کوئی بات نہیں کہ بیموقع بیان کی ہو اور کوئی لفظ نہیں کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو اور پھر با وصف التزام اِن سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبہ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصور نہیں اور بلاغت کو اُس کمال

ہی بولی کے تنگ پنجرہ مین قید کردیتا علاوہ اِسکے انواع واقسام کی بولیون کے بنانے مین خداوند تعالی کی زیادت قُدرت ثابت ہوتی ہے۔ اور عاجز بندون کا مختلف زبانون مین اُسکی تعریف کرنا عبودیت کے بازار کی ایک رونق ہے۔

تمہیدِ چہارم۔ خداوند تعالی کے تمام مصنوعات پر نظر کرنے سے یہہ اصول ثابت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور لذت یا درد جو کچھہ بنی آدم کو پہنچیگا اُسکا اصل موجب خدا تعالی کی ذات ہوگی اور ما لکِ تمام مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنی اُسی کا وصل یا فصل سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا موجب ٹہریگا اس طرح پر کہ جو لوگ اُسکی ذات پر ایمان لائے تہے اور توحید اختیار کی تہی اور اُسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کرلیا تہا اُن پر انوارِ رحمت اُس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبتِ الہیہ حاصل نہین ہوئی وہ اِس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذابِ الیم مین مبتلا ہوجاینگے۔ یہہ فیوضِ اربعہ ہین جنکو ہم نے تفصیل وار لکہہ دیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفتِ رحمان کو صفتِ رحیم پر مقدم رکہنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفۂ قُدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدا تعالی کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پہر اُسکی رحمانیت پر پہر اُسکی رحیمیت پر پہر اُسکے مالکِ یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسیکا نام ہے کہ جو صحیفۂ فطرت مین ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفۂ الہام مین بہی ملحوظ رہے کیونکہ کلام مین ترتیب قدرتی کو منقلب کرنا گویا قانونِ قدرت کو مُنقلب کرنا ہے اور نظامِ طبعی کو اُلٹا دینا ہی کلام بلیغ کے لئے یہہ نہایت ضروری ہے کہ نظام کلام کا نظامِ طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اُسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعاً اور وقوعاً مقدم ہو اُسکو وضعاً بہی مقدم رکہا جائے سو آیت موصوفہ مین یہہ اعلی درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کہینچکر دکہلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر یک صاحبِ نظر کو نظامِ عالم مین بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہہ نہایت سیدہا راستہ نہین ہے کہ جس ترتیب سے نعماء الہی صحیفۂ فطرت

تک پہنچایا تاکہ کمال حسنِ ترتیب اور موجز اور مدلل بیان سے علم اوّلین اور آخرین ایک چہوٹی سی کتاب مین بہر دیا تاکہ انسان جسکی عمر تہوڑی اور کام بہت ہین بے شمار دردسر سے چہوٹ جاوے اور تا اسلام کو اس بلاغت سے اشاعتِ مسائل مین مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکہنا آسان ہو اب بمقابلہ اس فصاحت و بلاغت کے

ہوتا ہے کہ جو عجائب اور غرائب اُس نے اپنے مصنوعات میں رکھے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک تو عام فہم ہیں۔ مثلاً سارے لوگ جانتے ہیں کہ انسان کی دو آنکھہ اور دو کان ایک ناک اور دو پانو وغیرہ اعضا ہیں۔ یہہ تو وہ اُمور ہیں کہ جو نظر سرسری سے معلوم ہوتے ہیں دوسرے وہ اُمور ہیں جن میں دقّت نظر درکار ہے مثلاً آنکھہ کی وہ ترکیب جسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

میں واقعہ ہیں اُسی ترتیب سے صحیفۂ الہام میں بھی واقعہ ہوں سو ایسی عمدہ اور پُر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت میں اُنہیں اندہوں کا کام ہے جن کی بصیرت اور بصارت دونوں یکبارگی جاتی رہی ہیں۔

چشمِ بد اندیش کہ بر کندہ باد ✤ عیب نماید ہنرش در نظر۔ اب ہم پھر تقریر کو دوہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ میں رب العالمین کی صفت سے لیکر مالکِ یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہہ حسب تصریح قرآنِ شریف چار عالیشان صداقتیں ہیں جنکا اس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہہ کہ خدا تعالیٰ رب العٰلمین ہے یعنے عالم کے اشیا میں سے جو کچھہ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھہ عالم میں نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اُسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزیں مخلوق ہی ہیں اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرتِ باریتعالیٰ کے اَور کسی چیز کے لئے حاصل نہیں غرض عالم بجمیع اجزائہٖ مخلوق اور خدا کی پیدائش ہے اور کوئی چیز اجزاے عالم میں سے ایسی نہیں کہ جو خدا کی پیدائش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیّت تامہ کے ساتھہ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اُسکی ربوبیت ہر وقت کام میں لگی ہوئی ہے یہہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دُنیا کو بناکر اُسکے انتظام سے الگ ہو بیٹہا ہے اور اُسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام میں دخل بھی نہیں دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پہر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعاتِ صانع حقیقی سے بے علاقہ ہیں بلکہ وہ رب العٰلمین اپنی ربوبیّتِ تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اُسکی ربوبیت کا

انسانوں کی کتابوں کو دیکھنا چاہیئے کہ کیونکر وہ جہوٹ اور ہزل اور بیہودگی سے بہری ہوئی ہیں اور کیونکر غیر ضروری اور فضول طور پر اُنکی عبارتیں لکہی گئی ہیں اور اُنکو ہرگز میسّر نہیں آیا کہ الفاظ کو معانی مقصودہ کے تابع کریں بلکہ اُنکے معانی الفاظ کے پیچہے پہکتے پہرتے ہیں اور رعایت حق اور حکمت اور ضرورت

ذریعہ سے دونون آنکھین شے واحد کی طرح بالاتفاق کام کرتی ہین اور ہریک چھوٹی بڑی چیز کو دیکھہ سکتے ہین یا کانون کی بناوٹ کی وہ طرز جس سے وہ مختلف آوازون کو بہ حیثیت اختلاف سُن سکتے ہین یہہ وہ اُمور ہین جو سرسری نظر سے دریافت نہین ہوسکتے بلکہ جو لوگ ماہر فنِ طبعی و طبابت ہین اُنہون نے زمانہ دراز تک تدبّر اور تفکّر کرکے ان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مینہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہین کہ اُسکے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اُس مبدء فیوض کی فی الحقیقۃ بلا ایک ذرّہ تفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اُس نے کچھہ بھی نہین بنایا اور جیسا دُنیا اپنے وجود اور نمود کے لئے اُسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کے لئے اُسکی ربوبیت کی حاجتمند ہی وہی ہے جو ہردم دُنیا کو سنبھالے ہوئی ہے اور دُنیا کا ہر ذرہ اُسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کررہا ہی یہہ نہین کہ بلا ارادہ کسی شے کے ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کی رُو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کررہے ہین اس صداقت کا یہہ منشا ہے کہ ہر یک چیز کہ جو عالم مین پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات مین خدا یتعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہین ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اُس مُتصرّف مُطلق کے حاصل کرسکتا ہے اور نیز حسب توضیح اُسی کلام پاک کی اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتون مین یہہ معنے بھی ملحوظ ہین کہ رب العلمین وغیرہ صفتین جو خدا یتعالیٰ مین پائی جاتی ہین یہہ اُسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہین اور کوئی دوسرا اُن مین شریک نہین جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ مین یعنے الحمد للہ مین یہہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہین۔ دوسری صداقت رحمٰن ہے کہ جو بعد رب العلمین بیان فرمایا گیا اور رحمٰن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہین یہہ ہین کہ جسقدر جاندار ہین خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد

ومصلحت سے بکُلّی عاری اور خالی ہین اور جب اُنہون نے صداقت اور ضرورتِ حقّہ کے التزام کو چھوڑ دیا اور ہر ہر لفظ مین جھوٹ بولنا یا بیہودہ گوئی اختیار کرنا یا لغو اور غیر ضروری طور پر الفاظ کو مونہہ سے نکالنا اختیار کرلیا تو پھر اُنکو قرآنِ شریف کی بلاغت سے کیا نسبت اور اس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ قرآنی فصاحت

صداقتون کو دریافت کیا ہے۔ اور ابھی صدہا دقائق اور حقائق ترکیبِ انسان کے ایسے بھی مخفی ہین جن پر کسی حکیم کا ذہن آجتک محیط نہین ہوا۔ اور کچھہ شک نہین کہ ان دقائق اور حقائق سے اعلیٰ غرض یہہ ہے کہ انسان اُس حکیم علی الاطلاق کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کرے جس نے اُسکی پیدائش مین ایسے عجائب غرائب کام کئے ہین لیکن اِس جگہ کوئی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُن سب کے قیام اور بقا وجود اور بقاے نوع کو لئے اور اُنکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کی رو سے ہریک قسم کے اسباب مطلوبہ میسّر کر دیئے ہین اور ہمیشہ میسّر کرتا رہتا ہے اور یہہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہین۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمن کے مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالون کی سعی پر بمقتضاے رحمتِ خاصہ ثمراتِ حسنہ مترتب کرتا ہے توبہ کرنیوالون کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والون کو دیتا ہے کھٹکھٹانے والون کے لئے کھولتا ہے۔ چوتھی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنی کمال و کامل جزا سزا کہ جو ہریک قسم کے امتحان و ابتلاء اور توسطِ اسباب غفلتِ افترا سے منزّہ ہے اور ہریک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیاتِ عظمیٰ کا مظہر ہے اُسکا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہین کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کی طرح روشن ہے ظہور مین لاوے اور اِس صداقت عظمیٰ کو ظاہر کرنیسے حضرت احدیت کا یہہ مطلب ہے کہ تا ہریک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلۂ ذیل کھل جائین۔ اوّل یہہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالکِ حقیقی کی طرف سے اور اُسی کے ارادۂ خاص سے بندون پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کھل جانا دُنیا مین ممکن نہین کیونکہ اِس عالم مین یہہ بات عام لوگون پر ظاہر نہین ہوتی کہ جو کچھہ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیون پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان مین سے یہہ آواز نہین آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہین ہوتا کہ جو کچھہ وہ بھگت رہا ہے حقیقت مین

بلاغت فضول طریقون سے بکلّی پاک اور منزّہ ہے پس اِس صورت مین حکیم مطلق کی شانِ مقدّس سے بالکل دور تہا کہ وہ فضول گو شاعرون کی طرح بے نقط یا با نقط عبارت مین اپنا کلام نازل کرتا کیونکہ یہہ سب لغو حرکتین ہین جن مین کچھہ بہی فائدہ نہین اور حکیم مطلق کی شان اِس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی لغو

بے سمجھہ آدمی یہہ اعتراض کرسکتا ہے کہ خدا نے اس کام کو جسکی غرض معرفت الٰہی تھی ایسا ادق اور باریک کیون بنایا جسکی سمجھہ کے لئے ایک زمانۂ دراز تک فکر اور نظر کی ورزش بکار ہے اور پھر بھی یہہ توقع نہین کہ تمام اسرار حکمیہ باستیفاء تام حاصل ہوجائینگے اور اسی دقّت کے باعث سے ابتک انسان کو گویا دریا مین سے ایک قطرہ بھی حاصل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ اُسکے عملون کا بدلہ ہے - دوسرے اِس صداقت مین اِس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب نما دیکھہ چیز نہین ہین اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمٰی ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدء اور ہریک جزا سزا کا مالک ہے۔ تیسرے اِس صداقت مین اِس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادتِ عظمٰی اور شقاوتِ عظمٰی کیا چیز ہے یعنے سعادتِ عظمٰی وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہوجائے اور کوئی عضو اور قوت اُس سے باہر نہ رہے۔ اور شقاوتِ عُظمٰی وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بُعد اور دوری کے دلون سے مشتعل ہوکر بدنون پر مستولی ہوجائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو اور یہہ تجلیات عُظمٰی اِس عالم مین ظاہر نہین ہوسکتین کیونکہ اِس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو ردپوش اسباب ہوکر ایک ناقص حالت مین پڑا ہے اُنکے ظہور کی برداشت نہین بلکہ اِس عالم پر ابتلاء اور آزمایش غالب ہے اور اُسکی راحت اور رنج دونون ناپائیدار اور ناقص ہین اور نیز اِس عالم مین جو کچھہ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہورہا ہے اِس لئے یہہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الجزا نہین ہوسکتا بلکہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اِس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیاتِ عظمٰی کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہہ ہے اور چونکہ یہہ عالم دُنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہین بلکہ دار الابتلا ہے اس لئے جو کچھہ عُسر و یُسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اِس عالم مین لوگون پر وارد ہوتی ہے اُسکو خدا تعالیٰ کے

حرکت اختیار کرے۔ جس صورت مین اُس نے آپ ہی فرمایا ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے ایماندار وہ لوگ ہین جو لغو کامون سے پرہیز کرتے ہین اور اپنا وقت بیہودہ کامون مین نہین کھوتے تو پھر آپ ہی کیونکر بیہودہ کام کرتا جس حالت مین اپنی کتاب کی اُس نے یہہ تعریف کی ہے کہ اُسکی شان

نہین ہونا چاہئیے تھا کہ سب عجائب اور غرائب واضح ہوتے تا کہ جس غرض کے لئے حکیمِ مُطلق نے بدن انسان مین مودع کئے تھے وہ غرض حاصل ہوجاتی سو اس وہم کا جواب اور اسی قسم کے اور وہمون کا جواب جو مصنوعاتِ الٰہیہ کے عجائبات اور خواص دقیقہ اور مخفیہ کی نسبت کسی کے دل مین خلجان کرین یہہ ہے کہ بلاشبہ خدا کا اپنے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہین مثلاً کسی کا دولتمند ہوجانا اِس بات پر دلالت قطعی نہین کرتا کہ خدا تعالیٰ اُسپر خوش ہے اور نہ کسی کا مفلس اور نادار ہونا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسپر ناراض ہے بلکہ یہہ دونون طور کے ابتلا ہین تا دولتمند کو اُسکی دولت مین اور مُفلس کو اُسکی مفلسی مین جانچا جائے۔

یہہ چار صداقتین ہین جنکا قرآن شریف مین مفصل بیان موجود ہے اور قرآنِ شریف کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ اِن صداقتون کی تفصیل مین آیاتِ قرآنیہ ایک دریا کی طرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہین اور اگر ہم اِس جگہ مفصّل طور پر اُن تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اِسمین خرچ ہوجاتے سو ہم نے اِس نظر سے کہ انشاءاللہ عنقریب براہین قرآنی کے موقعہ پر وہ تمام آیات بہ تفصیل لکھے جائینگے اِن تمہیدی مباحث مین صرف سورۃ فاتحہ کے قول و دل کلمات پر کفائیت کی۔

اب بعد اِسکے ہم بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہہ چارون صداقتین کہ جو بیّن الثبوت اور بدیہی الصدق ہین ایسے بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کے ہین کہ یہہ بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہہ چارون صداقتین دُنیا سے گم ہوچکی تہین اور کوئی قوم پردۂ زمین پر ایسی موجود نہین تہی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے اِن صداقتون کی پابند ہو پہر جب قرآنِ شریف نازل ہوا تو اُس کلامِ مقدّس نے نئے سرے اِن گم شدہ صداقتون کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہون کو اِنکے حقّانی وجود سے اطلاع دی اور دُنیا مین اِنکو پہیلایا اور ایک عالم کو اِنکی

مین فرمایا ہے والقرآن الحکیم ۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ۔ یعنے قرآن حکمت سے پُر ہے باطل کو اُسکے آگے پیچھے سے گُذر نہین تو اِس صورت مین وہ کیونکر آپ ہی باطل کو اُسمین بہر دیتا اِس کام کے لئے تو فیضی جیسا ہی کوئی نادان فضول گو چاہئیے۔

مصنوعات ہین اور ہریک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہو قانونِ قُدرت یہی ہے کہ اُس نے عجائبات بدیہہ پر کفایت نہین کی بلکہ ہریک چیز مین (جو اُسکے دستِ قُدرت سے ظہور پذیر ہے) عجائبات دقیقہ بھی (جو نہایت گہرے اور عمیق ہین) مخفی رکھے ہین مگر خدا کے اِس کام کو عبث اور بے سود سمجھنا سراسر نادانی ہے جاننا چاہئیے کہ خدا نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نور سے منور کیا لیکن اِس بات کے ثبوت کے لئے کہ کیونکر تمام قومین اِن صداقتون سے منحرف اور ناواقف محض تہین یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بہی دُنیا مین کوئی قوم بجز دین حق اسلام کے ٹہیک ٹہیک اور کامل طور پر اِن صداقتون پر قایم نہین اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعویٰ کرے تو بار ثبوت اُسی کے ذمہ ہے۔ ماسوا اِسکے قرآنی شہادت کہ جو ہریک دوست و دشمن مین شایع ہونیکی وجہ سے ہریک مخاصم پر حجت ہے اِثبات کے لئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتین جابجا فرقان مجید مین بکثرت موجود ہین۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اِس سے بے خبری نہین ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہریک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پُہنچ چکی تہی اور کسی صداقت پر کامل طور پر اُنکا قیام نہین رہا تہا چنانچہ اگر اول یہودیون ہی کے حال پر نظر کرین تو ظاہر ہوگا کہ اُنکو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ مین بہت سے شک اور شبہات پیدا ہو گئے تہے اور اُنہون نے ایک ذات رب العٰلمین پر کفایت نہ کر کے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکہے تہے یعنی مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا نہایت درجہ اُنمین بازار گرم تہا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُنکا یہ حال قرآن شریف مین بیان کرکے فرمایا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ یعنی یہودیون نے اپنے مولویون اور درویشون کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہین اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹہرا رکہے ہین اور نیز اکثر ان کا یہودیون مین سے بعض نیچریون کی طرح یہہ اعتقاد ہوگیا تہا کہ انتظام دُنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اُس قانون مین مختارانہ تصرف کرنے سے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گویا اُس کے دونون ہاتہہ بندہے ہوئے ہین نہ اُس قاعدہ کے برخلاف کچہہ ایجاد کر سکتا ہے اور نہ فنا کر سکتا ہے بلکہ جب سے کہ اُس نے اِس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندہ کر اُسکی پیدائش سے فراغت پالی ہے تب سے یہہ کل اپنے ہی پُرزون کی صلاحیت کی وجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العٰلمین

الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین خدا کے کلام کو اِس طرح پر بے لفظ سمجھنا چاہئیے کہ وہ لغو اور جہوٹ اور بیہودہ گوئی کے نقطون سے منزہ اور معرّا ہے اور اُسکی فصاحت بلاغت وہ بے بہا جوہر ہے جس سے دُنیا کو فائدہ پہنچتا ہے روحانی بیماریون سے شفا حاصل ہوتی ہے حقایق اور

انسان کو دوسرے حیوانات کی طرح اِس وضع فطرت پر پیدا نہین کیا کہ اُسکا علم چند بدیہی اور محسوس باتون مین محصور اور محدود رہے بلکہ اسکو یہہ استعداد بخشی ہے کہ وہ نظر اور فکر سے غیر متناہی علوم مین ترقیات کرتا رہے اور اسی غرض سے اُسکو عقل کا گوہر شب چراغ جو دوسرے حیوانات کو نہین ملا عطا ہوا ظاہر ہے کہ اگر یہہ تمام عجایب دقایق کا جاننا حق کے طالبون پر آسان ہوتا ہے کیونکہ خدا کا فصیح کلام معارف حقہ کو کمال ایجاز سے کمال ترتیب سے کمال صفائی اور خوش بیانی سے لکھتا ہے اور وہ طریق اختیار کرتا ہے جس سے دلون پر اعلیٰ درجہ کا اثر پڑے اور تھوڑی عبارت مین وہ علوم الٰہیہ سما جائین جن پر دنیا کی ابتدا سے کسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی قسم کا تصرف اور دخل اُس کَل کے چلنے مین نہین رکھتا اور نہ اُسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیّت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادۂ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدّل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسّم قرار دیکر عالمِ جسمانی کی طرح اور اُسکا ایک جز سمجھتے ہین اور اُنکی نظر ناقص مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتین کہ جو مخلوق پر جایز ہین وہ خدا پر بھی جایز ہین اور اُسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہین کرتے اور اُنکی توریت مین جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیان پائی جاتی ہین چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب مین لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات صبح تک کُشتی لڑتا رہا اور اُسپر غالب نہ ہوا اسی طرح برخلاف اِس اُصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک مَا فی العالم کا رب ہے بعض مردون کو اُنہون نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتون کو خدا کی بیٹیان لکھا گیا ہے اور کسی جگہ بائبل مین یہہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور سچ تو یہہ ہے کہ عیسائیون نے بھی اِنہین تعلیمون سے مخلوق پرستی کا سبق سیکھا ہے کیونکہ جب عیسائیون نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیان بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو اُنہون نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہین مین داخل کرین تا وہ دوسرے بیٹون سے کم نہ رہ جائے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ عیسائیون نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہین

عزائیب الہی بدیہی طور پر واضح اور لایح ہوتے جن مین نظر اور فکر کی کچھہ بھی حاجت نہ ہوتی تو پھر انسان جسکا کمال اُسکی قوتِ نظریہ کی تکمیل پر موقوف ہے کن چیزون مین نظر اور فکر کرتا اور اگر نظر اور فکر نہ کرتا تو پھر کیونکر اپنے کمال کو پہنچتا۔ سو چونکہ تمام انسانیت انسان کے استعمال قوتِ نظریہ سے وابستہ ہے اس لئے اُس حکیم مطلق نے اکثر دقایق

بقیہ حاشیہ نمبر ا نکالی بلکہ پہلے بے ایمانون اور مشرکون کے قدم بقدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودیون کی یہہ حالت تہی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت اُنپر غالب آگئی تہی اور عقاید مقدسہ بہت دور جا پڑی تہی یہانتک کہ بعض اُنکے ہندؤن کی طرح تناسخ کے بہی قایل تہے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تہے اور بعض مجازات کو صرف دنیا مین محصور سمجہتے تہے اور قیامت کے قایل نہ تہے اور بعض یونانیون کے نقشِ قدم پر چلکر مادّہ اور روحون کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تہے اور بعض دہریون کی طرح روح کو فانی سمجہتے تہے اور بعض کا فلسفیون کیطرح یہہ مذہب تہا کہ خدا تعالی رب العلمین اور مدبر بالارادہ نہین ہے غرض مجذوم کے بدن کی طرح تمام خیالات اُنکے فاسد ہو گئے تہے اور خدا تعالی کی صفاتِ کاملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالکِ یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہین رکہتے تہے نہ ان صفتون کو اُسکی ذات سے مخصوص سمجہتے تہے اور نہ اِن صفتون کا کامل طور پر خدا تعالی مین پایا جانا یقین رکہتے تہے بلکہ بہت سی بدگمانیان اور بے ایمانیان اور آلودگیان اُنکے اعتقادون مین بہر گئی تہین اور توریت کی تعلیم کو اُنہون نے نہایت بدشکل چیز کی طرح بنا کر شرک اور بدہی کی بدبو کو پہیلانا شروع کر رکہا تہا پس وہ لوگ خدا تعالی کو جسمانی اور جسم قرار دینے مین اور اُسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کے معطل جاننے مین اور اِن صفتون مین دوسری چیزون کو شریک گردانتے مین اکثر مشرکین کے پیشوا اور سابقین اولین مین سے ہین۔

کتاب یا دفتر نے احاطہ نہین کیا یہی حقیقی فصاحت بلاغت ہے جو تکمیل نفس انسانی کے لئے ممدد معاون ہے جسکے ذریعہ سے حق کے طالب کمال مطلوب تک پہنچتے ہین اور یہی وہ صنعتِ ربانی ہے جسکا انجام پذیر ہونا بجز الہی طاقت اور اُسکے علم وسیع کے ممکن نہین خدا تعالی اپنے کلام کے

اور حقایق کو ایسے طور پر مخفی رکھا ہے کہ جب تک انسان اپنی خداداد قوت کو بکمال اجتہاد استعمال مین نہ لاوے ان دقایق کا انکشاف نہین ہوتا اِس سے حکیم مطلق کا یہہ ارادہ ہے کہ ترقی کرنے کا راستہ کہلا رہے اور جس سعادت کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہی اُس سعادت تک وہ پہنچ جائے غرض خدا کے جتنے کام ہین وہ صرف موٹی صنعت پر ختم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ تو یہودیون کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیون نے تہوڑے ہی دلون مین اُس سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتون مین سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تہی وہ سب ابن مریم پر تہاپ دی اور اُنکے مذہب کا خلاصہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ جمیع ما فی العالم کا رب نہین ہے بلکہ مسیح اُسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچہہ عالم مین پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُنکے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہین بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہوکر پہر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اُسکی عجیب ذات مین ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اُسکا محکوم ہے مگر پہر بہی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہین اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پہر بہی عیسائیون کے بے بنیاد زعم مین قادر مطلق ہے اور عاجز

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ایک ایک فقرہ کی سچائی کا ذمہ وار ہے اور جو کچہہ اُسکی تقریر مین واقعہ ہے خواہ وہ اخبار اور آثار گذشتہ ہین خواہ وہ آیندہ کی خبرین اور پیش گوئیان ہین اور خواہ وہ علمی اور دینی صداقتین ہین وہ تمام کذب اور ہزل اور بیہودہ گوئی کے داغ سے منزہ ہین اور اگر ایک ذرہ بہی خلاف گوئی یا فضولی اور لاف وگذاف اُن مین پایا جاوے تو پہر وہ خدا کا کلام ہی نہین رہتا اس لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بہ پایۂ ثبوت پہنچاتا ہے لیکن کوئی شاعر اِس بات کا ذمہ وار نہین ہو سکتا اور نہ کبہی ہوا کہ اسکا کلام ہر ایک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتون سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکہتا ہے پہر جبکہ شاعرون کی فضول باتون کو وہ مراتب حاصل نہین ہین کہ جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہین اور نہ اِس بارے مین شاعر کچہہ دم مارتے ہین اور نہ ذمہ وار بنتے ہین بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہین تو کلام الٰہی

نہین ہوسکتے بلکہ اُنہین جسقدر کہودتے جاؤ زیادہ سے زیادہ باریکیان نکلتی ہین پس جبکہ اُن تمام چیزون کی نسبت جو خدا کی طرف سے ہین یہہ عام قانون ثابت ہوچکا کہ وہ سب نکات دقیقہ اور اسرار عمیقہ سے پُر ہین تو اِسے قانونِ قُدرت کی متابعت سے یہہ بھی ہریک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہین ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین - اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے امورِ غیبیہ کے بارہ مین نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہین کہ کب آئیگی مگر پھر بھی عیسائیون کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے - اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیا کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پھر بھی حضرات مسیحیون کی نظر مین خدا ہے - اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہین ہے مگر پھر بھی عیسائیون کے خیال مین نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہون نے ضدین کو جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور گو اُنکے اعتقاد کے قایم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر اُنہون نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العلمین قرار دیا اور رب العلمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دُکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے نادانون نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیون پر کیا حصر ہے اُن سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ مقابلہ پر اُنکا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے شاعر تو اگر مر بھی جاوین تو صداقت اور راستی وضرورتِ حقہ کا اپنے کلام مین التزام کر سکین وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہین سکتے اور اُنکی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے اگر جھوٹ نہین یا فضول گوئی نہین تو پھر شعر بھی نہین اگر تم اُنکا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کسقدر حقایق دقایق اُن مین جمع ہین کسقدر راستی اور صداقت کا التزام ہے کسقدر حق اور حکمت پر قیام ہے کس ضرورتِ حقہ سے وہ باتین اُنکے مونہہ سے نکلی ہین اور کیا کیا اسرار بے مثل و مانند اُن مین لپٹے ہوئے ہین تو تمہین معلوم ہو کہ اِن تمام خوبیون مین سے کوئی بھی خوبی اُنکی مُردہ عبارات مین پائی نہین جاتی اُنکا تو یہہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا اُسی طرف جھک گئے اور جو مضمون دلکو اچھا لگا وہی جھک ماری نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہہ خیال ہے کہ

چاہیئے بلکہ اُسمین سب سے زیادہ لطائف چاہیئے کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے اور حکیم مُطلق کے علوم قدیم کا مخزن ہے جسکو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانین قُدرتیہ جو فی السموات والارض پائے جاتے ہین اُنکی اصلاح کے لئے اُسمین سامان موجود ہو پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اِس سے کیونکر انصرام ہو سکین اگر وہ تمام غلطیون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گئے ہین کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہین کرشن کی خدائی اُس سے تو ی تر ہے اسی طرح کوئی بدھ کو کوئی کسی کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ کے اِن سادہ لوحون نے بھی پہلے مشرکون کی ریس کرکے ابنِ مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرایا غرض عیسائی لوگ نہ خدا وند حقیقی کو رب العلمین سمجھتے ہین نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہین اور نہ جزا سزا اُسکے ہاتھ مین یقین رکھتے ہین بلکہ اُنکے گمان مین حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابنِ مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحمان ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی اِن صداقتون سے منحرف ہین کیونکہ اُن مین سے جو آریہ ہین وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہین سمجھتے اور اپنی روحون کا رب اُسکو قرار نہین دیتے اور جو اُن مین سے بُت پرست ہین وہ صفت ربوبیت کو اُس رب العلمین سے خاص نہین سمجھتے اور تنتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار مین

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اِس کلام کے بولنے کے لئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اسکے ترک کرنے مین کونسا سخت نقصان عائد حال ہے ناحق بیفائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہین سر کی جگہ پانو پانو کی جگہ سر لگاتے ہین سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہین شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہین نادار ناطاقت اور ناتوان اور گئے گذرے ہین آنکھین اندھی اور اُمید عشوہ گری اُنکی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہہ کہیئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہین اور اُنکے اشعار بیتِ عنکبوت ہین یہ اُنکی نسبت خداوندِ کریم نے خوب فرمایا ہے والشعرآء یتبعھم الغاوٗن ۞ الم تر انھم فی کل واد یھیمون ۞ وانھم یقولون مالا یفعلون ۞ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۞ الجزو نمبر ۱۹ یعنے شاعرون کے پیچھے وہی لوگ چلتے ہین جنہون نے حق اور حکمت کا

سے انسان کو پاک نہ کرسکتا تو پھر صرف بعض غلطیون سے پاک کرنا حقیقت مین ایسا تھا کہ گویا منزل تک پہنچانے سے پہلے راستہ مین ہی چھوڑ دیتا غرض جب خدا کا قانونِ قدرت (ہریک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہے) یہی ثابت ہوا کہ اُن سب مین خداوند تعالیٰ نے دقایق عمیقہ بھی ضرور رکھے ہین صرف موٹی باتون پر ختم نہین کیا۔ تو اِس تحقیق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہین اور اُن سے مرادین مانگتے ہین اور یہہ ہر دو فریق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہین اور اپنے وید کے رو سے یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ مین نہین پائی جاتی اور جو کچھہ دُنیا کے لئے خدا نے بنایا ہے یہہ خود دُنیا کے نیک عملون کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہین کرسکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہین سمجھتے کیونکہ اُن لوگون کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمالِ صالح مین مشغول رہے خدا اُسکے گناہون کو جو اُس سے صادر ہوچکے ہین ہرگز نہین بخشیگا جب تک وہ کئی لاکھہ جونون کو بھگت کر اپنی سزا نہ پالے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہان توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوفِ الٰہی نہ عشقِ الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی نا امید ہوگیا علیٰ ہٰذا القیاس یہہ لوگ یوم الجزا پر جسکے رو سے خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

راستہ چھوڑ دیا ہے کیا تو نہین دیکھتا شاعر تو وہ لوگ ہین جو قافیہ اور ردیف اور مضمون کی تلاش مین ہریک جنگل مین بھٹکتے پھرتے ہین حقانی باتون پر اُنکا قدم نہین جمتا اور جو کچھہ کہتے ہین وہ کرتے نہین سو ظالم لوگ جو خدا کے حقانی کلام کو شاعرون کے کلام سے تشبیہ دیتے ہین اُنہین عنقریب معلوم ہوگا کہ کس طرف پھرینگے اب دانا کو سوچنا چاہئے کہ کیا اِس سے زیادہ تر نا انصافی کوئی اور بھی ہوگی کہ حق محض کو لغو محض سے تشبیہ دیجائے یا ظُلمت کو نور سے برابر ٹھہرایا جائے کیا ایسی کتابین اُس کتابِ مقدس سے کچھہ نسبت رکھتی ہین جنکے چہرہ پر فضول گوئی کا داغ اور جھوٹ اور ہرزہ درائی کا دھبہ اِسقدر پھیل گیا ہے جسکو دیکھہ کر ہریک پاک دل آدمی کو نفرت اور کراہت آتی ہے۔ کیا ایسی کتابین اُن صحفِ مطہرہ سے مشابہ کہلائینگی جن کتابون کا مادہ مجذوم کے خون کی طرح بگڑا ہوا ہے نہین ہرگز نہین اگرچہ تعصب وہ سخت بلا ہے کہ جو نہ عقل کو چھوڑتا ہے اور نہ سمجھہ کو

سے جھوٹ اُن لوگون کا کُھل گیا جنکا یہہ دعویٰ ہے کہ خدا کے کلام مین صرف چند احکام سریع الفہم چاہئیے اور لطائفِ دقیقہ اُسمین نہین چاہئیے اور نہ ہین اِس جگہ اُنہون نے اپنے اِس وہم کے مضبوط کرنے کی غرض سے ایک دلیل بنائی ہوئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کُتبِ الہامیہ کم علمون اور کم فہمون یا اُمیون اور بدوٗن کے لئے نازل ہوئی ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مالکِ یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہین رکھتے اور جن طریقون متذکرہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادتِ عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوتِ عظمیٰ مین پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہین اور نجاتِ اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھہ رہے ہین بلکہ وہ نجاتِ ابدی کے قائل ہی نہین ہین اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اِس جگہ آرام ہے اور نہ اُس جگہ اور نیز اُنکے زعم باطل مین دُنیا بھی آخرت کی طرح ایک کامل دار الجزا ہے جسکو دُنیا مین بہت سی دولت دی گئی وہ اُسکے نیک عملون کے عوض مین کہ جو کسی پہلے جنم مین اِسنے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اُس بات کا مستحق ہے کہ اسی دُنیا مین اپنے نفس آمارہ کی خواہشون کے پورا کرنے مین اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان مین خدا تعالیٰ کا کسی کو اِس غرض سے دولت دُنیا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھہ کر کہانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا دے یہہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ اور نہ قوّت سامعہ اُس سے سلیم رہتی ہے اور نہ قوّتِ باصرہ لیکن انسان کو یہہ بھی تو سوچ لینا چاہئیے کہ جن دو چیزون مین کچھہ بھی مشابہت اور مناسبت نہین اُنکو خواہ نخواہ ایک دوسرے کا شبیہ قرار دینے کا آخری نتیجہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ ایسے شخصون کو دانشمند لوگ پاگل اور دیوانہ کہنے لگتے ہین۔ اے حضرات عیسائیان آپ لوگ ہندوٗن کی چال نہ چلین آپ لوگون مین سے قرآنِ شریف ہی کے اترنے کے زمانہ مین ایسے نیک سرشت پادری بہت گذرے ہین جنکے آنسو قرآنِ شریف کو سُنکر نہین تہمتے تھے اُن بزرگ قسیون کو یاد کرو جنکی شہادتین قرآنِ شریف مین درج ہین اور جو فرقانِ مجید کو سُنکر پھوٹ پھوٹ کر زار زار روتے تھے قرآن ہی کی عظمت شان نے اُن سے کلمہ پڑھوایا تمام کُتبِ الہامیہ پر اپنی فضیلت کا اقرار کروایا اب آپ لوگون کی آنکھون مین وہی قرآن حریری اور فیضی کے واہیات کلام سے برابر نہین

پس اُمّی تعلیم ویسی ہی چاہئیے جو کہ بقدر عقول اُن لوگون کے ہو کیونکہ اُمّی اور نا خواندہ آدمی نکات دقیقہ سے منتفع نہین ہو سکتے اور نہ اُن پر مطلع ہو سکتے ہین لیکن واضح ہو کہ یہہ وہم محض کوتہ اندیشی سے اُنکے دلون کو پکڑتا ہے اور اِس پست اور ناچیز خیال سے بغائیت درجہ سفاہت اور جہالت کی بدبو آتی ہے کاش کہ وہ کلامِ الٰہی کو غور سے دیکھتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرف نسبت کرنا نہائت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندوون کا پرمیشر آپ ہی لوگون کو بدفعلی اور پلیدی مین ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اِسکے جو اُنکا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کہولتا ہے اور پہلے جنمون کے نیک عملون کا اجر اُنکو یہہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم مین وہ طرح طرح کے اسباب تنعم پا کر اور نفس اَمّارہ کے پورے پورے تابع بنکر پہر تحت الثریٰ مین جا پڑین اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال مین یہہ بہرا ہوا ہے کہ میرے ہاتہہ مین جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچہہ نفس آمارہ کی پیروی نہین کریگا لیکن اگر وہ یہہ سمجہتا کہ دُنیا دار الجزا نہین ہے بلکہ دار الابتلا ہے اور جو کچہہ مجہکو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہہ ظاہر کیا جاوے کہ مین کس طور پر اُسمین تصرف کرتا ہون کوئی ایسی شے نہین ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو اُسیا سمجہنے سے وہ اپنی نجات اِس بات مین دیکہتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف مین خرچ کرے اور نیز وہ

یہہ بڑا کفر خدا کو نہین بہاتا اگر آپ لوگ کوئی نظیر قرآن شریف کی اُسکے ظاہری و باطنی کمالات مین ثابت کر دکہاتے تو پہر جہگڑا ہی کیا تہا پر آپ تو ایسی نظیر پیش کرنے سے بکلی عاجز اور ساکت ہین پہر معلوم نہین کہ تم آنکہین رکہتے ہوئے کیون نہین دیکہتے کان رکہتے ہوئے کیون نہین سُنتے دل رکہتے ہوئے کیون نہین سمجہتے اگر حریری اور فیضی تم سے ہی عاقل ہوتے تو وہ آپ ہی دعویٰ کرتے کہ ہم نے قرآن شریف کی نظیر بنالی ہے پر خدا نہ کرے کہ کسی لکہے پڑہے آدمی کی ایسی پست عقل ہو بہلا تم آپ ہی بتلاؤ کہ وہ کونسا کلام تمہارے نقل مین ہے جسمین قرآن شریف کی طرح یہہ دعویٰ موجود ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یأتوا بمثل ھذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت

تا کہ انہیں معلوم ہوتا کہ خدا کی مقدس اور کامل کلام پر ایسا گمان کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے اور اب بھی ایسے لوگ اگر اس کتاب کو ذرا آنکھ کھولکر پڑہین اور وہ صدہا دقائق عمیقہ اور حقایق دقیقہ کلام الٰہی کے جو ہم نے اس کتاب میں اپنے موقعہ پر کمال وضاحت سے لکھے ہین بنظر تامل و تیقظ مشاہدہ کرین تو انکا خیالِ فاسد ایسا دور ہو جائیگا جیسا کہ آفتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ غایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ مین نے نعمت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھہ کو ملا ہے غرض آریا لوگون کے نزدیک خدا تعالیٰ ربّ العالمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دایمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ برہمو سماج والون کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے یعنی وہ ہر چہار صداقتین کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہین برہمو لوگ اُن پر ثابت قدم ہین یا نہیں سو واضح ہو کہ برہمو لوگ ان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ لکا فرین بل الجزو نمبر ۱ یعنے انکو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اس بات پر اتفاق کرلین کہ قرآن کی مثل کوئی کلام لاوین تو یہہ بات اُنکے لئے ممکن نہیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاوین اور اگر تم کو قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین شک ہے تو تم بھی کوئی ایک سورۃ اُس کی مانند بنا کر دکھلاؤ اور اگر نہ بناؤ اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندہن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لئے طیار کی گئی ہے۔ پہر مین مکرر کہتا ہون کہ قبل اسکے جو تم لوگ اِس فکر مین پڑو کہ قرآن شریف کے مثل و مانند کوئی دوسرا کلام تلاش کیا جائے اول تمکو اس بات کا دیکھہ لینا نہایت ضروری ہے کہ اُس دوسری کلام نے وہ دعویٰ بھی کیا ہے یا نہیں جس دعویٰ کو آیات مذکورہ بالا مین ابھی تم سُن چکے ہو کیونکہ اگر کسی متکلم نے ایسا دعویٰ ہی نہین کیا کہ میرا کلام بیمثل و مانند ہے جسکے مقابلہ اور معارضہ سے فی الحقیقت تمام جن و انس عاجز و ساکت ہین تو ایسے متکلم کے کلام کو خواہ نخواہ بیمثل و مانند سمجھہ لینا حقیقت مین اُسی مثل مشہور کا مصداق ہے کہ مدعی سُست و گواہ چست۔ ماسوا اسکے کسی کلام کو قرآن شریف کی نظیر اور شبیہ ٹھہرانے مین اس بات کا ثبوت بھی پیدا کر لینا چاہئے کہ جن کمالاتِ ظاہری و باطنی پر قرآن شریف مشتمل ہے انہیں کمالات پر وہ کلام بھی اشتمال رکھتا ہے جسکو بطور نظیر پیش کیا گیا ہے کیونکہ اگر نظیر پیش کردہ کو کمالاتِ قرآنیہ سے کچھہ بھی حصہ

کے نکلنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ امرِ محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر
کسی قیاس کی پیش نہین جاتی جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہو گئی
تو پہر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اِس امرِ واقعی سے جو بہ پایۂ ثبوت پُہنچ چکا ہے انکار کرنا
اسی کا نام جنون اور سودا ہے اگر یہہ لوگ عقلِ خداداد کو ذرا کام مین لاوین تو ان پر ظاہر ہو کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چارون صداقتون پر جیسا کہ چاہئے ثبات اور قیام نہین رکہتے بلکہ اُن معارفِ عالیہ کے کامل مفہوم پر اُنکو
اطلاع ہی نہین - اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے پر ہمولوگون کی سمجہہ اور عقل سے
ابتک چہپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیتِ الٰہیہ کا دُنیا پر اِس سے زیادہ اثر نہین سمجہتے کہ اُس نے کسی وقت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

حاصل ہین تو پہر ایسی نظیر پیش کرنا بجز اپنی جہالت اور حماقت دکہلانیکے کس غرض پر مبنی ہوگا - یہہ بات
خوب یاد رکہو کہ جیسے اُن تمام چیزون کی نظیر اور شبیہ بنانا کہ جو صادر من اللہ ہین غیر ممکن اور ممتنع ہے ایسا ہی
قُرآن شریف کی نظیر بنانا بہی حدِ امکان سے خارج ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے عرب کے نامی شاعرون
کو کہ جنکی عربی مادری زبان تہی اور جو طبعی طور پر اور نیز کسبی طور پر مذاق کلام سے خوب واقف تہے ماننا پڑا کہ
قُرآنِ شریف انسانی طاقتون سے بلند تر ہے اور کچہہ عرب پر موقوف نہین بلکہ خود تم مین سے کئی اندہے
تہے کہ جو اُس کامل روشنی سے بینا ہو گئے اور کئی بہرے تہے کہ اُس سے سُننے لگ گئے اور اب بہی وہ روشنی
چارون طرف سے تاریکی کو اُٹہاتی جاتی ہے اور قرآنِ شریف کے انوارِ حقہ دلون کو مُنور کرتے جاتے ہین
واقعی یہہ حال ہو رہا ہے کہ جسقدر لوگون کی آنکہین کہلتی جاتی ہین اُسیقدر قُرآنِ شریف کی عظمت کے قائل
ہوتے جاتے ہین چنانچہ بڑے بڑے متعصب انگریزون مین سے جو کہ حکیم اور فلاسفر کہلاتے تہے خود بول اُٹہے
کہ قُرآنِ شریف اپنی فصاحت اور بلاغت مین بے نظیر ہے یہانتک کہ گاڈفری ہگنس صاحب جیسے سرگرم
عیسائی کو اپنی کتاب کے دفعہ ۲۲ مین لکہنا پڑا کہ حقیقت مین جیسی عالی عبارتین قُرآن مین پائی جاتی ہین اُس سے
زیادہ عالی غالباً دُنیا بہر مین نہین مل سکتین اور ایسا ہی لوٹ صاحب کو بمجبوری اپنی کتاب مین یہی گواہی دینی
پڑی -
آریا سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کئے بیٹہے ہین وہ بہی عیسائیون کی طرح قُرآن شریف

خود وہ قیاس ہی فاسد ہے اور بعینہ وہ ایسا مقولہ ہے جیسے کوئی نباتات کے خواص
دقیقہ سے انکار کر کے یہہ کہے کہ اگر خدا نے بالارادہ خلق اللہ کی نفع رسانی کی غرض سے
یہہ کام کیا ہے کہ انسان کی شفا کے لئے نباتات و جمادات وغیرہ مین طرح طرح کے خواص
رکھے ہین تو پھر اُن خواص کو اسقدر تہ در تہ کیون چھپایا کہ اُنکی ناواقفیت سے ایک زمانہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ تمام عالم معہ اُسکی تمام قوتون اور طاقتون کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتین اور طاقتین مستقل طور پر اپنے اپنے کام مین لگی ہوئی ہین اور خدا تعالیٰ کو قدرت نہین ہے کہ اُنمین کچھ تصرّف کرے یا کچھ تغیّر اور تبدّل ظہور مین لاوے اور اُنکے زعم باطل مین قوانین نیچریہ کی مستحکم اور پایدار بنیاد نے قادرِ مطلق کو معطّل اور بیکار کی طرح کر دیا ہے اور اُن مین تصرّف کرنے کے لئے کوئی راہ اُسپر کھلا نہین اور ایسی کوئی بھی تدبیر اُسکو یاد نہین جس سے وہ مثلاً کسی مادّہ حار کو اُسکی تاثیر حرارت سے روک سکے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ کی بے نظیری سے انکار کر کے اپنے وید کی نسبت فصاحت بلاغت کا دعویٰ کرتے ہین لیکن ہم اس امکو بار بار غافل لوگون پر ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہین کہ قرآنِ شریف کی بے نظیری سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے جسکو یہہ طاقت ہو کہ جو کچھ قرآنِ شریف کی وجوہ بے نظیری اس کتاب مین بطور نمونہ درج کی گئی ہین کسی دوسری کتاب سے نکالکر دکھلا سکے سو اگر آریا سماج والون کو اپنے وید پر یہہ امید ہے کہ وہ قرآنِ شریف کا مقابلہ کر سکے گا تو اُنہین بھی اختیار ہے کہ وید کا زور دکھلاوین مگر صرف دعویٰ ہی دعویٰ کرنا اوباشانہ باتین مونہہ پر لانا نیک طینت آدمیون کا کام نہین انسان کی ساری شرافت او عقل اسمین ہے کہ اگر اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے ورنہ ایسا دعویٰ کرنے سے ہی زبان بند رکھے جسکا ماحصل بجز فضول گوئی و ژاژ خائی اَور کچھ بھی نہین۔ سمجھنا چاہئے کہ قرآنِ شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدّس بلاغت ہے جسکا مقصدِ اعلیٰ یہہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام مین بیان کر کے تمام حقایق اور دقایق علمِ دین ایک موجز اور مدلّل عبارت مین بھر دیئے جائین اور جہان تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہان تفصیل ہو اور جہان اجمال کافی ہو وہان اجمال ہو اور کوئی صداقتِ دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے اور باوصف اسکے ضرورتِ حقّہ کے تقاضا سے ذکر ہو نہ غیر ضروری

دراز تک لوگ بے علاج ہی مرتے رہے اور اب تک جمیع خواص مخفیہ پر احاطہ نہ ہوا لیکن ظاہر ہے کہ بعد تحقّق خدا کے عام قانون کے (جو کہ زمین و آسمان مین ایک ہی طرز پر پایا جاتا ہے) ایسے ایسے شبہات مین مُبتلا ہونا اُنہین لوگون کا کام ہے جو قوانینِ قُدرتیہ مین ذرہ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ یا کسی مادّہ بارد کو اُسکی برودت کے اثر دن سے بند کرسکے یا آگ مین اُسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اُسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف اُنہین حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اُس سے زیادہ نہین یعنے جو کچھہ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

طور پر اور پھر کلام بھی ایسا فصیح اور سلیس اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لئے ممکن نہ ہو اور پھر وہ کلام روحانی برکات بھی اپنے ہمراہ رکہتا ہو یہی قرآن شریف کا دعویٰ ہے جسکو اُس نے آپ ثابت کردیا ہے اور جا بجا فرما بھی دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لئے ممکن نہین کہ اُس کی نظیر بنا سکے۔ اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے اس پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ قرآنِ شریف کے ساتھہ مقابلہ کرنیکے لئے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری ہے جس مین وُہی خوبیان پائی جائین جو اُسمین پائی جاتی ہین۔ سچ ہے کہ وید مین شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہین اور شاعرون کی طرح انواع اقسام کے استعارات بھی موجود ہین۔ مثلاً رگ وید مین ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند فرض کرلیا ہے جسکے پاس بہت سے جواہرات ہین اور اُسکی روشنی کو جوہر تابان سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ اُسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے جسکی کالی جھنڈی ہے اور دھوئین کو جو آگ پر اُٹھتا ہے ایک علم سیہ ٹھہرایا ہے۔ ایک جگہ اُس حرارت کو جو بخارات مائی کو اُٹھاتی ہے چور مقرر کیا ہے اور اُسکا نام بلحاظِ قوتِ ماسکہ ورترا رکہا ہے اور بخارات کو گوین ٹھہرایا ہے اور اندر جس سے وید مین آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرہ زمہریر مراد ہے اُسکو اس مثال مین قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکہا ہے کہ جس طرح قصاب گائے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور پانی قطرہ قطرہ ہو کر بہ نکلا لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآنِ شریف سے کچھہ بھی مناسبت

غور نہین کرتے اور قبل اسکے کہ خدا کی صفات اور عادات کو (جس طرز سے وہ آئینۂ فطرت مین ظاہر ہو رہی ہین) بخوبی دریافت کرین پہلے ہی اُسکی ذات اور اُسکی صفات کا حُلیہ لکھنے کو بیٹھہ جاتے ہین ورنہ اگر انسان ذرا بھی آنکھہ کھولکر ہر ایک طرف نظر ڈالے تو عادت اللہ کسی

بقیہ حاشیہ نمبر۱۱ تا دمِ حال بشری تجارب کے احاطہ مین آچکا ہے یہین تک خدا کی قدرتون کی حد بست ہے اور اس سے بڑہ کر اُسکی قدرتِ تامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہین کرسکتی گویا خدا کی قدرتین اور حکمتین سبکی تمامی یہی ہین جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اعتقاد ربوبیتِ تامہ اور قدرتِ کاملہ کے مفہوم سے بکلی

بقیہ حاشیہ نمبر ۴ نہین صرف شاعرانہ خیالات ہین اور پھر بھی ایسے قابلِ تعریف و باوقعت نہین بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لائق ہین مثلاً استعارۂ مذکورہ بالا جسمین اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے جسکا کام گائے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہہ ایک ایسا مضمون ہے کہ جو لطیف طبع شاعرون کے کلام مین ہرگز نہین آسکتا کیونکہ شاعر کو یہہ بھی خیال کرلینا لازم ہے کہ میرے اِس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہین کرینگے مگر اس شُرتی مین یہہ خیال نظر انداز ہو گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو ویدکے مخاطب ہین وہ گائے کے گوشت کا نام سُننے سے متنفر ہین اور اُنکی طبیعتون پر ایسا ذکر سخت گران گذرتا ہے اور پھر اندر کو جو وید مین ایک بزرگ دیوتا مقرر ہو چکا ہے بوچڑ سے تشبیہ دینا اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اُسکی ہجو ملیح کرنا شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ماسوا اسکے اِس تشبیہ مین ایک اور بھی نقص ہے وہ یہہ ہے کہ تشبیہ اس امر مین چاہیئے کہ مشہور اور معروف ہو لیکن یہہ کہنا کہ اندر نے ورترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے یہہ تشبیہ فنِ بلاغت کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب یہہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ مین عام طور پر گائی کا گوشت بازارون مین بکتا تھا اور بوچڑ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرکے وہ گوشت آریا لوگون کو دیتے تھے مگر حال کے آریا لوگ ہرگز اِسکے قائل نہین۔ اب ظاہر ہے کہ کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرنا جسکا خارج مین وجود ہی نہین بلکہ جس سے لوگ متنفر ہین دائرۂ فصاحت بلاغت سے بالکل خارج ہے اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرے تو وہ دانشمندون کے نزدیک قابلِ ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے کیونکہ تشبیہ کا لُطف تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو کہ جس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے سامعین

ایک یا دو چیز مین محصور نہین اور نہ ایسی پوشیدہ ہے جسکا سمجھنا مُشکل ہو بلکہ یہہ بات
اجلی بدیہات ہے کہ جواہر لطیفہ اور مصنوعات عالیہ تو یک طرف رہے ایک ادنیٰ مکہی بہی
(جو حقیر اور ذلیل اور مکروہ جانور ہے) اِس قانونِ قُدرت سے باہر نہین تو پہر نعوذ باللہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مُنافی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قُدرتِ کاملہ وہ ہے کہ جو اُس ذات غیر محدود کی طرح غیر محدود ہے اور
کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہین کرسکتا۔
نہین محصور ہرگز راستہ قُدرت نمائی کا + خدا کی قُدرتون کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا + جاننا چاہئے کہ جواہر غیر محدود

اُس سے بخوبی واقفیت رکہتے ہون اور اُنکی نظر مین وہ چیز بدیہی الظہور اور مسلّم الوجود ہو اور نیز اُنکی طبیعتین بہی
اُسکے ذکر سے کراہت نہ کرتی ہون لیکن کون ثابت کرسکتا ہے کہ وید کے زمانہ مین ہندؤن مین گائے کا گوشت
بیچنا اور خریدنا اور کہانا ایک عام رواج تہا جس سے آریا قوم کو نفرت نہ تہی اور اگر یہہ بہی خیال کیا جائے کہ خود وید کا ہی
ذکر کرنا اُس رواج پر ثبوت ہے تو ایسا خیال کرنے کے بہی بکلّی اعتراض مرتفع نہین ہو سکتا کیونکہ گائے کے
لہو اور گوشت سے پانی کو عمدہ مشابہت حاصل نہین ہان گائے کے دودہ کو مصفّا پانی سے مشابہت حاصل
ہے سو اگر مثلاً رگوید سنہتا اشٹک اول سکت ۶۱ کی یہہ شرتی جس مین یہہ لکہا ہے اے اندر ور
ترا پر اپنا بجر چلا اور اُسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچر گائے کے
ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اس طرح پر ہوتے کہ جب اندر نے اپنے بجر سے ورترا کو دبایا تو اُسمین
سے اس طرح پر پانی بہ نکلا جیسے شیردار گائے کا پستان دبانے سے دودہ بہ نکلتا ہے تو وہ تلازم
جسکا بیان کرنا مقصود تہا وہ بہی قایم رہتا اور تشبیہ بہی نہائیت مطابق آجاتی ما سوا اسکے کسی طبیعت کو اِس
تشبیہ سے نفرت بہی نہین کیونکہ ہندو لوگ بہی بلا دغدغہ گائے کا دودہ پی لیتے ہین۔

قطع نظر اِن سب باتون کے ایسے شاعرانہ تلازمات مین ہماری بحث ہی نہین اور قرآن شریف
کے سامنے اِن لغویات کا ذکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی دردسری ہے جس بلاغتِ حقیقی کو قرآن
شریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے جس سے لغو اور جہوٹ اور بیہودہ باتون کو کچہہ بہی تعلّق
نہین بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو آمل اور اول عبارت مین با لتزام فصاحت و بلاغت بیان کیا

کیا یہہ گمان ہو سکتا ہے کہ خدا کا کلام کہ جو اُسکی ذات کی طرح مقدّس اور کمال رنگ سے رنگین چاہئے ایسا ادنی اور ارزل ہے کہ دقایقِ مخفیہ مین ایک مکھی کے مرتبہ تک بھی نہین پُہنچتا اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ خدا نے ضروریات دین مین سے کسی امر کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آ ہی نہین سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعدِ معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جزو اُسکا اُس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نا مفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالی کی قُدرت کاملہ و ربوبیت تامہ کو قوانینِ محدودہ محصورہ مین ہی منحصر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہے اور جمیع دقایق الہیات پر احاطہ کرکے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قُوتین عاجز ہین لیکن وید کی نسبت کیا کہین اور کیا لکھین اور کیا تحریر مین لاوین جس مین بجائے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہین کروڑہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا؟ وید نے آریون کو صدہا دیوتاؤن کا پرستار کس نے بنایا؟ وید نے کیا اُسمین کوئی ایسی شرتی بھی ہے جو کہ صاف صاف اور وانشکاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شرتیون کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہین محل اعتراض ٹھہراوے کوئی بھی نہین پھر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے کیونکر اُسکو نصیب ہو سکتی ہے کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہین جسکی نسبت دعوی تو یہہ کیا جاتا ہے کہ اُسکا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم کرنا ہے لیکن وہ گونگون کی طرح اُس دعوی کو بہ پایۂ صداقت پُہنچانے سے عاجز رہا ہے۔ ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجوہ بلاغت مین سے نہایت ضروری ایک یہہ وجہ ہے کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کھولنا مقصود ہو اُسکو اُس طرح کھولکر تبلایا جاوے کہ طالبِ حق کی تسلّی کے لئے کافی ہو اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عُمدہ طور پر ادا کرے کہ گویا اپنے ما فی الضمیر کا نقشہ کھینچکر دکھلاوے اب اگر آریا صاحبون کا دعوی یہہ ہوتا کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شایدؔ اُسکی نسبت گمان ہو سکتا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکُلّی ساقط نہین کیونکہ گو وید نے حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہین کی اور اُسکو ثابت کرکے نہین دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت

اخفا نہین کیا اور دقایق عمیقہ وہ دقایق ہین جو ماسوا اصل اعتقاد کے بالائی امور ہین اور
اُن نفوس کے لئے مقرر کئے گئے ہین جن مین صلاحیت اور استعداد تحصیل کمالاتِ فاضلہ
کی پائی جاتی ہے اور جو لوگ ہریک غبی اور بلید کی طرح اُس مسائل پر کفایت کرنا نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اُسکا محدود ہونا لازم آجائیگا پس آریہ سماج والون کی یہی
بھاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالٰی کی غیر متناہی قدرتون اور ربوبیتون کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دایرہ
مین گھسیڑنا چاہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ جو اُمور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے آجائین اُنکا مفہوم محدود ہونیکو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

کی ایک جزو ہے اپنا منشا دیوتاؤن کی پوجا کی نسبت کہولکر بیان کردیا اور اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف مین
صدہا منتر جنتر بناڈالی اور اُن چیزون سے گوئین اور گہوڑے اور بہت سا مال ہی مانگا لیکن اگر یہہ دعوی کیا جائے
کہ وید نے اپنی قوّت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے مین زور لگایا ہے اور مشرکین کے
اوہام اور وساوس کو دلائل واضحہ سے مٹایا ہے اور جو جو براہین اقامتِ توحید اور ازالۂ شرک کے لئے ضروری
ہین وہ سب بیان کئے ہین اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کرکے دکھلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش سے منع کیا ہے
تو یہہ دعوی کسی طرح سرسبز نہین ہوسکتا کون اِس بات کو نہین جانتا کہ وید کے مضمون اسی کی طرف جھکے
ہوئے ہین کہ تم آگ کی پرستش کرو اندر کے بھجن گاؤ سورج کے آگے ہاتہہ جوڑو اب ظاہر ہے کہ جس حالت
مین بقول تمہارے وید کا یہہ منشا تہا کہ توحید کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور
مشرکون کو توحید کے درجہ تک پہنچا وے اور بگڑے ہوئے لوگون کو اصلاح پر لاوے اور مخلوق پرستون کو
خدا پرست بناوے اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹا دے لیکن بجائے اُسکے کہ وہ اپنے اِس منشا کو پورا
کرتا جا بجا اُسکے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم جمتی گئی جس تعلیم نے کروڑون کی کشتی کو ڈبو یا لاکہون کو دلدلٔ
شرک و کفر مین غرق کیا ایک جگہ بھی سونہہ کہولکر وید نے بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ آگ
وغیرہ کی پوجا مت کرو بجز خدا کے اور کسی چیز سے مرادین مت مانگو خدا کو بے مثل و مانند سمجھو اِس صورت مین
ہریک عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ مافی الضمیر کچھہ ہے اور مونہہ
سے کچھہ اور ہی نکلتا جاتا ہے اِسقدر لغو بیانی تو مجانین اور مسلوب الحواسون کے کلام مین بھی نہین ہوتی وہ

چاہتے وہ بذریعہ اُن دقائق کے حکمت اور معرفت مین ترقی کرتے ہین اور حق الیقین کے اُس بلند مینار تک پہنچ جاتے ہین جو انسانی استعدادون کے لئے اقصی مراتب سے ہے اور ظاہر ہے کہ اگر اسرار علمیہ سارے کے سارے بدیہات ہی ہوتے تو پھر دانا اور نادان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتین اور قدرتین ذات غیر محدود مین پائی جاتی ہین اُنکا غیر محدود ہونا واجب ہے کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اُس ذاتِ قادرِ مطلق کو اِس اِس طور پر بنانا یاد ہے اور اِس سے زیادہ نہین کیا اُسکی غیر متناہی قدرتین انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجاسکتی ہین یا اُسکی قادرانہ اور غیر متناہی

بھی اِسقدر قوت بیانی رکھتے ہین کہ اپنا دلی منشا ظاہر کر دیتے ہین جب پانی کی خواہش ہو آگ نہین مانگتے اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہین طلب کرتے مگر مین حیران ہون کہ وید کی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے جسکا منشا تو توحید تھا مگر برخلاف اِسکے صدہا دیوتاؤن کا جھگڑا شروع کر دیا جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے بھی عاجز ہے خدا نہ کرے کہ وہ فصیح و بلیغ ہو کلام بلیغ مین ایسی خرابی کب پڑ سکتی ہے کہ جو امر اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شائستگی سے بیان نہ ہو سکے بلاغت کی اول شرط یہی ہے کہ متکلم اپنا ما فی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہئے ایسا صفائی سے ظاہر کرے کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہ جائے گونگون کی طرح مبہم اور بے سرو پا بات نہ کہی ہان جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اُسکو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت ہے مگر توحید جس سے کُل معاملہ نجات کا وابستہ ہے ایسا امر نہین ہے جسکو مخفی رکھنا جائز ہو لیس یہہ کہنا بھی درست نہین ہے کہ وید نے بالارادہ مضمون توحید کو چیستون اور پہیلیون کی طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکا دینے والی عبارتین درج کی ہین کیونکہ اِس سے یہہ ماننا پڑیگا کہ وید نے عمداً چندین کروڑ آدمیون کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالنا چاہا اور جان بوجھ کر ایسی عبارتین لکھی ہین جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم پھیلتی ہے بلکہ اِس صورت مین عام ہندؤن کی یہہ رائے درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا یہی تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤن کا پوجاری بنا دے اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف سمجھین تو پھر یہہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو بات کرنے کا سلیقہ بالکل یاد نہین اور اُسمین یہہ لیاقت ہی نہین کہ اپنے منشا کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر کر سکے تو اِس صورت مین وید کا بلاغت کے مرتبہ سے ساقط ہونا ایسا

مین فرق کیا ہوتا اس طور سے تو سارے علم ہی برباد ہو جاتے اور جو عُمدہ معیار استعدادون کی شناخت کے لئے ہے اور جس ذریعہ سے انسان کی قوّت نظریہ بڑہتی ہے اور استکمال نفس ہوتا ہے وہ مفقود ہو جاتا اور جب وہ ذریعہ ہی مفقود ہو جاتا تو پہر انسان کن اُمور مین نظر

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ حکمتین تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہین بلا شُبہ اُسکا پُر زور ہاتہہ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائیش کے موجب سے نہین بلکہ اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اُسکی ربّانی طاقتون کے آگے بے شمار میدان قُدرتون کے پڑے ہین نہ اندرونی طور پر کسی جگہ

ظاہر ہے کہ حاجت بیان نہین ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہین کہلا سکتے جنکے الفاظ معانی پر دلالت نہین کرتے بلکہ برخلاف مراد اور اور مفاسد کی طرف کہینچتے ہین جس شرتی پر نظر ڈالکر دیکہو بجائے رہبری کے رہزنی کر رہی ہے یہہ خوب بلاغت ہے اور عجب فصاحت مافی الضمیر سمجہانے کا طریق بعض وید ہی پر ختم ہے یون تو کبھی صاحب کو شائید یقین نہ آوے مگر ہم بطور نمونہ رگوید مین سے جو کہ سب ویدون مین اعلٰی اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسیقدر ایسی شرتیان لکہتے ہین جنکی نسبت آریاؤن کا خیال ہے کہ اُن مین توحید کی تعلیم ہے اور پہر بعد اُسکے کسیقدر بطور نمونہ وہ آیات لکہین گے جو کہ قُرآن شریف نے توحید کے بارے مین لکہی ہین تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وید اور فرقان مین سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی و پُر زور بیان اور بلیغ تقریر مین بیان کیا ہے اور کس کا بیان مہمل اور بے سروپا اور طرح طرح کے شکوک و شُبہات مین ڈالتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکہہ چُکے ہین بلاغت کے آزمانے کے لئے یہی سہل طریق ہے کہ جن دو کلامون کا موازنہ و مقابلہ منظور ہو اُنکی قوّتِ بیانی کو دیکہا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے کیسی کیسی موشگافی و دقیقہ رسی اُنہون نے کی ہے اور کہانتک اپنے مدلّل و موجز بیان سے جہل کی تاریکی کو اُٹہانے کے لئے علم کی روشنی دکہلائی ہے اور وحدانیتِ الٰہی کی خوبیان اور شرک کی قباحتین ظاہر کی ہین لیکن اگر کسی کو یہہ شک ہو کہ شائید رگوید مین ایسی شرتیان بہی ہونگی جو کہ بیان توحید مین قرآن شریف کا مقابلہ کر سکین تو اُسے اختیار ہے کہ وہی شرتیان بید مذکور سے بیان کرے تا آریہ لوگ جو رگوید کو رہے ہین سب ویدون سے پہلے اُسیکا فیصلہ ہو جائے اِس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ قرآنِ شریف کی بے نظیر بلاغت

اور فکر کرتا اور اگر وہ نظر اور فکر نہ کرتا تو ایک حد معلوم اور محدود پر اُسکو بھی مثل اور جاندارون کے ٹھہرنا پڑتا اور ترقیات غیر متناہی کی قابلیت نہ رکھتا پس اس صورت مین جس سعادت کے لئے وہ پیدا کیا گیا تھا اُس سعادت سے محروم رہ جاتا سو جس خدا نے انسان کو نظر اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جس طرح یہہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج مین کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہی اسی طرح یہہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنیکے لئے اُسی کے وجود مین کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جن سے

اور اُسکے ہزارہا دقائق و حقائق جن کے مقابلہ پر انسانی قوتین ساقط و عاجز ہین اپنے موقعہ پر ذکر کئے جائینگے اِس جگہ صرف بعض آریون کے اصرار سے جو کہ بمقابلہ قرآن شریف وید کی بلاغت کا دعویٰ کرتے ہین کسیقدر آیات قرآنی اِس غرض سے لکھی جاتی ہین تا کہ اُنکی زبان درازی کو ایسے آسان طور پر روکا جائے جس سے منصفین پر وید کا بالکل ہیچ اور ناچیز ہونا کُھل جائے اور یہہ بات ظاہر ہوجائے کہ وید مین اِسقدر قوت بیانی بھی نہین کہ وہ اپنے منشاء و مراد کو صفائی سے بیان کر سکے چہ جائیکہ اُسکو قرآن شریف کی اعلیٰ بلاغتون کے ساتھہ دم مارنے کی طاقت ہو کیونکہ اِس موقعہ سے ہر یک منصف سمجھہ سکتا ہے کہ جو کتاب اپنے مطلب کو صفائی سے بھی بیان نہین کر سکتی اُس سے اور مراتب بلاغت و فصاحت کی توقع رکھنا کمال حماقت ہے اگر وید اِس سہل اور آسان طریق مین مقابلہ قرآن شریف کر سکیگا تو پھر شاید وہ اُن دقائقِ قرآنیہ مین بھی مقابلہ کر سکے جن مین قرآن شریف کا یہہ دعویٰ ہے کہ اُسکے مقابلہ سے دوسری تمام کتابین عاجز ہین لیکن اگر اسی جگہ آریا صاحبون کا وید مُردہ کی طرح بحس و حرکت رہ گیا اور ایک ذرہ سی بات مین بھی قرآن شریف کے سامنے دم نہ مار سکا تو پھر ایسے وید پر ناز کر کے یہہ خیال کرنا کہ وہ قرآن شریف کے اعلیٰ حقایق و دقایق کا مقابلہ کریگا کمال درجہ کی نادانی ہے اور اِس جگہ یہہ بھی ناظرین پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ محققین ہنود نے اُپنشدون کو ویدون مین داخل نہین سمجھا اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام اُنکو قرار دیا ہے بلکہ صاف صاف یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ بعض لوگون کے اپنے ہی خیالات ہین جیسا کہ پنڈت دیانند کی بھی یہی رائے ہے اور تمام نامی اور لائق پنڈت اسی رائے پر متفق ہین اسلئے غیر ضروری معلوم ہوا کہ اُپنشدون کے مضامین کی تفتیش کیجائے

فکر کرنے کی توفیق عنایت کین ہین اور اُسکو ایک کمال حاصل کرنے کی استعداد بخشی ہے اُسکی نسبت یہہ کیونکر بدگمان کیا جائے کہ وہ اپنی کتاب نازل کر کے انسان کو کسی کمال تک پہنچانا نہین چاہتا بلکہ کمال سے روکتا ہے۔ کیا یہہ بات سچ نہین ہے کہ خدا نے اپنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اُسکی غیر متناہی حکمتون اور قُدرتون کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہین اور جب ہم اُسکی حکمتون اور قُدرتون کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہہ بھی فرض ہے کہ ہم اِس بات کو بھی مان لیں کہ اُسکی تمام حکمتون اور قدرتون پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اُسکی ناپیداکنار حکمتون اور قُدرتون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کیونکہ جب وہ عبارتین وید مین داخل ہی نہین ہین بلکہ باقرار پنڈت دیانند اور دوسرے محققین کے وید کی تعلیم کے مطابق بھی نہین ایک فضول اور بے تعلق حواشے ہین کہ جو بعض ناسمجھ برہمنون نے پیچھے سے چڑھا دیئے ہین تو اِس صورت مین گو اُپنشدون مین کیسی ہی غلطیان کیون نہ ہون مگر اِس جگہ اُنکا بیان کرنا محض طول بلا طائل ہے ہان خالص ویدون مین سے جنکو آریہ لوگ اپنے پرمیشر کا کلام اور ست ودیا لون کا پستک سمجھتے ہین کسیقدر شرتیان بطور نمونہ بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو ہم رگوید مین سے کئی ایک شرتیان جنکی نسبت آریون کا خیال ہے کہ توحید کی تعلیم دیتے ہین ذیل مین لکھتے ہین اور وہ یہہ ہین۔

مین **اگنی دیوتا** کے جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور **دیوتاؤن** کو نذرین پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہون۔ ایسا ہو کہ **اگنی** جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہین **دیوتاؤن** کو اِس طرف متوجہ کرے۔ اے **اگنی** جو کہ دو لکڑیون کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اِس پاک کٹے ہوئے کشا پر **دیوتاؤن** کو لا تو ہماری جانب سے اُنکا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے **اگنی** آج ہماری خوشش ذائقہ قربانی **دیوتاؤن** کو اُنکے کہانے کے واسطے پیش کر۔ اے **اگنی وایو سورج** وغیرہ **دیوتاؤن** کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب **اگنی** تو منجملہ اور **دیوتاؤن** کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمین اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتون کا تو ہی بخشنے والا ہے۔ **اگنی** کا مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔ اے **اگنی** سُرخ گھوڑون کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو تیتیس **دیوتاؤن** کو یہان لا۔ اے **اگنی** جیسا کہ تیرے لوگ اپنے گھرون مین تجھے محفوظ جگہ مین ہمیشہ روشن

کلام کو اسی لئے بھیجا ہے کہ تا انسانون کو ظلمات سے نور کی طرف نکالے پس اگر خدا کی کتاب ظلمتون سے نہین نکال سکتی بلکہ ارسطو اور افلاطون کی کتابین نکال سکتی ہین تو پھر کیا خدا کا یہہ فرمانا کہ ساری تاریکیون سے میری کتاب ہی نجات دیتی ہے نرا دعوی ہی ہوا جب ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے کوئی قانون نہین بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمین معلوم ہی نہین اُسکی پیمائش کرنے سے ہم عاجز ہین ہم بنی آدم کی دُنیا کا نہائیت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہین اور پھر اُس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمین علم حاصل نہیں پس اِس صورت مین ہماری نہائیت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اِس اقل قلیل پیمانہ سے خدا تعالیٰ کی غیر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کرتے ہین تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فائدہ کے لئے دولت والا ہوجا - اے عاقل **اگنی** تو نہایت ہے یعنے اپنے جسم کا آپ جلانیوالا ہے آج ہماری خوش ذائقہ قربانی **دیوتاؤن** کو اُنکے کہانے کے لئے بخشش کر - **اگنی دیوتا** جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے بڑا عاقل ہے اور یگ کرنیوالے کے گہر کا محافظ ہے اور نذرون کالیجانیوالا ہے جسکا مونہہ **دیوتاؤن** تک نذرین پہنچانے کا وسیلہ ہے اور گہر کی آگ سے روشن ہوا ہے - لازوال **اگنی** اپنی خوراک کو اپنی **لاٹ** سے ملا کر اور اُسکو جلدی سے تناول کر کے خشک لکڑی پر چڑھ گئی ہے جلانے والے عنصر کا شعلہ چالاک گہوڑے کی مانند ہلتا ہے اور بادل کی مانند بلند ہوکر گرجتا ہے - اے **اگنی** یگ جسکو کوئی نہین روک سکتا اور جسکی تو ہر طرف سے رکشا کرنیوالا ہے **دیوتاؤن** کو پہنچتا ہے - اے **اگنی** جسقدر تیرے سے ہو سکے اپنی نذر دینے والے کو فائدہ پہنچا وہ یقیناً تیرے ہی پاس اے **اینگرا** واپس آویگا - **اگنی** کے وسیلہ سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور جو شہرت کا چشمہ اور انسان کی نسل بڑہانیوالی ہے - اے **اندر** اے **وایو** یہہ اَرگ تمہارے واسطے چہڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کہانا لیکر ادہر آؤ - اے **اندر** جس کی استت سب کرتے ہین ایسا ہو کہ پہیلنے والے سوم کا رس تیرے مین سرایت کرے اور تجہے فہم برتر حاصل کرنے کے لئے موافق ہو - جو کچہہ عمدہ تعریفین اور **دیوتاؤن** کی ہوسکتی ہین اُن سب کا **اندر** بھی مستحق ہے - جو لوگ **اندر** کا دہیان کرتے ہین خواہ لڑائی مین یا حصول اولاد کے لئے اور عاقل جو فہم کے طالب ہین سب کی آرزو پوری ہوتی ہے - **اندر** کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے اور تالو

بات کی سچائی تجربہ اور قیاس سے بالکل کھل جائے تو اُسکے سامنے کس کی پیش جا سکتی ہے ہم نے جسقدر صداقتین کہ نہایت نازک اور اعلیٰ درجہ کی ہین قرآن شریف سے نکالکر اِس کتاب مین لکھی ہین اِسکا دیکھنا ہمارے اِس بیان کے لئے شاہد ناطق اور قول

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ محدود حکمتون اور قدرتون کو ماننے لگین غرض خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم لمحہ بہ لمحہ آبپاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہین ماسوا اِسکے برہمو سماج والے ربوبیت الٰہیہ کو دو حلقی

کی نمی کی مانند ہمیشہ نمد رہتا ہے اندر سب دیوتاؤن سے طاقت مین زیادہ ہے اور تمام دیوتاؤن پر اُسکو فوقیت حاصل ہے بڑے دیوتاؤن کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤن کو نمسکار نوجوان دیوتاؤن کو نمسکار بڈھے دیوتاؤن کو نمسکار ہم سب دیوتاؤن کی حتی المقدور پوجا کرتے ہین - اے اندر کوسیکا رشی کے پوتر جلد آ اور مہدیشی کو لیڑا مالدار کر دے - (تمام پرانون کے شجرہ مین لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا دشوامتر تھا اور سیلاوید کا بہاشیکار اِسکی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرا میکا مین درج ہے کہ کوسیکا اشرا تھا کے پوتر نے یہہ دل مین خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جب اختیار کیا تھا جس تپ کی ملبد و مین خود اندر ہی نے اُس کے گھر جنم لے لیا اور آپ ہی اُسکا بیٹا بن گیا) اندر نے جس کی بہت انسان تعریف کرتے ہین متحرک ہواؤن کی ہمراہ وسیون اور سمیون پر یعنے راکشون پر حملہ آور ہو کر اپنے بجر سے اُن کو قتل کیا من بعد اُس نے اپنے گورے ہمراہیون پر کہیت تقسیم کر دی اور سورج اور پانی کو رہا کیا (اِس جگہ گورے ہمراہیون سے مراد جیسا کہ طرز وید کے ملازمات کی ہے پانی کے قطرے ہین اور مطلب اِس شرتی کا یہہ ہے کہ کرۂ زمہریر کی تاثیر سے قطرات پانی جو شکل مین گورے گورے معلوم ہوتے ہین بادل سے مترشح ہو کر کہیتون پر گر پڑے بعض کسی کہیت پر اور بعض کسی کہیت پر اور سب پانی بہہ گیا اور سورج نکل آیا فرنگستانی مفسرون نے یہہ معنے کئے ہین کہ اندر نے بزعم آریا لوگون کے آریا قوم پر جو بہ نسبت قدیم باشندون کے گورے رنگ کے تھے کہیت اُن قدیم لوگون کی تقسیم کر دی مگر یہہ معنے درست نہین ہین وید کا سیاق سباق صریح اِنکے

فیصل ہے اور اُن سب دقائق حقائق قرآنیہ پر مطلع ہونے سے ہر یک شخص کو بشرطیکہ نرا
اندھا نہو یہہ ماننا پڑیگا کہ صدہا حقائق اور معارف جو افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے خواب مین بھی نہین
آئے تھے اِن سب پر قرآن شریف محیط ہے پس کیا اس سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ خدا کا کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طور پر بہی تام اور کامل نہین سمجھتے اور خدا تعالیٰ کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کی تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسانون کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔
اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

برخلاف ہے اسے اندر تیرے ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب ہوسکتی ہے۔ اے بجر کے کہانے والے چراگاہون کو سرسبز کر دے اور بہت دولت عطا کر۔ ہم اندر کی طرف اسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اے **سورج اور چاند** ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو تم بہت آدمیون کے فائدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ **سورج** کے نکلنے پر ستارے معہ رات کے چورون کی مانند بہاگ جاتے ہین ہم **سورج دیوتا** کے پاس جاتے ہین جو **دیوتاؤن** کے درمیان نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے **چاند** ہمین تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکھہ ہماری توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہوجا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلون سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کی ہمراہ آ۔ اے **چاند اور اگنی** تم مرتبہ مین برابر ہو ہماری تعریفون کو آپسمین بانٹ لو کیونکہ تم ہمیشہ **دیوتاؤن** کے سردار ہی ہو۔ مین **جل دیوتا** کو جس مین ہمارے مویشی پانی پیتے ہین بلاتا ہون دریا جو بہتے ہین انکو نذرین چڑہانی چاہئین۔ ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہین اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہین ہماری اس ریت پر مہربان ہون۔ اے **دھرتی دیوتا** ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجہہ پر کانٹے نہ رہین اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہوجائے اور ہمین بڑی خوشی دے۔ ایسا ہو کہ **ورونا دیوتا** ہمارا خاص مہربان ہوجائے ایسا ہو کہ **مترا دیوتا** ہماری نگہبانی کرے ایسا ہو کہ یہہ دونون ملکر ہمین نہایت دولتمند کر دین۔ اے **انشتری دیوتا** اور تیری بی بی یگ کے دیوتاؤن

جامع دقایق دینیہ ہے اور مین اِس بات کو مکرّر لکہتا ہون کہ خدا نے اِس طرز کے اختیار کرنے مین انسان پر کوئی مصیبت نہین ڈالی بلکہ اوّل اُسکو قوّتِ نظریہ عنایت کی اور پھر نظر کرنے کا سامان بھی عطا فرمایا یہی عطیّات الٰہی ہین جن سے انسان کا ستارۂ اقبال چمکتا

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرح خدا تعالیٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قُدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اِس چندروزہ جسمانی آسایش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتہ سے بنا دی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اُس عالم کی آسائش

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

سے ہماری سفارش کرو۔ اے **اگنی دیوتاؤن** کو یہان لا اُنکو تین جگہ بٹھا اور اُنہین آراستہ کر اور تو رتو دیوتا کا ہم پیالہ ہو۔ اے اگنی سُرخ گھوڑون کے سوامی یعنے لال لاٹون والے ہم سے خوش ہو کر **تینتیس دیوتاؤن** کو یہان لا ہم اگنی کے جو مذہبی رسوم مین روشن کیجاتی ہے پرستش کرتے ہین۔ تمالز نے اے اگنی تجھے **دیوتاؤن** کا بلانے والا کارکن پروہت بڑی دولت بخشنے والا جلد سُننے والا اور بہت مشہور پاکر اپنے یگون مین رکھا ہے۔ **اگنی** ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیون مین بآسانی گُھس جاتی ہے اے اگنی جب تو سانڈہ کی طرح بن مین گُھس جاتی ہے تب تو جس طرف جائے تیرا راستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے یعنے لکڑیون کو جلا کر بھسم کرتی جاتی ہے اور سب چیزون کو جو آگے آتی ہین خواہ ساکن ہون یا متحرک جلا دیتی ہے مین اگنی کی جو ہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہون **اگنی** جس مین ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہین ہوسکتی وہ یگ کے مکان مین سب کی زیبائش ہے جیسے گھر کی زیبائش عورت ہوتی ہے۔ **اگنی** جو بن مین پیدا ہوا ہے اور انسان کا دوست ہے اپنے پوجاری کی اِس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے ایسا ہو کہ وہ ہم پر مہربان ہو۔ جب اے **اگنی دیوتا** تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہین ایسا ہو کہ وہ **اگنی** جو رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے اِس اپنے پوجاری کی خواہشون کو غور سے سُنے۔ ہمیشہ اُنگلیان پیاری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہین جیسی عورتین اپنے خاوندون سے کرتی ہین اے اگنی جب کہ پوجاری تجھے اپنے گھر مین روشن کرتا ہے اور تجھے بھوگ لگاتا ہے جس کی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے

ہے اور انسان اور حیوان مین امتیاز حاصل ہوتی ہے حیوانات کو خدا نے سوچنے کی طاقت نہین دی اور نہ اُنہون نے کچھہ سوچا پھر دیکھو کہ وہ ویسے کے ویسے رہے یا نہین اور یہہ وسواس کہ خدا نے اپنی کتاب اُمیون اور بدوُون کے لئے بھیجی ہے اُنکی سمجھہ کے موافق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے جسکی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنے اپنا پاک اور روشن کلام دُنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہوا ور جس علم کی مستعد روحون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات مین اُنکی ہلاکت ہے اِن سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اِس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم

تو اے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اُسکی اوقات بسری کے لوازم زیادہ کرتی ہے - ایسا ہو کہ قُوّتِ ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتون اور ناموَر پروہتون کی خدمت کرنیوالے کو بطور چشمہ حرارت پیدا کرکے دیجاوے اور ایسا ہو کہ اگنی سے اُسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو - ایسا ہو کہ اے **اگنی** تیرے دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کرین ایسا ہو کہ وہ بریا وان جو تیری تعریف کرتے ہین اور تجھے روشن کرتے ہین اُنکی عمر دراز ہو ایسا ہو کہ ہم لڑائیون مین اپنے دشمنون سے لوٹ حاصل کرین **جل** مین بوٹیان ہین اِس واسطے اے برہمچاری جل کی تعریف کرنے مین مستعد ہو - اے **جل** تمام بیماریون کے کہونے والی بوٹیون کو میرے بدن کے فائدہ کے واسطے پکا اندر کا ہتھیار اُسکے مخالفون پر پڑا اپنے تیز اور عُمدہ تیر سے اُس نے اُنکے شہر غارت کئے تب اندر اپنا بجّر لیکر ورترا کی جانب متوجہ ہوا اور اُسکو مارکر اپنی طبیعت خوش کی - اے جنگل کے مالکو پسندیدہ صورت والو تم دونون ہمارا شیرین سوم کا رس دل پسند ارگون سمیت اندر کے واسطے طیار کرو سوم کے رس کا بقیہ کرچھیون مین لاؤ اور اُسکو کشا کے پتھیون پر چڑھاؤ اور جو باقی بچے اُسکو گائے کی کہال پر رکھہ دو یعنے ہتھیلی پر جو کہ گائے کی کہال کا بنا ہوا ہوتا ہے - اے سوم کی رس کے پینے والے اندر گو ہم مستحق نہ ہون پر تو ہمین ہزارہا عمدہ گوین اور گھوڑے دیکر مالا مال کر - اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قائم رہتی ہے ہمین ہزارون عمدہ گھوڑے اور گوین دے ہر ایک کو جو ہمین گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک جو ہمین نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمین ہزارون گھوڑے اور گوین دے اے اندر جو ہماری بہتری مین راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمین خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور

چاہئیے) ٹھیک نہین ہے اول تو اِسمین یہہ جھوٹ ہے کہ وہ کلام ہزار میون کی تعلیم کے لئے نازل ہوا ہے خدا نے تو آپ ہی فرمادیا ہے کہ تمام دُنیا اور مختلف طبایع کی اصلاح کے لئے یہہ کتاب نازل ہوئی ہے جیسے اُمی اِس کتاب مین مخاطب ہین ایسے ہی عیسائی اور یہودی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین کرتے اور اُنکے زعم مین گو خدا نے انسان کے تنکمیل پر کرنیکے لئے ہریک طرح کی مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا اُٹھا نہ رکہا مگر وہ مدد روحانی تربیت مین نہ کرسکا گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت تہی دانستہ دریغ کیا اور اُسکے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب پیدا نہ کئے جیسے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بہت دودہ پینے والی گوین ہمارے ہاتہہ آوین جنکے باعث سے ہم عیش وعشرت مین مشغول رہین - اے اندر اور اگنی مین جو دولت کا خواہشمند ہون تم دونون کو اپنے دل مین رشتہ دار اور قرابتی تصور کرتا ہون اور اک جو تم نے مجھے عطا کیا ہے کسی دوسرے نے کبہی نہین دیا اور اِس طرح بہرہ مند ہوکر مین نے یہہ منتر جس مین مین نے اپنی خوراک کی خواہش ظاہر کی ہے تمہاری تعریف مین بنایا ہے - اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنیوالو خواہ پاتال لوگ مرت لوگ یا سرگ لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور اگ پیو - اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنیوالو خواہ سرگ لوگ یا تال لوگ یا مرت لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور کُھلا ہوا رگ پیو - اے اندر اور اگنی بجر کہانے والو شہرون کی غارت کرنیوالو ہمین دولت عطا کرو لڑائیون مین ہماری مدد کرو ایسا ہو کہ مترا دیوتا - ورن دیوتا ادتی دیوی - سمندر دیوتا دھرتی دیوی آسمان دیوتا یہہ سب ملکر ہماری اِس دعا پر متوجہ ہون - اے انسانون پر مہربانی کرنے والے اندر تو بہی مخلوق ہی ہے پر پیدائش کے وقت سے آجتک کوئی تیرا نظیر نہین ہوا تو تینون لوگ اور تینون کرہ آتش اور تمام اِس عالم کا جو مخلوقات سے پُر ہے سہارا دینے والا ہے - اے اندر جو سب دیوتاؤن مین اول درجہ کا دیوتا ہے ہم تجہے بُلاتے ہین تو نے لڑائیون مین فتوحات حاصل کی ہین ایسا ہو کہ اندر جو کہ کارساز تُند اور تمام مانع چیزون کا جڑہ سے اُکہاڑنے والا ہے ہمارے رتہہ کو لڑائیون مین سب سے آگے رکہے - تو اے اندر فتح کرتا ہے لیکن لوٹ کو نہین روکتا چہوٹی چہوٹی لڑائیون مین اور بڑی سخت لڑائیون مین ہم تجہے اے خونخوار سیگو اِن اپنی حفاظت کے لئے تیز کرتے ہین - ایسا ہو کہ

اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہین اور سب کے خیالات فاسدہ کا اُسمین ردّ موجود ہے اور سب کو سنایا گیا ہے قل یآ یّھا النّاس انّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا الجزو نمبر ۹ پہر جبکہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کو تمام دنیا کے طبایع سے کام پڑا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتہہ مین چہوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اُسکی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پُر غبار آنکہہ روشن ہو کر سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مُہلک خطرات سے بچ جاتی - اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالےٰ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اندر ہمارا ساتہی ہو اور ایسا ہو کہ ہم سیدہے راستہ سے خوراک کثیر حاصل کرین اور ایسا ہو کہ **متر دیوتا- ورن دیوتا ادتی دیوی سمندر دیوتا دہرتی دیوی اکاش دیوتا** ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت کرین ہم سوم کا رگ اُسکو جو بہت سی جہات کا سر کرنیوالا سب دیوتاؤن سے اچہا دیوتا نعمتون کا عطا کرنیوالا سچی طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے اور اُس شخص سے دولت چہین لیتا ہے جو یگ نہین کرتا جیسے رہزن مسافر سے چہین لیتا ہے اور اُسے یگ کرنیوالے کو دیتا ہے چہڑاتے ہین اے اندر تیری سب تعریف کرتے ہین ایسی کرپا کر کہ اور لوگون سے ہمین نقصان نہ پہنچے تو بڑا طاقت والا ہے زیادتی و تعدی سے ہمین محفوظ رکہہ اے انسانون تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث وہ **اندر** ہے جو صبح کی کرنون کے ساتہہ بیعقل کو عقل دیتا ہے اور بے تشکل کو تشکل عطا کرتا ہے - تو نے اے اندر ہمراہی **مروت** دیوتا یعنے ہوا جو ہر چیز کو اڑالیجاتی ہے اور دشوار گذار مقامون مین پہنچ سکتی ہے گوونکا کہوج لگایا جو غار مین چورون نے چہپا رکہی ہین ایسا ہو کہ اے **مروت** دیوتا تم دلیر **اندر** کے ہمراہ دونون خوشی مناتے ہوئے اور یکسان شان و شوکت کے ساتہہ نمودار ہو - اے **اجیت اندر** ایسی لڑائیون مین ہماری حفاظت کر جہان سے بہت لوٹ ہمارے ہاتہہ آوے - ہم **اندر** کو جو ہمارے دشمنون کے مقابلہ مین بجر کو گہماتا ہے اور جو ہمارا مددگار ہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت حاصل کرنیکے لئے بلاتے ہین - اے مینہہ کے برسانے والے تمام خواہشون کے پورا کرنے والے اِس بادل کو کہولدے تو ہمیشہ ہماری درخواستین قبول کرتا رہا ہے - مینہہ کے برسانے والا طاقتور مالک **اندر** ہمیشہ درخواستین قبول کرنیوالا انسانون کو

توتم خود ہی سوچو کہ اِس صورت مین لازم تھا یا نہین کہ وہ ہر یک طور کی طبیعت پر اپنی عظمت اور حقّانیت کو ظاہر کرتا اور ہر یک طور کے شبہات کو مٹاتا ماسوا اِسکے اگرچہ اِس کلام مین اُمّی بھی مخاطب ہین مگر یہہ تو نہین کہ خدا اُمیون کو اُمّی ہی رکھنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہہ چاہتا تھا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ مستعد روحون کو اُنکو فطرتی جوشون کے مطابق اور اُنکے پُر جوش اخلاص کے اندازہ پر اور اُنکے صدق سے بھری ہوئی کوششون کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اُنکو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کہولین اُسیقدر اُنکے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسی سانڈہ گونکی ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اے اندر جو کہ ہر جگہ انسانون مین موجود ہے تجھے بُلاتے ہین ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے۔ اے اندر تیری حمائت کا ہمارے پاس ایک ذاتی ہتیار ہے جسکے وسیلہ سے ہم اپنے مخالفون پر ظفریاب ہو سکتے ہین۔ اندر دیوتا بڑا طاقت والا اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدرومنزلت ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ مین رہے اُسکی جرار فوجین آسمان کی مانند ہمیشہ عظیم ہون۔ حقیقت مین اندر کے گانے کے لائق یا پڑہنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہئے تاکہ وہ سوما کارس پیوے۔ اے اندر دیوتا یہان آؤ اور اقسام اقسام کے ارگون سے اور کہانون سے سیر ہو کر اور قوّت حاصل کر کر اپنے دشمنون پر ظفریاب ہو۔ اے اندر نعمتون کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریون کی پرستش کرنیوالے مین نے تیری تعریف کی ہے جو تجھہ تک پہنچ گئی ہے اور جسکو تو نے منظور کیا ہے۔ اے متمول اندر اِس رسم مین ہمین دولت حاصل کرنیکے لئے دلیر کر کیونکہ ہم متقی اور مشہور ہین۔ اے اندر ہمین بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگانی کا چشمہ ہے۔ اے اندر ہمین نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزارون طریقون سے حاصل ہو اور وہ کہانیکی چیزین جو کہتیون سے چھکڑون مین آتی ہین عطا کر۔ ہم اندر کو اپنے مال کی حفاظت کے واسطے مدح کر کر بُلاتے ہین ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے اور جسکی لوگ تعریف کرتے ہین اور جو یگ کرنے کی جگہ آمد و رفت رکہتا ہے۔ اے ستاکرتو اندر شام وید کے پڑہنے والے تیری استت کرتے ہین رگوید کے پڑہنے والے تیری تعریف کرتے ہین جو کہ تعریف کے لائق ہے اور برہمن تجھے بانس کی مانند بلند کرتے ہین۔ اندر نعمتین بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے

کہ جو طاقتین انسانیت اور عقل کی اُنکی فطرت مین موجود ہین وہ کمین قوت سے حیّز فعل مین آجائین اگر نادان کو ہمیشہ کے لئے نادان ہی رکھنا ہے تو پھر تعلیم کا کیا فائدہ ہوا خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دیدی ہے دیکھو اِس آیت مین علم اور حکمت کی کیسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے آسمانی دروازے کہولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اُنکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہوجائین اور شک اور شُبہ کی موت سے بکلّی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اِس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اُنکے انسان کچھہ

پہاڑ کی چوٹیون پر سوم کا پودہ لاکر بہت پرستش کی ہے اِس واسطے اندر مروت کی فوج کے ہمراہ آتا ہے اے سوم کی رس پینے والے اندر اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گھوڑون کو جوت کر ہماری تعریفین سُننے کے لئے یہان آ۔ اے باسو دیوتا ہماری اِس پوجا مین آکر شامل ہو ہماری منتر اور تعریف اور دعایون کو قبول کر ہمارے یگ پر مہربان ہو اور بہت خوراک دے۔ منتر جو کہ ترقی کا باعث ہے اندر کی سہا مین بار بار پڑہنا چاہئے جو کہ بہت سے دشمنون کو پراگندہ کرنیوالا ہے تاکہ یہہ طاقت ور دیوتا ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے دوستون سے شفقت سے بولے۔ ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنیکے لئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اے اندر جب کہ تو اپنے دشمنون کو غارت کرتا ہے اُسوقت آسمان اور زمین تجھے سہارا نہین دے سکتے مینہہ برسانا تیرے اختیار مین ہے ہمین بڑی فیاضی سے گائین عطا کر۔ اے تعریف کی مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہین ایسا ہو کہ اِس تعریف سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہہ ہماری تعریف تجھے پسند آوے تاکہ ہمین خوشی حاصل ہو۔ ہم اگنی کو جو دیوتاؤن کا پیغمبر اور اُنکے بُلانے والا اور بہت ثروت والا اور اِس یگ کا سپورن کرنے والا ہی منتخب کرتے ہین۔ اے روشن اگنی ہم نے تجھے کبّی کا ہوم کرکے بُلایا ہے ہمارے دشمنون کو جلا دے جنکے محافظ ناپاک ارواح ہین۔ اُس اگنی کے یگ مین تعریف کرو کہ جو بڑا لائق صادق اور روشن ہے اور بیماری کا کہونے والا ہی۔ اے روشن اگنی دیوتاؤن کے پیغمبر اُس نذرین پیش کرنے والے کی حفاظت

تاکید ہے یؤتی الحکمۃ من یشآء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت عنایت کرتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو بہت سا مال دیا گیا اور پھر فرمایا ہے ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون الجزو نمبر یعنے رسول تمکو کتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسا بد قسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اُسکی آنکھوں سے دریا بہ نکلے اور گو اُس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے - اور اُنکے نزدیک وہ ٹھیک ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈھونڈھنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے - اے صاف کرنیوالے اُس شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤن کے خوش کرنے کے واسطے اگنی کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے - اے روشن اور صاف کرنیوالے اگنی ہمارے یگ اور ہمارے بھوگ مین **دیوتاؤن** کو لا ہم نے تیری تعریف وہ منتر پڑھ کر کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے ہمین خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت فرما - اے **اگنی دیوتا** ہمارا بھوگ **دیوتاؤن** کو چڑھا اور ایسا ہو کہ نذرین دینے والے کو یعنے اگنی کو اُسکے عوض مین علم نصیب ہوا - اے اگنی معہ تمام دیوتاؤن کے سوم کا رس پینے کو ہماری پوجا مین آ اور نذر پیش کر - اے دانا اگنی کانوا یعنے رشی لوگ تجھے بلاتے ہین اور تیرے گُن گاتے ہین اے اگنی معہ دیوتاؤن کے آ - اے اگنی نیک کامون کے ترقی دینے والون کو یعنے دیوتاؤن کو جنکی ہم پوجا کرتے ہین اِس نذر مین معہ اُنکی بی بیون کے شریک کر - اے روشن زبان والے اُنہین سوم کا رس پینے کو دے - اُن دیوتاؤن کو جنکی ہم پرستش اور تعریف کرتے ہین سوم کا رس ارگ چڑھنے کے وقت بلا - اے **اگنی دیوتا** اپنی چالاک اور طاقتور گھوڑیان جنکو نام رُوہت نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُنکے وسیلہ سے یہان دیوتاؤن کو لا - اے اگنی انعام کے دینے والے اور تو دیوتا کے ساتھ یگ مین حصہ لینے والے گھر کی آگ ہو کر پوجاری کی خاطر دیوتاؤن کی پرستش کر - تجھے اے اگنی سوم کا رس پینے کو شوق سے بلایا ہے **مروت** کو ساتھ لیکر آ - نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اُس یگ مین کچھ اختیار حاصل ہے جو کہ تیرے واسطے اے طاقت والے حاصل ہوا ہے اگر اگنی مروت کو ساتھ لیکر آ - اے اگنی دیوتاؤن کی خوبصورت رانیون کو اور توا شٹری کو سوم کا رس پینے

اور حکمت اور وہ تمام حقائق اور معارف سکہاتا ہے جنکا خود بخود معلوم کرلینا تمہارے لئے ممکن نہ تہا اور پہر فرمایا ہے انما یخشی من عبادہ العلماء الجزو نمبر یعنے خدا سے وُہی لوگ ڈرتے ہین جو اہلِ علم ہین اور پہر فرماتا ہے قل رب زدنی علما الجزو نمبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچہہ علاج نہین کرتا بلکہ اُنکو اُنہین کے خیالات مین آوارہ چہوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اُنکو کچہہ بہی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی اٹکلین دوڑایا کرین اور اُنہین اٹکلون مین ہی ساری عمر کہو کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مرجائین مگر کیا یہہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کے واسطے یہان لا - اے **اگنی** ہمارے اس ہوگ کی اور ان نئے منترون کے دیوتاؤن کو خبر کر - اے **اگنی** تو سب سے پہلے انگرا رشی تہا تو دیوتا اور دیوتاؤن کا مددگار دوست تہا تیرے ہی یُگ مین عاقل فہیم اور روشن ہتیار والی مروت پیدا ہوئی تہی - اے **اگنی** تو جو سب سے پہلا اور سب انگراون کا سردار ہے دیوتاؤن کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل ہوتی ہے تو دانا ہے رنگ برنگ رنگون والا ہے تمام دُنیا کے فایدے کے واسطے ہی فہیم ہے وہ تو پایون کی اولاد ہی اور انسان کے فایدہ کے واسطے انیک روپ دہارن کر رکہے ہین - اے ہوا پر فوقیت رکہنے والے **اگنی** اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اُسکو معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی تیرے بل سے اکاش اور دہرتی لرزان ہے تونے اُس بوجہ کو اُٹہایا ہے جس کے لئے بروہت مقرر کیا گیا تہا تونے بزرگ دیوتاؤن کی پرستش کی ہے - تو اے **اگنی** خواہشون کی پورا کرنے والی ہے اپنے پوجاریون کی دولت کی زیادہ کرنے والی ہے - اے **اگنی** دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہین اس ہوم کے کرنے والے کا نام کردے ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد ہو تو ہر ہم یہہ رسم ادا کرین دہرتی اکاش اور تمام دیوتاؤن سمیت ہمین بچا - اے **اگنی** اس ہماری غلطی کو اور اس طریق کو جسمین ہم گمراہ ہوگئے معاف کر تیری تعریف کرنی چاہئے کیونکہ تو اُن لوگون کی جو تجہہ کو نذرے لائق ارگ دیتے ہین حفاظت کرنیوالی ہے - اے پاک **اگنی** جو ہوگ یعنے ہر طرف جاتی ہے یگ کے کمرہ مین جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ مین منش انگرا اور تیاتی یعنے راجگان سلف جاتے تہے اور دیوتاؤن کو یہان لا اور اُنہین پاک کُشا پر بٹہا اور اُن مین ایسا بلدان پیش کر جس سے وہ مشکور ہون-

دُعا کر کہ خدایا مجھے مراتب علمیہ مین ترقی بخش اور پھر فرماتا ہے من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا الجزو نمبر ۱۵ یعنے جو شخص اِس جہان مین اندھا رہا اور علم الٰہی مین بصیرت پیدا نہ کی وہ اُس دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھون سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا ہی کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈھونڈھنے والون کو سرآسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکھٹانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اُسکی طرف دوڑتے ہین اُنکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اُنکا ہاتھ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑھے مین گرنے دیتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اے اگنی تو ہماری اِس منتر سے جو ہم اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہین ترقی پا - اور ہمین دولتمند کر اور ہمین نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے - ہم منتر پڑھکر طاقتور اگنی کو جسکے اور رشی بھی تعریف کرتے ہین بہت آدمیون کے فائدہ کے واسطے جو دیوتاؤن کے پرستار ہین مناتے ہین - آدمی اُس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہین جو بل کے زیادہ کرنیوالی ہے ہم اے اگنی نذرین چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہین اے بہت خوراک دینے والے ہمپر آج مہربان ہو - اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤن کے بلانے والی اور اُنکے پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہین سب تیرے مین جمع ہین - اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھکو پیشکش کرین تو ہمپر مہربان ہوکر یا تو اب یا کسی اور وقت طاقت ور دیوتاؤن کے پاس لیجا - اے اگنی اِس طور پر تیرا پوجاری تیری پوجا کرتا ہے اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے آدمی بمدد سات کار و بار کرنیوالے پروہتون کی ہوم کر کر اُس اگنی کو جو اُنکے دشمنون پر فتحیاب ہے روشن کرتے ہین - اے اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تونے اور دوسرے دیوتاؤن نے ورترا کو قتل کیا ہے دیوتاؤن نے دہرتی اور سُرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہ بنایا ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانوا پر اِس طرح مہربان ہو جیسا کہ لڑائی مین گھوڑا مویشی کے واسطے ہنہناتا ہے - اُس اگنی کی کرنین جسکو کانوا نے سورج سے زیادہ روشن کر دیا ہے سرافرازی سے چمکتے ہین ہم اُسکی تعریفین کرتے ہین ہم اُسکو بلند کرتے ہین اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہمارے خزانے پُر کر دے کیونکہ دیوتاؤن کی دوستی تیرے ذریعہ سے

بدتر ہوگا اور پھر یہہ دُعا سکہاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم الجزو نمبر لیعنے اے باریتعالی ہمیں وہ صراط مستقیم ظاہر کر جو تو نے اُن تمام اہل کمال لوگون پر ظاہر کیا جن پر تیرا فضل اور کرم تھا چونکہ اہل کمال لوگون کا صراط مستقیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور خود لُطف فرما کر چند قدم آگے نہین آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مُشکلات کے لمبے قصہ کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہٗ وتعالی عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالی کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بے خبر ہین کیونکہ یوم الجزا کے مالک ہونے کی حقیقت یہہ ہے کہ خدا تعالی کی ملکیت تامہ کہ جو تجلّیات عظمی پر موقوف ہے

حاصل ہوسکتی ہے تو طرح طرح کی خوراکون کی مالک ہے ہمین خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے۔ اے **اگنی** ہماری حفاظت کے لئے سورج دیوتا کی مانند ہو سیدہی کہڑی ہو جا تو خوراک کی دینے والی ہے جسکے کارن ہم تجھے برہم جیٹرا کر بُلاتے ہین اور پروہت تجھے نذرین چڑہاتے ہین اے جوان اور **چمکدار اگنی** ہمین ناپاک روحون سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہین کرتا اور موذی جانورون سے اور اُن لوگون سے جو ہمارے مارنے کی فکر مین ہین بچا۔ اے **اگنی** تجہی منو نے انسان کی بہت سی نسلون پر روشنی کرنے کے لئے روشن کیا تہا تو جو یگ کے لئے پیدا ہوئی ہے اور چڑہاوے سے سیر ہوتی ہے تو جسکو سب آدمی نمسکار کرتے ہین روشن ہوگئی ہے۔ **اگنی** کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہین اُنکا اعتماد نہ کرنا چاہئے وہ طاقتور ناپاک روحون کو اور دیگر ہمارے مخالفون کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا دیتے ہین۔ اے **اگنی** جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی فریادرسی کرنے والی ہے صبح سے نذرین دینے والے کے پاس بہت قسم کی دولت مع عمدہ گہر کے لا آج یہان دیوتاؤن کو اُٹھتے ہی لا۔ آج ہم **اگنی** کو جو پیغمبر مکانون کے دینے والی ہر دل عزیز دہوئین کے جھنڈے والی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے اُسکی حفاظت کرنے والی ہے منتخب کرتے ہین۔ مین **اگنی** کے جو سب دیوتاؤن سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے جسکو سب بُلاتے ہین اور جو چڑہاوا چڑہانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے پراٹ کال مہما کرتا ہون تا کہ وہ اور دیوتاؤن کو لیتے جائے۔ اے یگ کرنیوالی اور سُر بگیانی **اگنی** سب آدمی تجھے روشن کرتے ہین بہت لوگ بُلاتے ہین عاقل دیوتاؤن کو جلدی سے یہان لا۔

یہی ہے کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت حقائق کو معلوم کرتے ہین نہ اندہون کی طرح پس اُس دُعا کا ماحصل تو یہی ہوا کہ خداوندا وہ تمام علوم حقہ اور معارف صحیحہ اور اسرار عمیقہ اور حقائق دقیقہ جو دُنیا کے تمام اہلِ کمال لوگون کو متفرق طور پر وقتاً فوقتاً تو عنایت کرتا رہا ہے اب وہ سب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظہور مین آکر پہر اُس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجاوے یعنے اول اُس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھہ جائین اور زید و عمر کا دخل درمیانہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکہا چکی تو پہر جزا

تو اے **اگنی** انسانون کے گیون کی حفاظت کرنیوالی ہے اور دیوتاؤن کی پیغمبر ہے آج یہان دیوتاؤن کو جو صبح اُٹہتے ہین اور سورج کا دہیان کرتے ہین لا۔ اے **اسونون دیوتاؤ** تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو ایسا ہو کہ وہ دونو دیوتا سوم کا رس پینے کے لئے یہان آدین۔ ہم دونوا **سونون** کو جو دونو دیوتا ہین اور نہایت اچھے رتہہ بان ہین اور ایک عمدہ گاڑی مین سوار ہوتے ہین اور سُرگ تک پہنچتے ہین بلاتے ہین۔ اے **اسونون دیوتاؤ** اپنی چابک سے جو کہ تمہارے گہوڑون کی جہاگون سے تر ہے اور اُسکی پٹنخار کر بڑی آواز ہوتی ہے سوم کے ارگ کو ہلادو۔ اے **اسونون دیوتاؤ** ارگ چرخی والے کے رہنے کی جگہ جہان تم اپنی رتہہ مین سوار ہوکر جاتے ہو تم سے دور نہین ہے۔ مین سونے کے ہاتہہ والے **سورج** کو اپنی حفاظت کے لئے بلاتا ہون وہ پوجاریون کا درجہ مقرر کرتا ہے۔ **سورج** کی جو پانی کا مددگار نہین ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو ہم اُسکی پوجا کرنے کے لئے آرزو رکہتے ہین۔ دوستو بیٹہہ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرینگے کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے والا ہے عاقل ہمیشہ سورج کے اُس بڑے درجہ کا دہیان کرتے ہین جب سے آنکہہ آسمان کی سیر کرتی ہے۔ دانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہین اور تعریف کرنے مین بڑے سرگرم ہین سورج کے اعلیٰ درجہ کی ہم تعریف کرتے ہین۔ سُرب گیانی **سورج دیوتا** کو اُسکے گہوڑے بلندی پر لیجاتے ہین تاکہ وہ تمام دُنیا کو دکہائی دے۔ تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سب کو دکہائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے۔ تو اے **سورج** مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اِس طرح نکلتا ہے کہ تمام دیولوگ تجہے دیکہہ سکے۔ تو اُس

ہم مین جمع کر- سو دیکھئیے کہ اِس دُعا مین بھی علم اور حکمت ہی خدا سے چاہی ہے اور وہ علم مانگا ہے جو تمام دُنیا مین متفرّق تھا- خلاصہ یہہ کہ گو خدا یتعالیٰ نے اُصولِ نجات کو بہت واضح اور آسان طور پر اپنی کتاب مین بیان کر دیا ہے جسکے معلوم کرنے اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ بھی بطور کامل ظہور مین آوے یعنے من حیث الورود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی- من حیث الورود اِس طرح پر کہ ہر یک جزا یاب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہہ بھی متحقق ہو کہ اِس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

روشنی کے ساتھہ نمودار ہوتا ہے جسکے ساتھہ تو صاف کرنے والا بُرائی سے بچانیوالا ہے- تو فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے- تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہو کر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دے- روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھہ کر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤن کے درمیان ایک چیدہ دیوتا ہے- اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے تو اپنی قوّتون کے باعث سے صاحب طاقت اور سب بیاپی ہے تو اپنی بخششوں کے باعث نعمتون کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے تو نے اے انسان کے رہنما یک کے چڑہاؤن سے خوب پرورش پائی ہے- تیرے کام ورن راجہ کے مانند ہین تیرا کلام اے چاند بڑا ہے تو عزیز متر آدیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے تو اریمان دیوتا کی مانند سب کا بڑہانیوالا ہے- چونکہ تیرے مین وہ سب کلین ہین جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیون اور پانی سب مین برکت ہے اس سلئے اے چاند راجہ ہم سے اچھی طرح پیش آ اور بلا خفگی ہماری نذرین قبول کر- تو اے چاند جو تعریف کا شائق اور بودون کا گور وہے ہماری جان ہے اگر تو چاہیگا تو ہم نہین مرینگے- تو اے چاند اُس شخص کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بڑہا دولت دیتا ہے تاکہ وہ اُس سے حظ اُٹھاوے اور زندہ رہے- اے چاند راجا ہمین اُس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر مین ہے محفوظ رکھہ تجھہ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہین مر سکتا- اے چاند دیوتا ہماری ایسی مدد کر کہ جس سے ہوگ لگانے والے کو

جاننے مین کسی نوع کی دقّت اور ابہام نہین اور سب خواندہ اور ناخواندہ اُسمین برابر مین لیکن اُس حکیمِ مُطلق نے علمِ الٰہی کے دقایق اور اسرارِ عالیہ مین یہہ چاہا ہے کہ انسان محنت کرکے اُنکو دریافت کرے تا ہی محنت اُسکے لئے موجبِ تکمیلِ نفس ہوجائے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہین اور ان دونون باتون مین ایسا تحقّق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور مین حیث الوجود اِس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہریک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دایرہ کی طرح محیط ہوجائے اور نیز دائمی اور بے زوال اور غیر منقطع ہونا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لیگیا ہے اپنی اُس سعادتِ عظمیٰ کو کہ جو تمام

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اس بندان کو اور تعریف کو قبول فرماکر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری رسم کا ترقی دینے والا ہو چونکہ ہم منترون سے واقف ہین اس سبب سے ہم تیری تعریف کرکر تیرا رتبہ بڑہاتے ہین اے کرپا ندہان چاند ادہر آ ہو۔ اے دولت بخشنے والے ہماری کہونیوالی دولت سے آگاہ خوراک کے بڑہانے والے چاند دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار ہو۔ اے چاند دیوتا ہمارے دلون مین ایسا خوش رہ جیسے مویشی سبزہ زارون مین یا انسان اپنے گہرون مین خوش رہتا ہے۔ اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے مین ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے مین سرگرم ہو۔ اے خوش چاند دیوتا سب بیلون کے ساتہہ بڑہتا جا ہمارا دوست ہو خوراک کی طرف سے آسودہ حالی بخش تا ہم پہلے ہولین۔ چاند دیوتا اُس شخص کو جو کہ نذرین چڑہاتا ہے دودہ والی گائے چالاک گہوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار مین ہوشیار خانگی تعلقات مین ہنرمند یوجا مین سرگرم مجلس مین لائق اور جو اپنے باپ کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے۔ ہم اے چاند دیوتا تجہے رن مین اٹل ہزارون آدمیون کی گردہون مین لڑکر فتحیاب ہونیوالا طاقت زایل نہ ہونے دینے والا گیون کے درمیان پیدا اور روشن مکان مین رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہین۔ تونے اے چاند دیوتا یہہ پودے پانی اور گوئین پیدا کی ہین تونے کشادہ آسمان کو پہیلایا ہے تونے تاریکی کو روشنی سے پراگندہ کردیا ہے اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتہہ اپنی دولت کا ایک حصہ دے ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجہے دق نہ کرسکے توکسی دو برابر کے مخالفون کی بہادری پر فوقیت رکہتا ہے ہمین رن مین ہمارے دشمنون سے

تمام قوی انسانیہ کا قیام اور بقا محنت اور ورزش پر ہی موقوف ہے اگر انسان ہمیشہ آنکھ بند رکھے اور کبھی اُس سے دیکھنے کا کام نہ لے (تو جیسا کہ تجارب طبیہ سے ثابت ہو گیا ہے) تھوڑے ہی دنوں کے بعد اندھا ہو جائیگا اور اگر کان بند رکھے تو بہرہ ہو جائیگا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

سعادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیوں میں سبقت لیگیا ہے اپنی اُس شقاوتِ عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پہنچ جائے اور تا ہر یک فریق اُس اعلیٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اُسکے لئے ممکن ہے یعنی اُس کامل و دائمی مکافات کو پالے کہ جو اِس عالمِ بے بقا اور زوال پذیر میں جسکا تمام رنج و راحت موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے بمنصبۂ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اُسکے کامل ظہور کے لئے مالکِ حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظیم کے دکھلانے کی غرض سے یعنے جمالی و جلالی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بجا سورج روشن صبح کے اِس طرح ساتھ آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا ہے اُسوقت دہرم آتما لوگ مقرری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں اور مبارک سورج کو اچھے انعام کی خاطر پوجتے ہیں یعنے اُسکی پرستش کرتے ہیں۔ سورج کی تیز رفتار ہمایوں خال ہاتھ پاؤں کے مضبوط راستہ طے کرنیوالے گھوڑے جنکی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف کئے جانیکے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور جلد زمین اور آسمان کے گرد پھر آئے ہیں۔ ایسا دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے وہ پھیلی ہوئی روشنی کو جو ادھورے کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے جب وہ اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اُسوقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے۔ آفتاب مترا دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اُسکی کرنیں ایک تو اُسکی بے حد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی ہیں آج دیوتاؤ سورج کے نکلتے ہی ہمیں نالایق باتوں سے بچاؤ اور ایسا ہو کہ مترا دیوتا ورن دیوتا ادوتی دیوی سمندر دیوتا دہرتی دیوی اکاس دیوتا اِس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سنیں۔

اب ناظرین اِس کتاب کے خود خیال فرما دیں کہ اسقدر شرتیوں سے جنکا ایک ذخیرۂ کلان بیان لکھ کر کئی صفحے ہم نے سیاہ کئے ہیں کیا کچھ خدا کا بھی پتہ مل سکتا ہے اور حضرات آریا سماج والے انصافاً ہمکو بتلا دیں کہ رگوید نے اِن شرتیوں میں اپنا منشا ظاہر کرنے میں کونسی بلاغت دکھلائی ہے اور آپ ہی بولیں کہ کیا اُسکی تقریر فصیح تقریروں کی طرح پُر زور اور مدلل ہے یا بیچ اور لچر ہے منصفین

اگر ہاتہہ پانون حرکت سے بند رکہے توآخر یہہ نتیجہ ہوگا کہ اُن مین نہ حس باقی رہیگی اور نہ حرکت
اسی طرح اگر قوتِ حافظہ سے کبہی کام نہ لے تو حافظہ مین فتور پڑیگا اور اگر قوتِ متفکرہ
کو بیکار چہوڑ دے تو وہ بھی گہٹتے گہٹتے کالعدم ہوجائیگی سو یہہ اُسکا فضل و کرم ہے کہ اُس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

صفتوں کی پوری پوری تجلّی ظاہر کرنیکے قصد سے ایک اور عالم جو ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکہا ہے تا خدا تعالیٰ مین جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم مین ظہور نہین ہوسکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہوجائے اور تا اُن تجلیاتِ تامہ اور کاملہ سے انسان اُس اعلیٰ درجہ کے شہودِ تام تک بہی پہنچ جائے کہ جو اُسکی بشری طاقتون کیلئے حدِ امکان مین داخل ہے اور چونکہ اعلیٰ درجہ کی مکافات عند العقل اسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہو وہ انسان کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

پر پوشیدہ نہین کہ ان شُرتیون مین بجائے اِسکے کہ حق الامر کو اپنی خوش بیانی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا اور راستی کے پہیلانے کے لئے کوشش کیجاتی خود مضمون شُرتیون کا ایسا بے سرو پا اور مُہمل ہے جس سے سامع اُسکا ایک دبدہا مین پڑجاتا ہے کبہی ایک چیز کو خالق ٹہراتا ہے اور اُس سے مرادین مانگتا ہے کبہی اُسی کو مخلوق بناتا ہے اور دوسرے کی محتاج قرار دیتا ہے کبہی کسی کے لئے خدا کی صفتین قایم کرتا ہے۔ اور پہر اُسی کی طرف فانی چیزون کی صفتین منسوب کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس نے اِسقدر کلام کو طول دیا اور پہر ماحصل اُسکا خاک بہی نہین نہ توحید کا مدعی ہوکر توحید کو بیان کیا ہے نہ مخلوق پرستی کا مدعی ہوکر مخلوق پرستی کو بہ پایۂ ثبوت پہنچایا ہے بلکہ سراسیمہ اور مخبط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور متناقض کی ہے کہ جس سے ہندو مذہب مین عجب طرح کی گڑبڑ پڑگئی ہے اور کوئی کسی دیوتا کا پوجاری اور کوئی کسی دیوتا کا بہجن گا رہا ہے کیا ایسی تقریر سراپا فضول و مُہمل اس لائق ہوسکتی ہے کہ کوئی دانا اُسکو بلیغ و فصیح کہے شاید بعض ہندو صاحب جنہون نے فقط وید کا نام سُن رکہا ہے اور کبہی اُس مقدس کتاب کا درشن نہین کیا وہ دلمین یہہ وسوسہ کرین کہ یہہ شُرتیاں جو رگوید مین سے لکہی گئی ہین وہ صحیح طور پر نہین لکہی گئین یا شاید اُن سے بہتر وید مذکور مین اَور شُرتیان ہونگی جن مین وید نے وحدانیتِ الٰہی کے بیان کرنے مین دادِ فصاحت دی ہوگی یا مخلوق پرستی کو فصیح اور مدلّل تقریر مین جو لازمہ فصاحت و بلاغت ہے عطا کیا ہوگا سو ایسے وسواسی آدمیون کے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ ہم نے یہہ تمام شُرتیان رگوید سنہتا اشٹک اول سکت سے

بندون کو اُس طریقہ پر چلانا چاہا جس پر اُنکی قوّت نظریہ کا کمال موقوف ہے اور اگر خدا تعالیٰ محنت کرنے سے بکلّی آزاد رکھنا چاہتا تو پھر یہہ بھی مناسب نہ تھا کہ اپنی آخری کتاب کو تمام لوگون کے لئے (جو مختلف زبانین رکھتے ہین) ایک ہی زبان مین جس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظاہر و باطن جو جسم جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلیٰ درجہ کا یقین مالکِ حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالکِ حقیقی اسباب مُعتادہ کو بکلّی نیست و نابود کر کے عریان طور پر جلوہ گر ہو اس لئے یہہ صدق قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تبھی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق ہو جائین کہ جو عند العقل اُسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالکِ حقیقی کا جمال

---

۱۱۵ سکت تک بطور نمونہ منتخب کر کے لکھے ہین اگر کسیکو یہہ دعویٰ ہو کہ وہ شُرتیان صحیح نہین ہین تو اُسپر لازم ہے کہ جو اُسکی دانست مین صحیح ترجمہ ہو وہ پیش کرے تا منصف لوگ آپ دیکھہ لین کہ یہہ شُرتیان صحیح ہین یا اُسکی پیش کردہ صحیح ہین — اور اگر کسی کو یہہ دعویٰ ہو کہ اگرچہ یہہ شُرتیان مہمل اور بے ہودہ ہین مگر اُسی رگوید مین ایسی شُرتیان بھی پائی جاتی ہین جن مین وحدانیت الٰہی کا بیان نہایت صفائی اور شائستگی سے موجود ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ ہمراہ اِن شُرتیون کے اُن شُرتیون کو بھی پیش کرے تا کہ اگر کسی طرح ہاتھہ پانو مار کر وید کی بلاغت و خوش بیانی ثابت ہو سکے تو ثابت ہو جائے ہمکو کسی صاحب سے ناحق کی ضد نہین ہے ہم اپنے سچّے دل سے کہتے ہین کہ ہم نے بڑی غور اور تدبر سے وید پر نظر کر کے اُسکو طریقہ شائستہ بیانی سے بالکل دور اور مہجور پایا ہے اور ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہین کہ ایسی پراگندہ باتین کیونکر آریا سماج والون کے دلون کو بہا رہی ہین اور کیون وہ ایسے کچے اور پست خیالات پر فریفتہ ہو رہے ہین اگر وید کا کلام باوجود اِس فضول طوالت اور مہمل بیانی اور خبط مضمون کے پھر بھی فصیح اور بلیغ ہی ہے تو پھر غیر فصیح کلام دُنیا مین کس کو کہنا چاہئے اور اگر آریا سماج والون کو یہہ معلوم نہین کہ کلام فصیح کسے کہتے ہین تو لازم ہے کہ وہ ذرا آنکھہ کھولکر بمقابلہ طول طویل وید کے کلام کے جو اوپر تحریر ہو چکا ہے قرآن شریف کی چند آیات پر نظر ڈالین کہ کس لطافت و ایجاز سے مسائل کثیرہ وحدانیت کو قلیل و دل عبارت مین بیان کرتا ہے اور کس جہد و کوشش سے مسئلہ توحید کو دل مین بٹھاتا ہے اور کیسی فصیح اور مدلل تقریر سے توحید الٰہی کو قلوب صافیہ مین

وہ ناآشنا ہین ہیچتا کیونکہ غیر زبان کا دریافت کرنا بھی بغیر محنت کے گو تہوڑی ہی ہو ممکن نہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصوّر نہ ہو علیٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بہی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونون دُنیا کی زندگی مین ملکر فرمان بردار یا نافرمان اور سرکش تہی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونون مورد انعام

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مُنقّش کرتا ہے اگر اُسکی مانند وید مذکور مین شُرتیان موجود ہون تو پیش کرنی چاہئین ورنہ بیہودہ بکبک کرنا اور لاجواب رہ کر پہر خبث اور شر سے باز نہ آنا اُن لوگون کا کام ہے جن لوگون کو خدا اور ایمانداری سے کچہ بہی غرض نہین اور نہ حیا اور شرم سے کچہ سروکار ہے اب یہان ہم بطور نمونہ بمقابلہ وید کی شرتیون کے کسیقدر آیات قرآن شریف جو وحدانیت الٰہی کو بیان کرتے ہین لکہتے ہین تا ہر یک کو معلوم ہو جائے کہ وید اور قرآن شریف مین سے کس کی عبارت مین لطافت اور ایجاز اور زور بیان پایا جاتا ہے اور کس کی عبارت طرح طرح کے شکوک اور شبہات مین ڈالتی ہے اور فضول اور طول طویل ہے اور آیات ممدوحہ یہہ ہین۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض ۳۰ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ۳۰ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا ما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ۱۵ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون ۹ ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون ۹ تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۱۵ قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۱۱ انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما

تمہید پنجم - جس معجزہ کو عقل شناخت کرکے اُسکے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دی وہ اُن معجزات سے ہزارہا درجہ افضل ہوتا ہے کہ جو صرف بطور کتھا یا قصّہ کے مد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہون یا دوزخ مین سزا مین پڑے جائین اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہوجائے لیکن برہمو سماج والے اِس صداقت سے بھی انکاری ہین بلکہ اِس

فی الارض وکفی باللہ وکیلا ۲ و یجعلون للہ البنات سبحانہ ولھم ما یشتھون ۱۴ الکم الذکر و لہ الانثی تلک اذا قسمۃ ضیزی ۲۷ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون ط ھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ ۲۵ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن - لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار - لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر - خلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا ۱۸ لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ۲۰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء فمن یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ۱۶ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ۲۱ و لا تدع مع اللہ الھا اخر کل شیئ ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ۲۰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا ۱۵ وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما ۲۱ ان یمسسک بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شیئ قدیر ط وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ۷ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیئ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۱۳ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم و لا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء ۳ وھم من خشیتہ مشفقون وللہ الاسماء

منقولات میں بیان کئے جاتے ہیں اس ترجیح کے دو باعث ہیں ایک تو یہ کہ منقولی معجزات ہمارے لئے جو صدہا سال اُس زمانہ سے پیچھے پیدا ہوئے ہیں جب معجزات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صداقت نصوصی کا وجود اُنکے نزدیک متحقق ہی نہیں اور بزعم اُنکے انسان کی قسمت میں نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا ۔ اور مکافات اُنکے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الحسنی فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون ۹ انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا ۲۰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور ۱۷ الہم ارجل یمشون بہا ام لہم اید یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اٰذان یسمعون بہا ۹ ولا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۲۴ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ۲۳ ان کل من فی السموات والارض الا اٰتی الرحمن عبدا ۱۶ ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم وکذالک نجزی الظالمین ۱۷ فاٰمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتہوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد ۶ یاایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز ۱۷ ان القوۃ للہ جمیعا ۲ وجعلوا للہ شرکاء الجن وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم سبحانہ وتعالی عما یصفون ۷ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولہم بافواہہم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ انی یؤفکون ۔ اتخذوا احبارہم ورھبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ۱۰ ما کان للہ ان یتخذ ولدا سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۱۶ ان الذین

دکہلائے گئے تہے مشہود اور محسوس کا حکم نہین رکہتے اور اخبار منقولہ ہونے کے باعث سے وہ درجہ اُنکو حاصل بھی نہین ہو سکتا جو مشاہدات اور مرئیات کو حاصل ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو صرف اپنے ہی بے بُنیاد تصوّرات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندون پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اٰمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصارٰی والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینھم یوم القیمۃ ان اللہ علٰی کلشیٔ شھید ط الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات والارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ط وکثیر حق علیہ العذاب ۲۲ **ترجمہ** الہ جو جامع صفاتِ کاملہ اور مستحق عبادت ہے اُسکا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حیّ بالذات اور قایم بالذات ہے بجُز اُسکے کوئی چیز حیّ بالذّات اور قایم بالذّات نہین یعنے اُسکے بغیر کسی چیز مین یہہ صفت پائی نہین جاتی کہ بغیر کسی علّتِ موجدہ کے آپ ہی موجود اور قایم رہ سکے یا کہ اِس عالم کی جو کمال حکمت اور ترتیب محکم اور موزون سے بنایا گیا ہے علّتِ موجبہ ہو سکے اور یہہ امر اُس صانع عالم جامع صفاتِ کاملہ کی ہستی کو ثابت کرنیوالا ہے تفصیل اِس استدلال لطیف کی یہہ ہے کہ یہہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ عالم کے اشیا مین سے ہریک موجود جو نظر آتا ہے اُسکا وجود اور قیام نظراً علی ذاتہٖ ضروری نہین مثلاً زمین کروی الشکل ہے اور قطر اُسکا بعض کے گمان کے موافق تخمیناً چارہزار کوس پختہ ہے مگر اِس بات پر کوئی دلیل قایم نہین ہو سکتی کہ کیون یہی شکل اور یہی مقدار اُسکے لئے ضروری ہے اور کیون جائز نہین کہ اِس سے زیادہ یا اِس سے کم ہو یا برخلاف شکل حاصل کے کسی اور شکل سے متشکل ہو اور جب اِسپر کوئی دلیل قایم نہ ہوئی تو یہہ شکل اور یہہ مقدار جسکے مجموعہ کا نام وجود ہے زمین کے لئے ضروری نہ ہوا اور علی ہٰذالقیاس عالم کی تمام اشیا کا وجود اور قیام غیر ضروری ٹھہرا اور صرف یہی بات نہین کہ وجود ہریک ممکن کا نظراً علی ذاتہٖ غیر ضروری ہے بلکہ بعض صورتین ایسی نظر آتی ہین کہ اکثر چیزون کے معدوم ہونے کے اسباب بھی قایم ہو جاتے ہین پہر وہ چیزین معدوم نہین ہوتین مثلاً باوجود اُسکے کہ سخت سخت قحط اور وبا پڑتی ہین مگر پہر بھی ابتدا زمانہ سے تخم ہریک چیز کا بچتا چلا آیا ہے

دوسرے یہہ کہ جن لوگون نے منقولی معجزات کو جو تصرفِ عقل سے بالاتر ہین مشاہدہ کیا ہے اُنکے لئے بھی وہ تسلی تام کا موجب نہین ٹھہر سکتی کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خداتعالی کے ارادہ سے نیک بندون پر بصورتِ نعمت اور بد بندون پر بصورتِ عذاب اُتریگا پس اُنکا یہہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حالانکہ عند العقل جائیز بلکہ واجب تھا کہ ہزارہا شدائد اور حوادث مین سے جو ابتدا سے دُنیا پر نازل ہوتی رہی کبھی کسی دفعہ ایسا ہی ہوتا کہ شدت قحط کے وقت غلہ جو کہ خوراک انسان کی ہے بالکل مفقود ہوجاتا یا کوئی قسم غلہ کی مفقود ہوجاتی یا کبھی شدت وبا کے وقت نوع انسان کا نام و نشان باقی نہ رہتا یا کوئی اور انواع حیوانات مین سے مفقود ہوجاتے یا کبھی اتفاقی طور پر سورج یا چاند کی کل بگڑ جاتی یا دوسری بے شمار چیزون سے جو عالم کی درستی نظام کے لئے ضروری ہین کسی چیز کے وجود مین خلل راہ پاجاتا کیونکہ کروڑہا چیزون کا اختلال اور فساد سے سالم رہنا اور کبھی اُن پر آفت نازل نہ ہونا قیاس سے بعید ہے پس جو چیزین نہ ضروری الوجود مین نہ ضروری البقا بلکہ اُنکا کبھی نہ کبھی بگڑجانا اُنکے باقی رہنے سے زیادہ تر قرین قیاس ہے اُن پر کبھی زوال نہ آنا اور احسن طور پر بہ ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ اُنکا وجود اور قیام پایا جانا اور کروڑہا ضروریات عالم مین سے کبھی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اس بات پر نشان ہے کہ اُن سکنب کے لئے ایک محیی اور محافظ اور قیوم ہے جو جامع صفات کاملہ یعنے مدبّر اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور اپنی ذات مین ازلی ابدی اور ہریک نقصان سے پاک ہے جسپر کبھی موت اور فنا طاری نہین ہوتی بلکہ اونگہہ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے پاک ہے سو وہی ذات جامع صفات کاملہ ہے جس نے اس عالم امکانی کو برعایت کمال حکمت و موزونیت وجود عطا کیا اور ہستی کو نیستی پر ترجیح بخشی اور وہی بوجہ اپنی کمالیت اور خالقیت اور ربوبیّت اور قیّومت کے مستحق عبادت ہے۔ یہان تک تو ترجمہ اس آیت کا ہوا **اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض** اب بنظرِ انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اِس آیت مین وجود صانع عالم پر دلیل بیان فرمائی ہے اور کسقدر تھوڑے لفظون مین معانی کثیرہ اور لطائف حکمیہ کو کوٹ کوٹ کر بہر دیا ہے اور مافی السموات وما فی الارض کے لئے ایسی محکم دلیل

بھی ہین کہ ارباب شعبدہ بازی اُنکو دکھلاتے پھرتے ہین گو وہ مکر اور فریب ہی ہین مگر اب مخالف بداندیش پر کیونکر ثابت کرکے دکھلاوین کہ انبیا سے جو عجائبات اِس قسم کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذتِ دائمی کا فیضان کریگا جس لذّت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورِ مشہودہ اور محسوسہ مین بھی مشاہدہ کرینگے اور قُویٰ انسانیہ مین سے کوئی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

سے وجود ایک خالق کامل الصفات کا ثابت کر دکھایا ہے جسکے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آجتک کوئی تقریر بیان نہین کی بلکہ حکماء ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث ہی نہین سمجھا اور اِس رازِ دقیق سے بیخبر رہے کہ حیات حقیقی اور ہستی حقیقی اور قیامِ حقیقی صرف خدا ہی کے لئے مسلّم ہے یہہ عمیق معرفت اسی آئیت سے انسان کو حاصل ہوتی ہے جسمین خدا نے فرمایا کہ حقیقی طور پر زندگی اور بقاء زندگی صرف اللہ کے لئے حاصل ہے جو جامع صفاتِ کاملہ ہے اُسکے بغیر کسی دوسری چیز کو وجودِ حقیقی اور قیامِ حقیقی حاصل نہین اور اسی بات کو صانع عالم کی ضرورت کے لئے دلیل ٹھہرایا اور فرمایا لہ ما فی السموات وما فی الارض یعنے جب کہ عالم کے لئے نہ حیاتِ حقیقی حاصل ہے نہ قیامِ حقیقی تو بالضرور اُسکو ایک علّتِ موجبہ کی حاجت ہے جسکے ذریعہ سے اُسکو حیات اور قیام حاصل ہوا اور ضرور ہے کہ ایسی علّتِ موجبہ جامع صفاتِ کاملہ اور مدبر بالارادہ اور حکیم اور عالم الغیب ہو سو وہی اللہ ہے کیونکہ اللہ بموجب اصطلاح قُرآن شریف کے اُس ذات کا نام ہے جو مستجمع کمالاتِ تامہ ہے اسی وجہ سے قُرآنِ شریف مین اللہ کے اسم کو جمیع صفاتِ کاملہ کا موصوف ٹھہرایا ہے اور جابجا فرمایا ہے کہ اللہ وہ ہے جو کہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مدبّر بالارادہ ہے حکیم ہے عالم الغیب ہے قادرِ مُطلق ہے ازلی ابدی ہے وغیرہ وغیرہ سو یہہ قُرآنِ شریف کی ایک اصطلاح ٹھہر گئی ہے کہ اللہ ایک ذات جامع جمیع صفاتِ کاملہ کا نام ہے اسی جہت سے اِس آئیت کے سر پر بھی اللہ کا اسم لائے اور فرمایا اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم یعنے اِس عالمِ بے ثبات کا قیوم ذات جامع الکمالات ہے یہہ اِس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ عالم جس ترتیبِ مُحکم اور ترکیبِ ابلغ سے موجود اور مُترتب ہے اُسکے لئے یہہ گمان کرنا باطل ہے کہ اُنہین چیزون مین سے بعض چیزین بعض کے لئے علّتِ موجبہ ہوسکتی ہین بلکہ اِس حکیمانہ کام کے لئے جو سراسر حکمت سے بھرا ہوا ہے ایک ایسے صانع کی ضرورت ہے جو اپنی ذات مین مدبّر بالارادہ اور حکیم اور علیم اور رحیم اور غیر فانی اور تمام صفاتِ کاملہ سے

ظاہر ہوئے ہین کہ کسی نے سانپ بناکر دکہلادیا اور کسی نے مُردہ کو زندہ کرکے دکہلادیا
یہہ اِس قسم کی دست بازیون سے مُنزّہ ہین جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہین یہہ مشکلات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قوّتِ ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذّت اُٹہانے سے محروم نہین رہیگی اور جسم اور جان دونون راحت یا عذابِ اُخروی مین یعنے جیسی کہ صورت ہو شریک ہوجائینگے غرض برہمو سماج والون کا اعتقاد بالکل اِس صداقت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مُتصف ہو سو وہی اللہ ہے جسکو اپنی ذات مین کمال تام حاصل ہے۔ پہر بعد ثبوت وجودِ صانعِ عالم کے طالبِ حق کو اِس بات کا سمجہانا ضروری تہا کہ وہ صانع ہریک طرح کی شرکت سے پاک ہے سو اِسکی طرف اشارہ فرمایا قل هو الله احد الله الصمد الخ۔ اِس قول عبارت کو جو بقدر ایک سطر بہی نہین دیکہنا چاہئے کہ کس لطافت اور عُمدگی سے ہریک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرت باری کا منزّہ ہونا بیان فرمایا ہے اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ شرکت از روئے حصرِ عقلی چار قسم پر ہے کبہی شرکت عدد مین ہوتی ہے اور کبہی مرتبہ مین اور کبہی نسب مین اور کبہی فعل اور تاثیر مین سو اِس سورہ مین اُن چارون قسمون کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کہو لکر تبلادیا کہ وہ اپنے عدد مین ایک ہے دو یا تین نہین اور وہ صمد ہے یعنے اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے مین منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اُسکے تمام چیزین ممکن الوجود اور ہالک الذات ہین جو اُسکی طرف ہردم محتاج ہین اور وہ لم یلد ہے یعنے اُسکا کوئی بیٹا نہین تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُسکا شریک ٹہر جائے اور وہ لم یولد ہے یعنے اُسکا کوئی باپ نہین تا بوجہ باپ ہونے کے اُسکا شریک بنجائے اور وہ لم یکن لہ کفوًا ہے یعنے اُسکے کامون مین کوئی اُس سے برابری کرنیوالا نہین تا باعتبار فعل کے اُسکا شریک قرار پاوے سو اِس طور سے ظاہر فرمادیا کہ خدا تعالیٰ چارون قسم کی شرکت سے پاک اور منزّہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے پہر بعد اِسکے اُسکے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لو کان فيهما الهة الا الله لفسدتا - وما كان معه من اله الخ۔ یعنی اگر زمین آسمان مین بجز اُس ایک ذات جامع صفاتِ کاملہ کے کوئی اَور بہی خدا ہوتا تو وہ دونو بگڑ جاتے کیونکہ ضرور تہا کہ کبہی وہ جماعت خدائون کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے پس اسی پہوٹ اور اختلاف سے عالم مین فساد راہ پاتا اور نیز اگر الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد اُن مین سے اپنی ہی مخلوق کی بہلائی چاہتا اور اُنکے آرام کے لئے دوسرون کا برباد کرنا روا رکہتا پس یہہ بہی موجب فسادِ عالم ٹہرتا یہانتک تو دلیل لمّی سے خدا کا واحد لاشریک ہونا ثابت کیا پہر بعد اِسکے خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر

کچھہ ہمارے ہی زمانہ مین پیدا نہین ہوئین بلکہ ممکن ہے کہ اُنہین زمانون مین یہہ مشکلات پیدا ہو گئی ہون مثلاً جب ہم یوحنّا کی انجیل کے پانچوین باب کی دوسری آئیت سے پانچوین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہان تک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال سعادتِ عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین بیان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

دلیل انّی بیان فرمائی اور کہا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الخ یعنے مُشرکین اور مُنکرین وجودِ حضرتِ باری کو کہہ کہ اگر خدا کے کارخانہ مین کوئی اور لوگ بھی شریک ہین یا اسباب موجودہ ہی کافی ہین تو اسوقت کہ تم اسلام کے دلائلِ حقیّت اور اُسکی شوکت اور قوت کے مقابلہ پر مقہور ہو رہی ہو اُن اپنے شرکاء کو مدد کے لئے بلاؤ اور یاد رکھو کہ وہ ہرگز تمہاری مُشکل کشائی نہ کرینگے اور بلا کو تمہارے سر پر سے ٹال سکینگے اے رسول ان مشرکین کو کہہ کہ تم اپنے شرکاء کو جنکی پرستش کرتے ہو میرے مقابلہ پہ بلاؤ اور جو تدبیر میرے مغلوب کرنے کے لئے کر سکتے ہو وہ سب تدبیرین کرو اور مجھے دو گھڑی مہلت مت دو اور یہہ بات سمجھہ رکھو کہ میرا حامی اور ناصر اور کارساز وہ خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور وہ اپنے سچے اور صالح رسولون کی آپ کارسازی کرتا ہے مگر جن چیزون کو تم لوگ اپنی مدد کے لئے پکارتے ہو وہ ممکن نہین ہے جو تمہاری مدد کر سکین اور نہ کچھہ اپنی مدد کر سکتے ہین۔ پھر بعد اِسکے خدا کا ہریک نقصان اور عیب سے پاک ہونا قانونِ قُدرت کے رو سے ثابت کیا اور فرمایا تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن الخ یعنے ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھہ اُن مین ہے خدا کی تقدیس کرتے ہین اور کوئی چیز نہین جو اُسکی تقدیس نہین کرتی پر تم اُنکی تقدیسون کو سمجھتے نہین یعنے زمین آسمان پر نظرِ غور کرنے سے خدا کا کامل اور مقدّس ہونا اور بیٹون اور شریکون سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے مگر اُنکے لئے جو سمجھہ رکھتے ہین پھر بعد اِسکے جزئی طور پر مخلوق پرستون کو ملزم کیا اور انکا خطا پر ہونا ظاہر فرمایا اور کہا قالوا اتخذ اللہ ولدًا سبحانہ ھو الغنی الخ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہریک نقصان سے پاک ہے وہ تو غنی اور بے نیاز ہے جسکو کسی کی حاجت نہین جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب اُسی کا ہے کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جسکی تائید مین تمہارے پاس کسی

آئیت تک دیکھتے ہین تو اُس مین یہہ لکہا ہوا پاتے ہین اور اور شلیم مین باب الضان کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی مین بیتِ حسدا کہلاتا ہے اُس کے پانچ اُسارے ہین اُن مین

بقیہ حاشیہ ظاہر کیا گیا ہے اور اسی طرح عذابِ اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فرقانِ مجید مین مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہین مگر ایسی سمجھہ پر تہیر برین کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت مین تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

نوع کا علم نہین خدا کیون بیٹیون کا محتاج ہونے لگا وہ کامل ہے اور فرائض الوہیت کے ادا کرنے کے لئے وہ ہی اکیلا کافی ہے کسی اور منصوبہ کی حاجت نہین۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹیان رکہتا ہے حالانکہ وہ اِن سب نقصانون سے پاک ہے کیا تمہارے لئے بیٹے اور اُسکے لئے بیٹیان یہہ تو ٹہیک ٹہیک تقسیم نہ ہوئی اے لوگو تم اُس خدائے واحد لاشریک کی پرستش کرو جس نے تمکو اور تمہارے باپ دادون کو پیدا کیا چاہئے کہ تم اُس قادر توانا سے ڈرو جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لئے چہت بنایا اور آسمان سے پانی اُتار کر طرح طرح کے رزق تمہارے لئے پہلوؤن مین سے پیدا کئے سو تم دیدہ و دانستہ اُنہین چیزون کو خدا کا شریک مت ٹہراؤ جو تمہارے فایدہ کے لئے بنائی گئی ہین خدا ایک ہے جسکا کوئی شریک نہین وہی آسمان مین خدا ہے اور وہی زمین مین خدا وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن آنکہین اُسکی کُنہ دریافت کرنے سے عاجز ہین اور اُسکو آنکہون کی کُنہ معلوم ہے وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اُسکی مانند نہین اور اُسکے خالق ہونے پر یہہ دلیل واضح ہر کہ ہر یک چیز کو ایک اندازۂ مقرری مین محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود اُس ایک حاطر و محدد کا ثابت ہوتا ہے اُسکے لئے تمام محامد ثابت ہین اور دُنیا و آخرت مین وہی منعمِ حقیقی ہے اور اُسی کے ہاتہہ مین ہر یک حکم ہے اور وہی تمام چیزون کا مرجع و مآب ہے۔ خدا ہر یک گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہیگا پر شرک کو ہرگز نہین بخشیگا سو جو شخص خدا کی ملاقات کا طالب ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس مین کسی نوع کا فساد نہ ہو اور کسی چیز کو خدا کی بندگی مین شریک نہ کرے۔ تو خدا کے ساتہہ کسی دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹہراؤ خدا کا شریک ٹہرانا سخت ظلم ہے۔ تو بجز خدا کے کسی اور سے مرادین مت

ناتوانون اور اندہون اور لنگڑون اور پژمردون کی ایک بڑی بہیڑ پڑی تہی جو پانی کے ہلنے کی منتظر رہتی کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اُس حوض مین اُتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سعادتِ عظمیٰ یا شقاوتِ عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالیٰ توجہ خاص فرما کر امر مکافات کو کامل طور پر نازل کرے اور کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہین کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہنچا ہو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مانگ سب ہلاک ہو جائینگے ایک اُسی کی ذات باقی رہ جاویگی اُسی کے ہاتہہ مین حکم ہے اور وہی تمہارا مرجع ہے - تیرے خدا نے یہہ چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور اپنے مان باپ سے احسان کرتا رہ اور اگر تجہے اِس بات کی طرف بہکاوین کہ تو میرے ساتہہ کسی اور کو شریک ٹہراوے تو اُنکا کہا مت مان - اگر تجہے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی تیرا یار نہین کہ اُس تکلیف کو دور کرے اور اگر تجہے کچہہ بہلائی پہنچے تو ہر یک بہلائی کے پہنچانے پر خدا ہی قادر ہے کوئی دوسرا نہین اُسی کا تمام بندون پر تسلط اور تصرّف ہے اور وہی صاحبِ حکمت کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتون کو اُس سے مانگنا چاہیئے اور جو لوگ بجز اُسکے اور اور چیزون سے اپنی حاجت مانگتے ہین وہ چیزین اُنکی دعاؤن کا کچہہ جواب نہین دیتین ایسے لوگون کی یہہ مثال ہے جیسے کوئی پانی کی طرف دونون ہاتہہ پہیلا کر کہے کہ اے پانی میرے مونہہ مین آجا سو ظاہر ہے کہ پانی مین یہہ طاقت نہین کہ کسی کی آواز سُنے اور خودبخود اُسکے مونہہ مین پہنچ جائے اِسی طرح مُشرک لوگ بھی اپنے معبودون سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہین جس پر کوئی فائدہ مترتب نہین ہوسکتا گو کوئی مقربِ الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہین کہ خواہ نخواہ سفارش کر کے کسی مجرم کو رہا کرا وے خدا کا علم اُنکی پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے اور اُنکو خدا کے علوم سے صرف اُسیقدر اطلاع ہوتی ہے جن باتون پر وہ آپ مطلع کرے اِس سے زیادہ نہین اور وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہین - اور خدا کے تمام کامل نام اُسی سے مخصوص ہین اور اُن مین شرکت غیر کی جائز نہین سو خدا کو اُنہین نامون سے پکارو جو بلا شرکت غیری ہین یعنے نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزون پر اطلاق کرو اور اُن لوگون سے جُدا رہو جو کہ خدا کے نامون مین شرکت غیر جائز رکہتے ہین عنقریب وہ

پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُسمین اُترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہ ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا اور وہان ایک شخص تھا کہ جو اٹھتیس برس سے بیمار تھا یسوع نے جب اُسے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ وہی مکافاتِ عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقانِ مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور اُن دونون قسمون کو کتاب

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اپنے کامون کا بدلہ پائینگے - تم اسے مُشرکو بجز خدا کے صرف بیجان بُتون کی پرستش کرتے ہو اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو سو اس پلیدی سے جو بُت ہین پرہیز کرو اور دروغگوئی سے باز آؤ کیا اُنکے پاؤن ہین جن سے وہ چلتے ہین کیا اُنکے ہاتھ ہین جن سے وہ پکڑتے ہین کیا اُنکی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہین کیا اُنکے کان ہین جن سے وہ سُنتے ہین - اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو اور اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان سب چیزون کو پیدا کیا ہے اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اُسی خالق کی پرستش کرو نہ مخلوق کی سورج کو یہہ طاقت نہین کہ چاند کی جگہ پہنچ جائے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے کوئی ستارہ اپنے فلک مقرری سے آگے پیچھے نہین ہو سکتا - زمین آسمان مین کوئی بھی ایسی چیز نہین جو مخلوق اور بندۂ خدا ہونے سے باہر ہو اور اگر کوئی کہے کہ مین ہی بمقابلہ خدا ئےتعالیٰ ایک خدا ہون تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنم کرین اور ظالمون کو ہم یہی سزا دیا کرتے ہین سو تم خدا اور اُسکے پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور یہہ مت کہو کہ تین ہین باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے - اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کر کے سُنو جن چیزون سے تم مرادین مانگتے ہو وہ چیزین تو ایک مکھی بھی پیدا نہین کر سکتیں اور اگر مکھی اُن سے کچھہ چھین لے تو اُس سے چھوڑا نہین سکتیں طالب بھی ضعیف ہین اور مطلوب بھی ضعیف یعنے مخلوق چیزون سے مرادین مانگنے والے ضعیف العقل ہین اور مخلوق چیزین جو معبود ٹھہرائی گئین وہ ضعیف القدرت ہین - مُشرک لوگون نے جیسا چاہئے تھا خدا کو شناخت نہین کیا وہ ایسا سمجھتے ہین کہ گویا خدا کا کارخانہ بغیر دوسرے شرکاء کے چل نہین سکتا حالانکہ خدا اپنی ذات مین صاحبِ قوتِ تامہ اور غلبۂ تام ہے تم تو تین اُسی کے لئے خاص ہین اور مُشرک لوگ ایسے نادان ہین کہ بنات کو خدا کا شریک ٹھہرا کہا ہے اور اُسکے لئے بغیر کسی علم

پڑے ہوئے دیکہا اور جانا کہ وہ بڑی مُدّت سے اِس حالت مین ہے تو اُس سے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہو جائے بیمار نے اُسے جواب دیا کہ اے خداوند مجہہ پاس آدمی نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ممدوح مین مُفصّل طور پر بیان فرمایا ہے اور سعادتِ عظمیٰ اور شقاوتِ عُظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابہی بیان کر چکے ہین اِس صداقتِ قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتون سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور اطلاعِ حقیقتِ حال کے بیٹے اور بیٹیان تراش رکہی ہین اور یہود کہتے ہین کہ عُزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہین یہہ سب اُنکے مونہہ کی باتین ہین جنکی صداقت پر کوئی حجت قایم نہین کر سکتے بلکہ صرف پہلے زمانہ کے مُشرکون کی ریس کر رہے ہین ملعونون نے سچائی کا راستہ کیسا چہوڑ دیا اپنے فقیہون اور درویشون اور مریم کے بیٹے کو خدا ٹہرا لیا ہے حالانکہ حکم یہہ تہا کہ فقط خدائے واحد کی پرستش کرو خدا اپنی ذات مین کامل ہے اُسکو کچہہ حاجت نہین کہ بیٹا بناوے کونسی کسر اُسکی ذات مین رہ گئی تہی جو بیٹے کے وجود سے پوری ہوگئی اور اگر کوئی کسر نہین تہی تو پہر کیا بیٹا بنانے مین خدا ایک فضول حرکت کرتا جسکی اُسکو کچہہ ضرورت نہ تہی وہ تو ہر یک عبث کام اور ہر یک حالت ناتمام سے پاک ہے جب کسی بات کو کہتا ہی ہو تو ہو جاتی ہے اہل اسلام جو ایمان لائے ہین جنہون نے توحیدِ خالص اختیار کی اور یہود جنہون نے اولیا اور انبیاء کو اپنا قاضی الحاجات ٹہرا دیا اور مخلوق چیزون کو کارخانۂ خدائی مین شریک مقرر کیا اور صابئین جو ستارون کی پرستش کرتے ہین اور نصاریٰ جنہون نے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور مجوس جو آگ اور سورج کے پرستار ہین اور باقی تمام مشرک جو طرح طرح کے شرک مین گرفتار ہین خدا ان سب مین قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا خدا ہر یک چیز پر شاہد ہے اور خود مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا کچہہ پوشیدہ بات نہین یہہ امر نہایت بدیہی ہے اور ہر یک شخص ذاتی تجربہ سے دیکہہ سکتا ہے کہ جو کچہہ آسمان اور زمین مین اجرامِ فلکی اور اجسامِ ارضی و نباتات اور چاروا اور حیوانات اور عناصر اور چاند اور سورج اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور طرح طرح کے جاندار اور انسان ہین جنکی مُشرک لوگ پوجا کرتے ہین یہہ سب چیزین خدا کو سجدہ کرتی ہین یعنے اپنی ہستی اور بقا اور وجود مین اُس کی محتاج پڑی ہوئی ہین اور بہ تذلل تمام اُسکی طرف جہکی ہوئی ہین اور ایک دم اُس سے بے نیاز نہین پس انہین چیزون سے جو آپ ہی حاجتمند ہین حاجتین مانگنا صریح گمراہی ہے اور بعض انسان جو سرکش ہو جاتے ہین

کہ جب پانی ملے تو مجھے اُسمین ڈالدے اور جب تک مین آپ سے آؤن دوسرا مجہہ سے پہلے اُتر پڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ وہ شخص جو حضرت عیسیٰ کی نبوت کا منکر ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مُندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوضِ اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضرورتون اور حاجتون مین مدد بہی تجہہ سے ہی چاہتے ہین یعنے خالصًا معبود ہمارا توہی ہے اور تیرے تک پہنچنے کے لئے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہین وہ بہی تذلل سے خالی نہین کیونکہ اسی دُنیا مین طرح طرح کے آلام اور اسقام اور افکار اور ہموم کا عذاب اُن پر نازل ہوتا رہتا ہے اور آخرت کا عذاب بہی اُنکے لئے طیار ہے پہر بجز خدا کے کونسی چیز ہے جس کے وجود پر نظر کرنے سے صفت غنی اور بے نیاز ہونے کی اُسمین پائی جاتی ہے تا کوئی اسکو اپنا معبود ٹہراوے اور جب کہ کوئی چیز بجز خدا کے غنی اور بے نیاز نہین تو تمام مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا ثابت ہے۔ یہہ چند آیات قرآن شریف ہین جنکو رگوید کی طول طویل شُرتیون کے مقابلہ پر ہم نے اِس جگہ بیان کیا ہے اب وید کی شرتیون مین جسقدر بیفائدہ طوالت اور فضول تقریر اور بے سروپا اور دہوکا دینے والا مضمون اور غیر معقول باتین ہین بمقابلہ اُسکے دیکہنا چاہئے کہ کیونکر قرآن شریف کی آیات مین بکمال ایجاز و لطافت توحید کے ایک عظیم الشان دریا کو معہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ اقل قلیل الفاظ مین بہردیا ہے اور کیونکر مدلل اور موجز عبارت مین تمام ضروریات توحید کا ثبوت دیکر طالبین حق پر معرفتِ الٰہی کا دروازہ کہولدیا ہے اور کیونکر ہر یک آیت اپنے پرزور بیان سے مستعد دلون پر پورا پورا اثر ڈال رہی ہے اور اندرونی تاریکیون کو دور کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی روشنی دکہلا رہی ہے اسی جگہہ سے دانا انسان سمجہہ سکتا ہے کہ کس کتاب مین بلاغت اور خوش بیانی اور زور تقریر پایا جاتا ہے اور کونسی کتاب کلام بلیغ اور فصیح سے محروم ہے نیک دل اور منصف انسان حسب نیت مقابلہ و موازنہ وید اور قرآن شریف کی عبارت پر نظر ڈالیگا تو اسے فی الفور یہہ دکہائی دیگا کہ وید اپنی عبارت مین ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑہنے والے کے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع اقسام کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے اور کسی جگہ اپنے دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہین دکہلاتا اور نہ پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ یہہ خود معلوم

اُنکو معجزات کا انکار ہی ہے جب یوحنا کی یہہ عبارت پڑہیگا اور ایسے حوض کے وجود پر اطلاع پائیگا کہ جو حضرت عیسیٰ کے مُلک میں قدیم سے چلا آتا تہا اور جس مین قدیم سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کوئی اَور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہیں دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بُت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچہہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہین۔ یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالیٰ کے اور اور چیزون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہی نہین ہوتا کہ اُسکا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچہہ معلوم بہی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر وغیرہ کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور اسپر بھی کوئی حجت اور دلیل پیش نہین کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزون کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہوگیا اور پہر باوجود اس مُہمل بیانی کے چارون وید اسقدر لمبی اور طول طویل عبارت مین لکھے گئے ہین جنکا مطالعہ شائد کوئی بڑا محنتی آدمی بشرطیکہ اُسکی عمر بہی دراز ہو کر سکے۔ اور بمقابلہ اُسکے جب مُنصف آدمی قرآن شریف کو دیکھے تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین ایجازِ کلام اور قول ودل بیان مین جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال دکھلایا ہے کہ باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفا تمام دلائل وبراہین کے اسقدر حجم مین قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ مین ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اُسکو پڑہ سکتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ بلاغت قرآنی کسقدر بہارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر ذخار کو تین چار جز مین لپیٹ کر دکھلا دیا ہے اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات مین بہر دیا ہے کیا کبہی کسی نے دیکہا یا سُنا کہ اسقدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتون پر مشتمل ہو کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے لئے یہہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تہوڑے سے لفظون مین ایک دریا حکمت کا بہردے جس سے علمِ دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو یہہ واقعی اور سچی باتین ہین جنکو ہم لکھتے ہین جسے انکار ہو وہ بمقابلہ ہمارے امتحان کرلے۔ اِس جگہ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ وید کا کلام ایک اَور ضروری نشانی سے جو کلامِ الٰہی کے لئے لابدی ولازمی ہے خالی ہے اور وہ یہہ ہے کہ وید مین پیش گوئیون کا نام ونشان نہین اور وید ہرگز اخبار غیبیہ پر مشتمل نہین ہے حالانکہ جو کتاب خدا کا کلام کہلاتی ہے اُس کے لئے یہہ ضروری بات

یہہ خاصیت تہی کہ اُس مین ایک ہی غوطہ لگانا ہر یک قسم کی بیماری کو گو وہ کیسی ہی سخت
کیون نہ ہو دور کر دیتا تھا تو خواہ نخواہ اُسکے دل مین ایک قوی خیال پیدا ہوگا کہ اگر حضرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتون کو غیر مخلوق سمجہہ کر اُنکے زور سے مُکتی
حاصل کرنا چاہتے ہین۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے مونہہ پہیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار
دے بیٹہے ہین جو کہ اُنکے زعم باطل مین خدا تک پُہنچانے مین اختیار کُلّی رکہتی ہے اور سب الہی اسرار

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہے کہ خدا کے انوار اُسمین ظاہر ہون یعنے جیسے خدا تعالیٰ عالم الغیب اور قادر مُطلق بے مثل و بے ہمتا ہے
ویسا ہی لازم ہے کہ اُسکا کلام جو اُسکی صفاتِ کاملہ کا آئینہ ہے صفات مذکورہ کو اپنی صورت حالی مین ثابت
کرتا ہو ظاہر ہے کہ خدا کے کلام سے یہی علتِ غائی ہے کہ تا اُسکے ذریعہ سے کامل طور پر خدا کی ذات اور
صفات کا علم حاصل ہو اور تا انسان وجوہاتِ قیاسی سے ترقّی کر کے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ
تک پُہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ یہہ مرتبہ علمی تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ جب خدا کا کلام طالبِ حقیقت
کو صِرف عقل کے حوالہ نہ کرے بلکہ اپنی ذاتی تجلّیات سے ہر یک عقیدہ کو کہولدے مثلاً بہت سی
پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ بیان کر گئے اور پہر اُنکا پورا ہونا دکہلا کر صفتِ عالم الغیبی کی جو خدا تعالیٰ مین
پائی جاتی ہے طالبِ حق پر ثابت کرے علیٰ ہذا القیاس اپنے تابعین کو پوری پوری مدد کا وعدہ دیکر اور
پہر اُن وعدون کو پورا کر کے اپنا قادر اور صادق اور ناصر ہونا بہ پایۂ ثبوت پُہنچا وے لیکن ان باتون
مین سے وید مین کوئی بہی نہین بشرطیکہ کوئی انصاف پر آوے اور غور اور فکر سے نگاہ کرے تو اُسپر ظاہر
ہوگا کہ وید مین ان نشانیون مین سے کوئی نشانی پائی نہین جاتی اور جس تکمیل علمی کے لئے کلامِ الہی
نازل ہوتا ہے اُس تکمیل کا سامان وید کے پاس موجود نہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر عقلی طور پر
ایک عقلمند آدمی معرفت الہی کے لئے سامان طیّار کرتا ہے اور حتی الوسع والطاقت اپنے قدم کو غلطی
اور خطا سے بچاتا ہے وہ مرتبہ بہی وید کو حاصل نہین اور وید کے اُصول ایسے فاسد اور بدیہی البطلان
ہین کہ دس برس کا بچّہ بہی بشرطیکہ تعصّب اور ضد نہ کرے اُنکی غلطی اور بیراہی پر شہادت دیسکتا ہے
پہر یہہ بہی جاننا چاہئے کہ جن روحانی تاثیرات پر فُرقان مجید مشتمل ہے اُن سے ہی وید بکلّی محروم اور

مسیح نے کچھہ خوارق عجیبہ دکھلائے ہین تو بلاشُبہ اُنکا یہی موجب ہوگا کہ حضرت ممدوح اُسی حوض کے پانی مین کچھہ تصرّف کرکے ایسے ایسے خوارق دکھلاتے ہونگے کیونکہ اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کی پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کر رہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اُسکو استعمال مین لاوے پس عطیہ الٰہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہین بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرض بیان مین آلیا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معارف حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تہیدست ہے تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ فرقانِ مجید باوجود اُن تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذاتِ بابرکات مین ایسی رکھتا ہے کہ اُسکا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابل خطاب حضرتِ عزت بنا دیتا ہے اور اُسمین وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوضِ غیبی اور تائیداتِ لاریبی اُس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار مین ہرگز پائی نہین جاتین اور حضرتِ احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اُسپر نازل ہوتا ہے جس سے اُسپر دمبدم کُھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقانِ مجید کی سچی متابعت سے اور حضرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچا یا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہین اور اُن ربانی خوشنودیون اور مہربانیون سے بہرہ یاب ہوگیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اُس سے پہلے گذر چکے ہین اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتون کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل مین بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ مین مشاہدہ کرتا ہے جسکو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ مین بیان کرسکتا ہے اور انوارِ الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبارِ غیبیہ کی رنگ مین اور کبھی علوم و معارف کی صورت مین اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ مین اُسپر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہین یہہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہین اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذات بابرکات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا مین آیا اُسی دم سے آجتک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعتِ کلام الٰہی اور اتباعِ رسولِ مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہین اور پہنچتے جاتے ہین اور خدا تعالیٰ اسقدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات

قسم کے اقتباس کی ہمیشہ دنیا میں بہت سی نظیرین پائی گئی ہین اور اب بھی ہین اور عندالعقل یہہ بات نہایت صحیح اور قرینِ قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھہ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اُن مقاصدِ عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہین بن سکتی ہان اُن معارف کے حاصل کرنیکے بعد اُنکی صداقت اوربھی اُن کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات مین موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اس طرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اُس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے منہہ پھیر کر اور اُس سے بکلّی بے نیازی ظاہر کر کے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹھہراتے ہین اور بنائے کار بناتے ہین سو اُنکا دل ہمارے اس دہوکہ مین پڑا ہوا ہے کہ جب منزل عالی تک الٰہی توفیق

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وتفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتین اور عنایتین دکہلاتا ہے کہ صاف نگاہوں کی نظر مین ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ احدیت سے ہین جن پر لطفِ ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضلِ یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکہنے والون کو صریح دکہائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارقِ عادت سے سرفراز ہین اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہین اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہین اور مقبولیت کے نحزون سے مفتخر ہین اور قادرِ مطلق کا نور اُنکی صحبت مین اُنکی توجہ مین اُنکی ہمت مین اُنکی دعا مین اُنکی نظر مین اُنکے اخلاق مین اُنکی طرزِ معیشت مین اُنکی خوشنودی مین اُنکے غضب مین اُنکی رغبت مین اُنکی نفرت مین اُنکی حرکت مین اُنکے سکون مین اُنکے نطق مین اُنکی خاموشی مین اُنکے ظاہر مین اُنکے باطن مین ایسا بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بہرا ہوا ہوتا ہے اور اُنکے فیضِ صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتین حاصل ہو جاتی ہین کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہین ہو سکتین اور اُنکی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے مین ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور شوریدگی اور امارگی نفس کی رو بکمی ہونے لگتی ہے اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے آلا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب مترشح ہے اور اُنکی صحبت طویلہ سے بضرورت یہہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتون مین اور اخلاقی حالتون مین اور انقطاع عن الدنیا مین اور توجہ الی اللّٰہ مین اور محبت الٰہیہ مین اور شفقت علی العباد مین اور وفا اور رضا اور استقامت مین اُس عالی مرتبہ پر ہین جسکی نظیر دنیا مین نہین دیکہی گئی اور عقلِ سلیم فی الفور معلوم

اندھوں لنگڑوں وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرتِ مسیح نے اُسی حوض سے اُڑایا ہوگا اور پھر نادانوں اور سادہ لوحوں میں کہ جو بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ربانی تجلیات پہنچا سکتے ہیں اُس منزل تک اُنکی اپنی ہی عقل پہنچا دیگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کے مساوی بلکہ اُس سے عمدہ تر خیال کر رہے ہیں سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہیں کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایاک نستعین پکار رہے ہیں۔ عیسائیوں کا حال بیان کرنا کچھ ضرورت ہی نہیں سب لوگ جانتے ہیں کہ حضراتِ عیسائی بجائے اسکے کہ خداوندِ تعالیٰ کی خالص طور پر پرستش کریں مسیح کی پرستش میں مشغول ہیں اور بجائے اسکے کہ اپنے کاروبار میں خدا سے مدد چاہیں مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہیں اور انکی زبانوں پر ہر وقت ربنا المسیح جاری ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کر لیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُنکے پاؤں سے اُتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں اور وہ تنگی اور انقباض اُنکے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے مُنقبض اور کوفتہ خاطر ہیں۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرتِ احدیت سے بکثرت مشرف ہوتے ہیں اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہیں اور حق جل وعلیٰ اور اُسکے مستعد بندوں میں ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہیں۔ اُنکی نورانیت دوسرے دلوں کو منور کر دیتی ہے اور جیسے موسمِ بہار کے آنے سے نباتی قوتیں جوش زن ہو جاتی ہیں ایسا ہی اُنکے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ میں جوش مارتے ہیں اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادوں کو بکوشش تمام منصہ ظہور میں لاوے اور خوابِ غفلت کے پردوں سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغوں سے اور جہالت اور بیخبری کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرے سو اُنکے مبارک عہد میں کچھہ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھہ اس قسم کا انتشارِ نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہر یک مومن اور طالبِ حق بقدرِ طاقتِ ایمانی اپنے نفس میں بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور ذوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت میں دیکھتا ہے غرض اُنکے اُس عطرِ لطیف سے جو اُنکو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظ پہنچتا ہے ہاں جو لوگ شقی ازلی ہیں وہ اُس سے کچھہ حصہ نہیں پاتے بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت میں بڑھ کر ہاویہ جہنم میں گرتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ختم اللہ علیٰ قلوبھم پھر ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنیکی غرض سے دوسرے لفظوں میں دوہرا کر یہ تفصیل

اور اصل حقیقت کو نہیں شناخت کر سکتے یہہ مشہور کر دیا کہ ایک روح کی مدد سے ایسے ایسے کام کرتا ہون بالخصوص جبکہ یہہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح اُسی حوض پر اکثر جایا بھی کرتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

سو وہ لوگ مضمون ایاک نعبد وایاک نستعین پر عمل کر نیسے محروم اور رانندہ درگاہِ الٰہی ہین۔ ساتوین صداقت جو سورۂ فاتحہ مین درج ہی اھدنا الصراط المستقیم ہی جسکے معنی یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکھلا اور اُس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدھا ہے جسمین کسی نوع کی کجی نہین۔ اِس صداقت کی تفصیل یہہ ہی کہ انسان کی حقیقی دُعا یہی ہی کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہریک مطلوب کے حاصل کرنیکے لئے طبعی قاعدہ یہہ ہے کہ اُن وسایل کو حاصل کیا جائے جنکے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر ایک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھہرا رکھا ہے کہ جو اُسکے حصول کے وسایل ہین وہ حاصل

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

لکھتے ہین کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہین اور جو مواہب خاصّہ اُنکے نصیب ہوتے ہین اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہین مگر اُن مین سے کئی ایک ایسے انعامات عظیمہ ہین جنکو اِس جگہ مفصّل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے چنانچہ وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

از انجملہ علوم و معارف ہین جو کامل متبعین کو خوانِ نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہین جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اُسکے امر و نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اُسکی ہدایتون مین غور کرتا ہے اور کوئی اغراض صوری یا معنوی باقی نہین رہتا تب اُسکی نظر اور فکر کو حضرت فیّاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اُسکو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی مین پوشیدہ ہین اُس پر کہلتے ہین اور ابر نیسان کے رنگ مین معارفِ دقیقہ اُس کے دل پر برستے ہین۔ وہی معارف دقیقہ ہین جنکو فرقان مجید مین حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی ہے یعنے حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اُس نے خیر کثیر کو پا لیا سو یہہ علوم و معارف جو دوسرے لفظون مین حکمت کے نام سے موسوم ہین یہہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ مین ہین جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہین اور اُنکے فکر اور نظر مین ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقایق حقہ اُنکے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتین اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہین اور

تھے تو اِس خیال کو اَور بھی قوت حاصل ہوتی ہے غرض مخالف کی نظر مین ایسے معجزون سے کہ جو قدیم سے حوض دکھلاتا رہا ہے حضرتِ عیسیٰ کی نسبت بہت سے شکوک اور شبہات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کیئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراطِ مستقیم پر ٹہیک ٹہیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہین ہین اُن پر چلنا اختیار کرے تو پہر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ اُن راہون کے چہوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسائل کے ہین یون ہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانونِ قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تائیداتِ الٰہیہ ہریک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھہ ایسا سامان اُنکے لئے میسّر کر دیتی ہین جس سے بیان اُنکا ادہورا اور ناقص نہین رہتا اور نہ کچھہ غلطی واقعہ ہوتی ہے سو جو جو علوم و معارف و دقایق حقایق و لطائف و نکات و ادلہ و براہین اُنکو سوجہتے ہین وہ اپنی کمّیت اور کیفیت مین ایسے مرتبۂ کاملہ پر واقع ہوتے ہین کہ جو خارقِ عادت ہے اور جسکا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگون سے ممکن نہین کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہین بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی اُنکی پیش رو ہوتی ہے اور اُسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوار قرآنی اُن پر کہلتے ہین کہ جو صرف عقل کی دودآمیز روشنی سے کہل نہین سکتے اور یہہ علوم و معارف جو اُنکو عطا ہوتے ہین جن سے ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق اور عالمِ معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتین اور نہائت عمیق حقیقتین اُن پر ظاہر ہوتی ہین یہہ ایک روحانی خوارق ہین کہ جو بالغ نظرون کی نگاہون مین جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہین بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندون کی نظر مین انہین خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق اُنکی منزلت عالیہ کی زینت اور آرائش اور اُنکے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہین کیونکہ انسان کی فطرت مین داخل ہے کہ علوم و معارفِ حقہ کی ہیبت سب سے زیادہ اُسپر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہریک چیز سے زیادہ اُسکو پیاری ہے اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور اخبارِ غیبیہ بھی اُسے معلوم ہوتے ہین اور ریاضاتِ شاقہ بھی بجالاتا ہے اور کئی اَور قسم کے خوارق بھی اُس سے ظہور مین آتے ہین مگر علمِ الٰہی کے بارہ مین سخت جاہل ہے یہانتک کہ حق اور باطل مین تمیز ہی نہین کر سکتا بلکہ خیالاتِ فاسدہ مین گرفتار اور عقائد غیر صحیحہ مین مبتلا ہے ہریک بات مین خام اور ہریک رائے

پیدا ہوتے ہین اور اِس بات کے ثبوت مین بہت سی مُشکلات پڑتی ہین کہ یہودیون کی رائے کے موافق مسیح مکّار اور شعبدہ باز نہین تھا اور نیک چلن آدمی تھا جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جب تک انسان اُس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اُسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شے جسکو محنت اور کوشش اور دُعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مین فاش غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبائع سلیمہ کی نظر مین نہائت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا اِسکی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اُسکے مونہہ سے سُن لیتا ہے تو فی الفور اُسکی طرف سے دل متنفّر ہو جاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر مین کسی طرح سے قابل تعظیم نہین ٹھہر سکتا اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیون نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنے علوم و معارف اُسکی نظر مین اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابر دین کی شناخت کے لئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہین پس یہہ علامتین فرقان شریف کی کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہین اور باوجودیکہ اُن مین سے اکثرون کی سرشت پر اُمیّت غالب ہوتی ہے اور علوم رسمیہ کو باستیفا حاصل نہین کیا ہوتا لیکن نکات اور لطائف علم الٰہی مین اسقدر اپنے ہمعصرون سے سبقت لیجاتے ہین کہ بسا اوقات اُنکے مخالف اُنکی تقریرون کو سُنکر یا اُنکی تحریرون کو پڑھکر اور دریائے حیرت مین پڑکر بلا اختیار بول اُٹھتے ہین کہ اُنکے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہین جو تائیدات الٰہی کے رنگ خاص سے رنگین ہین اور اِسکا ایک یہہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث مین سے کسی بحث مین اُنکی محققانہ اور عارفانہ تقریرون کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہئے تو آخیر پر بشرط انصاف و دیانت اُسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صداقت حقّہ اُسی تقریر مین تھی جو اُنکے مونہہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئینگے جن سے روز روشن کی طرح اُنکا سچا ہونا کُھلتا جائیگا چنانچہ ہر یک طالب حق پر اُسکا ثبوت ظاہر کرنے کے لئے ہم آپ ہی ذمہ وار

انکے عجائبات کے دکہلانے مین اُس قدیمی حوض سے کچہہ مدد نہین لی اور سچ مچ معجزات ہی دکہائے مین اور اگرچہ قرآن شریف کی تالیف پر ایمان لانے کے بعد ان وساوس سے نجات حاصل ہو جاتی ہے مگر جو شخص ابہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اسکی کچہہ پرواہ رکہتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمت الہی اُسے یہی جواب دیتے ہی کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پہر یہہ سب کچہہ تجہے آسانی سے ملجائیگا سو سب دعاؤن سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہین۔ از انجملہ ایک عصمت بہی ہے جسکو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہہ عصمت بہی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے اور اِس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکہے جاتے ہین جن مین دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہین اور اگر کوئی لغزش بہی ہو جائے تو رحمت الہیہ جلد تر اُسکا تدارک کرلیتی ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے جسکا حاصل ہونا بجز توجہ خاص الہی کے ممکن نہین مثلاً اگر کسی کو یہہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغگوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفون اور پیشون مین قطعی طور پر باز رہے تو یہہ اُسکے لئے مشکل اور ممتنع ہو جاتا ہے بلکہ اگر اس کام کے کرنیکے لئے کوشش اور سعی بہی کرے تو اِسقدر موانع اور عوائق اُسکو پیش آتے ہین کہ بالآخر خود اُسکا یہہ اُصول ہو جاتا ہے کہ دُنیاداری مین جہوٹ اور حلاف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے مگر اُن سعید لوگون کے لئے کہ جو سچی محبت اور پُرجوش ارادت سے فرقان مجید کی ہدایتون پر چلنا چاہتے ہین صرف یہی امر آسان نہین کیا جاتا کہ وہ دروغگوئی کی قبیح عادت سے باز رہین بلکہ وہ ہر ناکردنی اور ناگفتنی کے چہوڑنے پر قادر مطلق سے توفیق پاتے ہین اور خدا تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات شنیعہ سے اُنکو محفوظ رکہتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطون مین پڑین کیونکہ وہ دُنیا کا نور ہوتے ہین اور اُنکی سلامتی مین دُنیا کی سلامتی اور اُنکی ہلاکت مین دُنیا کی ہلاکت ہوتی ہے اِسی جہت سے وہ اپنے ہریک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر مین تمام نالائق باتون اور فاسد خیالون اور نادرست علمون اور

قرآن شریف پر ایمان نہین لایا اور یہودی یا ہندو یا عیسائی ہے وہ کیونکر ایسے سیاہ ور
سے نجات پا سکتا ہے اور کیونکر اُسکا دل اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ باوجود ایسے عجیب حوض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے - اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اِس صداقت پر قدم مارنے سے بہی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کہا بیکرا ور پیٹ بہر کر بہی گرجا مین آدین پہر بہی جہوٹ موٹ اپنے تئین بہوکے ظاہر کرکے روٹی مانگنے رہتے ہین گویا اُنکا مطلوب اعظم روٹی

ناجائز عملون اور بیجا فہمون اور ہر یک افراط اور تفریطِ نفسانی سے بچائے جاتے ہین اور کسی مذموم بات پر ٹہرنا نہین پاتے کیونکہ خود خداوندِ کریم اُنکی تربیت کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو اُنکے شجرۂ طیبہ مین خشک دیکہتا ہے اُسکو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتہ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایتِ الہی ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی نگرانی کرتی رہتی ہے اور یہہ نعمت محفوظیت کی جو اُنکو عطا ہوتی ہے یہہ بہی بغیر ثبوت نہین بلکہ زیرک انسان کسیقدر صحبت سے اپنی پوری تسلی سے اسکو معلوم کر سکتا ہے - ازانجملہ ایک مقام توکل ہے جسپر نہایت مضبوطی سے اُنکو قایم کیا جاتا ہے اور اُنکے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہین آسکتا بلکہ اُنہین کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نور معرفت ایسا اُنکو تہامے رہتا ہے کہ وہ لبا اوقات طرح طرح کی بے سامانی مین ہوکر اور اسبابِ عادیہ سے بکلی اپنے تئین دور پاکر پہر بہی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہین اور ایسی خوشحالی سے دنون کو کاٹتے ہین کہ گویا اُنکے پاس ہزارہا خزاین ہین اُنکے چہرون پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحبِ دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکہائی دیتی ہے اور تنگیون کی حالت مین بکمال کشادہ دلی اور یقینِ کامل اپنے مولیٰ کریم پر بہروسہ رکہتے ہین سیرتِ ایثار اُنکا مشرب ہوتا ہے اور خدمتِ خلق اُنکی عادت ہوتی ہے اور کبہی انقباض اُنکی حالت مین راہ نہین پاتا اگرچہ سارا جہان اُنکا عیال ہوجائے اور فی الحقیقت خدا یتعالیٰ کی ستاری موجب شکر ہے جو ہر جگہ اُنکی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اِسکے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُنکو دامنِ عاطفت مین لے لیتی ہے کیونکہ اُنکے تمام کامون کا خدا متولی ہوتا ہے جیساکہ اُس نے آپ ہی فرمایا ہے وھو یتولی الصالحین لیکن دوسرون کو دُنیاداری کے دل آزار اسباب مین چہوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص اُن لوگون کے ساتہہ ظاہر کیجاتی ہے کسی دوسرے کے ساتہہ ظاہر نہین کیجاتی اور یہہ خاصہ اُنکا

کے جس مین ہزارون لنگڑے اور لولے اور مادر زاد اندھے ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے اور جو صدہا سال سے اپنے خواص عجیبہ کے ساتھ ہیودیون اور اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہی ہے وبس - آریہ سماج والے اور دوسرے اُنکے بُت پرست بھائی اپنی دُعاؤن مین جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنے آواگون سے جو اُنکے زعم باطل مین ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے اشلوک پڑھا کرتے ہین اور صراطِ مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے علاوہ اِسکے اللہ تعالیٰ نے تو اِس جگہ جمع کا لفظ بیان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہی صحبت سے بہت جلد ثابت ہوسکتا ہے - ازانجملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جسپر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قایم کیا جاتا ہے اور اُنکے رگ وریشہ مین اِسقدر محبتِ الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے کہ اُنکے وجود کی حقیقت بلکہ اُنکی جان کی جان ہوجاتی ہے اور محبوبِ حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُنکے دلون مین جوش مارتا ہے اور ایک خارق عادت انس اور شوق اُنکے قلوبِ صافیہ پر مستولی ہوجاتا ہے کہ جو غیر سے بکلّی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے اور آتشِ عشقِ الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگون کو اوقاتِ خاصہ مین بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے بلکہ اگر محبّانِ صادق اُس جوشِ محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہین تو یہ اُنکے لئے غیر ممکن ہوجاتا ہے جیسے عشاقِ مجازی کے لئے بھی یہہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جسکے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہین اپنے رفیقون اور ہم صحبتون سے چھپائے رکھین بلکہ وہ عشق جو اُنکے کلام اور اُنکی صورت اور اُنکی آنکھہ اور اُنکی وضع اور اُنکی فطرت مین گھُس گیا ہے اور اُنکے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُنکے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہین سکتا اور ہزار چھپائین کوئی نہ کوئی نشان اُسکا نمودار ہوجاتا ہے اور سب سے بزرگتر اُنکے صدق قدم کا نشانہ یہہ ہے کہ وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو ہریک چیز پر اختیار کر لیتے ہین اور اگر آلام اُسکی طرف سے پہنچین تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام اُنکو مشاہدہ کرتے ہین اور عذاب کو شربتِ عذب کی طرح سمجھتے ہین کسی تلوار کی تیز دھار اُن مین اور اُنکے محبوب مین جدائی نہین ڈال سکتے اور کوئی بلیہ عظمیٰ اُنکو اپنے اُس پیارے کی یادداشت سے روک نہین سکتے اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہین اور اُسی کی محبت مین لذات پاتے اور اُسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہین اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہین اگر چاہتے ہین تو اُسی کو

ملک کے تمام لوگوں مین مشہور اور زبان زد ہو رہا تھا اور بے شمار آدمی اُس مین غوطہ مارنے سے شفا پا چکے تھے اور ہر روز پاتے تھے اور ہر وقت ایک میلہ اُسپر لگا رہتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرکے اِس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے سے ممنوع نہین ہے مگر بموجب اُصول آریا سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اُسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اُسکے لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والون کا دُعا اُون پر کچھ ایسا

اگر آرام پاتے ہین تو اُسی سے تمام عالم مین اُسی کو رکھتے ہین اور اُسی کے ہو رہتے ہین اُسی کے لئے جیتے ہین اور اُسی کے لئے مرتے ہین عالم مین رہ کر پھر بے عالم ہین اور با خود ہو کر پھر بیخود ہین نہ عزت سے کام رکھتے ہین نہ نام سے نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہین اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہین لا یدرک آتش سے جلتے جاتے ہین اور کچھ بیان نہین کرسکتے کہ کیون جلتے ہین اور تفہیم اور تفہم سے صم و بکم ہوتے ہین اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رسوائی کے سہنے کو طیار رہتے ہین اور اُس سے لذت پاتے ہین۔

عشق است کہ بر خاکِ مذلت غلطاند　عشق است کہ بر آتشِ سوزان بنشاند　کس بہر کسی سر ندہد جان نفشاند　عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

ازانجملہ اخلاقِ فاضلہ ہین جیسے سخاوت شجاعت ایثار علو ہمت وفور شفقت حلم حیا مودت یہہ تمام اخلاق بھی بوجہ احسن اور انسب اُنہیں سے صادر ہوتے ہین اور وہی لوگ بہ یمن متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت مین اُنکو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہین اور کوئی انقباض خاطر اُنکو ایسا پیش نہین آتا کہ جو اخلاق حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے اُنکو روک سکے اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتون سے صادر نہین ہو سکتی بلکہ اصل موجب اُسکے صدور کا فضل الٰہی ہے پس چونکہ یہہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الٰہی ہوتے ہین اس لئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نا متناہی سے تمام خوبیون سے اُنکو متمتع کرتا ہے یا دوسرے لفظون مین یون سمجھو کہ حقیقی طور پر بجز خدا تعالٰی کے اَور کوئی نیک نہین تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیان اُسی کے لئے مسلّم ہین پھر جسقدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اُس ذات خیر محض کا

تھا اور مسیح بھی اکثر اُس حوض پر جایا کرتا تھا اور اُسکی ان عجیب و غریب خاصیتوں سے باخبر تھا مگر پھر بھی مسیح نے اُن معجزات کے دکھلانے میں جنکو قدیم سے حوض دکھلارہا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعتقاد یہی نہیں وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ میں رہتے ہیں اور نیز اُنکا یہہ بھی مقولہ ہے کہ کسی خاص دُعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہیں انسان کو اختیار ہے جو چاہے دُعا مانگے مگر یہہ اُنکی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہیں مگر حاجتِ اعظم جسکا

قُرب حاصل کرتا ہے اُسیقدر اخلاقِ الٰہیہ اُسکے نفس پر منعکس ہوتی ہیں پس بندہ کو جو جو خوبیان اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قُرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہئیے تھا کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھہ چیز نہیں ہے سو اخلاقِ فاضلہ الٰہیّہ کا انعکاس اُنہیں کے دلون پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآنِ شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہین اور تجربہ صحیحہ تبلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بھرے ہوئے جوش سے اِخلاقِ فاضلہ اُن سے صادر ہوتے ہین اُسکی نظیر دُنیا مین نہین پائی جاتی اگرچہ مونہہ سے ہریک شخص دعویٰ کرسکتا ہے اور لاف و گذاف کے طور پر ہریک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اُس دروازہ سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہین اور دوسرے لوگ اگر کچھہ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہین تو تکلّف اور تصنع سے ظاہر کرتے ہین اور اپنی آلودگیون کو پوشیدہ رکھہ کر اور اپنی بیماریون کو چھپا کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہین اور ادنی ادنی امتحانون مین انکی قلعی کُھل جاتی ہے اور تکلف اور تصنع اخلاق فاضلہ کے ادا کرنے مین اکثر وہ اِس لئے کرتے ہین کہ اپنی دُنیا اور معاشرت کا حُسن انتظام وہ اسی مین دیکھتے ہین اور اگر اپنی اندرونی آلائشون کی ہر جگہ پیروی کرین تو پھر مہماتِ معاشرت مین خلل پڑتا ہے اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھہ تخم اخلاق کا اُنمین بھی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشون کے کانٹون کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزشِ اغراضِ نفسانی کے خالصاً للہ ظاہر نہین ہوتا چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصاً للہ اُنہین مین وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہین اور جن کے نفوس کو خدا تعالیٰ غیریت کی لوث سے نکال کر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے اور انکے دلون مین وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اُسکو آپ پیارے ہین پس وہ لوگ فانی ہونیکی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہین کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہین جسکی توسط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور انکو بھوکے پیاسے پاکر

تھا اُسی حوض کی مٹی یا پانی سے کچھ مدد نہین لی اور اُسی مین کچھ تصرف کرکے اپنا نیا نسخہ نہین نکالا۔ بلاشبہ ایسا خیال بے دلیل بات ہے کہ جو مخالف کے روبرو کارگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دن رات اور ہریک دم فکر کرنا چاہیئے صرف ایک ہی ہے یعنے یہہ کہ انسان اُن طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفتِ کامل کے درجہ تک پہنچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بیوفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کرکے اور اُسکی خالص محبّت سے پُر ہوکر مرتبہ وصالِ الٰہی

وہ آبِ زلال اُنکو اپنے اُس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس مین کسی مخلوق کو علیٰ وجہ الاصالت اُسکے ساتھ شرکت نہین۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک کمالِ عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے یعنے وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہروقت نقصانِ ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہین اور بشہود کبریائی حضرتِ باریتعالیٰ ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار مین رہتے ہین اور اپنی اصل حقیقتِ ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطاداری سمجھتے ہین اور اُن تمام کمالات کو جو اُنکو دیئے گئے ہین اُس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہین جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جسکو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہین ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرضِ زوال مین ہوتی ہے پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی مین محصور رکھتے ہین اور تمام نیکیون کا چشمہ اُسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہین اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے اُنکے دل مین حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہین ہین یہانتک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلّی کھوئے جاتے ہین اور عظمتِ الٰہی کا پُرجوش دریا اُنکے دلون پر ایسا محیط ہوجاتا ہے کہ ہزارہا طور کی نیستی اُن پر وارد ہوجاتی ہے اور شرکِ خفی کے ہریک رگ و ریشہ سے بکلّی پاک اور منزہ ہوجاتے ہین۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک یہہ ہے کہ اُنکی معرفت اور خداشناسی بذریعہ کشوفِ صادقہ و علوم لدنیہ والہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرتِ احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے یہانتک کہ اُن مین اور عالمِ ثانی مین ایک نہایت دقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس مین سے اُنکی نظر عبور کرکے واقعاتِ اُخروی کو اسی عالم مین دیکھ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگون کے کہ جو باعث پُر ظلمت ہونے اپنی کتابون کے اِس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہین پہنچ سکتے بلکہ اُنکی کج تعلیم کتابین اُنکے

نہین اور بلاریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہین جو کسی طرح اُٹھہ نہین سکتے اور جسقدر غور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا جس مین اُسکی سعادتِ تامہ ہے پالیوے یہی ایک دُعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسپر اُسکی ساری سعادت موقوف ہے سو اُس کے حصول کا سیدھا راستہ یہی ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہریک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے اُن راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدھا منزل

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حجابون پر او رہی صدہا حجاب ڈالتے ہین اور بیماری کو آگے سے آگے بڑہا کر موت تک پہنچاتے ہین اور فلسفی جن کے قدمون پر آجکل برہمو سماج والے چلتے ہین اور جن کے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ خود اپنے طریق مین ناقص ہین اور اُنکے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُنکی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیون کی نظری وجوہ سے تجاوز نہین کرتی اور قیاسی اٹکلون سے آگے نہین بڑہتی اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری طور تک محدود ہے اور وہ بھی کئی طرح کی خطا کی آلودگیون سے ملوث۔ وہ شخص بمقابلہ اُس شخص کے جسکا عرفان بداہت کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہے اپنی علمی حالت مین بغائیت درجہ پست اور متنزل ہے ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ بداہت اور شہود کا باقی ہے یعنے جو اُمور نظری اور فکری طور پر معلوم ہوتے ہین وہ ممکن ہین کہ کسی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہود طور پر معلوم ہون سو یہہ مرتبہ بداہت کا عندالعقل ممکن الوجود ہے اور گو برہمو سماج والے اُس مرتبہ کے وجود فی الخارج سے انکار ہی کرین پر اس بات سے اُنہین انکار نہین کہ وہ مرتبہ اگر خارج مین پایا جاوے تو بلاشبہ اعلیٰ و اکمل ہے اور جو نظر اور فکر مین خفا یا باقی رہ جاتے ہین اُنکا ظہور اور بروز اُسی مرتبہ پر موقوف ہے اور خود اِس بات کو کون نہین سمجھہ سکتا کہ ایک امر کا بدیہی طور پر کھل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگرچہ مصنوعات کو دیکھہ کر دانا اور سلیم الطبع انسان کا اِس طرف خیال آسکتا ہے کہ اِن چیزون کا کوئی صانع ہوگا مگر نہایت بدیہی اور روشن طریق معرفت الٰہی کا جو اُسکے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے یہہ ہے کہ اُسکے بندون کو الہام ملتا ہے اور قبل اِسکے جو حقایق اشیا کا انجام کھلے اُن پر کھولا جاتا ہے اور وہ اپنے معروضات مین حضرتِ احدیت سے جوابات پاتے ہین اور اُن سے مکالمات

کروڑ ہا سعید دار دگیر بڑہتی ہے اور مسیحی جماعت کے لئے کوئی راستہ مخلصی کا نظر نہین آتا کیونکہ دُنیا کی موجودہ حالت کو دیکھکر یہہ وساوس اَور بھی زیادہ تقویت پکڑتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقصود تک پہنچتا ہے اور بے راہیوں کو چھوڑدے اور یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانونِ قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکہا ہے جسکو سیدھا کہنا چاہئے اور جب تک ٹھیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہوسکے۔ جس طرح

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور مخاطبات ہوتے ہین اور بہ نظرِ کشفی اُنکو عالمِ ثانی کے واقعات دکہلائے جاتے ہین اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے اور دوسرے کئی طور کے اسرارِ اُخروی اُن پر کہولے جاتے ہین اور کچھ شک نہین کہ یہہ تمام اُمور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے ہین اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے بداہت کے بلند مینار تک لیجاتے ہین بالخصوص مکالمات اور مخاطبات حضرت احدیت ان سب اقسام سے اعلیٰ ہین کیونکہ اُنکے ذریعہ سے صرف اخبارِ غیبیہ ہی معلوم نہین ہوتے بلکہ عاجز بندہ پر جو جو مولیٰ کریم کی عنایتین ہین اُن سے بہی اطلاع دیجاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی تسلّی اور تشفّی اُسکو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرت باریتعالیٰ سے مطلع کیا جاتا ہے جس سے بندہ مکروہات دُنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی قوّت پاتا ہے گویا صبر اور استقامت کے پہاڑ اُسکو عطا کئےجاتے ہین اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم اور معارف بہی بندہ کو سکہلائے جاتے ہین اور وہ اسرارِ خفیہ و دقایق عمیقہ بتلائے جاتے ہین کہ جو بغیر تعلیم خاص ربّانی کے کسی طرح معلوم نہین ہوسکتے۔ اور اگر کوئی یہہ شُبہ پیش کرے کہ یہہ تمام امور جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہین کیونکر اسلام مین اُنکا متحقق فی الخارج ہونا بپایہ ثبوت پہنچ سکتا ہے تو اس وہم کا جواب یہہ ہے کہ صحبت سے۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکہہ چکے ہین لیکن بغیر اندیشہ طول کے پہر مکرّر ہر یک مخالف پر ظاہر کرتے ہین کہ فی الحقیقۃ یہہ دولت عظمیٰ اسلام مین پائی جاتی ہے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی اور طالبِ حق کے لئے اسکے ثبوت کے بارے مین ہم آپ ہی ذمہ وار ہین بشرط صحبت وحسن ارادت وتحقق مناسبت اور صبر اور ثبات کے یہہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُسکے کہل سکتے ہین اور ان امور مین

ہین اور بہت سی نظیرین ایسے ہی مکرون اور فریبون کے اپنی ہی قوتِ حافظہ پیش کرتی ہے
بلکہ ہریک انسان اِن مکرون کے بارے مین چشم دیدباتون کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادتِ اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک
خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اُسی طریق مستقیم کو
خدا سے مانگا جائے ۔ آٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو سورت فاتحہ مین درج ہے صراط الذین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

سے جو اخبارِ غیبیہ ہین اُنکی نسبت یہہ شُبہ ہرگز نہین کرنا چاہیئے جو اِس کام مین رمّال و منجّم بھی شریک ہین
کیونکہ یہہ قوم کسی خاص فن یا قواعد کے ذریعہ سے اخبارِ غیبیہ کو نہین بتلاتی ۔ اور نہ غیب دان ہونے کا
دعویٰ کرتی ہے بلکہ خداوند کریم جو اُن پر مہربان ہے اور اُنکے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے
وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض اُمور پیش از وقوع اُنکو بتلا دیتا ہے تا جس کام کا اُس نے ارادہ کیا ہے
بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے مثلاً وہ خلق اللہ پر یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلان بندہ مؤید من اللہ ہے
اور جو کچھہ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہین بلکہ خاص ارادہ و توجہ الٰہی سے
ظہور مین آتے ہین اسی طرح جو کچھہ فتح و نصرت اور اقبال و عزت اُسکو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ
سے نہین بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اُسکو غلبہ بخشے اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے پس وہ کریم اور
رحیم اِس مقصود کو ثابت کرنیکی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتون کی عطا کرنیکی بشارت دیدیتا ہے سو اِن پیشگوئیون سے
مقصود بالذات اخبارِ غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات یہہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ شخص مؤید من اللہ اور اُن خاص لوگون مین سے
ہے جنکی تائید کے لئے عنایات حضرتِ عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہین اب اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ اُس
مؤید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھہ بھی نسبت نہین اور اُسکی پیشگوئیان اصل مقصود نہین ہے بلکہ اصل مقصود
کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہین ماسوا اسکے جن لوگون کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چُن لیتا ہے
اور اپنے ہاتھہ سے صاف کرتا ہے اور اپنی گروہ مین داخل کرتا ہے اُن مین صرف یہی علامت نہین کہ وہ
پوشیدہ خبرین بتلاتے ہین تا اُنکا حال نجومیون اور جوتشیون اور رمّالون اور کاہنون کے حال سے مشتبہ
ہو جائے اور کچھہ ما بہ الامتیاز باقی نہ رہے بلکہ اُنکے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کی سبب سے

خود اِس قسم کے مکر جیسے سادہ لوحون اور جاہلون کے سامنے چل جاتے ہین اور زیرپردہ رہتے ہین یہہ ایک ایسا امر ہے جو مکّارون کو اُنکی کارسازیون پر دلیر کرتا ہے ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ ہمکو اُن سالکین کا راستہ بتلا جنہون نے ایسی راہین اختیار کین کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور اُن لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے لاپروائی سے سیدہی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اِس باعث سے تیری تائید

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

طالبِ صادق بدیہی طور پر اُنکو شناخت کرسکتا ہے اور حقیقت مین وہی ایک نور ہے جو اُنکے ہریک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجاتا ہے اور صدہا شاخین اُسکی نمودار ہوجاتی ہین اور رنگارنگ کی صورتون مین جلوہ فرماتا ہے ۔ وہی نور شدائد اور مصائب کے وقتون مین صبر کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے پیرایہ مین اپنا چہرہ دکھاتا ہے تب یہہ لوگ جو اُس نور کے مورد ہین آفاتِ عظیمہ کے مقابلہ پر جبالِ راسیات کی طرح دکھائی دیتے ہین اور جن صدمات کی ادنیٰ مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلّاتے ہین بلکہ قریب بمرگ ہوجاتے ہین اُن صدمات کے سخت زور آور حملون کو یہہ لوگ کچھہ چیز نہین سمجھتے اور فی الفور حمایتِ الٰہی کنارِ عاطفت مین اُنکو کھینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ محبوبِ حقیقی کے ایلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور بکشادگی سینہ وانشراحِ خاطر اُسکو قبول کرتے ہین بلکہ اُس سے متلذذ ہوتے ہین کیونکہ طاقتون اور قوتون اور صبر کے پہاڑ اُنکی طرف روان کئےجاتے ہین اور محبتِ الٰہیہ کی پُرجوش موجین غیر کی یادداشت سے اُنکو روک لیتی ہین پس اُن سے ایک ایسی برداشت ظہور مین آتی ہے کہ جو خارقِ عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائیدِ الٰہی ممکن نہین ۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتون مین قناعت کی صورت مین اُن پر جلوہ گر ہوتا ہے سو دُنیا کی خواہشون سے ایک عجیب طور کی برودت اُنکے دلون مین پیدا ہوجاتی ہے کہ مُردار چیز کی طرح دُنیا کو سمجھتے ہین اور یہی دُنیوی لذات جن کے حظوظ پر دُنیادار لوگ فریفتہ ہین وبشوقِ تمام اُنکے جویان اور اُنکے زوال سے سخت ہراسان ہین یہہ اُنکی نظر مین بغایت درجہ ناچیز ہوجاتے ہین اور تمام سرور اپنا اسی مین پاتے ہین کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بھر رہے اور اُسی کے ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور رہین

عوام النّاس کو جو اکثر چارپایون کی طرح ہوتے ہین اس طرف خیال بھی نہین ہوتا کہ لمبی چوڑی تفتیش کرین اور بات کی تہ تک پہنچ جائین اور ایسے تماشون کے دکھلانے کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے محروم رہ کر گمراہ رہے۔ یہ تین صداقتین ہین جن کی تفصیل یہ ہے کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کے رو سے تین قسم کے ہوتے ہین بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہین اور صدق اور عاجزی سے خدا کی طرف رجوع کرتے ہین پس خدا بھی اُنکا طالب ہو جاتا ہے اور رحمت اور انعام کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اُس دولت سے بیزار ہین جو اُسکی خلافِ مرضی ہے اور اُس عزت پر خاک ڈالتے ہین جس مین مولیٰ کریم کی ارادت نہین۔ اور ایسا ہی وہ نور کبھی فراست کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قوتِ نظریہ کی بلند پروازی مین اور کبھی قوتِ عملیہ کی حیرت انگیز کارگذاری مین کبھی حلم اور رفق کے لباس مین اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس مین۔ کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس مین کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس مین۔ کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرایہ مین اور کبھی کشوف صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ مین یعنے جیسا موقعہ پیش آتا ہے اُس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرتِ واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے اور یہ تمام اُسکی شاخین ہین۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے اُسکی نظر محدود رہتی ہے اس لئے بسا اوقات وہ دھوکا کھا لیتا ہے لیکن جو شخص یکجائی نگاہ سے اُس شجرۂ طیبہ کی تمام شاخون پر نظر ڈالتا ہے اور اُنکے انواع اقسام کے پہلوؤن اور شگوفون کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن نورون کو دیکھ لیتا ہے اور نورانی جلال کی کھینچی ہوئی تلوارین اُسکے تمام کھنڈون کو توڑ ڈالتی ہین۔ شاید اس جگہ بعض طبایع پر یہ اشکال پیش آوے کہ کیونکر اُن کمالات کو وہ لوگ بھی پا لیتے ہین کہ جو نہ نبی ہین اور نہ رسول لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین یہ اشکال ایک ناچیز وسوسہ ہے کہ جو اُن لوگون کے دلون کو پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہین۔ اگر نبیون کے تابعین کو اُنکے کمالات اور علوم اور معارف مین علیٰ وجہ التبعیت شرکت نہ ہو تو باب وراثت کا بکلی مسدود ہو جاتا ہے یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے کیونکہ یہ معنے بکلّی منافی وراثت ہے کہ جو کچھ فیوض حضرتِ مبدء فیاض سے اُسکے رسولون اور نبیون کو

عرصہ بھی نہایت ہی تھوڑا ہوتا ہے جس مین غور اور فکر کرنے کے لئے کافی فرصت نہین مل سکتی اس لئے مکاّرون کے لئے دست بازی کی بہت گنجایش رہتی ہے اور انکو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ساتھ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعامِ الٰہی ہے اسی کی طرف آیتِ ممدوحہ مین اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنی وہ لوگ ایسا صفا اور سیدھا راستہ اختیار کرتے ہین جس سے فیضانِ رحمتِ الٰہی کے مستحق ٹھہر جاتے ہین اور باعث اسکے کہ اُن مین اور خدا مین کوئی حجاب باقی

ملتے ہین اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک اُن مقدسون کو پہنچایا جاتا ہے اُس شربت سے اُنکے تابعین کے حلق محض ناآشنا رہین اور صرف خشک اور ظاہری باتون سے ہی اُنکے آنسو پونچھے جاویں ایسی تجویز سے یہہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت فیاضِ مطلق کی ذات مین بھی ایک قسم کا بخل ہو اور نیز اس سے کلامِ الٰہی اور رسولِ مقبول کی عظمت اور بزرگی کی کسرِ شان لازم آتی ہے کیونکہ کلامِ الٰہی کی اعلیٰ تاثیرین اور نبی معصوم کی قوتِ قدسیہ کے کمالات اسی مین ہین کہ انوارِ دائمیہ کلامِ الٰہی کے ہمیشہ قلوبِ صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہین نہ یہہ کہ تاثیر اُنکی بکلّی معطل ہو یا صرف معدودے چند تک ہوکر پھر ہمیشہ کے لئے باطل ہو جائے اور زائل القوت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہجائے۔ ماسوا اسکے جبکہ ایک حقیقت واقعی طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ مین خارج مین متحقق الوجود چلی آئی ہے اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور شہاداتِ متکاثرہ سے اُسکا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پھر ایسی روشن صداقت سے کیونکر کوئی منصف انکار کر سکتا ہے اور ایسی کھلا کھلی سچائی کیونکر اور کہان چھپ سکتی ہے حالانکہ قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قایم ہو اُسکو پھل بھی لگتے رہین ہان جو درخت خشک ہو جائے یا جڑھ سے کاٹا جائے اُسکے پھلون کی توقع رکھنا محض نادانی ہے پس جس حالت مین فرقانِ مجید وہ عظیم الشان و سرسبز و شاداب درخت ہے جسکی جڑھین زمین کے نیچے تک اور شاخین آسمان تک پہنچی ہوئی ہین تو پھر ایسے شجرہ طیبہ کے پھلون سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اُسکے پھل بدیہی الظہور ہین جنکو ہمیشہ لوگ کھاتے رہے ہین اور اب بھی کھاتے ہین اور آئندہ بھی کھائینگے اور یہہ بات بعض نادانون کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اس زمانہ مین کسی کو اُن پھلون تک گذر ہی نہین بلکہ اُنکا کھانا پہلے لوگون کے ہی

پوشیدہ بھیدون پر اطلاع پانے کا کم موقع ملتا ہے علاوہ اِسکے عوام بیچارے علومِ طبعی وغیرہ فنونِ فلاسفہ سے کچھہ خبر نہین رکھتے اور جو کائنات مین حکیمِ مطلق نے طرح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین رہتا اور بالکل رحمتِ الٰہی کے محاذی آپڑتے ہین اِس جہت سے انوارِ فیضانِ الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہین۔ دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہین اور دشمنون کی طرح خدا سے مونہہ پہیر لیتے ہین سو خدا بہی اُن سے مونہہ پہیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتہہ اُن پر

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حصہ مین تہا اور وہی خوش نصیب لوگ تہے جنہون نے وہ پہل کہائے اور اُن سے متمتع ہوئے اور اُن کے بعد بد نصیب لوگ پیدا ہوئے جنکو مالک نے باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضایع نہین کرتا اور کسی سچے طالب پر اُسکے فیض کا دروازہ بند نہین ہوتا اور اگر کسی کو خیالِ باطل مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ مین فیوضِ الٰہی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ذی استعداد لوگون کی کوششین اور محنتین ضایع جاتی ہین تو اُس نے ابتک خدا تعالیٰ کا قدر شناخت نہین کیا اور ایسا آدمی اُنہین لوگون مین داخل ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہٖ لیکن اگر یہہ عذر پیش کیا جائے کہ جن علوم و معارف و کشوفِ صادقہ و مخاطبات حضرتِ احدیت کے تحقق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے وہ اب کہان ہین اور کیونکر بپایۂ ثبوت پہنچ سکتے ہین تو اِسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ سب اُمور اسی کتاب مین ثابت کئے گئے ہین اور طالبِ حق کے لئے اُنکے امتحان کا نہائیت سیدہا اور آسان راستہ کہلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اِس کتاب مین دیکہہ سکتا ہے اور جو کشوفِ صادقہ اور اخبارِ غیبیہ اور دوسرے خوارق ہین وہ غیر مذہب والون کی شہادت سے اُس پر ثابت ہو سکتے ہین یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت مین رہکر یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور جو دوسرے لوازم اور خصوصیاتِ اسلام ہین وہ بہی سب صحبت سے کہل سکتے ہین لیکن اِس جگہ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ جو کچہہ عجائب و غرائب اہلِ حق پر منکشف ہوتے ہین اور جو کچہہ برکات اُنہین پائے جاتے ہین وہ کسی طالب پر تب کہولے جاتے ہین کہ جب وہ طالب کمال صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے اور جب وہ ایسے طور سے رجوع کرتا ہے تو تب جسقدر اور جس طور سے انکشاف مقدر

طرح کے عجیب خواص رکہے ہین اُن خواص کی اُنہین کچہہ بھی خبر نہین ہوتی پس وہ
ہر یک وقت اور ہر زمانہ مین دہوکا کہانے کو طیار ہین اور کیونکر دہوکہ نہ کہاوین خواص

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رجوع نہین کرتا اسکا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا
کی نسبت اُنکے دلون مین چہپی ہوئی ہوتی ہے وہی اُن مین اور خدا مین حجاب ہوجاتی ہے اِس حالت کا
نام غضبِ الٰہی ہے اِسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم۔ تیسری قسم کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہوتا ہے وہ بارادہ خالص الٰہی ظہور مین آتا ہے مگر جس جگہ سائل کے صدق اور نیت مین کچہہ فتور ہوتا ہے اور
سینہ خلوص سے خالی ہوتا ہی تو پہر ایسے سائل کو کوئی نشان دکہلایا نہین جاتا یہی عادت خداوند تعالیٰ کی انبیاء کرام
سے ہے جیسا کہ یہہ بات انجیل کے مطالعہ سے نہایت ظاہر ہے کہ کئی مرتبہ یہودیون نے مسیح سے کچہہ معجزہ
دیکہنا چاہا تو اُس نے معجزہ دکہلانے سے صاف انکار کیا اور کسی گذشتہ معجزہ کا بھی حوالہ نہ دیا چنانچہ مرقس
کی انجیل کے آٹہہ باب اور بارانٓ آیت مین بہی اسی کی تصریح ہے اور عبارت مذکور یہہ ہے۔ تب فریسی نکلے
اور اُس سے (یعنے مسیح سے) حجت کر کے اُسکے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اُس نے اپنے
دل مین آہ کہینچکر کہا اِس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس زمانہ کے
لوگون کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔ سو اگرچہ بظاہر دلالت عبارت اسی پر ہے کہ مسیح سے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا
لیکن اصلی معنے اِسکے یہی ہین کہ اُسوقت تک مسیح سے کوئی معجزہ ظہور مین نہین آیا تہا تب ہی اُس نے
کسی گذشتہ معجزہ کا حوالہ نہین دیا کیونکہ یہود مین صاحب صدق اور اخلاص کم تہے تا کسی کے حسن ارادت
کے لحاظ سے کوئی معجزہ ظہور مین آتا لیکن اُسکے بعد جب لوگ صاحبِ صدق اور ارادت پیدا ہوگئے اور طالبِ حق
بنکر مسیح کے پاس آئے تو وہ معجزات دیکہنے سے محروم نہین رہے چنانچہ یہودا اسکریوطی کی خراب
نیت پر مسیح کا مطلع ہوجانا یہہ اُسکا ایک معجزہ ہی تہا جو اُسنے اپنے شاگردون اور صادق الاعتقاد لوگون کو
دکہلایا اگرچہ اُسکے دوسرے سب عجیب کام بباعث قصۂ حوض اور بوجہ آیت مذکورہ بالا کے مخالف کی نظر مین قابل
انکار اور محل اعتراض ٹہر گئے اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہوسکتے لیکن معجزہ مذکورہ بالا منصف مخالف کی نظر
مین بہی ممکن ہے کہ ظہور مین آیا ہو غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط ہے

اشیا کے ایسے ہی حیرت افزا ہین اور بیخبری کی حالت مین موجب زیادت حیرت ہوتے ہین مثلاً مکھی اور دوسرے بعض جانورون مین یہہ خاصیت ہے کہ اگر ایسے طور پر مرجائین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ لوگ ہین کہ جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہین اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہین کرتے خدا بھی اُنکے ساتھہ لاپرواہی کرتا ہے اور اُنکو اپنا راستہ نہین دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے مین آپ سستی کرتے ہین اور اپنے تئین اُس فیض کے لائق نہین بناتے کہ جو خدا کے قانونِ قدیم

اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہ ہو اور صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے اور پھر اُس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے تا خداوندِ کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے غرض ادب اور صدق اور صبر برکاتِ الٰہیہ کے ظہور کے لئے شرطِ اعظم ہے جو شخص فیضِ الٰہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُسکے حال کے یہی مناسب ہے کہ وہ سراپا ادب ہو کر بہ تمام تر غربت و صبر اِس نعمت کو اُسکے اہل کے دروازہ سے طلب کرے اور جہان معرفتِ الٰہیہ کا چشمہ دیکھے آپ اُفتان و خیزان اُس چشمہ کی طرف دوڑے اور پھر صبر اور ادب سے کچھہ دنون تک ٹھہرا رہے لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاحبِ خوارق ہین اُنکا یہہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازون کی طرح بازارون اور مجالس مین تماشا دکھلاتے پھرین اور نہ یہہ اُمور اُنکے اختیار مین ہین بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ اُنکے پتھر مین آگ تو بلاشبہ ہے لیکن صادقون اور صابرون اور مخلصون کی پُرارادت ضرب پر اُس آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے۔ اور ایک اَور بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور وہ یہہ ہے کہ اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبارِ غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیداتِ الٰہیہ کے باغ کی خوشبوئین ہین جو دور سے ہی اُس باغ کا وجود بتلاتے ہین اور عظمت اور شان اُن کشوف اور الہامات کے اُس شخص پر کما حقہٗ کھلتی ہے جس کی نظر تائیداتِ الٰہیہ کی تلاش مین ہو یعنے وہ اصل نشان تائیداتِ الٰہیہ کو ٹھہرا کر پیشگوئیون کو اُن تائیدون کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدون کے استعمال مین لائے گئے

کہ اُنکے اعضا مین کچھہ زیادہ تفرقِ اتصال واقع نہ ہوا ور اعضا اپنی اصلی ہیئت اور وضع پر سلامت رہین اور متعفن ہونے بھی نہ پاوین بلکہ ابھی تازہ ہی ہون اور موت پر دو تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو جیسے پانی مین مری ہوئی مکھیان ہوتی ہین تو اس صورت مین اگر نمک باریک پیس کر اُس مکھی وغیرہ کو اُسکے نیچے دبا یا جاوے اور پھر اُسیقدر خاکستر ہی اُسپر ڈالی جاوے تو وہ مکھی زندہ ہوکر اوڑ جاتی ہے اور یہہ خاصیت مشہور ہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین محنت اور کوشش کرنیوالون کے لئے مقرر ہے اِس حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ خدا نے اُنکو گمراہ کیا یعنے جب کہ اُنہون نے ہدایت پانے کے طریقون کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُنکو ہدائیت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اِسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ اِن تینون صداقتون کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کی ساتھہ تین حالتین ہین ایسا ہی خدا بھی ہریک حالت کے موافق اُنکے ساتھہ جُدا جُدا معاملہ کرتا ہے

ہین غرض مدار مقرب اللہ ہونے کا تائیداتِ الٰہیہ ہین اور پیش گوئیان روشن ثبوت سے اُن تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہریک عام اور خاص کو دکھلاتے ہین پس تائیدات اصل ہین اور پیش گوئیان اُنکی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہین اور پیش گوئیان اُس آفتاب کی شعاعین اور کرنین ہین تائیدات کو پیشگوئیون کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ تا ہریک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت مین خاص تائیدین ہین معمولی اتفاقات سے نہین اور بخت اور اتفاق پر محمول نہین ہوسکتین اور پیش گوئیون کو تائیدات کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ اُس بزرگ پیوند سے اُنکی شان بڑہتی ہے اور ایک جمیل خصوصیت اُن مین پیدا ہو جاتی ہے کہ جو موئیدانِ الٰہی کے غیر مین نہین پائی جاتی سو یہی خصوصیت عام پیش گوئیون اور اُن جلیل الشان پیشگوئیون مین مابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اِس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیون اور تائیداتِ کاملہ مین ایک پیوند ہے اُسکو خیال مین رکھنا چاہئے کیونکہ یہہ پیوند دوسرے لوگون کی پیش گوئیون مین غیر ممکن اور ممتنع ہے اور نیز اُنکی پیش گوئیون مین ایسی فاش غلطیان نکل آتی ہین

معروف ہے جسکو اکثر لڑکے بھی جانتے ہین لیکن اگر کسی سادہ لوح کو اِس نسخہ پر اطلاع نہ ہو اور کوئی مکّار اُس نادان اور بیخبر کے سامنے مگس مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور اِسی حکمتِ عملی سے مکھیون کو زندہ کرے اور بظاہر کوئی منتر جنتر پڑہتا رہے جس سے یہہ جتلانا منظور ہو کہ گویا وہ اُسی منتر کے ذریعہ سے مکھیون کو زندہ کرتا ہے تو پھر اُس سادہ لوح کو اِسقدر عقل اور فرصت کہان ہے کہ تحقیقاتین کرتا پھرے کیا تم دیکھتے نہین کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو لوگ اُسپر راضی ہوتے ہین اور دلی محبت اور صدق سے اُسکے خواہان ہو جاتے ہین خدا بھی اُن پر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اُن پر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہین اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہین خدا بھی مخالف کی طرح اُن سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اُسکی طلب مین سُستی اور لاپروائی کرتے ہین خدا بھی اُن سے لاپروائی کرتا ہے اور اُنکو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ مین انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے کہ جو حقیقت مین شکل رکھتا ہے اُسی طرح حضرتِ احدیت

جنسے ہریک ذلّت اُنکی ظاہر ہوتی ہو مگر خدا کے لوگ جو ہوتی ہین اُنکی روشن پیشگوئیان ہمیشہ سی سچائی کی نور سے منوّر ہوتی ہین ماسوا اِسکے وہ پیشگوئیان ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہین خدا اپنے بندوں کے کامون کا آپ متولّی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر اُنکی تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی مدد مین رہتا ہے اور اُن سے اُسکی یہی عادت ہو کہ اُنکو اپنی تائیدات کی خبرین پیش از وقوع تبلاتا ہے اور اُنکے تردّد و تفکّر کے وقت مین اپنے پُر نور کلام سے اُنکو تسلّی اور تشفّی بخشتا ہے اور پھر ایک ایسی عجیب طور پر اُنکی مدد کرتا ہے کہ جو خیال اور گمان مین نہین ہوتی اور جو شخص اُنکی صحبت مین رہ کر اِن باتون کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور صاف اور پاک نظر سے اُنکی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اُسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہہ لوگ مؤیّد من اللہ ہین اور حضرتِ احدیت کو اُنکی طرف ایک خاص توجہ ہے کیونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدہ دفعہ نہین بلکہ بیسیون دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سُنکر پھر اُس تائید کو ظہور مین آتے ہوئے بچشمِ خود دیکھ لے تو کوئی انسان ایسا

مکّار لوگ اِسی زمانہ مین دُنیا کو ہلاک کر رہے ہین کوئی سونا بنا کر دکہلاتا ہے اور کیمیاگری کا دعوے
کرتا ہے اور کوئی آپ ہی زمین کے نیچے پتّہر دبا کر پہر ہندوؤن کے سامنے دیوی نکالتا ہے۔ بعض
نے ایسا ہی کیا ہے کہ جمال گوٹہ کا روغن اپنی دوات کی سیاہی مین ملایا اور پہر اُس سیاہی سے
کسی سادہ لوح کو تعویذ لکہہ کر دیا تا دست آنے پر تعویذ کا اثر ظاہر ہو ایسے ہی ہزارون اور مکر او
فریب ہین کہ جو اسی زمانہ مین ہو رہے ہین اور بعض مکر ایسے عمیق ہین جن سے بڑے بڑے دانشمند

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو ہریک کدورت سے مُصفّی اور پاک ہے محبّت والون کے ساتھہ محبّت رکہتا ہے غضب والون پر
غضبناک ہے لاپرواہون کے ساتھہ لاپرواہی رکہنے والون سے رُک جاتا ہے اور جُہکنے والون کی طرف
جُہکتا ہے چاہنے والون کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والون سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے
جو انداز اپنا بناؤگے وہی انداز آئینہ مین بہی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے روبرو جس انداز سے
کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کی طرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسون کو بندہ اپنے لئے آپ

پاگل اور دیوانہ نہین کہ پہر بہی اُن صحیح پیشگوئیون اور توہی تائیدون پر یقین کامل نہ کر سکے ہان اگر فرط
تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے تو یہہ اور بات ہے لیکن پہر بہی اُسکا دل
انکار نہین کر سکتا اور ہر وقت اُسکو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے۔ اب چند کشوف اور الہامات نو
وارد بغرض افادۂ طالبین حق لکہے جاتے ہین اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اگر خدا نے چاہا تو جو کچھہ مواہب
لدنیہ سے اِس احقر عباد پر ظاہر کیا جائیگا وہ اِس کتاب مین درج ہوتا رہیگا الّا ماشاء اللہ اور اِس سے غرض یہہ
ہے کہ تا یقین اور معرفت کے سچے طالب فائدہ حاصل کرین اور اپنی حالت مین کشایش پاوین اور اُن کے
دل پر سے وہ پردے اُٹہین جن سے اُنکی ہمت نہایت پست اور اُنکے خیالات نہایت پُر ظلمت ہو رہے
ہین۔ اور اِس جگہ ہم مکرراً یہہ بہی ظاہر کرتے ہین کہ یہہ باتین ایسی نہین ہین جنکا ثبوت دینے سے یہہ
خاکسار عاجز ہو یا جن کے ثبوت مین اپنے ہی ہم مذہبون کو پیش کیا جائے بلکہ یہہ وہ بدیہی الصدق
باتین ہین جن کی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہین اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت دیکہتے ہین

دہوکا کہا جاتے ہین اور علوم طبعی کے دقایق عمیقہ اور جسمی تراکیب اور قوتون کے خواص عجیبہ جو حال کے زمانہ مین نئے تجارب کے ذریعہ سے روز بروز پہیلتے جاتے ہین یہہ جدید باتین ہزہا جنسے جہوٹے معجزے دکہلانیوالے نئے نئے مکر اور فریب دکہلا سکتے ہین سو اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جو معجزات بظاہر صورت اِن مکرون سے متشابہ ہین گو وہ سچے بھی ہون تب بہی محجوب الحقیقت ہین اور اُنکے ثبوت کے بارے مین بڑی بڑی دقتین ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اختیار کرلیتا ہی وہی تخم بویا ہوا اُسکا اُسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہریک طرح کے حجابون اور کدورتون اور آلائشون سے اپنے دلکو پاک کرلیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیۃ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہوجاتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہے اور سورج کی کرنین اُسکے گہر کے اندر چلی آتی ہین لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشون کو آپ اختیار کرلیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کی طرح خیال کرکے چہوڑ دیتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی

جو ہمارے دینی دشمن ہین اور یہہ سب اہتمام اِس لئے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی الحقیقۃ راہِ راست کے خواہان اور جویان ہین اُن پر بکمال انکشاف ظاہر ہوجائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام مین محدود اور محصور ہین اور تا جو اِس زمانہ کے ملحد ذریت ہین اُنپر خدا یتعالیٰ کی حجتِ قاطعہ اتمام کو پہنچے اور تا اُن لوگون کی فطرتی شیطنت ہریک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکہہ کر حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتبِ عالیہ سے انکار کرکے اُس عالیجناب کی شان کی نسبت پُرخبث کلمات مونہہ پر لاتے ہین اور اُس افضل البشر پر ناحق کی تہمتین لگاتے ہین اور بباعث غایت درجہ کی کورباطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اِس بات سے بیخبر ہو رہے ہین کہ دُنیا مین وہی ایک کامل انسان آیا ہے جسکا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دُنیا پر اپنی شعاعین ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہیگا اور تا اِن تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفون کے اقرار سے ظاہر ہوجائے اور تا جو شخص سچے طالب رکہتا ہو اُسکے لئے ثبوت کا راستہ کُہل جائے اور جو اپنے مین کچھہ دماغ رکہتا ہو اُسکی دماغ شکنی ہوجائے اور نیز اِن کشوف اور الہامات

تمہید ششم - جس طرح محجوب الحقیقت معجزات عقلی معجزات سے برابری نہیں کرسکتے ایسا ہی پیشین گوئیاں اور اخبار ازمنہ گذشتہ جو نجومیوں اور رمّالوں اور کاہنوں اور مؤرخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں اُن پیشین گوئیوں اور اخبار غیبیہ سے مساوی نہیں ہوسکتیں کہ جو محض اخبار نہیں ہیں بلکہ اُنکے ساتھ قدرت الوہیت بھی شامل ہے کیونکہ دُنیا میں بجز انبیا کے اَور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع تبلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آوینگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ روشنی کو ناپسند کرکے اور اُس سے بغض رکھکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کردے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اُسکے گھر کے اندر آجائیں - اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلائشوں میں گرفتار ہو اور سستی اور تکاسل اور لاپروائی سے اُن آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا دیکھے اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کے لکھنے کا یہہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اِس سے مومنوں کی قوت ایمانی بڑہے اور اُنکے دلوں کو تثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اِس حقیقت حقّہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلّم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائیتعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اِسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جسکے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور یک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور پھر غیر مذہب والوں کی شہادتوں سے اُس کے ثابت کرنے پر یہہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کیلئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے اور جو سفلہ اور ناخداترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ

وبا پڑیگی لڑائیان ہونگی قحط پڑیگا ایک قوم دوسری قوم پر چڑہائی کریگی یہہ ہوگا وہ ہوگا اور
بارہا کوئی نہ کوئی اُنکی خبر ہی سچی نکل آتی ہے پس اِن شُبہات کے مٹانے کے لئے وہ پیشین
گوئیان اور اخبارِ غیبیہ زبردست اور کامل متصور ہونگے جن کے ساتھہ ایسے نشان قُدرتِ الٰہیہ
کے ہون جن مین رمّالون اور خواب بینون اور نجومیون وغیرہ کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو
یعنے اُن مین خداوند تعالیٰ کے کامل جلال کا جوش اور اُسکی تائیدات کا ایسا بزرگ چمکار نظر آتا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

پڑا رہہ کر دروازون کو نہ کہولے اور ہاتہہ پانون توڑ کر بیٹہا رہے اور دل مین یہہ کہے کہ اب اِسوقت کون اُٹہے
اور کون اتنی تکلیف اُٹہاوے یہہ تینون مثالین اُن تینون حالتون کی ہین جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی
ہی سُستی سے پیدا ہوجاتی ہین جن مین سے پہلی حالت کا نام حسبِ تصریح گذشتہ کے انعامِ الٰہی اور دوسری
حالت کا نام غضبِ الٰہی اور تیسری حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے - اِن تینون صداقتون سے بہی ہمارے
مخالفین بے خبر ہین کیونکہ برہمو سماج والون کو اُس صداقت سے بالکل اطلاع نہین ہے جس کے رو سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور مکابرہ مسلمانون سے کرتے ہین اُنکا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگون پر ثابت اور آشکار ہوتا رہے اور
جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آجکل چل رہی ہے اُس کی زہر سے زمانۂ حال کے طالبِ حق
اور نیز آئندہ کی نسلین محفوظ رہین کیونکہ اِن الہامات مین ایسی بہت سی باتین ہین جنکا ظہور آئندہ
زمانون پر موقوف ہے پس جب یہہ زمانہ گذر جائیگا اور ایک نئی دُنیا نقابِ پوشیدگی سے اپنا چہرہ
دکہائیگی اور اِن باتون کی صداقت کو جو اِس کتاب مین درج ہے بچشم خود دیکہیگی تو اُسکی تقویتِ ایمان کے
لئے یہہ پیشین گوئیان بہت فائدہ دینگی انشاءاللہ تعالیٰ سو اِسوقت جو پیشگوئیان خداوند کریم کی طرف سے
ظاہر ہوئی ہین بعض اُن مین سے ذیل مین لکہی جاتی ہین - ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ کچہہ عرصہ گذرا ہے کہ
ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی جس ضرورت کا ہمارے اِس جگہ کے آریہ ہمنشینون کو بخوبی علم تہا
اور یہہ بہی اُنکو خوب معلوم تہا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہین ہے کہ جو جائے امید ہوسکے بلکہ اِس معاملہ
مین اُنکو ذاتی طور پر واقفیت تہی جس کی وہ شہادت دے سکتے ہین پس جبکہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب

جو بدیہی طور پر اُسکی توجہات خاصہ پر دلالت کرتا ہو اور نیز وہ ایک ایسی نُصرت کے خبر پر مشتمل ہون جس مین اپنی فتح اور مخالف کی شکست اور اپنی عزت اور مخالف کی ذلّت اور اپنا اقبال اور مخالف کا زوال بہ تفصیلِ تمام ظاہر کیا گیا ہو اور ہم اپنے موقعہ پر بیان کرینگے اور کچھ بیان بھی کر چکے ہین کہ یہہ اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیان صرف قرآن شریف سے مخصوص ہین کہ جن کے پڑھنے سے جلالِ الٰہی کا ایک عالم نظر آتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ا

خدا تعالیٰ سرکش اور غضبناک بندون کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبون مین سے ایک صاحب نے اِس بارہ مین انہین دنون مین ایک رسالہ بھی لکہا ہے جس مین صاحب موصوف خدا کی کتابون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اُن مین غضب کی صفت خدا تعالیٰ کی طرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریون پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اِس صداقت کی کچھہ بھی خبر ہوتی تو کیون وہ ناحق اپنی اوقات ضایع کر کے ایک ایسا رسالہ چہپواتے جس سے اُنکی کم فہمی ہر یک پر کُہل گئی ہے اور اُنکو باوجود دعویٰ عقل کے

حلِّ مشکل سے کامل طور پر مطلع تہے اِس لئے بلا اختیار دل مین اِس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیت مین دُعا کیجائے تا اُس دُعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو ایسا نشان کہ اُسکی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائین سو اُسی دن دُعا کی گئی اور خدا تعالیٰ سے یہہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہہ الہام ہوا۔ دس دن کے بعد مین موج دکہاتا ہون۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ فی شائل مقیاس۔ دن ول یو گو ٹو امرتسر یعنے دس دن کے بعد روپیہ آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اُٹہاتی ہے تب اُسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مددِ الٰہی بھی قریب ہے اور پہر انگریزی فقرہ مین یہہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئیگا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔ تو جیسا اِس پیش گوئی مین فرمایا تہا ایسا ہی ہندؤن یعنے آریون مذکورہ بالا کے روبرو وقوع مین آیا یعنی حسب منشاء پیش گوئی دس دن تک ایک خرمہرہ نہ آیا اور دس دن کے بعد یعنے گیارہوین روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بہیجے اور بیس روپیہ ایک اور جگہ سے آئے اور پہر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری

تمہید ہفتم۔ قرآن شریف مین جسقدر باریک صداقتین علم دین کی اور علوم دقیقہ الہیات کے اور براہین قاطعہ اصول حقّہ کے معہ دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہین اگرچہ وہ تمام فی حدّ ذاتہا ایسے ہین کہ قویٰ البشریہ اُنکو بہ ہیئتِ مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہین اور کسی عاقل کی عقل اُنکے دریافت کرنے کے لئے بطورِ خود سبقت نہین کرسکتی کیونکہ پہلی زمانون پر نظرِ استقراری ڈالنے سے ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف اُن علوم و معارف کا دریافت کرنیوالا نہین گذرا لیکن اس جگہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ بات سمجھہ نہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہوجائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پہیر لے تو کیا وہ اِس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبّون اور صادقون پر فیضانِ رحمت ہوتا ہے اُسپر بھی وہی فیضان ہوجائے ہرگز نہین بلکہ خدا کا قانونِ قدیم جو ابتدا سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہین اور اب بھی صحیح تجارب سے ہم اُسکی سچائیون کو مشاہدہ کرتے ہین وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابون سے نکلکر سیدہا خدا تعالیٰ کی طرف اپنے روح کا مونہہ پہیر کر

ہوگیا جسکی امید نہ تھی اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنیکے لیئے اِس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا سو یہہ وہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس کی مفصّل حقیقت پر اِس جگہ کے چند آریون کو بخوبی اطلاع ہے اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ اِس پیشگوئی سے پہلے سخت ضرورت پیش آنے کی وجہ سے دُعا کی گئی اور پھر اُس دُعا کا قبول ہونا اور دس دن کے بعد ہی روپیہ آنے کے بشارت دیا جانا اور ساتھہ ہی روپیہ آنے کے بعد امرتسر جانے کی اطلاع دیا جانا یہہ سب واقعاتِ حقّہ اور صحیحہ ہین اور پھر اُنہین کے روبرو اِس پیش گوئی کا پورا ہونا بھی اُنکو معلوم ہے اور اگرچہ وہ لوگ بباعث ظلمت کفر کے خبث اور عناد سے خالی نہین ہین اور اپنے دوسرے بھائیون کی طرح بغض اور کینہ اسلام پر کمربستہ اور جیفۂ دنیا پر گرے ہوئے اور حق اور راستی سے بکلّی بےغرض ہین لیکن اگر شہادت کے وقت اُنکو قسم دیجائے تو بحالت قسم وہ سچ سچ بیان کرنے سے کسی طرف گریز نہین کرسکتے اور اگر خدا سے نہین تو رسوائی اور وبال قسم سے ڈر کر ضرور سچی گواہی دینگے۔

عجیب بر عجیب اَور بات ہے یعنے یہہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے اُمّی کو عطا کی گئی کہ جو لکہنے پڑہنے سے ناآشنا محض تھا جس نے عمر بہر کسی مکتب کی شکل نہین دیکہی تہی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑہا تھا اور نہ کسی اہلِ علم یا حکیم کی صحبت میسّر آئی تہی بلکہ تمام عمر جنگلیون اور وحشیون مین سکونت رہی اُنہین مین پرورش پائی اور اُنہین مین سے پیدا ہوئے اور اُنہین کے ساتہہ اختلاط رہا۔ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی اور ان پڑہ ہونا ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی تاریخ دان اسلام کا اُس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اُسی پر فیضان رحمت خاصّہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اِس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جوامر رحمت کے برخلاف ہے یعنے غضبِ الٰہی اُسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اُس طریق مستقیم کو چہوڑ دیتا ہے کہ جو قانونِ الٰہی مین افاضۂ رحمتِ الٰہی کا طریق ہے تو فیضانِ رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اِسی محرومی کی حالت کا نام غضبِ الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اِس

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ مولوی ابو عبد اللہ غلام علی صاحب قصوری جنکا ذکر خیر حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین درج ہے الہام اولیاء اللہ کی عظمت شان مین کچہہ شک رکہتے تہے اور یہہ شک اُنکی بالمواجہ تقریر سے نہین بلکہ اُنکے رسالہ کی بعض عبارتون سے مترشح ہوتا ہتا سو کچہہ عرصہ ہوا کہ اُنکے شاگردون مین سے ایک صاحب نور احمد نامے جو حافظ اور حاجی بہی ہین بلکہ شائد کچہہ عربی دان بہی ہین اور واعظِ قرآن ہین اور خاص امرتسر مین رہتے ہین اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت مین سیر کرتے کرتے یہان بہی آ گئے اُنکا خیال الہام کے انکار مین مولوی صاحب کے انکار سے کچہہ بڑہ کر معلوم ہوتا ہتا اور برہمو سماج والون کی طرح صرف انسانی خیالات کا نام الہام رکہتے تہے چونکہ وہ ہمارے ہی ہمان ٹہرے اور اِس عاجز پر اُنہون نے خود آپ ہی یہہ غلط رائے جو الہام کے بارہ مین اُنکی دل مین تہی مدعیانہ طور پر ظاہر بہی کر دی اِس لئے دل مین بہت رنج گذرا ہر چند معقولی طور پر سمجہایا گیا کچہہ اثر مترتب نہ ہوا آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُنکو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت مین دُعا کیجائیگی کچہہ

بے خبر نہین لیکن چونکہ یہہ امر آئندہ فصلون کے لئے بہت کارآمد ہے اس لئے ہم کسیقدر آیاتِ قرآنی لکہہ کر امیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ثابت کرتے ہین سو واضح ہو کہ وہ آیات بہ تفصیل ذیل ہین۔

قال اللہ تعالی هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین سورہ جمعہ الجزو نمبر ۲۸۔

وہ خدا ہی جس نے ان پڑہون مین اُنہین مین سے ایک رسول بھیجا اُن پر وہ اُسکی آئیتن پڑہتا ہی اور اُنکو پاک کرتا ہی اور اُنہین کتاب اور حکمت سکہاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اِس سے پہلے صریح گمراہی مین پہنسے ہوئے تہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جہت سے جو لوگ فیضانِ رحمت کے طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ خدا کی طرف سے اِسی جہان مین یا دوسرے جہان مین طرح طرح کے عذابون مین مُبتلا ہو جاتے ہین کیونکہ جس کے شامل حال رحمتِ الٰہی نہین ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذابِ روحانی و بدنی اُسکی طرف مونہ کرین اور چونکہ خدا کے قانون مین یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمتِ خاصہ اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنے دُعا اور توحید کو اختیار کرتے ہین اِس باعث سے جو لوگ اِس طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ طرح طرح کی آفات مین گرفتار

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تعجب نہین کہ وہ دُعا بہ پایۂ اجابت پہنچکر کوئی ایسی پیش گوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جسکو تم بچشم خود دیکھہ جاؤ سو اُس رات اِس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب مین دعا کی گئی علی الصباح بہ نظرِ کشفی ایک خط دکہلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک مین بہیجا ہے اُس خط پر انگریزی زبان مین لکہا ہوا ہے آئی ایم کوئرلر اور عربی مین یہہ لکہا ہوا ہے هذا شاهد نزاغ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور پہر وہ حالت جاتی رہی۔ چونکہ یہہ خاکسار انگریزی زبان سے کچہہ واقفیّت نہین رکہتا اِس جہت سے پہلے علی الصباح میان نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دیکر اور اُس آنے والے خط سے مطلع کرکے پہر اُسیوقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ مین جہگڑنے والا ہون سو اُس مختصر فقرہ سے یقیناً یہہ معلوم ہو گیا کہ کسی جہگڑے کے متعلق کوئی خط آنیوالا ہے۔ اور هذا شاهد نزاغ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکہا ہوا دیکہا تہا اُسکے

عذابی اصیب بہ من اشآء ورحمتی وسعت کلشیٔ فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ھم بآیاتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم

مین جسکو چاہتا ہون عذاب پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکہا ہے سو مین اُنکے لئے جو ہر یک طرح کے شرک اور کفر اور فواحش سے پرہیز کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور نیز اُنکے لئے جو ہماری نشانیون پر ایمان کامل لاتے ہین اپنی رحمت لکہونگا وہی لوگ ہین جو اُس رسول نبی پر ایمان لاتے ہین کہ جسمین ہماری قدرت کاملہ کی نشانیان دو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہو جاتے ہین اِسی کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم - واللہ غنی عن العلمین - یعنے اِنکو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکہتا ہے اگر تم دُعا نہ کرو اور اُسکے فیضان کے خواہان نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہین وہ تو بے نیاز مطلق ہے - اور آریہ سماج والے اور عیسائی بہی اِن تینون صداقتون مین سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہین کوئی اُن مین سے یہہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالی سب لوگون کو کیون ہدایت نہین دیتا اور کوئی یہہ اعتراض

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

معنے کہلے کہ کاتب خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ مین وہ خط لکہا ہے - اُس دن حافظ نور احمد صاحب بباعث بارش باران امرتسر جانے سے روکے گئے اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے اُنکا رکا جانا بہی قبولیت دُعا کے ایک جز تہی تا وہ جیسا کہ اُنکے لئے خدا تعالی سے درخواست کی گئی تہی پیش گوئی کے ظہور کو بچشم خود دیکہہ لین - غرض اُس تمام پیشگوئی کا مضمون اُنکو سُنا دیا گیا شام کو اُنکے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم و مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اِسی کتاب کا کاتب ہے عدالت خفیفہ مین نالش کی ہے اور اِس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹہرایا ہے اور ساتہہ اُسکے ایک سرکاری سمن بہی آیا اور اِس خط کی آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنے ھذا شاھد نزاغ جسکے یہہ معنے ہین کہ یہہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اِن معنون پر محمول معلوم ہوا کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل مین بہ یقین کامل یہہ مرکوز تہا کہ اِس عاجز کی شہادت جو ٹہیک ٹہیک اور مطابق واقعہ ہوگی بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز بااعتبار اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے فریق ثانی پر تباہی ڈالیگی اور اسی نیت سے مہتمم مذکور نے اِس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بہی دی اور سمن

فی التوراة والانجیل یأمرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم فالذین امنوا به

ہین ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل مین اُسکی نسبت پیشین
گوئیان موجود ہین جنکو وہ آپ ہی اپنی کتابون مین موجود پاتے ہین دوسری
وہ نشانی کہ خود اُس نبی کی ذات مین موجود ہی اور وہ یہہ ہے کہ وہ باوجود اُمّی
اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہریک قسم کی حقیقی صداقتین
جنکی سچائی کو عقل و شرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحہ دُنیا پر باقی نہین رہی تہین
لوگون کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہی اور اُنکو اُسکے بجالانیکے لئے حکم کرتا ہی اور ہریک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کر رہا ہے کہ خدا مین صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالی کی ہدایت کی نسبت معترض ہین
وہ یہہ نہین سوچتے کہ ہدایت الہی اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے
ہین اور اُن راہون پر چلتے ہین جن راہون پر چلنا فیضانِ رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الہی
کی نسبت معترض ہین اُنکو یہہ خیال نہین آتا کہ خدا تعالی اپنے قواعد مقررہ کے ساتھ ہریک انسان سے
مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اُسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جاری کرایا اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہہ پیش گوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی
دن پہلی پیش گوئی کے پورے ہونے کا دن تہا سو وہ پہلی پیش گوئی بہی میان نور احمد صاحب کے روبرو
پوری ہوگئی یعنے اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تہا روپیہ آگیا اور امرتسر بہی جانا پڑا فالحمد للہ
علی ذالک -

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی
کا روپیہ آتا ہے یہہ پیش گوئی بہی بدستور معمول اُسی وقت چند آریون کو بتلائی گئی اور یہہ قرار پایا کہ اُنہین
مین سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاکخانہ مین جاوے چنانچہ ایک آریہ **ملاوامل** نامے اُسوقت ڈاکخانہ
مین گیا اور یہہ خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہین اور ایک خط لایا جسمین لکہا تہا کہ یہہ دس
روپیہ ارباب سرور خان نے بہیجے ہین چونکہ ارباب کے لفظ سے اتحاد قومی مفہوم ہوتا تہا اِس لئے
اُن آریون کو کہا گیا کہ ارباب کے لفظ مین دونون صاحبون کی شراکت ہونا پیشگوئی کی صداقت کے لئے

وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذین لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو

نا معقول بات سے کہ جسکی سچائی سے عقل و شرع انکار کرتی ہے منع کرتا ہے اور پاک چیزون کو پاک اور پلید چیزون کو پلید ٹھہراتا ہے اور یہودیون اور عیسائیون کے سر پر سے وہ بہاری بوجہہ اُتارتا ہے جو اُن پر پڑی ہوئی تہی اور جن طوقون مین وہ گرفتار تہے اُن سے خلاصی بخشتا ہے سو جو لوگ اُس پر ایمان لاوین اور اُسکو قوت دین اور اُسکی مدد کرین اور اُس نور کی پکی متابعت اختیار کرین جو اُسکے ساتہہ نازل ہوا ہے وہی لوگ نجات یافتہ ہین۔ لوگون کو کہدی کہ مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسی لوگون کے بارہ مین قدیم سے اُسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اُنکو محروم رکہتا ہے اور اُنہین کو اپنی راہین دکہلاتا ہے جو اُن راہون کے لئے بدل وجان سعی کرتے ہین بہلا یہہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اُسکو ڈہونڈتا ہے اسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین ہی اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکہلادیا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ کافی ہے مگر بعض نے اُن مین سے اِس بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اتحاد قومی شئے دیگر ہے اور قرابت شئے دیگر اور اِس انکار پر بہت ضد کی ناچار اُنکے اصرار پر خط لکہنا پڑا اور وہان سے یعنے ہوتی مردان سے کئی روز کے بعد ایک دوست منشی الہی بخش نامی نے جو اُن دنون مین ہوتی مردان مین کسی محکمہ مین منشی تہے خط کے جواب مین لکہا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے چنانچہ اُس خط کے آنے پر سب مخالفین لاجواب اور عاجز رہ گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ ایکدفعہ اپریل ۱۸۸۳ء مین صبح کے وقت بیداری ہی مین جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی اور اِس بات سے اِس جگہ آریون کو جن مین سے بعض خود جاکر ڈاکخانہ مین خبر لیتے تہے بخوبی اطلاع تہی کہ اُس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ مین جہلم سے کوئی خط نہین آیا تہا کیونکہ یہہ انتظام اِس عاجز نے پہلے سے کر رکہا تہا کہ جو کچہہ ڈاکخانہ سے خطوط غیرہ آیا تہا اُسکو خود بعض آریا ڈاکخانہ سے

یحیی و یمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ سورۂ اعراف الجزو نمبر ۹۔	خدا کی طرف سے تم سب کی طرف بہیجا گیا ہون۔ وہ خدا جو بلاشرکت الغیری آسمان اور زمین کا مالک ہی جسکے سوا اور کوئی خدا اور قابل پرستش نہین زندہ کرتا ہی اور مارتا ہی پس اس خدا پر اور اُسکے رسول پر جو نبی اُمّی ہی ایمان لاؤ وہ نبی جو اللہ اور اُسکے کلون پر ایمان لاتا ہے اور تم اُسکی پیروی کرو تا تم ہدایت پاؤ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئیے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جن کے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پہر دیکھنا چاہئیے کہ کس ایجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اُنکو خدا تعالیٰ نے بہر دیا ہے اور پہر اس طرف خیال کرنا چاہئیے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور اس کمال ایجاز کے دوسرے کیا کیا لطائف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بہرے ہوئے ہین اگر ہم اس جگہ اُن سب لطائف کو بیان کرین تو یہہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین۔ اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دُعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور

لے آتے تہے اور ہر روز ہر یک بات سے بخوبی مطلع رہتے تہے اور خود اتبک ڈاکخانہ کا ڈاک منشی بہی ایک ہندو ہی ہے غرض جب یہہ الہام ہوا تو اُن دنون مین ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامے جو ناگری اور فارسی دونون مین لکہہ سکتا تہا بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکہا ہوا تہا اور بعض اُمور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تہے اُسکے ہاتہہ سے وہ ناگری اور فارسی خط مین قبل از وقوع لکہائے جاتے تہے اور پہر شام لال مذکور کے اُسپر دستخط کرائے جاتے تہے چنانچہ یہہ پیش گوئی بہی بدستور اُس سے لکہائی گئی اور اُسوقت کئی آریون کو بہی خبر دی گئی اور ابہی پانچ روز نہین گذرے تہے جو پینتالیس ۴۵ روپیہ کا منی آڈر جہلم سے آگیا اور جب حساب کیا گیا تو ٹہیک ٹہیک اُسی دن منی آڈر روانہ ہوا تہا جس دن خداوند عالم الغیب نے اُسکے روانہ ہونے کی خبر دی تہی اور یہہ پیش گوئی بہی اُسی طور پر ظہور مین آئی جس سے یہ تمام تر انکشاف

وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نهدی به من نشاء من عبادنا وانک لتهدی الی صراط مستقیم۔ سورۃ الشعرا الجزو نمبر ۲۵۔

اور اسی طرح ہم نے اپنے امر سے تیری طرف ایک روح نازل کی ہے تجہے معلوم نہ تہا کہ کتاب اور ایمان کسے کہتے ہین پر ہمنے اُسکو ایک نور بنایا ہے جسکو ہم چاہتے ہین بذریعہ اُسکے ہدایت دیتے ہین اور بہ تحقیق سیدہے راستہ کی طرف تو ہدایت دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جمع ہین جو دُعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کہ قبولیت دُعا کے لئے ضرور ہے کہ اُسمین ایک جوش ہو کیونکہ جس دُعا مین جوش نہ ہو وہ صرف لفظی بُربُڑ ہے حقیقی دُعا نہین مگر یہہ بہی ظاہر ہے کہ دُعا مین جوش پیدا ہونا ہر یک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دُعا کرنے کے وقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کر کے اُسکی رحمتون اور کرمون کو ابتدا سے انتہا تک اپنے وجود و بقا کے لئے ضروری دیکہنا اور تمام فیوض کا مبدء اُسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مخالفین پر اُسکی صداقت کُہل گئی اور اُسکے قبول کرنے سے کچہہ چارہ نہ رہا کیونکہ اُنکو اپنی ذاتی واقفیت سے بخوبی معلوم تہا کہ اس روپیہ کا مہینہ مین جہلم سے روانہ ہونا بے نشان محض تہا جس سے پہلے کوئی اطلاعی خط نہین آیا تہا۔ فالحمد للہ علی ذالک

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ کچہہ عرصہ ہوا ہے کہ خواب مین دیکہا تہا کہ حیدرآباد سے نوّاب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اُسمین کسیقدر روپیہ دینے کا وعدہ لکہا ہے یہہ خواب بہی بدستور روزنامہ مذکورہ بالا مین اُسی ہندو کے ہاتہہ سے لکہائی گئی اور کئی آریون کو اطلاع دی گئی پہر تہوڑے دنون کے بعد حیدرآباد سے خط آ گیا اور نوّاب صاحب موصوف نے سو روپیہ بہیجا فالحمد للہ علی ذالک۔ ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دوست نے بڑی مشکل کے وقت لکہا کہ اُسکا ایک عزیز کسی سنگین مقدمہ مین ماخوذ ہے اور کوئی صورت

وما کنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخط بیمینک اذا لارتاب المبطلون بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بآیاتنا الا الظالمون سورة العنکبوت الجزو نمبر ۲۱۔	اور اِس سے پہلے تو کسی کتاب کو نہین پڑہتا تھا اور نہ اپنے ہاتہہ سے لکہتا تھا تا باطل پرستون کو شک کرنے کی کوئی وجہ بہی ہوتی بلکہ وہ آیات بینات ہین جو اہلِ علم لوگون کے سینون مین ہین اور اُنسے انکار وہی لوگ کرتے ہین جو ظالم ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دُعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہہ کہ انسان کی دُعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مددِ الٰہی کا محتاج دیکہتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہہ یقین رکہتا ہے کہ وہ بغائیت درجہ کامل القُدرت اور رب العلمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچہہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اُسی کے ہاتہہ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالیٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متّصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اُنکے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس اِن صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

نجات کی نظر نہین آتی اور کوئی سبیل رہائی کی دکہائی نہین دیتی سو اُس دوست نے یہہ پُر درد ماجرا لکھہ کر دُعا کے لئے درخواست کی چونکہ اُسکی بہلائی مقدر تہی اور تقدیر معلق تہی اِس لئے اُسی رات وقت صافی میسّر آگیا جو ایک مُدّت تک میسّر نہین آیا تہا۔ دُعا کی گئی اور وقت صافی قبولیت کی امید دیتا تہا چنانچہ قبولیت کے آثار سے ایک آریہ کو اطلاع دی گئی پہر چند روز کے بعد خبر ملی کہ مدعی ایک ناگہانی موت سے مر گیا اور اِس طرح پر شخص ماخوذ نے خلاصی پائی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ماسوا اِسکے کبہی کبہی دوسری زبان مین الہام ہونا جس سے یہہ خاکسار ناآشنا محض ہے اور پہر وہ الہام کسی پیشگوئی پر مشتمل ہونا عجائباتِ غریبہ مین سے ہے جو قادرِ مطلق کی وسیع قدرتون پر دلالت کرتا ہے

اِن تمام آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی ہونا بکمال وضاحت ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت فی الحقیقتہ اُمّی اور ناخواندہ نہ ہوتے تو بہت سے لوگ اِس دعویٰ اُمیّت کی تکذیب کرنیوالے پیدا ہو جاتے کیونکہ آنحضرت نے کسی ایسے مُلک میں یہہ دعویٰ نہیں کیا تہا کہ جس مُلک کے لوگوں کو آنحضرت کے حالات اور واقعات سے بیخبر اور ناواقف قرار دیسکیں بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تہے جن میں آنحضرت نے ابتداءِ عُمر سے نشو و نما پایا تہا اور ایک حصۂ کلان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سب قُدرت اُسی کی ہاتہہ میں ہے اور ہریک فیض اُسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دُنیا اور آخرت کے کاموں کا قاضی الحاجات اور ہریک چیز کا علّت العلل اور ہریک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹہرایا جس میں یہہ بھی اشارہ فرمادیا ہے کہ اُسکی ذات کے بغیر اور اُسکی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہیں اور پہر بندہ کو تذلّل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ اِسکے یہہ معنی ہیں کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجہہ سے ہی مدد مانگتے ہیں یعنے ہم عاجز ہیں آپ سے کچہہ بھی نہیں کرسکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے دعا میں جوش دلانے کے لئے دو محرّک بیان فرمائے ایک اپنی عظمتِ اور رحمتِ شاملہ دوسرے بندوں کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرّک ہیں جنکا دُعا کے

اگرچہ بیگانہ زبان کے تمام الفاظ محفوظ نہیں رہتے اور اُنکے تلفظ میں بعض وقت بباعث سرعت ورود الہام اور ناآشنائی لہجہ و زبان کچہہ فرق آجاتا ہے مگر اکثر صاف صاف اور غیر ثقیل فقرات میں کم فرق آتا ہے اور یہہ بہی ہوتا ہے کہ جلد جلدی القا ہونے کی وجہ سے بعض الفاظ یاد داشت سے باہر رہجاتے ہیں لیکن جب کسی فقرہ کا القا مکرر سہ کرر ہو تو پہر وہ الفاظ اچہی طرح سے یاد رہتے ہیں۔ الہام کے وقت میں قادر مُطلق اپنے اُس تصرف بحت سے کام کرتا ہے جسمیں اسباب اندرونی یا بیرونی کی کچہہ آمیزش نہیں ہوتی اُس وقت زبان خدا کے ہاتہہ میں ایک آلہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اُس آلہ کو یعنے زبان کو پہیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتہہ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہیں اور کبہی ایسا

عمر اپنی کا اُنکی مخالطت اور مصاحبت مین بسر کیا تھا اگر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا اُن لوگون کے سامنے نام بھی لے سکتے جنپر کوئی حال اُنکا پوشیدہ نہ تہا اور جو ہر وقت اِس گہات مین لگے ہوئے تہے کہ کوئی خلاف گوئی ثابت کرین اور اُسکو مشتہر کردین جنکا عناد اِس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچھہ جہوٹ موٹ سے ہی ثبوت بنا کر پیش کر دیتے اور اسی جہت سے اُنکو اُنکی ہریک بدظنّی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وقت خیال مین لانا دُعا کرنیوالون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دُعا کی کیفیت سے کسیقدر چاشنی حاصل کر چکے ہین اُنہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے اِن دونون محرّکون کی دُعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اُنکے آتش شوقِ الٰہی دُعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکہتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اُسکی روح اُس مولیٰ کریم کی طرف ہرگز جہک نہین سکتی غرض یہہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجہنے کے لئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی تحقیق طور پر دلمین منقّش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجہا دیتی ہے کہ خالص دُعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے یہی پرستار خوب سمجہتے ہین کہ حقیقت مین اِنہین دو چیزون کا

ہی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لُطف اور ناز سے قدم رکہتا ہے اور ایک قدم پر ٹہر کر پہر دوسرا قدم اُٹہاتا ہے اور چلنے مین اپنی خوش وضع دکہلاتا ہے اور ان دونون اندازون کے اختیار کرنے مین حکمت یہہ ہے کہ تا ربّانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کُلّی حاصل رہے اور خداوند مُطلق کا الہام اپنی جلالی اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے - ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی مین اوّل یہہ الہام ہوا آئی لو یو یعنے مین تم سے محبت رکہتا ہون پہر یہہ الہام ہوا آئی ایم وِد یو یعنے مین تمہارے ساتھ ہون پہر الہام ہوا آئی شیل ہیلپ یو یعنے مین تمہاری مدد کرونگا پہر الہام ہوا آئی کین وٹ آئی وِل ڈو - یعنے مین کر سکتا ہون جو چاہونگا پہر بعد اِسکے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہہ

ساکت اور لاجواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مکّہ کے بعض نادانوں نے یہہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کی توحید ہمین پسند نہین آتی کوئی ایسا قرآن لاؤ جسمین بُتون کی تعلیم اور پرستش کا ذکر ہو یا اسی مین کچھہ تبدل تغیر کر کے بجائے توحید کے شرک بہرد و تب ہم قبول کرلینگے اور ایمان لے آئینگے تو خدا نے اُنکے سوال کا جواب اپنے نبی کو وہ تعلیم کیا جو آنحضرت کے واقعات عُمری پر نظر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ا تصوّر دُعا کے لئے ضروری ہے یعنے اول اِس بات کا تصوّر کہ خدا تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیّت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اُسکی یہہ صفاتِ کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین۔ دوسرے اِس بات کا تصوّر کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کرسکتا۔ اور بلاشبہ یہہ دونون تصوّر ایسے ہین کہ جب دُعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہین کہ ایک متکبر اُنسے متاثر ہوکر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مُردہ مین جان پڑجاتی ہے انہین دو باتون کے تصوّر سے ہر یک دل دُعا کرنے کی طرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربّانی پر نظر پڑتی ہے اِسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پُہنچ جاتا ہے جہان اپنی مکدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذاتِ عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذاتِ رحمت کُل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اِس سے ایک صورت فنائی

الہام ہوا۔ وی کین وہٹ وی ول ڈو۔ یعنے ہم کرسکتے ہین جو چاہینگے اور اُسوقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُردہشت ہونے کے پھر اُسمین ایک لذت تھی جس سے روح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی۔ اور یہہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اُسکے روبرو ہی یہہ الہام ہوا۔ دس از مائی اینیمی۔ یعنے یہہ میرا دشمن ہے اگرچہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہہ الہام اُسی کی نسبت ہے مگر اُسی سے یہہ معنے بھی دریافت کئے گئے اور آخر وہ ایسا ہی آدمی نکلا اور اُسکے باطن مین طرح طرح کے خُبث پائے گئے۔ ایکدفعہ

قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقرآن غیر ھذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔	وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے نا اُمید ہیں یعنے ہماری طرف سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کے برخلاف کوئی اَور قرآن لا جسکی تعلیم اُسکی تعلیم سے مغایر اور منافی ہو یا اسی میں تبدیل کر۔ انکو جواب دے کہ مجھے یہہ قدرت نہیں اور نہ روا ہے کہ میں خدا کے کلام میں اپنی طرف سے کچھ تبدیل کروں میں تو صرف اُس وحی کا تابع ہوں جو میرے پر نازل ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کی طرف نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور اُس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزوں کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا نے صراطِ مستقیم رکھا ہے جسکی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنے وہ راستہ فنا اور توحید اور محبّتِ الٰہی کا جو آیات مذکورۂ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمیں عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلّی منقطع کر خلاصہ یہہ کہ خدا تعالیٰ نے دعا میں جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسبابِ حقّہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اِسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہیں کہ دُعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کے عالم میں پہنچا دیتے ہیں اس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ بات ہرگز نہیں کہ سورۂ فاتحہ دعا کے کئی طریقوں میں سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے بلکہ جیسا کہ دلائل مذکورۂ بالا سے ثابت ہو چکا ہے درحقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے جس پر جوشِ دل سے دُعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جس پر طبیعت انسانی بمقتضا اپنے فطرتی

صبح کے وقت بہ نظر کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ سے آئے ہیں اور اخیر پر اُنکی لکھا تھا۔ آئی ایم بائی عیسیٰ یعنے مَیں عیسیٰ کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ وہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے دو ہندو آریہ کو تبلایا گیا جس سے یہہ سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص عیسائی یا عیسائیوں کی طرز پر دین اسلام کی نسبت کچھ اعتراض چھپوا کر بھیجیگا چنانچہ اُسی روز ایک آریہ کو ڈاک آنے کے وقت ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تو وہ چند چھپے ہوئے ورق لایا جسمیں عیسائیوں کی طرز پر ایک صاحب خام خیال نے اعتراضات لکھے تھے۔ ایک دفعہ کسی امر میں جو دریافت طلب تھا خواب میں ایک درم نقرہ جو شکل بادامی تھا اس عاجز کو

قل لوشاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون. فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بآياته انه لا يفلح المجرمون - سورة يونس الجزو نمبر ۱۱	اور اپنے خداوند کی نافرمانی سے ڈرتا ہون اگر خدا چاہتا تو مین تمکو یہہ کلام نہ سُناتا اور خدا تمکو اِسپر مطلع ہی نہ کرتا پہلے اِس سے اتنی عُمر یعنے چالیس برس تک تم مین ہی رہتا رہا ہون پہر کیا تمکو عقل نہین یعنے کیا تمکو بخوبی معلوم نہین کہ افترا کرنا میرا کام نہین اور جہوٹ بولنا میری عادت مین نہین اور پہر آگے فرمایا کہ اُس شخص سے زیادہ تر اَور کون ظالم ہوگا جو خدا پر افترا باندہے یا خدا کے کلام کو کہے کہ یہہ انسان کا افترا ہے بلاشُبہ مُجرم نجات نہین پائینگے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے اُمور مین قواعد مقررہ ٹہرا رکہے ہین ایسا ہی دُعا کے لئے بہی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرّک ہین جو سورۃ فاتحہ مین لکہے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جب تک وہ دونون محرّک کسی کے خیال مین نہ ہون تب تک اُسکی دُعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہو چکا ہے پس سورہ ممدوحہ کے لطائف مین سے یہہ ایک نہائت عُمدہ لطیفہ ہے کہ دُعا کو مع محرّکات اُسکے کے بیان کیا ہے فتدبر۔

پہر ایک دوسرا لطیفہ اِس سورۃ مین یہہ ہے کہ ہدائت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیبِ کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اُس ترغیب کا نام ہے جس مین تین جُزین موجود ہون ایک یہہ کہ جس شئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُسکی ذاتی خوبی بیان کیجائے سو اس جُز کو اس آئیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنے ہمکو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفتِ استقامت اور راستی سے موصوف ہو

ہاتہ مین دیا گیا اُسمین دو سطرین تہین اول سطر مین یہہ انگریزی فقرہ لکہا تہا - **آئی ایم بائی یور سائیڈ** اور دوسری سطر جو خطِ فدق ڈالکر نیچے لکہی ہوئی تہی وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تہا یعنے یہہ لکہا تہا کہ ہان مین خوش ہون - ایک دفعہ کچہہ حُزن اور غم کے دن آنیوالے تہے کہ ایک کاغذ پر بہ نظر کشفی یہہ فقرہ انگریزی مین لکہا ہوا دکہایا گیا - **لائف آف پین** یعنے زندگی دُکہہ کی - ایک دفعہ بعض مخالفون کے بارہ مین جنہون نے

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی ہونا عربوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی نظر میں ایسا بدیہی اور یقینی امر تھا کہ اُسکے انکار مین کچھہ دم نہین مار سکتے تھے بلکہ اِسی جہت سے وہ توریت کے اکثر قصّے جو کسی خواندہ آدمی پر مخفی نہین رہ سکتے بطور امتحان نبوّت آنحضرت پوچھتے تھے اور پھر جواب صحیح اور درست پاکر اور اُن فاش غلطیون سے مبرّا دیکھہ کر جو توریت کے قصّون مین پڑ گئے ہین وہ لوگ جو اُن مین راسخ فی العلم تھے بصدق دلی ایمان لے آتے تھے جنکا ذکر قرآن شریف مین اِس طرح پر درج ہے۔

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ جس مین ذرا کجی نہین سو اِس آیت مین ذاتی خوبی اُس راستہ کی بیان فرما کر اُسکے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہہ ہے کہ جس شئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اِس جُز کو اِس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنے اُس راستہ پر ہمکو چلا جسپر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اِس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جُز ترغیب کی یہہ ہے کہ جس شئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اِس جُز کو اِس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنے اُن لوگون کی راہون سے بچا جنھون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضبِ الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اِس آیت مین اُس سیدھا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون خبرون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بتائے اور پھر اُس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بھی

عناد دلی سے خواہ نخواہ قرآن شریف کی توہین کی تھی اور عداوت ذاتی سے جسکا کچھہ چارہ نہین دین متین اسلام پر بیجا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کئے تھے یہہ دو فقرے انگریزی مین الہام ہوئے۔ **گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی - ہی از وِڈ یو ٹو کل اینیمی** یعنے خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھہ ہے اِسی طرح اور بھی

ولتجدن اقربهم مودة للذين آمنوا
الذين قالوا انا نصارى ذالك بان
منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا
يستكبرون. واذا سمعوا ما انزل الى
الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع
مما عرفوا من الحق يقولون ربنا آمنا فاكتبنا
مع الشاهدين وما لنا لا نؤمن بالله و
ما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا
مع القوم الصالحين سورة المائده الجزو ۷ -

سب فرقون مین سے مسلمانون کی طرف زیادہ تر رغبت کرنیوالے
عیسائی ہین کیونکہ اُن مین بعض بعض اہل علم اور راہب بہی ہین جو تکبر نہین
کرتے اور جب خدا کے کلام کو جو اُسکے رسول پر نازل ہوا ہے سُنتے
ہین تب تو دیکہتا ہے کہ اُنکی آنکہون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین اس وجہ سے
کہ وہ حقانیت کلام الٰہی کو پہچان جانتے ہین اور کہتے ہین کہ خدایا ہم ایمان
لائے ہمکو اُن لوگون مین لکہہ لے جو تیرے دین کی سچائی کے گواہ
ہین اور کیون ہم خدا اور خدا کے سچے کلام پر ایمان نہ لاوین حالانکہ
ہماری آرزو ہے کہ خدا ہمکو اُن بندون مین داخل کرے جو نیکوکار
ہین -

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سُنکر طبائع سلیمہ اُسکی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فوائد کے
خواہان ہین اُنکے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اُس وبال سے ڈرین جو کہ
ترک کرنے پر عائد حال ہوگا پس یہہ بہی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اس صورت مین کیا گیا - پہر تیسرا لطیفہ
اِس سورۃ مین یہہ ہے کہ باوجود التزامِ فصاحت و بلاغت یہہ کمال دکہلایا ہے کہ محامدِ الٰہیہ کے ذکر کرنے کے
بعد جو فقرات دُعا وغیرہ کے بارہ مین لکہے ہین اُنکو ایسے عمدہ طور پر بطور لف و نشر مرتب کے بیان کیا ہے -
جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ

بہت سے فقرات تہے جن مین سے کچہہ تو یاد ہین اور کچہہ بہول گئے لیکن سب سے زیادہ عربی زبان مین الہام ہوتا
ہے خصوصاً آیاتِ فرقانیہ مین بکثرت اور بہ تواتر ہوتا ہے چنانچہ کسیقدر عربی الہامات جو بعض عظیم الشان پیش
گوئیون اور احسانات الٰہیہ پر مشتمل ہین ذیل مین مع ترجمہ لکہے جاتے ہین - تاکہ اگر خدا چاہے تو طالب صادق
کو اُن سے فایدہ ہو اور تا مخالفون کو بہی معلوم ہو کہ جس قوم پر خداوند کریم کی نظرِ عنایت ہوتی ہے اور جو لوگ

ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلیٰ علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعًا۔ سورۃ الکھف الجزو نمبر ۱۵

جو لوگ عیسائیون اور یہودیون مین سے صاحب علم ہین جب اُن پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے ٹہوڑیون پر گر پڑتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا تخلّفِ وعدہ سے پاک ہے ایکدن ہمارے خداوند کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور روتے ہوئے مونہہ پر گر پڑتے ہین اور خدا کا کلام اُن مین فروتنی اور عاجزی کو بڑہاتا ہے۔

پس یہہ تو اُن لوگون کا حال تھا جو عیسائیون اور یہودیون مین اہل علم اور صاحبِ انصاف تہے کہ جب وہ ایک طرف آنحضرت کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھتے تہے کہ محض اُمّی ہین کہ تربیت اور تعلیم کا ایک نُقطہ بھی نہین سیکھا اور نہ کسی مہذب قوم مین بود و باش رہی اور نہ مجالسِ علمیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سخن مین صاحبِ مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول محامدِ الٰہیہ مین فیوضِ اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العلمین ہے۔ رحمان ہے رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے اور پہر بعد اسکے فقرات تعبد اور استعانت اور دعا اور طلبِ جزا کو انہین کے ذیل مین اِس لطافت سے لکہا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہائت مناسبت تہی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العلمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکہا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہو جاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکہنا نہائت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکہا کیونکہ بندہ کے لئے اعانتِ الٰہی جو توفیقِ عبادت اور ہریک اُسکے مطلوب مین

راہ راست پر ہوتے ہین اُن سے کیونکر خداوندِ کریم اپنے مکالمات اور مخاطبات مین بہ مہربانی پیش آتا ہے اور کیونکر اُن تفضلات سے پیش از وقوع اطلاع دیتا ہے جنکو اُس نے لُطفِ محض سے اپنے وقتون پر طیار رکہا ہے اور وہ الہامات یہہ ہین۔

بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور خدا نے

اور دوسری طرف وہ قرآن شریف مین صرف پہلی کتابون کے قصے نہین بلکہ صدہا باریک صداقتین دیکھتے تہے جو پہلی کتابون کی مکمل اور متمم تہین تو آنحضرت کی حالت اُمیّت کو سوچنے سے اور پہر اُس تاریکی کے زمانہ مین ان کمالات علمیہ کو دیکھنے سے اور نیز انوار ظاہری و باطنی کے مشاہدے نبوّت آنحضرتؐ کی اُنکو اظہر من الشمس معلوم ہوتی تہی اور ظاہر ہے کہ اگر اُن سچے فاضلون کو آنحضرت کے اُمّی اور موید من اللہ ہونے پر یقین کامل نہ ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ ایک ایسے دین سے جسکی حمایت مین ایک بڑی سلطنت قیصر روم کی قایم تہی اور جو نہ صرف ایشیا مین بلکہ بعض حصّون یورپ مین بہی پہیل چکا تہا اور جو اپنی مشرکانہ تعلیم کی وجہ سے دُنیا پرستون کو عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تہا صرف شک اور شبہ کی حالت مین الگ ہو کر ایسے مذہب کو قبول کر لیتے جو باعث تعلیم توحید کے تمام مشرکین کو بُرا معلوم ہوتا تہا اور اُسکے قبول کرنیوالے ہر وقت چارون طرف سے معرض ہلاکت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوتی ہے جسپر اُسکی دُنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہہ اُسکے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بشدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکہا کیونکہ دُعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے۔ اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین لکہا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جس مین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اُسی کے نیچے رکہنا موزون ہے۔ چوتہا لطیفہ یہہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہہ سورہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جو تجہہ مین برکت رکہی ہے وہ حقانی طور پر رکہی ہے۔ شانک عجیب واجرک قریب۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے انی راض منک۔ انی رافعک الیّ الارض والسماء معک کما هو معی مین تجہہ سے راضی ہون۔ مین تجہے اپنی طرف اُٹہانیوالا ہون۔ زمین اور آسمان تیرے ساتہہ ہین جیسے وہ میرے ساتہہ ہین۔ ہو کا ضمیر واحد بتاویل مافی السموات والارض ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب ملطفات

اور بلا مین تھے پس جس چیز نے اُنکے دلون کو اسلام کی طرف پھیرا وہ یہی بات تھی جو اُنہون نے آنحضرت کو محض اُمّی اور سراپا موید من اللہ پایا اور قرآنِ شریف کو بشری طاقتون سے بالاتر دیکھا اور پہلی کتابون مین اِس آخری نبی کے آنے کے لئے خود بشارتین پڑھتے تھے سو خدا نے اُنکے سینون کو ایمان لانیکے لئے کھول دیا اور ایسے ایماندار نکلے جو خدا کی راہ مین اپنے خونون کو بہایا اور جو لوگ عیسائیون اور یہودیون اور عربون مین سے نہائیت درجہ کے جاہل اور شریر اور بد باطن تھے اُنکے حالات پر بھی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بہ یقینِ کامل آنحضرت کو اُمّی جانتے تھے اور اسی لئے جب وہ بائیبل کے بعض قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو بطورِ امتحانِ نبوت پوچھکر اُنکا ٹھیک ٹھیک جواب پاتے تھے تو یہہ بات اُنکو زبان پر لانے کی مجال نہ تھی کہ آنحضرت کچھہ پڑھے لکھے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجازِ لطیف ہے اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے انا آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورہ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اُنکے مقابلہ پر قرآنِ عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصّل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اِسی جہت سے اِس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے اُم الکتاب اِس جہت سے کہ جمیع مقاصدِ قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اِس جہت سے کہ علومِ قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورتِ اجمالی مشتمل ہے اِسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اُس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآنِ شریف اور حدیث نبوی سے ثابت ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور برکاتِ الٰہیہ مین جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہریک کامل مومن کے شاملِ حال ہو جاتی ہین اور حقیقی طور پر مصداق اِن سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہین اور دوسرے سب طفیلی ہین - اور اِس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہریک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات مین کیجائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اُس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے

ہین آپ ہی کتابون کو دیکھہ کر جواب تبلادیتے ہین بلکہ جیسے کوئی لاجواب رہکر اور گھبیانا بنکر کچہ عذر پیش کرتا ہے ایسا ہی نہایت ندامت سے یہہ کہتے تہے کہ شائد دَرپردہ کسی عیسائی یا یہودی عالم بائبل نے یہہ قصے تبلادیئے ہونگے پس ظاہر ہے اگر آنحضرت کا اُمّی ہونا اُنکے دلون مین بہ یقینِ کامل متمکن نہ ہوتا تو اِسی بات کے ثابت کرنے کے لئے نہائت کوشش کرتے کہ آنحضرت اُمّی نہین ہین فلان مکتب یا مدرسہ مین اُنہون نے تعلیم پائی ہے واہیات باتین کرنا جنسے اُنکی حماقت ثابت ہوتی تہی کیا ضرور تہا کیونکہ یہہ الزام لگانا کہ بعض عالم یہودی اور عیسائی دَرپردہ آنحضرت کے رفیق اور معاون ہین بدیہی البطلان تہا اِس وجہ سے کہ قرآن توجابجا اہل کتاب کی وحی کو ناقص اور اُنکی کتابون کو محرّف اور مبدّل اور اُنکے عقائد کو فاسد اور باطل اور خود اُنکو بشرطیکہ بے ایمان مرین ملعون اور جہنّمی تبلاتا اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے اِسکی تصریح یہہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالٰی کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اُس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ تمام محامدِ کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے۔ دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العٰلمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتدا کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین

اور وہ بہی محض خدا تعالٰی کے لُطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔ بعد اِسکے فرمایا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید سو وہ وقت آگیا جو تیری مدد کیجائے اور تجھ کو لوگون مین معروف ومشہور کیا جائے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ کیا انسان پر یعنے تجھ پر وہ وقت نہین گذرا کہ تیرا دُنیا مین کچہ بہی ذکر و تذکرہ نہ تہا یعنے تجھ کو کوئی نہین جانتا تہا کہ تو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار وحساب مین نہ تہا

اور اُنکے اُصولِ مصنوعہ کو دلایل قویہ سے توڑتا ہی تو پہر کس طرح ممکن تھا کہ وہ لوگ قرآن شریف سے اپنے مذہب کی آپ ہی مذمت کرواتے اور اپنی کتابوں کا آپ ہی رد لکھاتے اور اپنے مذہب کی بیخکنی کے آپ ہی موجب بنجاتے بس یہہ سست اور نادرست باتیں اس لئے دُنیا پرستوں کو بکنی پڑیں کہ اُنکو عاقلانہ طور پہ قدم مارنے کا کسی طرف راستہ نظر نہیں آتا تہا اور آفتاب صداقت کا ایسی تیز روشنی سے اپنی کرنیں چاروں طرف چہوڑ رہا تھا کہ وہ اُس سے چمگادر کی طرح چہپتے پہرتے تھے اور کسی ایک بات پر اُنکو ہرگز ثبات وقیام نہ تھا بلکہ تعصب اور شدت عناد نے اُنکو سودائیوں اور پاگلوں کی طرح بنا رکہا تھا پہلے تو قرآن کے قصوں کو سُنکر جنمیں بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا ذکر تھا اس وہم میں پڑے کہ شائد ایک شخص اہلِ کتاب میں سے پوشیدہ طور پر یہہ قصے سکہاتا ہوگا جیسا اُنکا یہہ مقولہ قرآن شریف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ داخل ہو چکا اُسکو مخلوق ٹہراتا ہے اور اُن اُمور کے جو لوگ مخالف ہیں انکا کذب ثابت کرتا ہے سو یہہ مقصد رب العلمین میں بطور اجمال آگیا - تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اُسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد لفظ رحمان میں بطور اجمال آگیا - چوتہا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہہ مقصد لفظ رحیم میں آگیا - پانچواں مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد مالک یوم الدین میں آگیا - چھٹا مقصد

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یعنے کچھ بھی نہ تہا - یہہ گذشتہ تلطفات واحسانات کا حوالہ ہے تا محسن حقیقی کے آئندہ فضلوں کے لئے ایک نمونہ ٹہرے - سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک - ینقطع اباءک ویبدء منک - سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا تیرے آبا کا نام اور ذکر منقطع ہو جائیگا یعنے بطور مستقل اُنکا نام نہیں رہیگا اور خدا تجھ سے ابتدا شرف اور مجد کا کریگا - نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایہا الصدیق - نصرت وقالوا لات حین مناص - تو رعب کے ساتھ مدد کیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا اے صدیق - تو مدد کیا گیا اور مخالفوں نے

مین درج ہے انما یعلمه بشر سورة النحل الجزو نمبر ۱۴ - اور پھر جب دیکھا کہ قُرآنِ شریف مین صرف قصّے ہی نہین بلکہ بڑے بڑے حقائق ہین تو پھر یہہ دوسری رائے ظاہر کی واعانه علیه قوم اٰخرون سورة الفرقان الجزو نمبر ۱۸ یعنے ایک بڑی جماعت نے مُتّفق ہوکر قُرآن شریف کو تالیف کیا ہے ایک آدمی کا کام نہین پھر جب قُرآنِ شریف مین اُنکو یہہ جواب دیا گیا کہ اگر قرآن کو کسی جماعت علما فضلا اور شعرا نے اکٹھے ہوکر بنایا ہے تو تم بھی کسی ایسی جماعت سے مدد لیکر قرآن کی نظیر بنا کر دکھلاؤ تا تمہارا سچا ہونا ثابت ہو تو پھر لاجواب ہوکر اس رائے کو بھی جانے دیا اور ایک تیسری رائے ظاہر کی اور وہ یہہ کہ قُرآن کو جِنّات کی مدد سے بنایا ہے یہہ آدمی کا کام نہین پھر خدا نے اِسکا جواب بھی ایسا دیا کہ جس کے سامنے وہ چون چرا کرنے سے عاجز ہو گئے جیسا فرمایا ہے -

---

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قُرآنِ شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر الله اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا - ساتوان مقصد قُرآن شریف کا ہریک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا اور تمام توفیق اور لُطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اُسی کی طرف سے قرار دینا اور اُن تمام اُمور مین اُسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا -

---

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کہا کہ اب گریز کی جگہ نہین یعنے امدادِ الٰہی اُس حد تک پہنچ جائیگی کہ مخالفون کے دل ٹوٹ جائینگے اور اُن کے دلون پر یاس مستولی ہوجائیگی اور حق آشکارا ہوجائیگا - وما کان الله لیترک حتی یمیز الخبیث من الطیب - اور خدا ایسا نہین ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث اور طیب مین صریح فرق نہ کرلے والله غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے - اذا جاء نصر الله والفتح وتمت کلمة ربک ھذا الذی کنتم به تستعجلون جب مدد اور فتح الٰہی آئیگی اور تیرے رب کی بات پوری ہوجائیگی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہرینگے کہ یہہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے - اردت

وما ھو علی الغیب بضنین وما ھو بقول شیطان رجیم فاین تذھبون قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا- سورہ بنی اسرائیل الجزو نمبر ۱۵

یعنے قرآن ہریک قسم کے اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہے اور اسقدر بتلانا جنات کا کام نہیں انکو کہدے کہ اگر تمام جن متفق ہوجائین اور ساتھہ ہی بنی آدم بھی اتفاق کرلین اور سب ملکر یہہ چاہین کہ مثل اس قرآن کے کوئی اور قرآن بنا دین تو اُنکی لئے ہرگز ممکن نہین ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائین

پھر جب اُن بدبختون پر اپنے تمام خیالات کا جھوٹ ہونا کُھل گیا اور کوئی بات بنتی نظر نہ آئی تو آخرکار کمال بیحیائی سے کمینہ لوگون کی طرح اس بات پر آگئے کہ ہر طرح پر اس تعلیم کو شایع ہونے سے روکنا چاہئیے جیسا اسکا ذکر قرآن شریف مین فرمایا ہے-

---

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراطِ مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اُسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دُعا اور تضرع سے اُسکو طلب کرین سو یہہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا- نوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا- دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا- یا جو راستہ ہو لکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑگئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین- جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہہ تمام مقاصد سورۂ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے-

---

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ان استخلف فخلقت آدم- انی جاعل فی الارض- یعنے مین نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنیکا ارادہ کیا سو مین نے آدم کو پیدا کیا- مین زمین پر کرنیوالا ہون یہہ اختصاری کلمہ ہے یعنے اُسکو قایم کرنیوالا ہون- اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مُراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہوسکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون. وقالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلھم یرجعون -

یعنے کافرون نے یہہ کہا کہ اِس قرآن کو مت سُنو اور جب تمہارے سامنے پڑہا جاوے تو تم شور ڈالدیا کرو تا شاید اِسی طرح غالب آجاؤ اور بعضون نے عیسائیون اور یہودیون مین سے یہہ کہا کہ یون کرو کہ اول صبح کے وقت جاکر قرآن پر ایمان لاؤ پہر شام کو اپنا ہی دین اختیار کرلو تا شاید اِس طور سے لوگ شک مین پڑ جائین اور دینِ اسلام کو چھوڑ دیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالبِ حق کے لیے ضروری ہے اور جو ترقیاتِ قُربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیاتِ قُربت کا شروع اُس نقطہ سیر سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزار کشی کو روا رکھ کر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدائیت کا قایم ہوکر روحانی پیدائش کی بُنیاد ڈالی جائے گو یا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہو۔ اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس مین روحانی سلسلہ کے قایم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت مین جبکہ اُس سلسلہ کا نام و نشان نہین۔ پہر بعد اِسکے اُس روحانی آدم کا روحانی مرتبہ بیان فرمایا اور کہا - دنی فتدلّی فکان قاب قوسین او ادنیٰ جب یہہ آئیتہ شریفہ جو قرآنِ شریف کی آئیت ہے الہام ہوئی تو اِسکے معنے کی تشخیص اور تعیین مین تامل تہا اور اسی تامل مین کچہہ خفیف سی خواب آگئی اور اُس خواب مین اِسکے معنے حل کئے گئے اِسکی تفصیل یہہ ہو کہ دنو سے مراد قُربِ الٰہی ہے اور قرب کسی حرکت مکانی کا نام نہین بلکہ اُسوقت انسان کو مقربِ الٰہی بولا جاتا ہے کہ جب وہ ارادہ اور نفس اور خلق اور تمام اضداد اور اغیار سے بکلّی الگ ہو کر طاعت اور محبتِ الٰہی مین سراپا محو ہو جاوے اور ہر یک ما سوا اللہ سے پوری دوری حاصل کر لیوے اور محبتِ الٰہی کے دریا مین ایسا ڈوبے کہ کچہہ اثر وجود اور انانیت کا باقی نہ رہے اور جب تک اپنی ہستی کے لوث سے مبرّا نہین اور بقا باللہ کے پیرایہ سے متحلی نہین تب تک اِس قُرب کی لیاقت نہین رکہتا اور بقا باللہ کا مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب خدا کی محبت ہی انسان کی غذا ہو جاوے اور ایسی حالت ہو جاوے کہ بغیر اُسکی یاد کے جی ہی نہین سکتا اور اُسکے غیر کا

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین اٰمنوا سبیلا اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا سورۃ النساء الجزو نمبر ۵۔

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ یہہ عیسائی اور یہودی جنہوں نے انجیل اور توریت کو کچھ ادہورا سا پڑہ لیا ہے ایمان انکا دیوتوں اور بتوں پر ہے اور مشرکوں کو کہتے ہیں کہ انکا مذہب جو بت پرستی ہے وہ بہت اچہا ہے اور توحید کا مذہب جو مسلمان رکہتے ہیں یہہ کچھ نہیں یہہ ہی لوگ ہیں جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور جسپر خدا لعنت کرے اُسکے لئے کوئی مددگار نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُن تمام نفسانی خواہشوں سے خالصاً للہ دست کش ہو جائے کہ جو اُسمیں اور اُسکے مولیٰ کریم میں جدائی ڈالتے ہیں اور اُسکے سونہہ کو خدا کی طرف سے پہر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کی طرف پہیرتے ہیں اور اُنکے خوفوں اور اُمیدوں میں گرفتار کرتے ہیں اور ترقیات کا اوسط درجہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

دل میں سما سا موت کی طرح دکہائی دے اور صریح مشہود ہو کہ وہ اُسی کے ساتھ جیتا ہے اور ایسا خدا کی طرف کہنچا جاوے جو دل اُسکا ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق اور اُسکے درد سے دردمند رہے اور ما سوا سے اِسقدر نفرت پیدا ہو جائے کہ گویا غیر اللہ سے اُس کی عداوت ذاتی ہے جن کی طرف میل کرنے سے بالطبع دکہہ اُٹہاتا ہے جب یہہ حالت متحقق ہوگی تو دل جو مورد انوار الٰہی ہے خوب صاف ہوگا اور اسماء اور صفات الٰہی کا اُسمیں انعکاس ہو کر ایک دوسرا کمال جو تدلّی ہے عارف کے لئے پیش آئیگا اور تدلّی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کر کے اُس ذات رحمان و رحیم کی طرح شفقتاً علی العباد عالم خلق کی طرف رجوع کرے اور چونکہ کمالات دنوّ کے کمالات تدلّی سے لازم ملزوم ہیں پس ترقی اُسیقدر ہوگی جسقدر دنوّ ہے اور دنوّ کی کمالیت اِسمیں ہے کہ اسماء اور صفات الٰہی کے عکوس کا سالک کے قلب میں ظہور ہو اور محبوب حقیقی بے شائبہ ظلّیت اور بے توہم حالیت و محلیت اپنے تمام صفات کاملہ کے ساتہہ اُسمیں ظہور فرمائے اور یہی استخلاف کی حقیقت اور روح اللہ کی نفخ کی ماہیت ہے اور یہی تخلق باخلاق اللہ کی اصل بنیاد ہے اور جبکہ تدلّی کی حقیقت کو تخلق باخلاق اللہ لازم ہوا اور کمالیت فی التخلق اِس بات کو چاہتی ہے کہ شفقت علی العباد اور اُنکے لئے بمقام نصیحت کہڑے ہونا اور اُنکی بہلائی کے لئے بدل وجان مصروف ہو جانا اِس

اب خلاصہ اِس تقریر کا یہہ ہے کہ اگر آنحضرت اُمّی نہ ہوتے تو مخالفینِ اسلام بالخصوص یہودی اور عیسائی جنکو علاوہ اعتقادی مخالفت کی یہہ بھی حسد اور بغض دامنگیر تھا کہ بنی اسرائیل مین سے رسول نہین آیا بلکہ اُنکے بھائیون مین سے جو بنی اسماعیل ہین آیا وہ کیونکر ایک صریح امر خلافِ واقعہ پاکر خاموش رہتے بلاشُبہ اُن پر یہہ بات بکمال درجہ ثابت ہو چکی تہی کہ جو کچھہ آنحضرت کے مونہہ سے نکلتا ہے وہ کسی اُمّی اور نا خواندہ کا کام نہین اور نہ دس بیس آدمیون کا کام ہے تب ہی تو وہ اپنی جہالت سے اعانت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کے لئے تکالیف اُٹہائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورتِ انعام مین ظاہر ہو جائین اور بجائے مُشقت کے لذّت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو۔ اور ترقیات کا اعلیٰ درجہ وہ ہر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

حد تک پُہنچ جاوے جسپر زیادت متصوّر نہین اِس لئے واصل تام کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر رو بخدا بھی ہو اور پھر کامل طور پر رو بخلق بھی پس وہ اُن دونون قوسون الوہیت وانسانیت مین ایک وتر کی طرح واقع ہے جو دونون سے تعلق کامل رکہتا ہے۔ اب خلاصہ کلام یہہ کہ وصول کامل کے لئے دنوّ اور تدلّی دونون لازم ہین دنوّ اُس قُربِ تام کا نام ہے کہ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے انسان کامل سیر الی اللہ سے سیر فی اللہ کے ساتھہ متحقّق ہو جائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل ناپدید ہو کر اور غرق دریائے بیچون وبیچگون ہو کر ایک جدید ہستی پیدا کرے جسمین بیگانگی اور دوئی اور جہل اور نادانی نہین ہے اور صبغۃ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسّر ہے اور تدلّی انسان کی اُس حالت کا نام ہے کہ جب وہ تخلّق باخلاق اللہ کے بعد ربّانی شفقتون اور رحمتون سے رنگین ہو کر خدا کے بندون کی طرف اصلاح اور فائدہ رسانی کے لئے رجوع کرے پس جاننا چاہئے کہ اِس جگہ ایک ہی دل مین ایک ہی حالت اور نیّت کے ساتھہ دو قسم کا رجوع پایا گیا ایک خدا تعالیٰ کی طرف جو وجودِ قدیم ہے اور ایک اُسکے بندون کی طرف جو وجودِ محدث ہے۔ اور دونون قسم کا وجود یعنے قدیم اور حادث ایک دائرہ کی طرح ہے جسکی طرف اعلیٰ وجوب اور طرف اسفل امکان ہے اب اُس دائرہ کے درمیان مین انسان کامل بوجہ دنوّ اور تدلّی کی دونون طرف سے اتصال محکم کر کے یون مثالی طور پر صورت پیدا کر لیتا ہے جیسے ایک

علیہ قوم اخرون کہتے تہے اور جو اُن مین سے دانا اور واقعی اہل علم تہے وہ بخوبی معلوم کر چکے تہے کہ قرآن انسانی طاقتون سے باہر ہے اور اُن پر یقین کا دروازہ ایسا کُہل گیا تھا کہ اُنکے حق مین خدا نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے اُس نبی کو ایسا شناخت کرتے ہین کہ جیسا اپنے بیٹون کو شناخت کرتے ہین اور حقیقت مین یہہ دروازہ یقین اور معرفت کا کچہہ اُنکے لئے ہی نہین کُہلا بلکہ اِس زمانہ مین بھی سب کے لئے کُہلا ہے کیونکہ قرآنِ شریف کی حقانیت معلوم کرنیکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سالک اِسقدر خدا اور اُسکے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اُسکا تمام اپنا عین دا ثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الٰہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اُسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جیسے سالک مین اور اُسکی نفسانی خواہشون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

دتر دائرہ کے دو قوسون مین ہوتا ہے یعنے حق اور خلق مین واسطہ ٹہرجاتا ہے پہلے اُسکو دنو اور قُرب الٰہی کی خلعت خاص عطا کیجاتی ہے اور قُرب کے اعلیٰ مقام تک صعود کرتا ہے اور پہر خلقت کی طرف اُسکو لایا جاتا ہے پس اُسکا وہ صعود اور نزول دو قوس کی صورت مین ظاہر ہو جاتا ہے اور نفس جامع التعلقین انسان کامل کا اُن دونون قوسون مین قاب قوسین کی طرح ہوتا ہے اور قاب عرب کے محاورہ مین کمان کے چلہ پر اطلاق پاتا ہے پس آیت کے بطور تحت اللفظ یہہ معنے ہوئے کہ نزدیک ہوا یعنے خدا سے پہر اُترا یعنے خلقت پر پس اپنے اِس صعود اور نزول کی وجہ سے دو قوسون کے لئے ایک ہی وتر ہوگیا اور چونکہ اُسکا رد بخلق ہونا چشمۂ صافیہ تخلق باخلاق اللہ سے ہے اِس لئے اُسکی توجہ بمخلوق توجہ بخالق کے عین ہے یا یون سمجہو کہ چونکہ مالکِ حقیقی اپنی نہایت شفقت علی العباد کی وجہ سے اِسقدر بندون کی طرف رجوع رکہتا ہے کہ گویا وہ بندون کے پاس ہی خیمہ زن ہے پس جبکہ سالک سیر الی اللہ کرتا کرتا اپنی کمال سیر کو پہنچ گیا تو جہان خدا تہا وہین اُسکو لوٹ کر آنا پڑا پس اِس کمال دنو یعنے قُربِ تام اُسکی تدلّی یعنے ہبوط کا موجب ہوگیا۔ یحیی الدین ولقیم الشریعۃ۔ زندہ کریگا دین کو اور قایم کریگا شریعت کو۔ یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنے نجات

لئے اب بہی وہی معجزاتِ قرآنیہ اور وہی تاثیراتِ فرقانیہ اور وہی تائیداتِ غیبی اور وہی آیات لاریبی موجود ہین جو اُس زمانہ مین موجود تہی خدا نے اِس دینِ قویم کو قایم رکہنا تہا اِس لئے اِسکی سب برکات اور سب آیات قایم رکہی اور عیسائیون اور یہودیون اور ہندوٗن کے ادیانِ مُحرّفہ اور باطلہ اور ناقصہ کا استیصال منظور تہا اِس جہت سے اُنکے ہاتہہ صرف قصّے ہی قصّے رہ گئے اور برکتِ حقانیت اور تائیدات سماویہ کا نام ونشان رہا - اُنکی کتابین ایسے نشان تبلارہی ہین جن کے ثبوت کا ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین نہائت درجہ کا بُعد ڈال دیا ہے انعکاسِ ربّانی ذات اور صفات کا نہائت صفائی سے دکہائی دے - اِس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون کے باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ اُنہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوفِ مشتبہ کے وہوکہ سے کہ جو سلوکِ ناتمام

حقیقی کو وسایل مین داخل ہوجاوین نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجہہ مین پہونک دی ہے - اِس آیت مین بہی روحانی آدم کا وجہ تسمیہ بیان کیا گیا یعنے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بلاتوسط اسباب ہے ایسا ہی روحانی آدم مین بلاتوسّطِ اسباب ظاہر یہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پہر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراض خاصہ اُمتِ محمدیّہ کو یہہ نعمت عطا کیجاتی ہے اور اِن کلمات مین بہی جسقدر پیش گوئیان ہین وہ ظاہر ہین پہر بعد اِسکے فرمایا نُصِرتَ و قالوا لات حین مناص - تو مدد دیا گیا اور اُنہون نے کہا کہ اب کوئی گریز کی جگہ نہین - ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ - جن لوگون نے کفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے اُنکا ایک مرد فارسی الاصل نے رد لکہا ہے اُسکی سعی کا خدا شاکر ہے - کتاب الولی ذوالفقار علی - ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے یعنے مخالف کو نیست و نابود کرنیوالی ہے اور جیسے علی کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکون مین نمایان کار دکہلائے تہے ایسا ہی یہہ بہی دکہلائیگی اور یہہ بہی ایک پیش گوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیمہ اور برکاتِ عمیمہ پر دلالت کرتی ہے پہر بعد اِسکے فرمایا ولو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنے زمین سے بالکل اُٹھہ جاتا تب بہی شخص مقدم الذکر اُسکو پالیتا یکاد زیتہ یضیئ

ذرا نشان اُنکے ہاتھہ مین نہین صرف گذشتہ قصون کا حوالہ دیا جاتا ہے مگر قرآن شریف ایسے نشان پیش کرتا ہے جنکو ہریک شخص دیکھہ سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ولو لم تمسسہ نار۔ عنقریب ہے کہ اُسکا تیل خود بخود روشن ہو جاتا اگرچہ آگ اُسکو چھو بھی نہ جائے۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ واستیقنتھا انفسھم وقالوا لات حین مناص فبما رحمۃ من اللہ لنت علیھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال۔ کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ ساری جماعت بہاگ جائیگی اور پیٹھہ پہیر لین گے اور جب یہہ لوگ کوئی نشان دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دل اُن نشانون پر یقین کر گئے ہین اور دلون مین اُنہون نے سجھہ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہہ نہین اور یہہ خدا کی رحمت ہے کہ تو اُن پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھہ سے الگ ہو جاتے اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکہتے جن سے پہاڑ جنبش مین آجاتے۔ یہہ آیات اُن بعض لوگون کے حق مین بطور الہام القا ہوئین جنکا ایسا ہی خیال اور حال تہا اور شاید ایسے ہی اَور لوگ بہی نکل آوین جو اس قسم کی باتین کرین اور بدرجۂ یقین کامل پہنچکر پہر منکر رہین۔ پہر بعد اسکے فرمایا انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا۔ یعنے ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتہہ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تہی۔ کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھہ خدا نے چاہا تہا وہ ہونا ہی تہا۔ یہہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اِس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث مندرجہ بالا مین اشارہ فرما چکے ہین اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس مین اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات مین درج ہو چکا ہے۔ اور فرقانی اشارہ اِس آیت مین ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ

تمہیدِ ہشتم - جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے وہ حقیقت مین اُس نبی متبوع کا معجزہ ہے جسکی وہ اُمت ہے - اور یہہ بدیہی اور ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ا ا کہ قادرِ مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عائد نہین ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے - کیا انسان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اِس دُنیا مین تشریف لائینگے تو اُنکے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پھیل جائیگا۔
لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہین اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادمِ دین تھا اور اُسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سے ہے کہ جو سیّد الرسل اور سب رسولون کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہین تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم سو چونکہ اِس عاجز کو حضرتِ مسیح سے مشابہت تامہ ہے اِس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی مین ابتدا سے اِس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرتِ مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو - اور اگرچہ دینِ اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اُسکے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہین لیکن اِس غلبہ کا مختلف فرقون اور قومون پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کُھل جانے راہون کے تمام دُنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم مین داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمامتر سہولت وہ سائل پیش کرتا ہو

کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت سے وابستہ ہے اور بدون متابعت کے وہ ظہور مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جسکی روحانی ترقیات کے لئے اِسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اُس ذات جامع
کمالِ تام سے مشابہ یا اُسکا عین ہو سکتا ہے جسکے لئے کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہین ہم کیا جسکی ہستی فانی
اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو سو اب وہی زمانہ ہے کیونکہ
بباعث کہل جانے راستون اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک ملک کے دوسرے
مُلک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آگیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک وریل وتار وجہاز ووسائل متفرقہ
اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیان ہو گئی ہین غرض بلاشُبہ اب وہ وقت
پہنچگیا ہے کہ جس مین تمام دُنیا ایک ہی مُلک کا حکم پیدا کرتی جاتی ہے اور بباعث شایع اور رایج ہونے
کئی زبانون کے تفہیم تفہم کے بہت سے ذریعے نکل آئے ہین اور غیریت اور اجنبیت کی مشکلات سے بہت
سی سبکدوشی ہو گئی ہے اور بوجہ میل ملاپ دائمی اور اختلاط شبا روزی کی وحشت اور نفرت بھی کہ
جو بالطبع ایک قوم کو دوسری قوم سے تہی بہت سی گہٹ گئی ہے چنانچہ اب ہندو بھی جنکی دُنیا ہمیشہ ہمالہ پہاڑ
کے اندر ہی اندر تہی اور جنکو سمندر کا سفر کرنا مذہب سے خارج کر دیتا تھا لنڈن اور امریکہ تک سیر کر آتے
ہین خلاصہ کلام یہہ کہ اِس زمانہ مین ہریک ذریعہ اشاعتِ دین کا اپنی وسعتِ تامہ کو پہنچ گیا ہے اور گو دُنیا
پر بہت سی ظُلمت اور تاریکی چہا رہی ہے مگر پہر بھی ضلالت کا دورہ اختتام پر پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور گمراہی
کا کمال رو بزوال نظر آتا ہے کچہہ خدا کی طرف سے ہی طبایع سلیمہ صراطِ مستقیم کی تلاش مین لگ گئے ہین اور
نیک اور پاکیزہ فطرتین طریقہ حقہ کے مناسب حال ہوتی جاتی ہین اور توحید کے قُدرتی جوش نے مستعد دلون
کو وحدانیت کے چشمۂ صافی کی طرف مائل کر دیا ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودہ ہونا دانشمند لوگون
پر کُہلتا جاتا ہے اور مصنوعی خدا پہر دوبارہ عقلمندون کی نظر مین انسانیت کا جامہ پہنتے جاتے ہین اور باہمہ
آسمانی مدد دینِ حق کی تائید کے لئے ایسے جوش مین ہین کہ وہ نشان اور خوارق جن کی سماعت سے عاجز
اور ناقص بندے خدا بنائے گئے تہے اب وہ حضرت سید الرُسل کے ادنیٰ خادمون اور چاکرون سے

آ ہی نہین سکتا تو بہ بداہت ثابت ہے کہ اگرچہ وہ امر بظاہر صورت کسی تابع سے ظہور مین آیا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہو سکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ و تعالٰی عما یصفون۔ بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے اور اسقدر ذات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مشہود اور محسوس ہو رہے ہین اور جو پہلے زمانہ کے بعض نبی صرف اپنے حواریون کو چھپ چھپ کر کچھہ نشان دکہلاتے تہے اب وہ نشان حضرت سید الرسل کے احقر توابع سے دشمنون کے روبرو ظاہر ہوتے ہین اور اُنہین دشمنون کی شہادتون سے حقیتِ اسلام کا آفتاب تمام عالم کے لئے طلوع کرتا جاتا ہے ماسوا اِسکے یہہ زمانہ اشاعتِ دین کے لئے ایسا مددگار ہے کہ جو امر پہلے زمانون مین سو سال تک دُنیا مین شائع نہین ہو سکتا تہا اب اِس زمانہ مین وہ صرف ایک سال مین تمام مُلکون مین پہیل سکتا ہے اِس لئے اسلامی ہدایت اور ربّانی نشانون کا نقارہ بجانے کے لئے اِسقدر اس زمانہ مین طاقت و قوّت پائی جاتی ہے جو کسی زمانہ مین اُس کی نظیر نہین پائی جاتی صدہا وسائل جیسے ریل و تار و اخبار وغیرہ اسی خدمت کے لئے ہر وقت طیار ہین کہ تا ایک مُلک کے واقعات دوسرے مُلک مین پہنچاوین سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دینِ اسلام کے دلائل حقیت کا تمام دُنیا مین پہیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تہا اور یہی باسامان زمانہ اِس مہمانِ عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کُل الوجوہ اسباب مہیا رکہتا ہے پس خداوند تعالٰی نے اِس احقر عباد کو اِس زمانہ مین پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقایق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائلِ عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر مُلک مین شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے اور اِسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اِس عاجز کو یہہ توفیق دی کہ اتماماً للحجۃ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتہہ شامل کیا گیا اور دشمنون اور مخالفون کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور اُنکے معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لا جواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اِس عاجز کو عطا فرمائے ہین وہ امم سابقہ مین سے آجتک کسی کو عطا نہین فرمائے اور جو کچھہ اِس بارے مین توفیقاتِ غیبیہ اِس عاجز کو

لیکن درحقیقت مظہر اُس امر کا نبی متبوع ہے جس کی متابعت سے ظہور اُسکا مشروط ہے اور سِرّ اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُس سے قریب ہو جاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اُسکو اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جو اُسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہر یک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغایرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اور اُسمین اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

دی گئی ہین وہ اُن مین سے کسیکو نہین دی گئین - ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء سو چونکہ خداوندِ کریم نے اسبابِ خاصّہ سے اِس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ مین اِس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہائت ہی معین و مددگار ہے اِس لئے اُس نے اپنے تفضّلات و عنایات سے یہہ خوشخبری بہی دی ہے کہ روزِ ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آئت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آئت والله متم نوره کا روحانی طور پر مصداق یہہ عاجز ہے اور خدا تعالیٰ اُن دلائل و براہین کو اور اُن سب باتون کو کہ جو اِس عاجز نے مخالفون کے لئے لکہے ہین خود مخالفون تک پہنچا دیگا اور اُنکا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دُنیا مین ظاہر کر کے مفہوم آئت متذکرہ بالا کا پورا کر دیگا فالحمد لله على ذٰلك - پہر بعد اِسکے جو الہام ہے وہ یہہ ہے صل على محمد و آل محمد سيد ولد آدم وخاتم النبيين اور درود بہیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹون کا اور خاتم الانبیا ہے صلی اللہ علیہ وسلّم یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اُسی کی طفیل سے ہین اور اُسی سے محبّت کرنے کا یہہ صلہ ہے - سبحان اللہ اُس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیّت مین کیا ہی اعلیٰ مراتب ہین اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُسکا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُسکا خادم ایک دُنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے

ہیچ محبوبی نماند ہمچو یارِ دلبرم مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم آن کجا روے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب وآن کجا باغے کہ دارد بہارِ دلبرم

اِس مقام مین مجہہ کو یاد آیا کہ ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑہا کہ دل و جان اُس سے معطر ہو گیا اُسی رات خواب مین دیکہا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکین اِس عاجز کے مکان مین لئے آتے ہین اور ایک نے اُن مین سے کہا کہ یہہ وہی برکات ہین جو تو نے محمدؐ کی طرف بہیجی تہی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور ایسا ہی عجیب ایک اَور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جسکے معنی یہہ تہے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت مین ہین یعنے ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش مین ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کے تعین ظاہر نہین

بات کا کہ کیوں معجزہ نبی کا دوسرے کے توسط سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے یہہ ہے کہ جب ایک شخص

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بھی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اُسمین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ما سوی اللہ کے ساتھ عداوت ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت ہی ہو جائے غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اُسکے غیر سے عداوت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہوئی اِس لئے وہ اختلاف مین ہے اسی اثنا مین خواب مین دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہین اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا هذا رجل یحب رسول اللّٰہ یعنے یہہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اِس قول سے یہہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اِس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اِس شخص مین متحقق ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا مین جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اسمین بھی یہی سر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی مین محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین مین داخل ہوتا ہے وہ انہین طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف مین اُنکا وارث ٹھہرتا ہے اِس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری مین ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیون کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت مین پانو کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اُسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے اُن مین سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اِس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھہ لیا پھر بعد اِسکے ایک کتاب مجھہ کو دی گئی جسکی نسبت یہہ بتلایا گیا کہ یہہ تفسیر قرآن ہے جسکو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھہ کو دیتا ہے فالحمد للہ علی ذالک پھر بعد اِسکے یہہ الہام ہوا انک علی صراط مستقیم۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلین۔ تو سیدھی راہ پر ہے پس جو حکم کیا جاتا ہے اُسکو کھول کر سُنا اور جاہلون سے کنارہ کر۔ وقالوا لولا نزل علی رجل من قریتین عظیم۔ وقالوا انی لک هذا۔ ان هذا لمکر مکرتموہ

وہی امر بجا لاتا ہے کہ جو اُسکے شارع نے فرمایا ہے اور اُس امر سے پرہیز کرتا ہے کہ جو اُسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اُس مقصد کے حصول سے وہ لذّت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقّی میں خدا سے موافقت تامہ اور اُسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہو جاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت میں چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ انفکاک الشئی عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اُسمیں انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فی المدینۃ ینظرون الیک وھم لا یبصرون اور کہینگے کہ کیون نہیں یہہ افترا کسی بڑے عالم فاضل پر اور شہرون مین سے اور کہینگے کہ یہہ مرتبہ تجہہ کو کہان سے ملا یہہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر مین باہم ملکر بنالیا ہے تیری طرف دیکھتے ہین اور نہین دیکھتے یعنی تو اُنہین نظر نہین آتا تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزیّن لھم الشیطان ہمین اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجہہ سے پہلی اُمتِ محمدیہ مین کئی اولیاء کامل بھیجے پر شیطان نے اُنکی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا یعنی طرح طرح کی بدعات مخلوط ہوگئین اور سیدھا قرآنی راہ اُن مین محفوظ نہ رہا۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ واعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ ومن کان للہ کان اللہ لہ۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو سو میری پیروی کرو یعنے اتباعِ رسول مقبول کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے اور یہہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہے اور جو شخص خدا کے لئے ہو جائے خدا اُسکے لئے ہو جاتا ہے کہہ اگر مین نے یہہ افترا کیا ہے تو میرے پر جُرم شدید ہے۔ انک الیوم لدینا مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدّنیا والدّین۔ وانک من المنصورین آج تو میرے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دُنیا اور دین مین ہے اور تو مدد دیا گیا ہے یحمدک اللہ ویمشی الیک خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ الا ان نصر اللہ قریب خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے بندہ کو رات کے وقت مین سیر کرایا یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ مین جو رات سے مشابہ ہے مقاماتِ معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا خلق اٰدم فاکرمہ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُسکا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء جری اللہ نبیون کی حُلّون مین۔ اِس فقرہ الہامی کے یہہ معنی ہین کہ منصب ارشاد اور ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونیکا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور اُنکے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہہ حُلّہ انبیاء اُمتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہہ لوگ اگرچہ نبی نہین پر نبیون کا کام اُنکو سپرد کیا جاتا ہے وکنتم علیٰ شفا حفرۃ فانقذکم منھا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تمکو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا عسیٰ ربکم

شارع نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُسکے شارع نے دی ہے تو وہ اِس صورت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجہ یہہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچھہ رگ وریشہ ظُلم کا اُسمین باقی ہے کیونکہ اُس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہین کیا اور تقاضا تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہان تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُسکا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافرون کے لئے قیدخانہ بنا رکھا ہے۔ یہہ آیت اِس مقام مین حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنے اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہین کرینگے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کُھل گیا ہے اُس سے سرکش رہین گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال مین لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کی ساتھہ دُنیا پر اُترینگے اور تمام راہون اور سڑکون کو خس و خاشاک سے صاف کردین گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہیگا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کردیگا۔ اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اُسوقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حُجت کریگا اب بجائے اُسکے جلالی طور پر یعنے رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے تو بوا واصلحوا والی اللّٰہ توجھوا وعلی اللّٰہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کُفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھہ اُس سے مدد چاہو کیونکہ نیکیون سے بدیان دور ہو جاتی ہین۔ بشریٰ لک یا احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ غرست کرامتک بیدی۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھہ ہے مین نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھہ سے لگایا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔ مومنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھین نامحرمون سے بند رکھین اور اپنی ستر گاہون کو اور کانون کو نالائق اُمور سے بچاوین یہی اُنکی پاکیزگی کے لئے ضروری اور لازم ہے۔ یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہریک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضا کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اُسکی پاکیزگی کا مدار ہے۔

مین بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ واری مین جا پڑتا ہے پس اگر شارع طبیب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہاتھہ ہو گیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُسکا پاؤن ہو گیا جس سے وہ چلتا ہے تو پہر کوئی ظُلم اُسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون

اب سمجھنا چاہئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

چشم و گوش و دیدہ بند ای حق گزین ✤ یاد کُن فرمانِ قُل للمؤمنین ✤ خاطرِ خود زین و آن یکسر برآر ✤ تا شود بر خاطرت حق آشکار
زیر پا کُن دلبرانِ این جہان ✤ تا نماید چہرۂ آن محبوبِ جان ✤ کاملانِ حق اندہم زیر زمین ✤ تو بگور ہی با حیاتِ این چنین
سالہا باید کہ خونِ دل خوری ✤ تا بکوئے دلستانی رہ بری ✤ کی بآسانی رہے مکشاید ت ✤ صد جنون باید کہ تا ہوش آیدت

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اور جب تجہہ سے میرے بندے میرے بارے مین سوال کرین تو مین نزدیک ہون دُعا کرنیوالے کی دُعا قبول کرتا ہون اور مین نے تجھے اِس لئے بہیجا ہے کہ تا سب لوگون کے لئے رحمت کا سامان پیش کرون۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ۔ وکان کیدھم عظیما۔ اور جو لوگ اہل کتاب اور مُشرکون مین سے کافر ہو گئے ہین یعنے کفر پر سخت اصرار اختیار کرلیا ہے وہ اپنے کُفر سے بجز اسکے باز آنیوالے نہین تہے کہ اُنکو کُہلی نشانی دکہلائی جاتی اور اُنکا مکر ایک بہارا مکر تہا۔ یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے آیات سماوی اور دلائل عقلی سے اِس عاجز کے ہاتھہ پر ظاہر کیا ہے وہ اتمام حُجت کے لئے نہایت ضروری تہا اور اِس زمانہ کے سیاہ باطن جنکو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کہا لیا ہے ایسے نہین تہے جو بجز آیات صریحہ و براہین قطعیہ اپنے کُفر سے باز آجاتے بلکہ وہ اُس مکر مین لگے ہوئے تہے کہ تا کسی طرح باغ اسلام کو صفحۂ زمین سے نیست و نابود کردین۔ **اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دُنیا مین اندھیر پڑ جاتا۔** یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے جو دُنیا کو ان آیات بینات کی نہایت ضرورت تہی اور دُنیا کے لوگ جو اپنے کُفر اور خُبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے ہین وہ بجز اِس آسمانی دوا کے جو حقیقت مین حق کے طالبون کے لئے آبِ حیات تہی تندرستی حاصل نہین کرسکتے تہے۔ واذا قیل لھم لا تفسدوا

حاذق کی طرح ٹہیک ٹہیک صراطِ مستقیم کا رہنما ہے اور وہ مبارک کتاب لایا ہے جسمین تشخص پیرو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی در عایت ایجاز خوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اول قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم - کیونکہ ہر یک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہِ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امورِ مالوفہ اور معتادہ کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فی الارض قالوا انما نحن مصلحون - الا انھم ھم المفسدون - قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب - اور جب اُنکو کہا جائے کہ تم زمین مین فساد مت کرو اور کفر اور شرک اور بد عقیدگی کو مت پہیلاؤ تو وہ کہتے ہین کہ ہمارا ہی راستہ ٹہیک ہے اور ہم مفسد نہین ہین بلکہ مصلح اور ریفارمر ہین خبردار رہو یہی لوگ مفسد ہین جو زمین پر فساد کر رہے ہین کہہ مین شرِ مخلوقات کی شرارتون سے خدا کی ساتہہ پناہ مانگتا ہون اور اندہیری رات سے خدا کی پناہ مین آتا ہون - یعنے یہہ زمانہ اپنے فسادِ عظیم کے رو سے اندہیری رات کی مانند ہے سو الٰہی قوتین اور طاقتین اس زمانہ کی تنویر کے لئے درکار ہین انسانی طاقتون سے یہہ کام انجام ہونا محال ہے انی ناصرك - انی حافظك - انی جاعلك للناس اماما - اکان للناس عجبا - قل ھو اللہ عجیب - یجتبی من یشاء من عبادہ - لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون - وتلك الایام نداولھا بین الناس - مین تیری مدد کرونگا - مین تیری حفاظت کرونگا - مین تجہے لوگون کے لئے پیش رو بناؤنگا - کیا لوگونکو تعجب ہوا کہہ خدا ذوالعجائب ہے ہمیشہ عجیب کام ظہور مین لاتا ہے - جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے چُن لیتا ہے وہ اپنے کامون سے پوچہا نہین جاتا کہ ایسا کیون کیا اور لوگ پوچہے جاتے ہین - اور ہم یہہ دن لوگون مین پہیرتے رہتے ہین یعنے کبہی کسی کی نوبت آتی ہے اور کبہی کسی کی اور عنایاتِ الٰہیہ نوبت بہ نوبت اُمتِ محمدیہ کے مختلف افراد پر وارد ہوتے رہتے ہین - وقالوا انی لك ھذا - وقالوا ان ھذا الا اختلاق - اذا نصر اللہ المؤمن جعل لہ الحاسدین فی الارض - فالنار موعدھم - قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون - اور کہین گے کہ یہہ تجہہ کو کہان سے اور یہہ تو ایک بناوٹ ہے - خدا تعالیٰ جب مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر کئی اُسکے حاسد بنا دیتا ہے سو جو لوگ حسد پر اصرار کرین اور باز نہ آوین تو جہنم اُنکا وعدہ گاہ ہے - کہہ یہہ سب کاروبار خدا کی طرف سے ہین پہر اُنکو چہوڑ دے تا اپنے بیجا خوض مین کہیلتے رہین - تلطف بالناس وترحم علیھم انت فیھم

کی امراض روحانی کا علاج ہے اور اُسکی علمی اور عملی تکمیل کے لئے پورا سامان موجود ہے - اور پھر اُسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک لخت چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشوں کو جو ایک عمر سے عادت ہو چکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہر یک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھ کر سیدھا خدا کی طرف رُخ کر لینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جب تک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چھوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بمنزلۃ موسیٰ واصبر علیٰ ما یقولون - لوگون کے ساتھہ رفق اور نرمی سے پیش آ اور اُن پر رحم کر تو اُن مین بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور اُنکی باتون پر صبر کر - حضرت موسیٰ بُردباری اور علم مین بنی اسرائیل کے تمام نبیون سے سبقت لیگئے تھے اور بنی اسرائیل مین نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہین ہوا جو حضرت موسیٰ کی مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ مین سب اسرائیلی نبیون سے بہتر اور فائق تر تھے جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت مین لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگون سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بُردبار تھا سو خدا نے توریت مین موسیٰ کی بردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیون مین سے کسی کی تعریف مین یہہ کلمات بیان نہین فرمائے ہان جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف مین ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیون مین متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرمایا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم - تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھہ جس چیز کی تعریف کیجائے وہ عرب کے محاورہ مین اُس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہہ مطلب ہوگا کہ جہانتک درختون کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت مین حاصل ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہانتک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہین وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی مین موجود ہین سو یہہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہین اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہین پہنچ سکتا - یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ تجھے معطر کیا اور چونکہ اُمت محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ہین اس لئے الہام متذکرہ بالا مین اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰ سے دی گئی اور یہہ تمام برکات حضرت سید الرسل کے ہین جو

پیرو نے بغیر کسی اعراض صوری یا معنوی کے اُن تعلیمات کو بصدقِ دل قبول کر لیا ہے تو جو کچھہ انوار

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا جسم اِس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ کا نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اُسکا فعل اور ارادت اور روبخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے توں توں پیدائشِ روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہو جاتی ہے تو وجودِ ثانی کی خلعت عطا کیجاتی ہے اور ثم انشاناہ خلقا اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادرِ مطلق کے ممکن نہین اِس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنے اھدنا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خداوند کریم اُسکی عاجز اُمت کو اپنے کمال لطف اور احسان سے ایسے ایسے مخاطباتِ شریفہ سے یاد فرماتا ہے اللھم صل علی محمد وآل محمد - پہر بعد اِسکے یہہ الہامی عبارت ہے - واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفہاء الا انھم ھم السفہاء ولکن لا یعلمون - ویحبون ان تدھنون - قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون - قیل ارجعوا الی اللہ فلا ترجعون - وقیل استحوذوا فلا تستحوذون - ام تسئلھم من خرج فھم من مغرم مثقلون بل اتیناھم بالحق فھم للحق کارھون - سبحانہ وتعالی عما یصفون - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون - یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا - ولا یخفی علی اللہ خافیہ - ولا یصلح شیئ قبل اصلاحہ - ومن رد من مطبعہ فلا مرد لہ اور جب اُنکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہین تو وہ کہتے ہین کہ کیا ہم ایسا ہی ایمان لاوین جیسے بیوقوف ایمان لائے ہین خبردار ہو وہی بیوقوف ہین مگر جانتے نہین - اور یہہ چاہتے ہین کہ تم اُن سے مداہنہ کرو کہہ اے کافرو مین اُس چیز کی پرستش نہین کرتا جسکی تم کرتے ہو تمکو کہا گیا کہ خدا کی طرف رجوع کرو سو تم رجوع نہین کرتے اور تمکو کہا گیا جو تم اپنے نفسون پر غالب آجاؤ سو تم غالب نہین آتے - کیا تو اِن لوگون سے کچھہ مزدوری مانگتا ہے پس وہ اِس تاوان کی وجہ سے حق کو قبول کرنا ایک پہاڑ سمجھتے ہین بلکہ اُنکو مُفت حق دیا جاتا ہے اور وہ حق سے کراہت کر رہے ہین - خدا تعالی اُن عیبون سے پاک و برتر ہے جو وہ لوگ اُسکی ذات پر لگاتے ہین - کیا یہہ لوگ یہہ سمجھے ہین کہ بے امتحان کئے صرف زبانی ایمان کے دعوی سے چھوٹ جاوینگے - چاہتے ہین جو ایسے کامون سے تعریف کیجاوین جنکو اُنہون نے کیا نہین اور خدا تعالی سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہین اور جب تک وہ کسی شے کی اصلاح نہ کرے اصلاح نہین ہو سکتی - اور جو شخص اُسکے مطبع سے رد کیا جائے

جو آثار بعد متابعت کامل کے مترتّب ہونگے وہ حقیقت مین اُس نبی متبوع کے فیوض ہین سوا اِسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہمکو راہِ راست پر قائم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش۔ اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہائت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کی طرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اُس موت کو قبول کر لیا تو پہر بعد اسکے کوئی ایسی سخت موت نہین اور خدا اِس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پہر اُسکو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اُسکو کوئی واپس نہین لا سکتا۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ لا تقف مالیس لک بہ علم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ عبد غیر صالح۔ انما انت مذکر وما انت علیھم بمسیطر۔ کیا تو اسی غم مین اپنے تئین ہلاک کر دیگا کہ یہہ لوگ کیون ایمان نہین لاتے۔ جس چیز کا تجہے علم نہین اُسکے پیچہے مت پڑ اور اُن لوگون کے بارے مین جو ظالم ہین میرے ساتہہ مخاطبت مت کر وہ غرق کیےجائینگے۔ اے ابراہیم اِس سے کنارہ کر یہہ صالح آدمی نہین تو صرف نصیحت دہندہ ہے ان پر داروغہ نہین۔ یہہ چند آیات جو بطورِ الہام القا ہوئی ہین بعض خاص لوگون کے حق مین ہین پہر آگے اِسکے یہہ الہام ہے واستعینوا بالصبر والصلوۃ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔ اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتہہ مدد چاہو اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اِس جگہ مقامِ ابراہیم سے اخلاقِ مرضیہ و معاملہ باللہ مُراد ہے یعنے محبتِ الٰہیہ اور تفویض اور رضا اور وفا یہی حقیقی مقام ابراہیم کا ہے جو اُمتِ محمدیہ کو بطور تبعیت و وراثت عطا ہوتا ہے اور جو شخص قلبِ ابراہیم پر مخلوق ہے اُسکی اتباع بہی اسی مین ہے۔ یظل ربک علیک ویغیثک ویرحمک۔ وان لم یعصمک الناس فیعصمک اللہ من عندہ۔ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس۔ خدا تعالیٰ اپنی رحمت کا تجہہ پر سایہ کریگا اور نیز تیرا فریادرس ہوگا اور تجہہ پر رحم کریگا۔ اور اگر تمام لوگ تیری بچانیسے دریغ کرین مگر خدا تجہے بچائیگا۔ اور خدا تجہے ضرور اپنی مدد سے بچائیگا اگرچہ تمام لوگ دریغ کرین یعنی خدا تجہے آپ مدد دیگا اور تیری سعی کے ضایع ہونیسے تجہے محفوظ رکہیگا اور اُسکی تائیدین تیرے شاملِ حال رہنگی۔ واذ یمکر بک الذی کفر۔ اوقد لی یا ھامان لعلی اطّلع الی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ یاد کر جب منکر نے بغرض کسی مکر کے اپنے رفیق کو کہا کہ کسی فتنہ یا آزمائش کی آگ بہڑکا تا مین موسیٰ کے خدا پر یعنی اِس شخص کے خدا پر مطلع ہو جاؤن کہ کیونکر وہ اُسکی مدد کرتا ہے اور اُسکے ساتہہ ہے یا نہین کیونکہ مین سمجہتا ہون کہ یہہ جہوٹا ہے۔ یہہ کسی واقعہ آئندہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو بصورت گذشتہ بیان کیا گیا ہے۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابک فمن اللہ۔ ابولہب کے دونون ہاتہہ ہلاک ہو گئے اور وہ بہی ہلاک ہوا اور اُسکو لائق نہ تہا کہ اِس کام مین بجز

سو اسی جہت سے اگر ولی سے کوئی امر خارق عادت ظاہر ہو تو اُس نبی متبوع کا معجزہ ہوگا۔ اب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہاوے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلی شکست پہنچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خودروی کے فعل سے بکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جسمین انسانی کوششون کا بہت کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

خائف اور ترسان ہونے کے یونہی دلیری سے داخل ہوجاتا اور جو تجہہ کو پہنچے وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہہ کسی شخص کے شر کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ تحریر یا بذریعہ کسی اور فعل کے اُس سے ظہور مین آوے واللہ اعلم بالصواب۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ الا انہا فتنة من اللہ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ اِس جگہ فتنہ ہے پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگون نے صبر کیا ہے خبردار ہو یہہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے اُس خدا کی محبت جو نہائیت عزت والا اور نہائیت بزرگ ہے وہ بخشش جسکا کبہی انقطاع نہین۔ شاتان تذبحان وکل من علیہا فان۔ دو بکریان ذبح کیجائینگی اور زمین پر کوئی ایسا نہین جو مرنے سے بچ جائیگا یعنے ہریک کے لئے قضا و قدر درپیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہین کوئی چار روز پہلے اس دُنیا کو چہوڑ گیا اور کوئی پیچہے اُسے جا ملا۔ ہمین مرگ است کز یاران بہ شد دردے یاران را ✣ بیکدم می کند وقت خزان فصل بہاران را ✣ ولا تہنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ الم تعلم ان اللہ علٰی کل شیء قدیر۔ وجئنا بک علٰی ھٰؤلاء شہیدا اور سست مت ہو اور غم مت کرو کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین ہے کیا تو نہین جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا ان لوگون پر تجہہ کو گواہ لائیگا اعطی اللہ اجرک ویرضٰی عنک ربک ویتم اسمک وعسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم وعسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون خدا تیرا بدلہ پورا دیگا اور تجہہ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کریگا اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکہو اور اصل مین وہ تمہارے لئے بُری ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجہو اور اصل مین وہ تمہارے لئے اچہی ہو اور خدا تعالٰی عواقب امور کو جانتا ہے تم نہین جانتے۔ کنت کنزًا مخفیًا فاحببت ان اُعرف۔ ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما۔ وان یتخذونک الا ھزوًا۔ اھٰذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا

ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیت قرآن شریف کے لکہے جاتے ہین۔ ونسئل اللّٰہ التوفیق والنصرۃ ھو نعم المولی ونعم النصیر۔

باب اوّل

اُن براہین کے بیان مین جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی شہادتین ہین

برھان اوّل۔ قال اللّٰہ تعالیٰ تا اللّٰہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم۔ وما انزلنا

بقیہ حاشیہ نمبر۱۱ سالکین کی محنتین ختم ہو جاتی ہین اور پہر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جن مین بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالیٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی کہ جو قُربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یمسہ الا المطھّرون۔ ولقد لبثتُ فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ مین ایک خزانہ پوشیدہ تہا سو مین نے چاہا کہ شناخت کیا جاؤن آسمان اور زمین دونون بند تہے سو ہم نے ان دونون کو کہولدیا اور تیرے ساتہہ ہنسی ہی ہنسی میں پیش آئینگے اور ٹہٹہا مار کر کہینگے کیا یہی ہے جسکو خدا نے اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا یعنی جنکا مادہ ہی خبث ہے انسی عقلا کی امید مت رکہو اور پہر فرمایا کہہ مین فقط تمہارے جیسا ایک آدمی ہون مجہہ کو یہہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللّٰہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتہہ کسی چیز کو شریک کرنا نہین چاہئے اور تمام خیر اور بہلائی

علیك الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ۔ واللہ انزل من السمآءِ ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا ان فی ذٰلك لاٰیۃ لقوم یسمعون الجزو نمبر ۱۴ سورہ النحل وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتّیٰ اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماءَ فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذٰلك

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی گئی ہے جو فرمایا ہے صراط الذین انعمت علیہم ۔ یعنے ہمکو اُن لوگون کا راہ دکھلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے ۔ اِس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین شدائد سے خالی نہین ہین بلکہ اِس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہنچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مرد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی ۔ لیکن اِس جہت سے اُنکا نام منعم علیہم رکھا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبۂ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کی طرف سے اُنکو پہنچتی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

قرآن مین ہے بجز اُسکے اور کسی جگہ سے ہبلائی نہین مل سکتی اور قرآنی حقائق صرف اُنہین لوگون پر کہلتے ہین جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے ۔ اور مین ایک عمر تک تم مین ہی رہتا رہا ہون کیا تمکو عقل نہین ۔

ہست فرقانِ مبارک از خدا طیّب شجر نونہال و نیک بود بہائیہ دار و پُر زبر میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار
گر خرد مندی مجنبان بید را ہر ثمر ور نیائید باورت در وصفِ فرقانِ مجید حسنِ آن شاہد بپرس از شاہدان با خود نگر
و آنکہ او نا مدبی تحقیق و در کین مبتلاست آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ وان معی ربی سیھدین ۔ رب اغفر وارحم من السمآءِ ۔ رب انی مغلوب فانتصر ۔ ایلی ایلی لما سبقتنی ۔ ایلی اوس ۔ کہہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اور میرے ساتہہ میرا رب ہے عنقریب وہ میرا راہ کہولدیگا ۔ اے میرے خدا آسمان سے رحم اور مغفرت کر مین مغلوب ہون میری طرف سے مقابلہ کر ۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑدیا آخری فقرہ اِس الہام کا یعنے ایلی آوس بباعث سرعتِ ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اُس کے کچھ معنے کھلے واللہ اعلم بالصواب ۔

نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون. والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذالک نصرف الایات لقوم یشکرون. الجزو نمبر ۸ سورہ الاعراف اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السمآء کیف یشآء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خللہ فاذا اصاب بہ من یشآء من عبادہ اذا ھم یستبشرون وان کانوا من قبل ان ینزل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بوجہ مستی عشق اُس سے لذت اُٹھاتے ہین پس یہہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جسمین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذت آتی ہے اور جو کچھہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبت کامل اور تعلق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ اور تدبیر کو کچھہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو یہہ سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجھہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہر یک ایلام انعام ہی معلوم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اے خالقِ ارض وسما برسن درِ رحمت کشا ✤ دانی توان دردِ مرا کز دیگران پنہان کنم ✤ ازلس لطیفے دلبرا در ہر رگ وتارم درآ

تا چون بجود یا بم ترا دل خوشتر از بستان کنم ✤ ور سرکشی ای پاک خو جان برکنم در ہجر تو ✤ زانسان ہمی گریم کز و یک عالمی گریان کنم

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما ✤ خواہی بکُش یا کن رہا کی ترک آن داماں کنم

یہہ سب اشارات مختص المقامات ہین جن کی تشریح اِس جگہ ضروری نہین۔ یا عبد القادر انی معک اسمع واری غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی ونجیناک من الغم وفتناک فتونا۔ لیاتینکم منی ھدی الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون۔ اے عبد القادر مین تیرے ساتھہ ہون سُنتا ہون اور دیکھتا ہون تیرے لئے مین نے رحمت اور قُدرت کو اپنے ہاتھہ سے لگایا اور تجھہ کو غم سے نجات دی اور تجھہ کو خالص کیا اور تم کو میری طرف سے مدد آئیگی خبردار ہو لشکر خدا کا ہی غالب ہوتا ہے اور خدا ایسا نہین جو اُنکو عذاب پہنچاوے جب تک تو اُنکے درمیان ہے یا جب وہ استغفار کرین۔ انا بُدّک اللازم انا محییک نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی کزرع اخرج شطأہ فاستغلظ

علیھم من قبلہ لمبلسین فانظر الی اٰثار رحمت اللہ کیف یحیی الارض بعد موتھا ان ذالک لمحی الموتٰی وھو علٰی کل شیٔ قدیر الجزو نمبر ۲۱ سورہ الروم انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا الجزو نمبر ۱۳ سورہ الرعد ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون. قل سیروا فی الارض فانظروا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہیں ہوتا پس یہہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ ان تلخیوں سے بکلی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ میں تھیں جن میں سے ہر یک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا مگر اب چاروں طرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکی حالت کے مناسب حال یہی تھا کہ اُسکا نام منعم علیہ کہا جاتا اور دوسرے لفظوں میں اس حالت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فاستوی علٰی سوقہ میں تیرا چارہ لازمی ہوں میں تیرا زندہ کرنے والا ہوں۔ میں نے تجھ میں سچائی کی روح پھونکی ہے اور اپنی طرف سے تجھ میں محبت ڈال دی ہے تا کہ میرے روبرو تجھ سے نیکی کیجائے۔ سو تو اُس بیج کی طرح ہے جس نے اپنا سبزہ نکالا پھر موٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اپنے ساقوں پر قایم ہو گیا ان آیات میں خدا تعالٰی کی ان تائیدات اور احسانات کی طرف اشارہ ہے اور نیز اس عروج اور اقبال اور عزت اور عظمت کی خبر دی گئی ہے کہ جو آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچیگی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنے عطا فرمائینگے اور درمیان میں جو بعض مکروہات و شدائد ہیں وہ اس لئے ہیں تا خدا تعالٰی تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے یعنے اگر خدا تعالٰی چاہتا تو قادر تھا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور آسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہیں کہ تا وہ تکالیف موجب ترقی مراتب و مغفرت خطایا ہوں آج اس موقعہ کے اثنا میں جبکہ یہہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور اُن پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے پھر ایک نے مسکرا کر اُن ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار

کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین. اولم یروا انا نسوق الماء الی
الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا یبصرون. الجزو
نمبر۲۱ سورہ احزاب وجعلنا اللیل والنھار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النھار مبصرۃ
انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر ط لیلۃ القدر خیر من الف

بقیہ حاشیہ نمبر ا کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اِس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکہتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کی طرح برستے ہوئے دکہائے دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایاتِ الہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مین حجت اللہ القادر و سلطانِ احمد مختار لکہا تہا اور یہہ سوموار کا روز اُنیسوین ذوالحجہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ اکرم ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ
وجیھا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ واللہ موھن کید
الکافرین بعد العسر یسر و للہ الامر من قبل ومن بعد۔ الیس اللہ بکاف عبدہ
ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا قول الحق الذی فیہ تمترون کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین پس خدا نے اُسکو اُن الزامات سے بری کیا جو اُسپر لگائے گئے تہے اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین پس جبکہ خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اُسکو پاش پاش کردیا یعنے مشکلات کے پہاڑ آسان ہوئے اور خدا تعالی کافرون کے مکر کو سست کردیگا اور اُنکو مغلوب اور ذلیل کرکے دکہلائیگا تنگی کے بعد فراخی ہے اور پہلے بہی خدا کا حکم ہے اور پیچہے بہی خدا کا ہی حکم ہے کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین اور ہم اُسکو لوگون کے لئے رحمت کا نشان بنائینگے اور یہہ امر پہلے ہی سے قرار پایا ہوا تہا یہہ وہ سچی بات ہے جسمین تم شک کرتے ہو۔ محمد رسول اللہ والذین معہ
اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ متع اللہ
المسلمین ببرکاتھم۔ فانظروا الی اٰثار رحمۃ اللہ۔ وانبئونی من مثل ھؤلاء
ان کنتم صادقین۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا لن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

شہر تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتی مطلع الفجر - انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - وبالحق انزلناہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیونکہ اس مرتبہ میں ربوبیت کے عجائبات سالک پر کھولے جاتے ہیں اور جو ربانی نعمتیں دوسروں سے مخفی ہیں اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوفِ صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرتِ احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالمِ ثانی کے باریک بھیدوں سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتوں سے بہت کچھ اُسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں یعنے کفار اُنکے سامنے لاجواب اور عاجز ہیں اور اُنکی حقانیت کی ہیبت کافروں کے دلوں پر مستولی ہے اور وہ لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں وہ ایسے مرد ہیں کہ اُنکو یادِ الٰہی سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ بیع مانع ہوتی ہے یعنے محبتِ الٰہیہ میں ایسا کمال تام رکھتے ہیں کہ دُنیوی مشغولیاں گو کیسی ہی کثرت سے پیش آویں اُنکے حال میں خلل انداز نہیں ہو سکتیں خدا تعالیٰ اُنکے برکات سے مسلمانوں کو متمتع کریگا سو اُنکا ظہور رحمتِ الٰہیہ کے آثار میں سو اُن آثار کو دیکھو اور اگر ان لوگوں کی کوئی نظیر تمہارے پاس ہے یعنے اگر تمہارے ہم شہروں اور ہم مذہبوں میں سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو اسی طرح تائیدات الٰہیہ سے مؤید ہوں سو تم اگر سچے ہو تو ایسے لوگوں کو پیش کرو اور جو شخص بجز دینِ اسلام کے کسی اَور دین کا خواہاں اور جویاں ہوگا وہ دین ہرگز اُس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور آخرت میں وہ زیانکاروں میں ہوگا یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر واقم الصلوٰۃ لذکری - انت معی وانا معک - سرک سری - ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک - انک علی صراط مستقیم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین - اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے ہم نے تجھ کو معارفِ کثیرہ عطا فرمائے ہیں سو اُسکے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے اور میری یاد کے لئے نماز کو قایم کر - تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں - تیرا بھید میرا بھید ہے - ہم نے تیرا وہ بوجھ جس نے تیری کمر توڑ دی اُتار دیا ہے اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ہے تو سیدھی راہ پر ہے دُنیا اور آخرت میں وجیہہ اور مقربین میں سے ہے -

وبالحق نزل - یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر واللہ علیٰ کل شیءٍ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ اُس درجۂ یقینِ کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا مدبر حقیقی کو بچشم خود دیکھتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرارِ سماوی میں اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہہ وہ مرتبہ ہے جسمین محبتِ الٰہی انسان کو دی توجاتی ہے لیکن بطریقِ طبیعت اُسمین قایم نہین کیجاتی یعنے اُس کی سرشت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حماک اللہ - نصرک اللہ - رفع اللہ حجت الاسلام - جمال - ھوالذی امشاکم فی کل حال - لا تحاط اسرار الاولیاء - خدا تیری حمایت کریگا - خدا تجھہ کو مدد دیگا - خدا حجتِ اسلام کو بلند کریگا - جمالِ الٰہی ہے جس نے ہر حال مین تمہارا تنقیہ کیا ہے - خدا تعالیٰ کو جو اپنے ولیون مین اسرار ہین وہ احاطہ سے باہر ہین کوئی کسی راہ سے اُسکی طرف کھنچا جاتا ہے اور کوئی کسی راہ سے یعقوب نے وہ مرتبہ گرفتاری سے پایا جو دوسرے ترک ماسوا سے پاتے ہین - یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ مین دو صفتین ہین جو تربیت عباد مین مصروف ہین - ایک صفت رفق اور لُطف اور احسان ہے اِسکا نام جمال ہے اور دوسری صفت قہر اور سختی ہے اِسکا نام جلال ہے سو عادت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ جو لوگ اُسکی درگاہ عالی مین بُلائے جاتے ہین اُنکی تربیت کبھی جمالی صفت سے اور کبھی جلالی صفت سے ہوتی ہے اور جہان حضرت احدیت کے تلطفاتِ عظیمہ مبذول ہوتے ہین وہان ہمیشہ صفتِ جمالی کے تجلیات کا غلبہ رہتا ہے مگر کبھی کبھی بندگانِ خاص کی صفات جلالیہ سے بھی تادیب اور تربیت منظور ہوتی ہے جیسے انبیاء کرام کے ساتھہ بھی خدا تعالیٰ کا یہی معاملہ رہا ہے کہ ہمیشہ صفاتِ جمالیہ حضرتِ احدیت کے اُنکی تربیت مین مصروف رہے ہین لیکن کبھی کبھی اُنکی استقامت اور اخلاق فاضلہ کے ظاہر کرنیکے لئے جلالی صفتین بھی ظاہر ہوتی رہی ہین اور اُنکو شریر لوگون کے ہاتھہ سے انواع اقسام کے دُکھہ ملتے رہے ہین تا اُنکے وہ اخلاق فاضلہ جو بغیر تکالیف شاقہ کے پیش آنے کے ظاہر نہین ہو سکتے وہ سب ظاہر ہو جائین اور دُنیا کے لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ کچے نہین ہین بلکہ سچے وفادار ہین - وقالوا انی لک ھٰذا ان ھٰذا الا سحر یؤثر - لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ - لا یصدق السفیہ الا سیفۃ

قدیر الجزو نمبر ۶ سورہ مائدہ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم
آیاتہ لعلکم تہتدون الجزو نمبر ۴ سورۃ آل عمران ولولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم
فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المؤمنین۔ ولولا دفع اللہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ میں داخل نہیں ہوتی بلکہ اُسمیں محفوظ ہوتی ہے۔
اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانوں میں چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اِس آیت میں تعلیم کی گئی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الھلاک۔ عدولی وعدولک قل اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ اذا جاء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلی
اور کہیں گے یہہ تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہہ تو ایک سحر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم ہرگز نہیں مانینگے جب
تک خدا کو بچشم خود دیکھہ نہ لیں۔ سفیہ بجز ضربۂ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہیں کرتا میرا اور تیرا دشمن ہے۔
کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں کہیں گے کہ
کیوں نہیں انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی
یوم القیمۃ ولا تھنوا ولا تحزنوا وکان اللہ بکم رؤفا رحیما الا ان اولیاء اللہ لا خوف
علیھم ولا ھم یحزنون۔ تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ آمنین۔ سلام
علیکم طبتم فادخلوھا آمنین۔ سلام علیک جُعلتَ مبارکًا۔ سمع اللہ انہ سمیع الدعاء
انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ۔ امراض الناس وبرکاتہ ان
ربک فعال لما یُرید۔ اذکر نعمتی التی انعمتُ علیک وانی فضلتک علی العالمین
یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ منّ
ربکم علیکم واحسن الی احبابکم وعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ وان تعدّوا نعمت اللہ لا تحصوھا
میں تجھہ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کریں یعنی حقیقی طور پر اللہ و
رسول کے متبعین میں داخل ہو جائیں اُنکو اُنکے مخالفوں پر کہ جو انکاری ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے وہ لوگ
حجت اور دلیل کے رو سے اپنے مخالفوں پر غالب رہیں گے اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ اُنہیں کے
شامل حال رہیں گے اور سست مت ہو اور غم مت کرو خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے۔ خبردار ہو بہ تحقیق جو لوگ مقربانِ الٰہی

الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم فھم غافلون۔ ام تحسب ان اکثرھم یسمعون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیہم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبعیت اُس مین قیام پکڑتی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہوتے ہین اُن پر نہ کچھہ خوف ہے اور نہ کچھہ غم کرتے ہین تو اُس حالت مین مریگا کہ جب خدا تجھہ پر راضی ہوگا بہشت مین داخل ہو انشاءاللہ امن کے ساتھہ تم پر سلام تم شرک سے پاک ہوگئے سو تم امن کے ساتھہ بہشت مین داخل ہو تجھہ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دُعا سُن لی وہ دُعاؤن کو سُنتا ہے۔ تو دنیا اور آخرت مین مبارک ہے۔ یہہ اِس طرف اشارہ فرمایا کہ پہلے اِس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا تعالی نے اِس عاجز کی زبان پر یہہ دعا جاری کی تہی کہ۔ **رب اجعلنی مبارکا حیث ما کنت**۔ یعنے اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہہ مین بود و باش کرون برکت میرے ساتھہ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لُطف و احسان سے وہی دُعا کہ جو آپ ہی فرمائی تہی قبول فرمائی اور یہہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اول آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہہ کہنا کہ یہہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے اور اِس برکت کے بارہ مین ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء مین بہی ایک عجیب الہام اُردو مین ہوا تہا جسکو اِسی جگہہ لکہنا مناسب ہے اور تقریب اِس الہام کی یہہ پیش آئی تہی کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ مین اِس عاجز کے ہم مکتب بھی تہے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ مین آئے اور بٹالیون کو اُنکے خیالات گران گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ مین بحث کرنے کے لئے اِس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اُسکے کہنے کہانے سے یہہ عاجز شام کے وقت اُس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ اُنکے والد صاحب کے مسجد مین پایا پھر خلاصہ یہہ کہ اِس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اُسوقت کی تقریر کو سُنکر معلوم کر لیا کہ اُنکی تقریر مین کوئی ایسی زیادتی نہین کہ قابل اعتراض ہو اِس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت مین اُسے ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اِس

او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ۔ ولو اخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظہرھا من دابۃ ۔ وھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ وانزل من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا و نسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی

بقیہ حاشیہ نمبر ا اور صاحب اِس مرتبہ کا اخلاقِ الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق حضرتِ احدیت مین محبوب ہین اور محبتِ ذاتی حضرتِ خداوندِ کریم کی اِس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے۔ پھر لبعد اُسکے عالمِ کشف مین وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑون پر سوار تھے۔ چونکہ خالصاً خدا اور اُسکے رسول کے لئے انکسار اور تذلّل اختیار کیا گیا اِس لئے اُس محسنِ مُطلق نے نہ چاہا کہ اُسکو بغیر اجر کے چھوڑے۔ فتدبروا وتفکّروا۔

پھر لبعد اِسکے فرمایا کہ لوگون کی بیماریان اور خدا کی برکتین یعنے مبارک کرنیکا یہہ فایدہ ہے کہ اِس سے لوگون کی روحانی بیماریان دور ہونگی اور جن کے نفس سعید ہین وہ تیری باتون کے ذریعہ سے ارشد اور ہدایت پا جائینگے اور ایسا ہی جسمانی بیماریان اور تکالیف جن مین تقدیر مبرم نہین۔ اور پھر فرمایا کہ تیرا ربّ بڑا ہی قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی نعمت کو یاد کر کہہ اور مین نے مجھہ کو تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی۔ اِس جگہ جاننا چاہئیے کہ یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنے جو شخص حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اُسکے تمام ہمعصرون سے برتر و اعلیٰ ہے پس حقیقی اور کلّی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیّت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اُسکی متابعت اور اُسکی محبت کی طفیل سے متابعت و محبت علیٰ قدر مراتب پاتے ہین فما اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ وآلہ۔ اب لبعد اِسکے بقیہ ترجمہ الہام یہہ ہے۔ اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے ربّ کی طرف واپس چلا آ وہ تجھہ پر راضی اور تو اُس پر راضی پھر میرے بندون مین داخل ہو اور میری بہشت مین اندر آ جا خدا نے تجھہ پر احسان کیا اور تیرے دوستون سے نیکی کی اور تجھہ کو وہ علم بخشا جسکو تو خود بخود نہین جان سکتا تھا۔ اور اگر تو خدا کی نعمتون کو گننا چاہئیے تو یہہ تیرے لئے غیر ممکن ہے پھر ان الہامات کے لبعد چند الہام فارسی اور اُردو مین اور ایک انگریزی مین ہوا وہ بھی بغرض افادہ طالبین لکھے جاتے ہین اور

کثیرا ط ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ط فلا تطع الکفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا ط وھو الذی جعل الیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا ط الم تر الی ربک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے کہ اُس کے دل سے محبتِ الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اُسکے دل کو اور اُسکی جان کو بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبتِ الٰہیہ کے اَور کچھ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذت پاتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وہ یہہ ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمدؐ مصطفٰی نبیون کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادین تجھے دیگا۔ ربّ الافواج اس طرف توجّہ کریگا اِس نشان کا مدعا یہہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتین ہین۔ جنابِ الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اُسکی پاک رحمتین اِس طرف متوجہ ہین۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔ وہ دن آتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کریگا خدائے ذوی الجلال آفرینندہ زمین وآسمان اِن الہامات کے بعد ایک ایسی پیش گوئی چند آریون کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہین پوری ہوئی کہ جسکی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہین سو اگرچہ اُسکے لکھنے سے کسیقدر طول ہی ہو لیکن بہ نظر خیر خواہی اُن لوگون کے جو عظمتِ اِسلام سے بیخبر ہین لکھی جاتی ہے اور اِس پیش گوئی کے پورے ہونے سے پہلے ایک عجیب طور کی مشکلات اور مکروہات پیش آئے آخر خداوند کریم نے اُن سب مشکلات کو دور کر کے بتاریخ دہم ستمبر ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ اس پیش گوئی کو پورا کیا۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت مین اِس عاجز کی تسلی کے

کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا۔ ثم قبضناہ الینا قبضاً یسیرا۔ وھو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النہار نشورا۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا قد بینا الآیات لعلکم تعقلون۔ الجزو

نمبر ۲۷ سورہ الحدید یعنی ہمکو اپنی ذات الوہیت کی قسم ہے جو مبدء فیضان ہدائیت و پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے جو ہم نے تجھہ سے پہلے دُنیا کے کئی فرقوں اور قوموں مین پیغمبر بھیجے پس وہ لوگ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجھتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہو جاتی ہین اور انسان اپنے اُس انتہائی کمال کو پُہنچ جاتا ہے کہ جو فطرت بشری کے لئے مقدر ہے۔
یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکھے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

لئے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ سے یہہ بشارت دی کہ بست و یک روپیہ آنیوالے ہین چونکہ اس بشارت مین ایک عجیب بات یہہ تہی کہ آنیوالے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذات غیب دان کا خاصہ ہے کسی اور کا کام نہین ہے دوسری عجیب بر عجیب یہہ بات تہی کہ یہہ تعداد غیر معہود طرز پر تہی کیونکہ قیمت مقررہ کتاب سے اس تعداد کو کچھہ تعلق نہین پس انہین عجائبات کی وجہ سے یہہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو تبلایا گیا پہر ۱۰ ستمبر ۱۸۸۳ء کو تاکیدی طور پر تیسرہ بارہ الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آئے ہین جس الہام سے سمجہا گیا کہ آج اس پیش گوئی کا ظہور ہو جائیگا چنانچہ ابھی الہام پر شائد تین منٹ سے کچہہ زیادہ عرصہ نہین گذرا ہوگا کہ ایک شخص وزیر سنگہہ نامے بیمار دار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا ہرچند علاج معالجہ اس عاجز کا پیشہ نہین اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اُسکی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے للّٰہ فی اللہ دیجاتی ہے لیکن وہ روپیہ اُس سے لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہہ اُس پیش گوئی کی ایک جُز ہے پہر بعد اسکے ڈاکخانہ مین ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شائد دوسری جُز بذریعہ ڈاکخانہ پوری ہو ڈاکخانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب مین یہہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھہ ایک کارڈ بھی نتھی ہے ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہین جب آئیگا تو دونگا۔ اس خبر کے سُننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب

شیطان کے دہوکا دینے سے بگڑ گئے اور بُرے کام اُنکو اچھے دکہائی دینے لگے سو وہی شیطان آج اُن سب کا رفیق ہے جو اُنکو جادہ استقامت سے مُنحرف کر رہا ہے اور یہہ کتاب اِس لئے نازل کی گئی ہے کہ تا اُن لوگون کا رفع اختلافات کیا جائے اور تا مومنون کے لئے وہ ہدائیتین جو پہلے کتابون مین ناقص رہ گئی تہین کامل طور پر بیان کیجائین تا وہ کامل رحمت کا موجب ہو اور حقیقت حال یہہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مرگئی تہی خدا نے آسمان سے پانی اُتارا اور نئے سرے اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور نیز دوسرے حقائق و معارف اِسقدر ہین کہ اگر اُنکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو اُسکے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہئے۔ اور جو اِس سورہ مبارکہ مین خواص روحانی ہین وہ بہی ایسے اعلیٰ و حیرت انگیز ہین جنکو طالبِ حق دیکہہ کر اِس بات کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مُطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواصِ عالیہ کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

پیش آیا جو بیان نہین ہوسکتا چنانچہ یہہ عاجز اِسی تردد مین سر بزانو تہا اور اِس تصور مین تہا کہ پانچ اور ایک ملکر چہہ ہوئے اب اکیس کیونکر ہونگے یا آلہی یہہ کیا ہوا سو اِسی استغراق مین تہا کہ یکدفعہ یہہ الہام ہوا بست و یک آئے ہین اِسمین شک نہین۔ اِس الہام پر ذوپہر نہین گذرے ہونگے کہ اُسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سُن چکا تہا ڈاکخانہ مین گیا اور اُسکو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ در اصل بست روپیہ آئے ہین اور پہلے یون ہی مونہہ سے نکل گیا تہا جو مین نے پانچ روپیہ کہدیا چنانچہ وہی آریہ بست روپیہ معہ ایک کارڈ کے جو منشی الہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تہا لے آیا اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بہی منی آرڈر کے کاغذ سے نہتی نہ تہا اور نیز یہہ بہی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تہا اور نیز منشی الہی بخش صاحب کی تحریر سے جو بحوالہ ڈاکخانہ کے رسید کی تہی یہہ بہی معلوم ہوا کہ منی آرڈر ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو یعنے اُسی روز جب الہام ہوا قادیان مین پہنچ گیا تہا پس ڈاک منشی کا سارا املا انشا غلط نکلا اور حضرت عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا پس اِس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اکیروپیہ کی شیرینی لیکر بعض آریون کو بہی دی گئی فالحمد للہ علی الائہ ونعمائہ ظاہرہا و باطنہا

اے خدا اے چارۂ آزار ما ✣ اے علاجِ گریہ ہائے زار ما ✣ اے تو مرہم بخش جانِ ریش ما ✣ اے تو دلدارِ دلِ غم کیش ما
از کرم بر داشتی ہر بار ما ✣ واز تو ہر بار و برِ اشجار ما ✣ حافظ و ستاری از جود و کرم ✣ بیکسان را یاری از لطفِ اتم

مُردہ زمین کو زندہ کیا یہہ ایک نشان صداقت اُس کتاب کا ہے پر اُن لوگون کے لئے جو سُنتے ہین یعنے طالبِ حق ہین - اور پہر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے جسکا قدیم سے یہہ قانونِ قُدرت ہے کہ وہ ہواؤن کو اپنی رحمت سے پہلے یعنے بارش سے پہلے چلاتا ہے یہانتک کہ جب ہوائین بہاری بدلیون کو اُٹہالاتی ہین تو ہم کسی مُردہ شہر کی طرف یعنی جس ضلع مین بباعثِ امساکِ باران زمین مُردہ کی طرح خُشک ہو گئی ہو اُن ہواؤن کو ہانک دیتے ہین پہر اُس سے پانی اُتارتے ہین اور اُس کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک خاصہ روحانی سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز سے اُسکو ورد کرلینا اور اُسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجہ کر اپنے دل مین قایم کرلینا تنویرِ باطن مین نہائیت دخل رکہتا ہے یعنے اُس سے انشراح ظاہر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرتِ مبدءِ فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہین اور قبولیتِ الٰہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بندۂ درماندہ باشد دل طپان / ناگہان درمان برآری ازمیان
عاجزی را ظلمتے گیرد براہ / ناگہان آری برو صد مہر و ماہ
حُسن و خلق و دلبری بر تو تمام / صحبتی بعد از لقائے تو حرام
آن خردمندی کہ او دیوانہ ات / شمع بزم ست آنکہ او پروانہ ات
ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد / ناگہان جانے در ایمانش فتد
عشقِ تو گردد عیان بر روئے او / بوئے تو آید ز بام و کوئے او
صد ہزاران نعمتش بخشے ز جود / مہر و مہ را پیشش آری در سجود
خود نشینی از پئے تائید او / روئے تو باد او فتد از دید او
بس نمایان کارہا کاندر جہان / می نمائی بہر اکرامش عیان
خود کنی و خود کنانے کار را / خود دہی رونق تو آن بازار را
خاک را در یکدمی چیزے کنی / کز ظہورش خلق گیرد روشنی
بر کسی چون مہربانی میکنی / از زمینی آسمانی میکنی
صد شعاعش می دہی چون آفتاب / تا نماند طالبِ دین در حجاب
تا ز تاریکی بر آید عالمے / تا نشان یابند از کوئیت ہمی
زین نشانہا بدرگان کور و کر اند / صد نشان بینند و غافل بگذرند
عشق ظُلمت دشمنی با آفتاب / شب پران سر مدی جان در حجاب
آن شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ / سیّدِ عشاق حق شمس الضحیٰ
آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست / آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آنکہ بہرِ زندگی آبِ روان / در معارف ہمچو بحرِ بیکران
آنکہ بر صدق و کمالش در جہان / صد دلیل و حجتِ روشن عیان
آنکہ انوارِ خدا بر روئے او / مظہرِ کارِ خدائے کوئے او
آنکہ جملہ انبیاء و راستان / خادمانش ہمچو خاکِ آستان
آنکہ مہرش میرساند تا سما / میکند چون ماہِ تابان در صفا
سیدہد فرعونیان را ہر زمان / چون یدِ بیضای موسیٰ صد نشان

ذریعہ سے قسم قسم کے میوے پیدا کردیتے ہین اسی طرح روحانی مردون کو موت کے گڑہے سے نکالا کرتے ہین اور یہہ مثال اس لئے بیان کی گئی تو کہ تم دہیان کرو اور اس بات کو سمجہ جاؤ کہ جیسا کہ ہم امساکِ باران کی شدّت کے وقت مُردہ زمین کو زندہ کردیا کرتے ہین ایسا ہی ہمارا قاعدہ ہے کہ جب سخت درجہ پر گمراہی پہیل جاتی ہے اور دل جو زمین سے مشابہ ہین مرجاتے ہین تو ہم اُن مین زندگی کی روح ڈال دیتے ہین اور جو زمین پاکیزہ ہے اُسکی تو کہیتی اللہ کے اِذن سے جیسی کہ چاہئے نکلتی ہے اور جو خراب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے انوار اُسپر احاطہ کرلیتے ہین یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطباتِ الٰہیہ سے سرافراز ہوجاتا ہے اور کشوفِ صادقہ اور الہاماتِ واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرتِ الوہیت کے مقرّبین مین دخل پالیتا ہے اور وہ وہ عجائبات القائے غیبی اور کلامِ لاریبی اور استجابتِ ادعیہ اور کشفِ مغیبات اور تائیدِ حضرت قاضی الحاجات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

آن نبی در چشم این کوران زار — ہست یک شہوت پرست و کین شعار
شرمت آید اے سگِ ناچیز پست — می نہی نامِ پلان شہوت پرست

این نشانِ شہوتی ہست اے لئیم — کز خسش رخشان بود نورِ قدیم
در شبی پیدا شود روزش کند — در خزان آید دلِ افروزش کند

مظہرِ انوارِ آن بیچون بود — در خرد از ہر بشر افزون بود
اتباعش آن دہد دل را کشاد — کش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد

اتباعش دل فروزد جان دہد — جلوۂ از طاقتِ یزدان دہد
اتباعش سینہ نورانی کند — با خبر از یارِ پنہانی کند

منطق او از معارف پُر بود — ہر بیانِ او سراسر دُر بود
از کمالِ حکمت و تکمیلِ دین — پا نہد بر اوّلین و آخرین

واز کمالِ صورت و حسنِ اتم — جملہ خوبان را کند زیرِ قدم
تابعش چون انبیا گردد ز نور — نورش افتد بر ہمہ نزدیک و دور

شیرِ حق پُر ہیبت از ربِّ جلیل — دشمنان پیشش چو روباہ ذلیل
اینچنین شیری بود شہوت پرست — ہوش کن ای روبہی ناچیز و پست

چیستی ای کورکِ فطرت تباہ — طعنہ بر خوبان بدین روی سیاہ
شہوتِ شان از سرِ آزادی است — نی اسیرِ آن چو تو آن قوم مست

خود نگہ کن آن یکی زندانی است — وآن دگر دارد غمِ سلطانی است
گرچہ در یکجا ست ہر دو در اقرار — لیک فرقی ہست دوری آشکار

کارِ پاکان بر بدان کردن قیاس — کارِ ناپاکان بود اے بد حواس
کاملان کز شوقِ دلبر می روند — با دو صد باری سبکتر می روند

این کمال آمد کہ با فرزند و زن — از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن
در جہان و باز بیرون از جہان — بس ہمین آمد نشانِ کاملان

چون ستوری زیرِ بار افتد بسر — ور تہی رفتن سریع و تیز تر
اینچنین اسپی کجا آید بکار — تا بکار ست این در اسپانش مدار

زمین ہے اُسکی صرف تھوڑی سی کھیتی نکلتی ہے اور عُمدہ کھیتی نہین نکلتی اسی طرح سے ہم پھیر پھیر کر بتاتے ہین تا جو شُکر کرنے والے ہین شکر کرین - اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے کہ جو بر وقت ضرورت ایسی ہوائین چلاتا ہے جو بدلی کو اُبھارتی ہین پھر خدا تعالیٰ اس بدلی کو جس طرح چاہتا ہے آسمان مین پھیلا دیتا ہے اور اُسکو تہ بہ تہ رکھتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اُسکے بیچ مین سے مینہ نکلتا ہے پھر جن بندون کو اپنے بندون مین سے اس مینہ کا پانی پہنچاتا ہے تو وہ خوشوقت ہو جاتے ہین اور ناگہانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُس سے ظہور مین آتی ہین کہ جس کی نظیر اُسکے غیر مین نہین پائی جاتی اگر مخالفین اس سے انکار کرین اور غالباً انکار ہی کرینگے تو اسکا ثبوت اس کتاب مین دیا گیا ہے اور یہہ احقر ہریک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی کہ جو بظاہر مسلمان ہین مگر محجوب مسلمان اور قالب بیجان ہین جنکو اس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اسپ آن اسپ است کو بار گران	می کشد ہم میرود بس خوش عنان	کاملی گر زن ہزار و صد ہزار	صد کنیزک صد ہزاران کاروبار
پس گر افتد در حضور او فتور	نیست آن کامل ز قربت ہست دور	نیست آن کامل نہ مردی زندہ جان	گر خر و منزی ز مردانش مخوان
کامل آن باشد کہ با فرزند و زن	با عیال و جملہ مشغولی تن	با تجارت با ہمہ بیع و شرا	یک زمان غافل نگردد از خدا
این نشان قوت مردانہ است	کاملان را بس ہمین پیمانہ است	سوختہ جانے ز عشق دلبرے	کے فراموشش کند با دیگرے
او نظر دارد بغیر و دل بہ یار	دست در کار و خیال اندر نگار	دل طپان در فرقت محبوب خویش	سینہ از ہجران یاری ریش ریش
اوفتادہ دور از روے کسے	دل دوان ہر لحظہ در کوی کسے	خم شدہ از غم چو ابروے کسے	ہر زمان پیچان چو گیسوے کسے
دلبرش در شد بجان و مغز و پوست	راحت جانش بیاد روے اوست	جان شد او کی جان فراموشش شود	ہر زمان آید ہم آغوشش شود
دیدہ چون بر دلبرست او فتد	ہر چہ غیر اوست از دست او فتد	غیر گو در بر بود دور است دور	یار دور افتادہ ہر دم در حضور
کاروبار عاشقان کار جداست	برتر از فکر و قیاسات شماست	قوم عیارست دل در دلبری	چشم ظاہر بین بدیوار و دری
جان خروشان از پئے یکرے	بر زبان صد قصہا از دیگرے	فانیان را مانعے از یار نیست	بچہ او زن بر سر شان بار نیست
با دو صد زنجیر ہر دم پیش یار	خار با او گل گل اندر ہجر خار	تو بیک خاری براری صد فغان	عاشقان خندان بپای جان فشان
عاشقان در عظمت مولیٰ فنا	غرقہ دریاے توحید از وفا	کین و مہر شان ہمہ بہر خداست	قہر شان گر ہست آن قہر خداست

طور پر خدا اُنکے غم کو خوشی کے ساتھہ مُبدّل کر دیتا ہے اور مینہہ کے اُترنے سے پہلے اُنکو بباعث نہائت سختی کے کچھہ امید باقی نہین رہتی پھر یکدفعہ خدا تعالیٰ اُنکی دستگیری فرماتا ہے یعنے ایسے وقت مینہ بارانِ رحمت نازل ہوتا ہے جب لوگون کے دل ٹوٹ جاتے ہین اور مینہہ برسنے کی کوئی امید باقی نہین رہتی اور پہر فرمایا کہ تو خدا کی رحمت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھہ اور اُسکی رحمت کی نشانیون پر غور کر کہ وہ کیونکر زمین کو اُسکے مرنے کے پیچھے زندہ کرتا ہے بیشک وُہی خدا ہے جسکی یہہ بھی عادت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پُر ظلمت زمانہ مین آیاتِ سماویہ پر یقین نہین رہا اور الہامات حضرتِ احدیت کو محال خیال کرتے ہین اور از قبیل اوہام و وساوس قرار دیتے ہین جنہون نے انسان کی ترقیات کا نہائت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلون اور قیاسی ڈھکوسلون پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کو بھی نہائت درجہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

آنکه در عشقِ احد محو و فناست — هرچه زو آید ز ذاتِ کبریاست — خالی است و تیرِ او تیرِ حق است — صید او در اصل نخچیرِ حق است

آنچه می باشد خدا را از صفات — خود دمد در فانیان آن پاک ذات — خوئی حق گردد در ایشان آشکار — از جمال و از جلال کردگار +

لطفِ شان لطفِ خدا ہم قہرِ شان — قہرِ حق گردد — نہ ہمچون دیگران — فانیان ہستند از خود دور تر — چون ملائک کار کُن از دادگر

گر ز شان قبضِ جانے میکند — یا کرم بر ناتوانے میکند — این ہمہ سختی و نرمی از خداست — او ز خواہشہائے نفسِ خود جداست

ہمچنین میدان مقامِ انبیاء — واصلان و فاصلان از ماسوا — فانی اند و آلهٔ ربّانے اند — نورِ حق در جامهٔ انسانی اند

سخت پنہان در قبابِ حضرت اند — گم ز خود در رنگ و آبِ حضرت اند — اختران آسمانِ زیب و فر — رفته از چشمِ خلائق دور تر

کس ز قدرِ نورِ شان آگاہ نیست — زانکه ادنیٰ را باعلیٰ راہ نیست — کور کورانه زند رائے دنی — چشمِ کورش کَے خبر زان روشنی

ہم چنین توئے عدوِ مصطفیٰ — مینمائی کوری خود را ابا — بر قمر عو عو کنی از سگ رگے — نورِ مہ کمتر نگردد زین سگے

مُصطفیٰ آئینهٔ روئے خداست — منعکس در وے ہمان خوئے خداست — گر ندیدستی خدا او را ببین — من رآنی قد رای الحق این یقین

آنکه او بز دِبستانِ خُدا — خصمِ او گردد جنابِ کبریا — دستِ حق تائید این بستان کند — چون کسی با دستِ حق دستان کند

منزلِ شان برتر از صد آسمان — بس نہان اندر نہان اندر نہان — با فسرده در وفائے دلبرے — واز سرش بر خاک افتاده سرے

جانِ خود را سوخته بہرِ نگار — زنده گشته بعد مرگِ صد ہزار — صاحبِ چشم اند آنجا بے تمیز — چشمِ کوران خود نباشد ہیچ چیز

ہے کہ جب لوگ روحانی طور پر مرجاتے ہین اور سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے تو اسی طرح وہ اُنکو بھی زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور توانا ہے اُسی نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہر یک وادی اپنے اپنے اندازہ اور قدر کے موافق بہ نکلا یعنے ہر یک شخص نے اپنی استعداد کے موافق فائدہ اُٹھایا۔ اور پھر فرمایا کہ وہ رسول اُس وقت آیا کہ جب جنگل اور دریا مین فساد ظاہر ہو گیا یعنے تمام روئے زمین پر ظلمت اور ضلالت پھیل گئی اور کیا اُمّی لوگ اور کیا اہلِ کتاب اور اہلِ علم سب کے سب بگڑ گئے اور کوئی حق پر قایم نہ رہا اور یہہ سب فساد اِس لئے ہوا کہ لوگون کے دلون سے خلوص اور صدق اُٹھ گیا اور اُنکے اعمال خدا کے لئے نہ رہے بلکہ اُن مین بہت سا خلل واقعہ ہو گیا اور وہ سب رو بدنیا ہو گئے اور رو بحق نہ رہے اِسلئے امدادِ الٰہی اُن سے منقطع ہو گئی سو خدا نے اپنی حجت پوری کرنے کے لئے اُنکے لئے اپنا رسول بھیجا تا اُنکو اُنکے بعض علوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا کمزور اور ضعیف سا خیال کر رہے ہین سو یہہ عاجز ان سب صاحبون کی خدمت مین باوب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیراتِ قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہلِ قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہر یک منکر کی پوری پوری اطمینان کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ طالبِ حق بنکر اِس احقر کی طرف رجوع کرین اور جو جو خواص کلامِ الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُسکو بچشم خود دیکھہ لین اور تاریکی اور ظُلمت مین سے نکلکر نورِ حقیقی مین داخل ہو جاوین۔ ابتک تو یہہ عاجز زندہ ہے مگر وجودِ خاکی کی کیا بنیاد اور جسمِ فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اِس عام اعلان کو سنتے ہی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی طرف توجہ کرین تا اگر دعویٰ اِس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہنچ سکے تو منکر اور رو گردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اِس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بپایۂ ثبوت پہنچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنی باطل خیالات سے باز آوین اور طریقۂ حقہ اسلام پر قدم جماوین تا اِس جہان مین ذلّت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان مین عذاب

روئے شان آن آفتابے کاندران ✤ چشمِ مردان خیرہ ہم چون شپران ✤ تو خودی زن رائی تو ہمچون زنان ✤ ناقص بن ناقص بن ناقصان ✤ خوب گر نزدِ تو زشت وتباہ ✤ پس چہ خوانم نام توای روسیاہ ✤ کوریت صد پردہ ہا بر تو فگند ✤ واین تعصبہائی تو بیخت بکند

کا مزہ چکہاوے اور تا ایسا ہو کہ وہ رجوع کرین - کہہ زمین پر سیر کرو پہر دیکہو کہ جو تم سے پہلے کافر اور سرکش گذر چکے ہین اُنکا کیا انجام ہوا اور اکثر اُن مین مُشرک ہی تہے - کیا انہون نے کبہی نہین دیکہا کہ ہمارا یہی دستور اور طریق ہے کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی روانہ کردیا کرتے ہین پہر اُس سے کہیتی نکالتے ہین تا اُنکے چارپائے اور خود وہ کہیتی کو کہاوین اور مرنے سے بچ جائین سو تم کیون نظرِ غور سے ملاحظہ نہین کرتے تا تم اِس بات کو سمجہہ جاؤ کہ وہ کریم و رحیم خدا کہ جو تمکو جسمانی موت سے بچانے کے لئے شدّتِ قحط اور امساکِ باران کے وقت بارانِ رحمت نازل کرتا ہے وہ کیونکر شدّتِ ضلالت کے وقت جو روحانی قحط ہے زندگی کا پانی نازل کرنے سے جو اُسکا کلام ہے تم سے دریغ کرے - اور پہر فرمایا کہ ہم نے رات اور دن دو نشانیان بنائی ہین یعنے انتشارِ ضلالت جو رات سے مشابہ ہے اور انتشارِ ہدایت جو دن سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عقوبت سے نجات پاوین سو دیکہو اے بہائیو اے عزیزو اے فلاسفرو اے بندِ تو اے بادریو اے آریو اے نیچریو اے براہمو دہرم والو کہ مین اِسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہون کہ اگر کسی کو شک ہو اور حاشیہ مذکورہ بالا کے ماننے مین کچہہ تامّل ہو تو وہ بلا توقف اِس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچہہ عرصہ تک صحبت مین رہ کر بیانات مذکورہ بالا کی حقیّت کو بچشم خود دیکہہ لے ایسا نہو کہ اِس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجہہ کو کہولکر کہا گیا کہ تا مین اِس جستجو مین پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعویٰ کیا تا مین ایسے دعویٰ کا ثبوت اُس سے مانگتا سو اے بہائیو اے حق کے طالبو ادہر دیکہو کہ یہہ عاجز کہولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کرکے جسکے انوار دن رات دیکہہ رہا ہے اِس بات کا ذمہ وار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان اور خواہان ہو کر صبر اور ارادت سے کچہہ مدّت تک اِس احقر کی صحبت مین زندگی بسر کروگے تو یہہ بات تم پر بدیہی طور پر کہل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواصِ روحانی جنکا اِس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ اور قرآنِ شریف مین پائے

اے بسا محبوبِ آن ربِ جلیل ✤ پشت از کوری حقیر است و ذلیل ✤ اے بسا کس خوردہ صد جامِ فنا ✤ پیش این خشمت پیر از حرص و ہوا
گر نماندی لذہ وجودِ تو نشان ✤ نیک بودے زین حیاتِ چون سگان ✤ زاغ گر زادی بجائے مادرت ✤ نیک بود از فطرتِ بدگوہرت

مشابہ ہے۔ رات جب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو دن کے چڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور دن جب اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو رات کے آنے کی خبر دیتا ہے سو ہم نے رات کا نشان محو کرکے دن کا نشان رہنما بنایا یعنے جب دن چڑھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے اندھیرا تھا سو دن کا نشان ایسا روشن ہے کہ رات کی حقیقت بھی اُسی سے کھلتی ہے اور رات کا نشان یعنی ضلالت کا زمانہ اس لئے مقرر کیا گیا کہ دن کے نشان یعنے انتشارِ ہدایت کی خوبی اور زیبائی اُسی سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ خوبصورت کا قدر و منزلت بدصورت سے ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے حکمتِ الٰہیہ نے یہی چاہا کہ ظلمت اور نور علیٰ سبیل التبادل دُنیا میں دَور کرتے رہیں جب نور اپنے کمال کو پہنچ جائے تو ظلمت قدم بڑھاوے اور جب ظلمت اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ جائے تو پھر نور اپنا پیارا چہرہ دکھاوے سو استیلا ظلمت کا نور کے ظہور پر ایک دلیل ہے اور استیلا نور کا ظلمت کے آنے کا ایک سبیل ہے ہر کمال را زوالے مثل مشہور ہے سو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کرکے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہو کر اس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ اسقدر واشگاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اُٹھاکر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنجاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اس عاجز کی باتوں کی طرف نظر نہیں کروگے اور اپنی تسلی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور ارادت سے قدم نہیں اُٹھاؤگے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اس احقر نے اُنکو اُنکی وفات سے ایک مُدت پہلے راہِ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اُنکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہینِ قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عُمدہ اور کامل دلایل سے بادب تمام اُن پر ثابت کر دیا کہ دہریوں

زانکہ کذب و فسق و کفرت در سر است + واین نجاست خوار بہ زان بدتر است + تو بلا کے ای شقی لسر مدی + زانکہ از جان جہان سرکش شدی
اے ہر انکار و شکے از شاہِ دین + خاد مان و جا کرانش را ببین + کس ندیدہ از بزرگانت نشان + نیست در دست تو بیش از داستان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اِس آیت مین اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب ظُلمت اپنے کمال کو پہنچ گئی اور برّ و بحر ظلمت سے بھر گئے تو ہم نے مطابق اپنے قانون قدیم کے نور کے نشان کو ظاہر کیا تا دانشمند لوگ قادرِ مُطلق کی قُدرتِ نمایان کو ملاحظہ کر کے اپنے یقین اور معرفت کو زیادہ کرین۔ اور پھر بعد اِسکے فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الخ اِس سورہ کا حقیقی مطلب جو ایک بھاری صداقت پر مشتمل ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھہ چُکے ہین اِس قاعدۂ کُلّی کا بیان فرمانا ہے کہ دُنیا مین کب اور کس وقت مین کوئی کتاب اور پیغمبر بھیجا جاتا ہے سو وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جب دلون پر ایک ایسی غلیظ ظُلمت طاری ہو جاتی ہے کہ یکبارگی تمام دل روبدُنیا ہو جاتے ہین اور پھر روبدُنیا ہونے کی شامت سے اُنکے تمام عقائد و اعمال و افعال و اخلاق و آداب اور نیّتون اور ہمّتون مین اختلال کُلّی راہ پا جاتا ہے اور محبّتِ الٰہیّہ دلون سے بکلّی اُٹھہ جاتی ہے اور یہہ عام وبا ایسا پھیلتا ہے کہ تمام زمانہ پر رات کی طرح اندھیرا چھا جاتا ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے بعد تمام دُنیا مین آریون سے بدتر اَور کوئی مذہب نہین کیونکہ یہہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہین کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہین سمجھتے اور تمام عالم کو یہانتک کہ دُنیا کے ذرّہ ذرّہ کو اُسکا شریک ٹھہراتے ہین اور صفتِ قدامت اور ہستی حقیقی مین اُسکے برابر سمجھتے ہین اگر اُنکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرّہ جسم کا وجود مین لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اَور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجاتِ ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کُتّا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنی کسی محبّت خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتون کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہین اُسکو یہہ قُدرت ہی نہین کہ ایک ذرّہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اُسمین یہہ رحمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی یا مُنی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جیہو دیداُ ترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اُسکا مرتبہ ملحوظ رکھہ کر مُکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اُمین پیا تی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

لیک گر خواہی بیا بنگر ز ما ✿ صد نشانِ صدق شانِ مصطفیٰ ✿ ہان بیا اے دیدہ بستہ از حسد ✿ تا شعاعِ پردہ نور در د
صادقان را نورِ حق تا بد مدام ✿ کاذبان مردند و شد ترکے تمام ✿ مصطفیٰ مہرِ درخشان خداست ✿ بر عدوش لعنتِ ارض و سماست

ایسے وقت مین یعنی جب وہ اندہیرا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے رحمتِ الٰہیہ اس طرف متوجہ ہوتی ہے کہ لوگون کو اُس اندہیری سے خلاصی بخشے اور جن طریقون سے اُنکی اصلاح قرین مصلحت ہے اُن طریقون کو اپنے کلام مین بیان فرماوے سو اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آئیت ممدوحہ مین اشارہ فرمایا کہ ہم نے قرآن کو ایک ایسی رات مین نازل کیا ہے جسمین بندون کی اصلاح اور بہلائی کے لئے صراطِ مستقیم کی کیفیت بیان کرنا اور شریعت اور دین کی حدود کو بتلانا ازبس ضروری تھا یعنے جب گمراہی کی تاریکی اُس حد تک پہنچ چکی تہی کہ جیسی سخت اندہیری رات ہوتی ہے تو اُسوقت رحمتِ الٰہی اِس طرف متوجہ ہوئی کہ اُس سخت اندہیری کے اُٹہانے کے لئے ایسا قوی نور نازل کیا جائے کہ جو اُس اندہیری کو دور کرسکے سو خدا نے قرآن شریف کو نازل کرکے اپنے بندون کو وہ عظیم الشان نور عطا کیا کہ جو شکوک اور شبہات کی اندہیری کو دور کرتا ہے اور روشنی کو پہیلاتا ہے اِس جگہ جاننا چاہئے کہ اِن باطنی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو جسکے دل مین پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے باربار کُتا بِلا بننے سے بچاوے۔

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اِس نہائت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنی تمام بزرگون اور اوتارون وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکہی مگر اِس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ کو کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو جسپر وید اُترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہین کہ اُسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پہر بہی اُنہین کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُسکو ذرا پاس نہین اور ایسا ضعیف ہے کہ اُسمین خود بخود بنانے کی قدرت طاقت نہین۔ یہہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تہا جسکو بُرزور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب پر یہہ ثابت کیا گیا تہا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادہورا اور ناقص نہین بلکہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مستجمع ہے جمیع صفاتِ کاملہ کا اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات مین

این نشانِ لعنت آمد کاین خسان ✤ ماندہ اندر ظلمتی چون شبپران ✤ ز دلِ صافی نہ عقلے راہ بین ✤ راندۂ درگاہِ رب العالمین
جان کنی صد گُن بکینِ مصطفیٰ ✤ رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفیٰ ✤ تا نہ نورِ احمد آید چارہ گر ✤ کس نمیگیرد ز تاریکی بدر

لیلتہ القدر کو ظاہری لیلتہ القدر سے کہ جو عند العوام مشہور ہے کچہہ منافات نہین بلکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ ہریک کام مناسبت سے کرتا ہے اور حقیقتِ باطنی کے لئے جو ظاہری صورت مناسب ہو وہ اُسکو عطا فرماتا ہے سو چونکہ لیلتہ القدر کی حقیقتِ باطنی وہ کمال ضلالت کا وقت ہے جس مین عنائیتِ الہیّہ اصلاحِ عالم کی طرف مُتوجہ ہوتی ہے سو خدائیتعالیٰ نے بغرض تحقّق مناسبت اِس زمانہ ضلالت کی آخری جُز کو جسمین ضلالت اپنے نکتہ کمال تک پہنچ گئی تہی خارجی طور پر ایک رات مین مقرر کیا اور یہہ رات وہ رات تہی جس مین خداوند تعالیٰ نے دُنیا کو کمال ضلالت مین پاکر اپنے پاک کلام کو اپنے نبی پر اُتارنا ارادہ فرمایا سو اِس جہت سے نہائیت درجہ کی برکات اُس رات مین پیدا ہوگئی یا یون کہو کہ قدیم سے اِسی ارادۂ قدیم کی رو سے پیدا تہی اور پہر اُس خاص رات مین وہ قبولیت اور برکت ہمیشہ کے لئے باقی رہی اور پہر بعد اِسکے فرمایا کہ وہ ظُلمت کا وقت کہ جو اندہیری رات سے مشابہ تھا جسکی تنویر کے لئے کلامِ الٰہی کا نور اُترا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور صفات مین اور معبودیت مین اور پہر اِسکے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دینِ اسلام سے بدلایلِ واضحہ اُنکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط مین یہہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیّت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقولی دلایل جن سے اُصولِ حقّہ اِسلام کی دیوار رویئن کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہین دوسری آسمانی آیات و ربّانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور رحمانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اِسلام کے کامل متبعین سے ظہور مین آتے ہین جن سے حقیقی نجات ایسے جہان مین سچے ایماندار کو ملتی ہے یہہ دونون قسم کے ثبوت اِسلام کے غیر مین ہرگز نہین پائے جاتے اور نہ اُنکو طاقت ہے کہ اِسکے مقابلہ پر کچہہ دم مار سکین لیکن اِسلام مین وجود اِسکا متحقق ہے۔ سو اگر اِن دونون قسم کے ثبوت مین سے کسی قسم کے ثبوت مین شک ہو تو یہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

از طفیلِ اوست نور ہر نبی ✤ نام ہر مرسل بنامِ او جلی ✤ آن کتابے ہمچو خورد ادش خدا ✤ کز رخش روشن شد این ظلمت سرا
ہست فرقان طیب و طاہر شجر ✤ از نشانہا میدہد ہر دم ثمر ✤ صد نشانِ راستی در وی پدید ✤ نے چو دین تو بنا ئش بر شنید

اُسمین بباعث نزولِ قرآن کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر بنائی گئی - اور اگر معقولی طور پر نظر کرین تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعتِ الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانون سے زیادہ تر افضل ہے اور اُسکی عبادتین بباعث شدت و صعوبت اپنی قبولیّت سے قریب ہین اور اُس زمانہ کے عابد رحمتِ الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہین کیونکہ سچے عابدون اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت مین عند اللہ متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دُنیا پرستی کی ظُلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانیکا اندیشہ ہو اور یہہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مُردہ ہو جائین اور سب کسی کو جیفہ دُنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اِس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبّتِ الٰہیہ یک لخت دلون سے اُٹھہ گئی ہو اور روبحق ہونے مین اور وفادار بندہ بننے مین کئی نوع کے ضرر متصوّر ہون نہ کوئی اِس راہ کا رفیق نظر

بقیّہ حاشیہ جگہ قادیان مین آکر اپنی تسلّی کر لینی چاہئے اور یہہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپکی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمّہ رہیگا اور وہ خط اُنکے بعض آریون کو بھی دکھلایا گیا اور دونون رجسٹریون کی اُنکی دستخطی رسید بھی آگئی پر اُنہون نے حُبِ دُنیا اور ناموسِ دُنیوی کے باعث سے اِس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہانتک کہ جس دُنیا سے اُنہون نے پیار کیا اور ربط بڑہایا تہا آخر بصد حسرت اُسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بمجبوری جُدا ہو کر اِس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کُفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے اور اُنکے سفرِ آخرت کی خبر بھی کہ جو اُنکو ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اِس عاجز کو دے دی تہی چنانچہ یہہ خبر بعض آریہ کو بتلائی بھی گئی تہی - خیر یہہ سفر تو ہر یک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اِس مسافرخانہ کو چھوڑنیوالا ہے مگر یہہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقع

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

پر زا عجاز است آن عالی کلام + نور یزدانی در و رخشد تمام + از خدائی ہا نمودہ کار را + بر دریدہ پردۂ کفّار را آفتاب است و کند چون آفتاب + گر نہ کوری بیا بنگر شتاب + اے مزوّر گر بیائی سوئے ما + وا زو فا رخت افگنی در کوی ما

آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنیوالے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتین دکہائی دین اور لوگون کی نظر مین ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت مین ثابت قدم ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف رُخ کر لینا اور ناہموار عزیزون اور دوستون اور خویشون اور اقارب کی رفاقت چہوڑ دینا اور غربت اور بیکسی اور تنہائی کی تکلیفون کو اپنے سر پر قبول کر لینا اور دُکہ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچہہ پرواہ نہ کرنا حقیقت مین ایسا کام ہے کہ بُجز اولوالعزم مُرسلون اور نبیون اور صدیقون کے جن پر فضلِ احدیت کی بارشین ہوتی ہین اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کہنیچے جاتے ہین اور کسی سے انجام پذیر نہین ہو سکتا اور حقیقت مین ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادتِ الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت مین ہرگز نہین مل سکتا سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کے ایسے ہی زمانہ مین بنا ڈالی گئی کہ جس مین بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس مین جوانمردون کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے او

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہدائت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو اُنکے زمانہ مین پیدا کیا مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کی ہدائت پانیسے بے نصیب گئے۔ روشنی کی طرف اُنکو بُلایا گیا مگر اُنہون نے کم بختی دُنیا کی محبت سے اُس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی مین پہنسے رہے ایک بندہ خدا نے بارہا اُنکو اُنکی بہلائی کے لئے اپنی طرف بُلایا مگر اُنہون نے اُس طرف قدم بہی نہ اُٹہایا اور یون ہی عمر کو بیجا تعصبون اور نخوتون مین ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تہے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادرِ ہند مین بہی اُنکے لئے اعلان چہپوایا گیا تہا مگر اُنکی طرف سے کبہی صدا نہ اُٹہی یہانتک کہ خاک مین یا راکہہ مین جا ملے۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وازسرِ صدق و ثبات و غمخوری ۔ روزگارے درحضورِ ما بری ۔ عالمی بینی ز رّبانی نشان ۔ سوئے رحمان خلق و عالم را کشان
گر خلافِ واقعہ گفتم سخن ۔ راضیم گر تو سرم بُرّی ز تن ۔ راضیم گر خلق بردارم کشند ۔ از سر کین با صد آزارم کشند

نامردوں کی ذلت بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے یہی پُرظلمت زمانہ ہے جو اندھیری رات کی طرح ایک خوفناک صورت میں ظاہر ہوتا ہے سو اِس طغیانی کی حالت میں کہ جو بڑے ابتلا کا وقت ہے وہی لوگ ہلاکت سے بچتے ہیں جن پر عنایات الٰہیہ کا ایک خاص سایہ ہوتا ہے پس انہیں موجبات سے خدا تعالیٰ نے اِسی زمانہ کی ایک جُز کو جسمیں ضلالت کی تاریکی غائت درجہ تک پُہنچ چکی تھی لیلۃ القدر مقرر کیا اور پھر بعد اِسکے جس سماوی برکات سے اُس ضلالت کا تدارک کیا جاتا ہے اُسکی کیفیت ظاہر فرمائی اور بیان فرمایا کہ اُس ارحم الراحمین کی یوں عادت ہے کہ جب ظُلمت اپنے کمال تک پُہنچ جاتی ہے اور خط تاریکی کا اپنے انتہائی نقطہ پر جا ٹھہرتا ہے یعنے اُس غائت درجہ پر جسکا نام باطنی طور پر لیلۃ القدر ہے تب خداوند تعالیٰ رات کے وقت میں کہ جسکی ظُلمت باطنی ظُلمت سے مشابہ ہے عالمِ ظُلمانی کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اُسکے اذن خاص سے ملائکہ اور روح القدس زمین پر اُترتے ہیں اور خلق اللہ کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کا نبی ظہور فرماتا ہے تب وہ نبی آسمانی نور پاکر خلق اللہ کو ظلمت سے باہر نکالتا ہی اور جب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سوائے بہائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈھونڈھو تا اسی جہان میں اُسکی برکتیں پاؤ۔ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جسکی اِس جہان میں برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور قادر توی کا وہی پاک کلام ہے کہ جو اسی جگہ طالبوں پر آسمانی راہ کھولتا ہے سو اپنے آپ کو دھوکا مت دو اور جس دین کی حقیت اِسی دُنیا میں نظر آرہی ہے اُس پاک دین سے روگردان ہو کر اپنے دلپر تاریکی کا دھبہ مت لگاؤ ہاں اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھہ سورۂ فاتحہ کے خواصِ روحانی کی بابت اِس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہیں ہے بلکہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

راضیم گر باشد مرا این کیفری ۞ خون روان بر خاک اُفتادہ سری ۞ راضیم گر مال و جان و تن رود ۞ آنچہ از قسمِ بلا بر من رود گر دہد و غم رفتہ باشد بر زبان ۞ راضیم بر ہر سزائے کاذبان ۞ لیک گر تو زین سخن ہیچی سری ۞ بر تو ہم نفرین ربِّ اکبری

تک وہ نور اپنے کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور اسی قانون کے مطابق وہ اولیا بھی پیدا ہوتے ہین کہ جو ارشاد اور ہدائیت خلق کے لئے بھیجے جاتے ہین کیونکہ وہ انبیا کے وارث ہین سو اُنکے نقش قدم پہ چلائے جاتے ہین۔ اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس بات کو بڑے پُر زور الفاظ سے قرآن شریف مین بیان کیا ہے کہ دُنیا کی حالت مین قدیم سے ایک مد و جزر واقعہ ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے تولج الیل فی النھار وتولج النھار فی الیل یعنے اے خدا کبھی تو رات کو دن مین اور کبھی دن کو رات مین داخل کرتا ہے یعنے ضلالت کے غلبہ پر ہدائیت اور ہدائیت کے غلبہ پر ضلالت کو پیدا کرتا ہے۔ اور حقیقت اس مد و جزر کی یہہ ہے کہ کبھی بامر الله تعالیٰ انسانون کے دلون مین ایک صورت انقباض اور محجوبیت کے پیدا ہو جاتی ہے اور دُنیا کی آرائشین اُنکو عزیز معلوم ہونے لگتی ہین اور تمام ہمتین اُن کی اپنی دُنیا کے درست کرنے مین اور اُسکے عیش حاصل کرنے کی طرف مشغول ہو جاتے ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے اسقدر عجائبات اُس سورت کے پڑہنے کے وقت دیکھے گئے ہین کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اُس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اُسکے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئین اور ہر یک مشکل کے وقت اُسکے پڑہنے کی حالت مین عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو ابتک اس عاجز سے ظہور مین آچکے اور صبح صادق کے کہلنے کی طرح پوری بہی ہوچکی ہین اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دُعا کے آثار نمایان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

زین سخنہا ہر کہ رو گردان بود + آن نہ مردی رہزن مردان بود + اے خدا ہیچ خبثیا نے برار + کز جفا با حق ندارند کار
دل ندارند و چشم و گوش ہم + بار سر پیچان ازان بدیر تم + دین شان بر قصہ ہا دارد مدار + گفتگوہا بر زبان دل بیقرار

یہہ ظُلمت کا زمانہ ہے جس کے انتہائی نُقطہ کی رات لیلتہ القدر کہلاتی ہے اور وہ لیلتہ القدر ہمیشہ آتی ہے مگر کامل طور پر اُسوقت آئی تہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کا دن آپہنچا تھا کیونکہ اُسوقت تمام دُنیا پر ایسی کامل گمراہی کی تاریکی پہیل چکی تہی جس کی مانند کبہی نہین پہیلی تہی اور نہ آیندہ کبہی پہیلیگی جب تک قیامت نہ آوے - غرض جب یہہ ظُلمت اپنے اُس انتہائی نقطہ تک پُہنچ جاتی ہے کہ جو اُسکے لئے مقدّر ہے تو عنائت الہیّہ تنویرِ عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کوئی صاحبِ نور دُنیا کی اصلاح کے لئے بہیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اُسکی طرف مستعد روحین کہنچی چلی آتی ہے اور پاک فطرتین خود بخود روبحق ہوتی چلی جاتی ہین اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہین کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اُس طرف رُخ نہ کرے ایسا ہی یہہ بھی غیر ممکن ہے کہ بروقت ظہور کسی صاحب نور کے صاحبِ فطرت سلیمہ کا اُسکی طرف بارادت متوجہ نہ ہو - ان آیات مین جو خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے جو مُدعا و دعوی ہے اُسکا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کے وقت ایک ایسی ظُلمانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسے نازک موقعون پر دیکہے گئے جن مین بظاہر کوئی صورت مُشکل کشائی کی نظر نہین آتی تہی اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر ایک ادنی پر تو اُنکا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یکدفعہ حبِ دُنیا سے قطع تعلق کرکے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہوجائے اسی طرح بذریعہ الہاماتِ صادقہ کے جو پیش گوئیان اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہین جن مین سے بعض پیش گوئیان مخالفون کے سامنے پوری ہوگئی ہین اور پوری ہوتی جاتی ہین اسقدر ہین کہ اس عاجز کے خیال مین دو انجیلون کی ضخامت سے کم نہین اور یہہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسول کریم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فرق بسیار است در دید و شنید + خاک بر فرقِ کسی کین را ندید + دیدن آن جستجو اے ناتمام + ورنہ در کارِ خودی لبس سرد و خام
بر سماعت چون ہمہ باشد بنا + آن نیفزاید جزی صدق و صفا + صد ہزاران قصہ از دید و شنید + نیست یکسان با جوی کان ہست دید

حالت پر زمانہ آچکا تھا کہ جو آفتاب صداقت کے ظاہر ہونے کے متقاضی تھے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا بار بار یہی کام بیان کیا ہے کہ اُس نے زمانہ کو سخت ظلمت میں پایا اور پھر ظلمت سے اُنکو باہر نکالا جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۱۳ سورۂ ابراہیم اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۳ ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۲۲ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم الجزو نمبر ۶ سورۂ مائدہ قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلوا علیکم ایات اللہ مبینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۲۸ یعنی یہہ ہماری کتاب ہے جسکو ہم نے تیرے پر اس غرض سے نازل کیا ہے کہ تا تو لوگوں کو کہ جو ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں نور کی طرف نکالے

بقیہ حاشیہ بھر مخاطبات حضرت احدیت میں اسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھہ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ کے الہامات میں لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا تبلا دیا ہے کہ یہہ سب عطیات اور عنایات اور یہہ سب تفضلات اور احسانات اور یہہ سب تلطفات اور توجہات اور یہہ سب انعامات اور تائیدات اور یہہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

دین ہمان باشد کہ زوش ہا قی است + وانشراب دید ہر دم ساقی است + دل مدہ الّا بخوبی کز جمال + وانماید بر تو آیات کمال
کو مئی خود ترک کن ماہی بہ بین + ۔۔۔ گذر خیرہ دان شاہی بہ بین + رو بہ بین وقدر بہ بین و خد بہ بین + واز محاسنہائے خوبان صد بہ بین

سو خدا نے اُس زمانہ کا نام ظُلمانی زمانہ رکھا اور پھر فرمایا کہ خدا مومنون کا کارساز ہے اُنکو ظلمات سے نور کی طرف نکال رہا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا اور اُسکے فرشتے مومنون پر درود بھیجتے ہین تا خدا اُن کو ظُلمت سے نور کی طرف نکالے اور پھر فرمایا کہ ظُلمانی زمانہ کی تدارک کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے وہ نور اُسکا رسول اور اُسکی کتاب ہے خدا اُس نور سے اُن لوگون کو راہ دکھلاتا ہے کہ جو اُسکی خوشنودی کے خواہان ہین سو اُنکو خدا ظُلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدائیت دیتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا نے اپنی کتاب اور اپنا رسول بھیجا وہ تمہیر کلام الٰہی پڑہتا ہے تا وہ ایماندارون اور نیک کردارون کو ظُلمات سے نور کی طرف نکالے پس خدا تعالیٰ نے ان تمام آیات مین کھلا کھلا بتا فرما دیا کہ جس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بھیجے گئے اور قرآنِ شریف نازل کیا گیا اُس زمانہ پر ضلالت اور گمراہی کی ظلمت طاری ہو رہی تھی اور کوئی ایسی قوم نہین تھی کہ جو اُس ظلمت سے بچی ہوئی ہو پھر بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ بالا کا یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہین۔ جمالِ ہمنشین در من اثر کرد ✦ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم۔ اب وہ واعظانِ انجیل اور پادریان گم کردہ سبیل کہان اور کدہر ہین کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی کو اختیار کرکے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہہ کہہ کر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی پیش گوئی ظہور مین نہین آئی سو اب منصفانِ حق پسند خود سوچ سکتے ہین کہ جس حالت مین حضرت خاتم الانبیاء کے ادنیٰ خادمون اور کمترین چاکرون سے ہزارہا پیش گوئیان ظہور مین آتی ہین اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین تو پھر کسقدر بیحیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیون سے انکار کرے اور پادریون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

یکدم از خود دور شو بہرِ خدا ✦ تا مگر نوشی تو کاساتِ لقا ✦ دینِ حق شہرِ خدائے امجد است ✦ داخلِ او در امانِ ایزد است
در دمے نیک و خوش اسلوبی کند ✦ ہم چو خود زیبا و محبوبی کند ✦ جانب اہلِ سعادت پا بزن ✦ تا شوی روزے سعید اے جان من

رسول بہیجا ہے کہ تمہاری حالت معصیت اور ضلالت پر شاہد ہے اور یہہ رسول اُسی رسول کی مانند ہے
کہ جو فرعون کی طرف بہیجا گیا تہا اور ہم نے اِس کلام کو ضرورتِ حقّہ کے ساتہہ اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ
کے ساتہہ یہہ اُترا ہے یعنے یہہ کلام فی حدِ ذاتہٖ حق اور راست ہے اور اُسکا آنا بھی حقًّا وضرورتًا ہے
یہہ نہین کہ فضول اور بیفائدہ اور بے وقت نازل ہوا ہے اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ایسے وقت
مین ہمارا رسول آیا ہے کہ جب کہ ایک مُدّت سے رسولون کا آنا مُنقطع ہو رہا تہا سو وہ رسول فترت کے
زمانہ مین آکر تمکو وہ راہِ راست تبلاتا ہے جسکو تم بہول گئے تہے تا تم یہہ نہ کہو کہ ہم یون ہی گمراہ رہے
اور خدا کی طرف سے کوئی بشیر و نذیر نہ آیا جو ہمکو متنبہ کرتا سو اب سمجہو کہ وہ بشیر و نذیر جس کی ضرورت تہی
آگیا اور خدا جو ہر چیز پر قادر ہے اُس نے تمکو گمراہ پاکر اپنا کلام اور اپنا رسول بہیجدیا ۔ اور تم آگ کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پیش گوئیون کے بارہ مین اِس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آئت بست و دوم مین سچے
نبی کی یہہ نشانی لکہی ہے کہ اُسکی پیش گوئی پوری ہوجائے سو جب پادریون نے دیکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم
نے ہزارہا خبرین قبل از وقوع بطور پیش گوئی فرمائی ہین اور اکثر پیش گوئیون سے قرآنِ شریف ہی بہرا ہوا ہے اور وہ
سب پیش گویان اپنے وقتون پر پوری ہی ہوگئین تو اُنکے دل کو یہہ وہم کا شروع ہوا کہ ان پیش گویون پر نظر ڈالنے
سے نبوّتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور یا یہہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچہہ توریت مین یعنے
کتاب استثنا ۱۸ باب ۲۱ و ۲۲ آئت مین سچے نبی کی نشانی لکہی ہے وہ نشانی صحیح نہین ہے سو اِس بیچ مین
آکر نہائت ہٹ دہرمی سے اُنکو یہہ کہنا پڑا کہ وہ پیش گویان اصل مین فراستین ہین کہ اتفاقاً پوری ہوگئی ہین لیکن
چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط اور طاقتین قایم ہین وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اِس جہت سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کی پیش گویان اور دیگر خوارق صرف اُسی زمانہ تک محدود نہین تہے بلکہ اب بہی اُنکا برابر سلسلہ جاری ہے

اے بصد انکار و کین از کودنی + رو در حق زن چرا سر می زنی + نالہا کن کہ خداوندیگان + بگسلان از پائے من بندِ گران
تا گزان نالہائے دردناک + دست غیبی گیردت ناگہہ ز خاک + بی عنایاتِ خدا کار است خام + پختہ داند این سخن را والسلام

منہ

گڑھے کے کنارہ تک پہنچ چکے تھے سو خدا نے تمکو اے ایماندار و نجات دی اسی طرح وہ اپنے نشان تمکو
بیان فرماتا ہے تا تم ہدایت پاجاؤ اور تا عذاب کے نازل ہونے پر گمراہ لوگ یہہ نہ کہین کہ اے خدا
تو نے قبل از عذاب اپنا رسول کیون نہ بھیجا تا ہم تیری آیتون کی پیروی کرتے اور مومن بنجاتے اور
اگر خدا صالح لوگون کے ذریعہ سے گمراہون کا تدارک نہ فرماتا اور بعض کو بعض سے دفعہ نہ کرتا تو زمین
بگڑ جاتی پر یہہ خدا کا فضل ہے کہ وہ گمراہی کے پھیلنے کے وقت اپنی طرف سے ہادی بھیجتا ہے کیونکہ تفضّل
اور احسان اُسکی عادت ہے اور تجھہ کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام عالم پر نظرِ رحمت کرین اور نجات
کا راستہ اُن پر کھول دین اور تا تو لوگون کو کہ غفلت کی حالت مین پڑے ہوئے ہین حق کی طرف توجّہ
دلاوے اور اُنکو خبردار کرے کیا تو یہہ خیال کرتا ہے کہ اکثر لوگ اُن مین سے سُنتے اور سمجھتے ہین نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شُبہ ہو تو اُسپر لازم و فرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اِس طرف توجّہ کرے پھر دیکھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیان کس قدر اتبک بارش کی طرح برس رہی ہین لیکن اِس زمانہ کے مُتعصّب پادری
اگر خودکُشی کا ارادہ کرین تو کرین مگر یہہ اُمید اُن پر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالبِ صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اِس
نشان کے جویان ہون بہرحال دوسرے لوگون پر یہہ بات واضح رہے کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی برکات اب بھی آفتاب کی طرح روشن ہین اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہین ملتا تو اِس صورت مین لازم
ہے کہ اگر ایسے مُتعصّب اور دُنیاپرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گانون مین کسی کو برخلاف اِس حق الامر کے بہکاتے
نظر آوین تو یہی موقعہ اِس کتاب کا اُنکے سامنے کھولکر رکھہ دیا جاوے کیونکہ یہہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف
کی گئی ہے اور اِس سے معارضہ کرنیوالا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ
نبوّتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مُنکر ہین وہ پنڈت ہون یا پادری آریہ ہون یا برہمو ہون وہ صرف زبان سے
طریق فضول گوئی کا اختیار رکھین اور جو دلائل قطعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی
ہین اُنکے جواب کا کچھہ فکر نہ کرین۔ یہہ عاجز خواہ نخواہ اُنکو دینِ اسلام کے قبول کرنیکے لئے مجبور نہین کرتا لیکن اگر مقابلہ
و معارضہ سے عاجز رہین اور جو کچھہ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیت اِسلام پر دلالت کر رہے ہین اُنکی نظیر اپنے مذہب

یہہ تو چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بھی بدتر اور اگر خدا اِن لوگون سے اِنکے گناہون کا مواخذہ کرتا تو زمین پر ایک ہی زندہ نہ چھوڑتا اور خدا وہ ذات کریم و رحیم ہے کہ جو بارش سے پہلے ہوائین چھوڑتا ہے پھر ہم ایک پاک پانی آسمان سے اُتارتے ہین تا اُس سے مری ہوئی بستی کو زندہ کرین اور پھر بہت سے آدمیون اور اُنکے چارپایون کو پانی پلاوین اور ہم پھیر پھیر کر مثالین بتلاتے ہین تا لوگ یاد کرلین کہ نبیون کے بھیجنے کا یہی اُصول ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر یک بستی کے لئے جُدا جُدا رسول بھیجتے مگر یہہ اِس لئے کیا گیا کہ تا تجہہ سے بہاری کوششین ظہور مین آوین یعنے جب ایک مرد ہزارون کا کام کریگا تو بلاشُبہ وہ بڑا اجر پائیگا اور یہہ امر اُسکی افضلیت کا موجب ہوگا سو چونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین پیش نہ کرسکین تو پہر بھی لازم ہے کہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچے مذہب کو قبول کرلین۔

اب پہر ہم اپنی اصل تقریر کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ جس قدر ہم نے ابتک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہین وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہین مثلًا جو شخص ذرا منصف بنکر اول اُن صداقتون کے اعلی مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ مین جمع ہین اور پہر اُن لطائف او رنکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ ممدوحہ مشتمل ہے اور پہر حُسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ مین بہرا ہوا ہے اور پہر عبارت کو دیکہے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اُسمین پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفّٰی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پہر اُسکی روحانی تاثیرون کو دل مین سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلون کو ظلمات بشریت سے صاف کرکے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہین جنکو ہم اِس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہین ٭ تو اُسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتین مقابلہ نہین کرسکتین ایسی

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

٭ یہہ عاجز اِس مقام تک لکہہ چکا تہا کہ شہاب الدین نامی ایک شخص موحّد ساکن تہہ غلام نبی نے آکر بیان کیا کہ مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبد العزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اِس قسم کے الہام سے کہ جو رسولون کے وحی سے مشابہ ہے باصرار تمام انکار کررہے ہین بلکہ اِن مین سے بعض مولوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم افضل الانبیا اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگتر تھے اور خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیا کے سردار ہین ایسا ہی ظاہری خدمات کے رو سے بھی اُنکا سب سے فائق اور برتر ہونا دُنیا پر ظاہر اور روشن ہو جائے اِس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی محنتین اور کوششین عام طور پر ظہور مین آوین موسیٰ اور ابنِ مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہون اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیفِ شاقہ اُٹھا کر اُس اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہر جائین کہ جو دوسرے نبیون کو نہین ملیگا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا وہ ہے کہ جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وضاحت سے کھل سکتی ہے جبپر زیادت متصوّر نہین اور اگر باوجود مشاہدہ اِن کمالات کے پھر بھی کسی کورِ باطن بر عدیم المثالی اُس کلامِ مقدس کی مشتبہ رہے تو اُسکا علاج قرآنِ شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

صاحبان مجانین کے خیالات سے اُسکو منسوب کرتے ہین اور اُنکے اِس بارہ مین حجت یہہ ہے کہ اگر یہہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اِسکے پانے کے لئے احق اور اولیٰ تھے حالانکہ اُنکا پانا متحقق نہین۔ اب یہہ احقر عباد عرض کرتا ہے کہ اگر یہہ اعتراض جو شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبون کی طرف سے بیان کیا ہے حقیقت مین اُنہین کے مونہہ سے نکلا ہے تو بجواب اِسکے ہر یک طالب صادق کو اور نیز حضراتِ ممدوحہ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہین آتا کیا ممکن نہین کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس قسم کے الہامات پائے ہون مگر مصلحتِ وقت سے عام طور پر انکو شایع نہین کیا اور خدا تعالیٰ کو ہر یک نئے زمانہ مین نئے نئے مصالحہ ہین پس نبوت کے عہد مین مصلحت ربّانی کا یہی تقاضا تھا کہ جو غیر نبی ہے اُسکے الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقع نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اِس کی تصدیق کے لئے **شیخ عبد القادر** جیلانی اور مجدد الف ثانی

رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے تا جس نے یاد کرنا ہو وہ یاد کرے یا شکر کرنا ہو تو شکر کرے یعنے دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا آنا اِس بات پر ایک نشان ہے کہ جیسے ہدایت کے بعد ضلالت اور غفلت کا زمانہ آجاتا ہے ایسا ہی خدا کی طرف سے یہہ بھی مقرر ہے کہ ضلالت اور غفلت کے بعد ہدایت کا زمانہ آتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا وہ ذات قادرِ مطلق ہے جس نے بشر کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا پھر اُس کے لئے نسل اور رشتہ مقرر کر دیا اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنے اُسکا قانونِ قدرت روحانی پیدائش میں بعینہ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت مین کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منکرین پر اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزّلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله ۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے اُنکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرتِ احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اُسکا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اِسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اِس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور اُمتِ محمدیہ مین محدثیت کا منصب اِسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اِس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحبِ کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اُسکو معلوم ہوگا کہ حضرتِ احدیت نے جیسا کہ اِس اُمت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اِس اُمت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے

پیدا کرتا ہے اور پھر اُسکے متبعین کو کہ جو اُسکی ذریّت کا حکم رکھتے ہین بہ برکت متابعت اُسکی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے سو تمام مُرسل روحانی آدم ہین اور اُنکی اُمت کے نیک لوگ اُنکی روحانی نسلین ہین اور روحانی اور جسمانی سلسلہ بالکل آپسمین تطابق رکھتا ہے اور خدا کے ظاہری اور باطنی قوانین مین کسی نوع کا اختلاف نہین - اور پھر فرمایا کہ کیا تو خدا کی طرف دیکھتا نہین کہ وہ کیونکر سایہ کو لمبا کھینچتا ہے یہانتک کہ تمام زمین پر تاریکی ہی دکہائی دیتی ہے اور اگر وہ چاہتا تو ہمیشہ تاریکی رکھتا اور کبھی روشنی نہ ہوتی لیکن ہم آفتاب کو اس لئے نکالتے ہین کہ تا اس بات پر دلیل قایم ہو کہ اُس سے پہلے تاریکی تھی یعنے تا بذریعہ روشنی کے تاریکی کا وجود شناخت کیا جائے کیونکہ ضد کے ذریعہ سے ضد کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعدت للکافرین یعنے اگر تمہین اِس کلام کے منجانب اللہ ہونے مین کچھ شک ہے تو تم اُسکے کسی سورہ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکہاؤ اور اگر تم بنا نہ سکا اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہ سکو گے سو اُس آگ سے ڈرو جو کافرون

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور نیز ہم یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہین ہوئے بالکل بیجا اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت ثابت ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کی لشکر کے خطرناک حالت سے باعلام الٰہی مطلع ہوجانا جسکو بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہین تھا تو اور کیا تھا اور پھر اُنکی یہہ آواز کہ یا ساریہ الجبل الجبل مدینہ مین بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اُس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سُنائی دینا اگر خارق عادت نہین تھی تو اَور کیا چیز تھی اسی طرح جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات وکشوف مشہور ومعروف ہین ماسوا اسکے مین پوچھتا ہون کہ کیا خدا تعالیٰ کا قرآن شریف مین اِس بارہ مین شہادت دینا تسلّی بخش امر نہین ہے کیا اُس نے صحابہ کرام کے حق مین نہین فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پھر جس حالت مین خدا تعالیٰ اپنے نبی کریم کے اصحاب کو امم سابقہ سے جمیع کمالات مین بہتر و بزرگتر ٹھہراتا ہے اور دوسری طرف بطور مشتی نمونہ از خروارے پہلی اُمتون کے کاملین کا حال بیان کرکے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسٰی اور ایسا ہی والدہ حضرت موسٰی اور نیز حضرت مسیح کے حواری

پہچاننا بہت آسان ہوجاتا ہے اور روشنی کا قدر و منزلت اُسی پر کھلتا ہے کہ جو تاریکی کے وجود پر علم رکھتا ہو اور پھر فرمایا کہ ہم تاریکی کو روشنی کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا دور کرتے جاتے ہیں تا اندھیرے میں بیٹھنے والے اُس روشنی سے آہستہ آہستہ منتفع ہوجائیں اور جو یکدفعی انتقال میں حیرت و وحشت متصوّر ہے وہ بھی نہ ہو سو اسی طرح جب دُنیا پر روحانی تاریکی طاری ہوتی ہے تو خلقت کو روشنی سے منتفع کرنے کے لئے اور نیز روشنی اور تاریکی میں جو فرق ہے وہ فرق ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آفتابِ صداقت نکلتا ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ دُنیا پر طلوع کرتا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ قانونِ قُدرت ہے کہ جب زمین مرجاتی ہے تو وہ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے طیار ہے جسکا ایندھن کافر آدمی اور اُنکے بت ہیں جو نار جہنم کو اپنے گناہوں اور شرارتوں سے افروختہ کر رہے ہیں یہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے منکرینِ اعجازِ قرآنی کے مُلزم کرنیکے لئے آپ فرمادیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب ہوکر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بیمثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژ خائی سے باز نہ آوے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور نیز خضر جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا یہ سب مُلہم من اللہ تھے اور بذریعہ وحی اعلام اسرارِ غیبیہ سے مطلع کئے جاتے تھے تو اب سوچنا چاہیے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امّتِ محمدیہ کے کامل متبعین اُن لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ مُلہم و محدث ہونی چاہئے کیونکہ وہ حسبِ تصریحِ قرآن شریف خیر الامم ہیں آپ لوگ کیوں قرآنِ شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کہا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اِس اُمت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس اُمت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدث پیدا ہونگے اور محدّث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتی ہیں اور آپکو معلوم ہو کہ ابن عباس کی قراءت میں آیا ہے **وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ** - پس اس آیت کی رو سے بھی جسکو بخاری نے بھی لکھا ہے محدّث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے جس میں دخل شیطان کا قایم نہیں رہ سکتا اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسیٰ کی والدہ کا الہام صرف

ہم نے کہو لکر یہہ نشان بتلائے ہین تا ہو کہ لوگ سوچین اور سمجہین۔

اِن آیات مین خدائیتعالیٰ نے قرآنِ شریف کی ضرورت نزول کی اور اُسکے منجانب اللہ ہونے کی یہہ دلیل پیش کی ہے کہ قرآنِ شریف ایسے وقت مین آیا ہے کہ جب تمام اُمتون نے اُصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین روئے زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خدا شناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائیم اور بحال ہوتا بلکہ سارے دین بگڑ گئے تہے اور ہر یک مذہب مین طرح طرح کا فساد دخل کر گیا تھا اور خود لوگون کے طبایع مین دُنیا پرستی کی محبّت اِسقدر بھر گئی تہی کہ بجز دُنیا اور دُنیا کے نامون اور دُنیا کے آرامون اور دُنیا کی عزّتون اور دُنیا کی راحتون اور دُنیا کے مال و متاع کے اَور کچہہ اُنکا مقصد نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اِس دُنیا مین علاج نہین ہو سکتا اِسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل مین وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہون نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکہا ہے اور جنکو تعصب کی تُند

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

شکوک اور شُبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو اُنکو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا اُن پر فرض ہو گیا تھا اور وہ اُمور اُنکے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین پہر ماسوا اِسکے ذرا انصافاً سوچنا چاہیئے کہ کوئی امر مشہود و موجود کہ جو بہ پایۂ صداقت پہنچ چکا ہو اور تجارب صحیحہ کے رو سے راست راست ثابت ہوتا ہو صرف ظنّی خیالات سے متزلزل نہین ہو سکتا **والظنّ لا یغنی عن الحق شیئًا** سو اِس عاجز کے الہامات مین کوئی ایسا امر نہین ہے جو زیر پردہ اور مخفی ہو بلکہ یہہ وہ چیز ہے کہ جو صدہا امتحانون کی بوتہ مین داخل ہو کر سلامت نکلی ہے اور خداوند کریم نے بڑے بڑے تنازعات مین فتح نمایان بخشی ہے اِس مقام مین یاد آیا کہ جو رویا صادقہ حصّہ سوم مین ایک ہندو کے مقدمہ کے بارہ مین لکہی گئی ہے اُسمین بہی ایک عجیب نزاع والکا کے موقع پر الہام ہوا تھا جس سے ایک بڑا قلق اور کرب دور ہوا تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ اِس رویا صادقہ مین کہ ایک

رہا تھا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے ذوق اور شوق سے بکلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہو گئے تھے اور رسوم اور عادت کو مذہب سمجھا گیا تھا پس خدا نے جسکا یہہ قانونِ قدرت ہے کہ وہ شدّتون اور صعوبتون کے وقت اپنے عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور جب کسی سختی سے جیسے امساکِ باران وغیرہ سے اُسکے بندے قریب ہلاکت کے ہو جاتے ہین بارانِ رحمت سے اُنکی مشکل کشائی کرتا ہے نہ چاہا کہ خلق اللہ ایسی بلا مین مُبتلا رہے جسکا نتیجہ ہلاکتِ دائمی اور ابدی ہے سو اُس نے بہ تعمیل اپنے قانونِ قدیم کے کہ جو جسمانی اور روحانی طور پر ابتدا سے چلا آتا ہے قُرآن شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا اور ضرور تھا کہ ایسے وقت مین قُرآن شریف نازل ہوتا کیونکہ اِس پُر ظلمت زمانہ کی حالتِ موجودہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اندھیری نے بالکل اندھا کر دیا ہے وہ لوگون کو یہہ کہہ کر بہکاتے ہین کہ جسقدر لطائف ونکات قُرآن کے مسلمان لوگ ذکر کرتے ہین اور جسقدر خواص عجیبہ اُسکے مسلمانون کی کتابون مین اندراج پائے ہین یہہ سب اُنہین کے فہم کی تیزی ہے اور اُنہین کی طبیعتون کے ایجادات ہین ورنہ دراصل قرآن لطائف ونکات وخواصِ عجیبہ سے خالی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ کشفِ صریح کی قسم تھی یہہ معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک کھتری ہندو بسمبرداس نامے جو ابتک قادیان مین لقیدِ حیات موجود ہے مقدمہ فوجداری سے بری نہین ہوگا مگر آدھی قید تخفیف ہو جائیگی لیکن اُسکا دوسرا ہم قید خوشحال نامے کہ وہ بھی ابتک قادیان مین زندہ موجود ہے ساری قید بھگتیگا سو اِس خبر و کشف کی نسبت یہہ ابتلا پیش آیا کہ جب چیف کورٹ سے حسب پیش گوئی این عاجز مثل مقدمہ مذکورہ واپس آئی تو متعلقین مقدمہ نے اُس واپسی کو بریت پر حمل کر کے گانون مین یہہ مشہور کر دیا کہ دونون ملزم جُرم سے بری ہو گئے ہین مجھکو یاد ہے کہ رات کے وقت مین یہہ خبر مشہور ہوئی اور یہہ عاجز مسجد مین عشا کی نماز پڑھنے کو طیّار تھا کہ ایک نے نمازیون مین سے بیان کیا کہ یہہ خبر بازار مین پھیل رہی ہے اور ملزمان گانون مین آ گئے ہین سو چونکہ یہہ عاجز علانیہ لوگون مین کہہ چکا تھا کہ دونون مجرم ہرگز جُرم سے بری نہین ہونگے اِس لئے جو کچھہ غم اور قلق اور کرب اُسوقت گذرا سوگند رانب خدائی کہ جو اِس عاجز بندہ کا ہر یک حال مین حامی ہے نماز کے اوّل یا عین نماز مین بذریعہ الہام یہہ

کو ایسی عظیم الشان کتاب اور ایسے عظیم الشان رسول کی حاجت تھی اور ضرورتِ حقّہ اس بات کی متقاضی ہو رہی تھی کہ اس تاریکی کے وقت میں جو تمام دُنیا پر چھا گئی تھی اور اپنے انتہائی درجہ تک پُہنچ چکی تھی آفتابِ صداقت کا طلوع کرے کیونکہ بجز طلوعِ اُس آفتاب کے ہرگز ممکن نہ تھا کہ ایسی اندھیری رات خود بخود روزِ روشن کی صورت پکڑ جائے اور اُسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّیٰ تاتیھم البیّنہ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ یعنے جو لوگ اہلِ کتاب اور مُشرکین مین سے کافر ہوگئے اُنکا راہِ راست پر آنا بجز اِسکے ہرگز ممکن نہ تھا کہ اُنکی طرف ایسا عظیم الشان نبی بھیجا جاوے جو ایسی عظیم الشان کتاب لایا ہے کہ جو سب الٰہی کتابون کے معارف اور صداقتون پر محیط اور ہریک غلطی اور نقصان سے پاک اور منزّہ ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مگر ایسے لوگ بجز اِسکے کہ اپنا ہی حُمق اور خُبث ظاہر کرین انوارِ قُرآنی پر پردہ ڈال نہین سکتے اُنکے جواب مین یہی کہنا کافی ہے کہ اگر مسلمانون نے خود اپنی ہی زیرکی سے قُرآنِ شریف مین انواع اقسام کے لطائف ونکات و خواص ایجاد کر لئے ہین اور اصل مین موجود نہین تو تم بھی اُنکے مقابلہ پر کسی اپنے الہامی کتاب یا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بشارت دی لاتخف انک انت الاعلیٰ اور پھر فجر کو ظاہر ہوگیا کہ وہ خبر بری ہونے کی سراسر جھوٹی تھی اور انجام کار وہی ظہور مین آیا کہ جو اس عاجز کو خبر دی گئی تھی جسکو شرمپت نامے ایک آریہ اور چند دوسرے لوگون کے پاس قبل از وقوع بیان کیا گیا تھا کہ جو ابتک قادیان مین موجود ہین۔ پھر ایک اور ایسا ہی پُر وحشت ماجرا گذرا جسکا قصہ اِس سے بھی عجیب تر ہے اور تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ ایک مقدمہ مین کہ اِس عاجز کے والد مرحوم کی طرف سے اپنی زمینداری حقوق کے مُتعلق کسی رعیت پر دائر تھا اِس خاکسار پر خواب مین یہہ ظاہر کیا گیا کہ اِس مقدمہ مین ڈگری ہو جائیگی چنانچہ اِس عاجز نے وہ خواب ایک آریہ کو کہ جو قادیان مین موجود ہے بتلا دی پھر بعد اِسکے ایسا اتفاق ہوا کہ اخیر تاریخ پر صرف مدعا علیہ معہ اپنے چند گواہون کے

اب اِس دلیل کا ثبوت دو مقدموں کے ثبوت پر موقوف ہے اول یہہ کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ جسمانی یا روحانی حاجتوں کے وقت مدد فرماتا ہے یعنے جسمانی صعوبتوں کے وقت بارش وغیرہ سے اور روحانی صعوبتوں کے وقت اپنا شفابخش کلام نازل کرنے سے عاجز بندوں کی دستگیری کرتا ہے

سو یہہ مقدّمہ بدیہی الصداقت ہے کیونکہ کسی عاقل کو اِس سے انکار نہین کہ یہہ دونون سلسلے روحانی اور جسمانی اسی وجہ سے ابتک صحیح وسالم چلے آتے ہین کہ خداوندِ کریم نیست و نابود ہونے سے انکو محفوظ رکھتا ہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ جسمانی سلسلہ کی حفاظت نہ کرتا اور سخت سخت قحطون کے وقت مین بارانِ رحمت سے دستگیری نہ فرماتا تو بالآخر نتیجہ اِس کا یہی ہوتا کہ لوگ پہلی فصلون کی جس قدر پیدا وار تھی سب کی سب کھا لیتے اور پھر آگے اناج

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی دوسری کتاب سے اسیقدر لطایف ونکات وخواص ایجاد کر کے دکھلاؤ اور اگر تمام قرآن شریف کے مقابلہ پر نہین تو صرف بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کے مقابلہ پر جس کے کمالات کسیقدر اسی حاشیہ مین بیان کئے گئے ہین کسی اَور کتاب سے نکالکر پیش کرو۔ افسوس کہان سے یہہ مادر زاد اندھے پیدا ہو گئے کہ جو اسقدر روشنی کو دیکھہ کر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

عدالت مین حاضر ہوا اور اس طرف سے کوئی مختار وغیرہ حاضر نہ ہوا شام کو مدعا علیہ اور سب گواہون نے واپس آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا اُس خبر کو سُنتے ہی وہ آریہ تکذیب اور استہزا سے پیش آیا اُسوقت جسقدر قلق اور کرب گذرا بیان مین نہین آسکتا کیونکہ قریب قیاس معلوم نہین ہوتا تھا کہ ایک گروہ کثیر کا بیان جن مین سب بے تعلق آدمی ہی تھے خلاف واقعہ ہو اِس سخت حزن اور غم کی حالت مین نہایت شدّت سے الہام ہوا کہ جو آہنی میخ کی طرح دل کے اندر داخل ہو گیا اور وہ یہہ تھا **ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے** - یعنے کیا تو باور نہین کرتا اور باوجود مسلمان ہونے کے شک کو دخل دیتا ہے آخر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت ڈگری ہی ہوئی تھی اور فریق ثانی نے حکم کے سُننے مین دھوکا کھایا تھا اسی طرح فی الواقعہ بلامبالغہ صدہا الہام ہین کہ جو فلق صبح کی طرح پورے ہو گئے اور بہت سے

کے نہ ہونے سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے اور نوع انسان کا خاتمہ ہوجاتا یا اگر خدا تعالیٰ عین وقتوں پر رات اور دن اور سورج اور چاند اور ہوا اور بادل کو خدماتِ مقررہ مین نہ لگاتا تو تمام سلسلہ عالم کا درہم برہم ہوجاتا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرماکر کہا ہے ام یقولون افترىٰ على الله كذبا فان يشاء الله يختم على قلبك ويمحو الله الباطل ويحق الحق بكلماته انه عليم بذات الصدور وهو الذى ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته وهو الولى الحميد الجزو نمبر ۲۵ یعنے کیا یہہ منکر لوگ کہتے ہین کہ یہہ خدا کا کلام نہین اور خدا پر جھوٹ باندہا ہے اگر خدا چاہے تو اُس کا اثر نابند کردے پر وہ بند نہین کرتا کیونکہ اُس کی عادت اسی پر جاری ہے کہ وہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے۔ اور یہہ منصب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہر بہی اُنکی تاریکی دور نہین ہوتی۔ اِنکی باطنی بیماریون کے مواد کس قدر ردی اور متعفن ہو رہے ہین جنہون نے اِنکے تمام حواس ظاہری و باطنی کو بیکار کردیا ہے ذرا نہین سوچتے کہ قرآنِ شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتون اپنی حکمتون اپنی صداقتون اپنی بلاغتون اپنے لطائف و نکات اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ٤

الہامات بطور اسرار ہین جنکو یہہ عاجز بیان نہین کرسکتا بارہا عین مخالفون کی حاضری کے وقت مین ایسا کُھلا کُھلا الہام ہوا ہے جس کے پورا ہونے سے مخالفون کو بجز اقرار کے اور کوئی راہ نظر نہین آیا ابہی چند روز کا ذکر ہے کہ یکدفعہ بعض اُمور مین تین طرح کا غم پیش آگیا تہا جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہین آتی تہی اور بجز حرج و نقصان اُٹہانے کے اور کوئی سبیل نمودار نہ تہی اُسی روز شام کے قریب یہہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل مین سیر کو گیا اور اُسوقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامے تہا جب واپس آیا تو گاؤن کے دروازہ کے نزدیک یہہ الہام ہوا نجيك من الغم پہر دو بارہ الہام ہوا نجيك من الغم الم تعلم ان الله على كل شيئ قدير یعنے ہم تجہے اِس غم سے نجات دینگے ضرور نجات دینگے کیا تو نہین جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے چنانچہ اُسی قدم پر

اُسی کو پہنچتا ہے کیونکہ امراض روحانی پر اُسی کو اطلاع ہے اور ازالۂ مرض اور استرداد صحت پر وُہی قادر ہے پھر بعد اسکے بطور استدلال کے فرمایا کہ اللہ وہ ذات کامل الرحمت ہے کہ اُسکا قدیم سے یہی قانونِ قُدرت ہے کہ اُس تنگ حالت مین وہ ضرور مینہ برساتا ہے کہ جب لوگ نااُمید ہوچکتے ہین پھر زمین پر اپنی رحمت پہیلا دیتا ہے اور وہی کارسازِ حقیقی اور ظاہراً و باطناً قابلِ تعریف ہے یعنے جب سختی اپنی نہائت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہین آتی تو اس صورت مین اُسکا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور اُنکو ہلاکت سے بچاتا ہے اور جیسے وہ جسمانی سختی کے وقت رحم فرماتا ہے اسی طرح جب روحانی سختی یعنے ضلالت اور گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہِ راست پر قائم نہین رہتے تو اس حالت مین بہی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرّف بوحی کرکے اور اپنے نورِ خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے یہہ بات ہرگز نہین کہ صرف مسلمانون نے فقط اپنے خیال مین اُسکی خوبیون کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیون اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقایق

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جہان الہام ہوا تہا اُس آریہ کو اُس الہام سے اطلاع دی گئی تہی اور پہر خدا نے وہ تینون طور کا غم دور کر دیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور ایک اتفاقات عجیبہ سے یہہ بات ہے کہ جسوقت شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبان ممدوحین کی رائے بیان کی اُسی رات انگریزی مین ایک الہام ہوا کہ جو شہاب الدین کو سُنایا گیا اور وہ یہہ ہے دوہ آل مین شُڈ بی اینگری بٹ گوڈ از وِڈ یو ہی شل ہیلپ یو۔ وارڈز اوف گوڈ کین ناٹ ایکس چینج یعنے اگر تمام آدمی ناراض ہونگے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری مدد کریگا خدا کی باتین بدل نہین سکتین پھر ماسوا اسکے اور بہی چند الہامات ہوئے جو نیچے لکہے جاتے ہین الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمان۔ الیہ یصعد الکلم الطیب یعنے تمام بہلائی

کی مُہلک تاریکی کو اُسکے ذریعہ سے اُٹھاتا ہے اور چونکہ جسمانی رحمتین عام لوگون کی نگاہ مین ایک
واضح امر ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آئت ممدوحہ مین اول ضرورت فرقان مجید کی نازل ہونے
کی بیان کر کے پہر بطور توضیح جسمانی قانون کا حوالہ دیا تا دانشمند آدمی جسمانی قانون کو دیکہہ کر کہ
ایک واضح اور بدیہی امر ہے خدا تعالیٰ کے روحانی قانون کو بآسانی سمجہہ سکے اور اِس جگہ یہہ بھی
واضح رہے کہ جو لوگ بعض کتابون کا منزل من اللہ ہونا مانتے ہین اُنکو تو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الحقایق اُسکے صرف دو تین نہین جس مین کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اُسکے دقایق تو بحر ذخار کی طرح جوش مار رہے ہین اور آسمان کے ستارون کی طرح جہان نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہین کوئی صداقت نہین جو اُس سے باہر ہو کوئی حکمت نہین جو اُسکے محیط بیان سے رہ گئی ہو کوئی نور نہین جو اُسکی متابعت سے نہ ملتا ہو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

قرآن مین ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے وہی اللہ جو رحمان ہے اُسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ صعود کرتے ہین ھوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ - اللہ وہ ذات کریم ہے کہ ناامیدی کے پیچھے مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو دُنیا مین پہیلاتا ہے یعنے عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے یجتبی الیہ من یشاء من عبادہ جسکو چاہتا ہے بندون مین سے چن لیتا ہے وکذلک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء و لتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم فھم غافلون - اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا ہم اُس سے بدی اور فحش کو روک دین اور تا تو اُن لوگون کو ڈراوے جن کے باپ دادون کو کسی نے نہین ڈرایا سو وہ غفلت مین پڑے ہوئے ہین اِس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی روحانی مناسبت کے اطلاق پایا واللہ اعلم بالصواب بعد اسکے فرمایا قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون ان معی ربی سیھدین - رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج - رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ - رب نجنی من غمی - ایلی ایلی لما سبقتنی - کرمہائے تو مارا کرد گستاخ - کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے یعنے خدا تعالیٰ کا

وہ کتابین ایسے وقتون مین نازل ہوئی ہین کہ جب اُنکے نزول کی ضرورت تہی پس اسی اقرار کے ضمن مین اُنکو یہہ دوسرا اقرار کرنا بھی لازم آیا کہ ضرورت کے وقتون مین کتابون کا نازل کرنا خدائیتعالیٰ کی عادت ہے لیکن ایسے لوگ کہ جو ضرورت کُتبِ الہیّہ سے مُنکر ہین جیسے برہمو سماج والے سو اُنکے مُلزم کرنیکے لئے اگرچہ بہت کچھہ ہم لکھہ چکے ہین لیکن اگر اُنمین ایک ذرا انصاف ہو تو اُنکو وہی ایک دلیل کافی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آیاتِ گذشتۂ بالا مین آپ بیان فرمائی ہے کیونکہ جس حالت مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور یہہ باتین بلاثبوت نہین کوئی ایسا امر نہین جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اِس صداقت کو اپنی اِس کتاب مین نہائت تفصیل سے لکھا ہے اور دقایق اور معارف قرآنی کو اِسقدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالبِ صادق

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور دُعاؤن کو قبول کرنا اور مختلف زبانون مین الہام دینا اور معارف اور حقایقِ الہیہ سے اطلاع بخشنا یہہ سب خدا کی شہادت ہے جسکو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے پھر بقیہ الہامات بالا کا یہہ ہے کہ بہ تحقیق میرا رب میرے ساتھہ ہے وہ مجھے راہ بتلائیگا اے میرے ربّ میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اِس کے معنے ابھی تک معلوم نہین ہوئے) جن نالائق باتون کی طرف مجھہ کو بُلاتے ہین اُن سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے اے میرے خدا مجھہ کو میرے غم سے نجات بخش۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا۔ تیری بخششون نے ہمکو گستاخ کر دیا۔ یہہ سب اسرار ہین کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپان ہین جنکا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پھر بعد اِسکے فرمایا **ھوشعنا نعسا** - یہہ دونون فقرے شائد عبرانی ہین اور اِنکے معنے ابھی تک اِس عاجز پر نہین کھلے پھر بعد اِسکے دو فقرے انگریزی ہین جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہین اور وہ یہہ ہین۔ **آئی لَو یو۔ آئی شل گو یو اِ لارج پارٹی اوف اسلام**۔ چونکہ اِسوقت یعنے آجکے دن اِس جگہ کوئی انگریزی خوان نہین اور نہ اِسکے پورے پورے معنے کھلے ہین اِس لئے بغیر اِعنون کے لکھا گیا۔ پھر بعد اِسکے یہہ الہام ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثلۃ من الاولین**

وہ لوگ مانتے ہین کہ حیاتِ ظاہری کا تمام انتظام خدا یتعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی اپنی آسمانی روشنی اور بارانی پانی کے ذریعہ سے دُنیا کو تاریکی اور ہلاکت سے بچاتا ہے تو پھر وہ اِس اقرار سے کہان بھاگ سکتے ہین کہ حیاتِ باطنی کے وسائل بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے ہین اور خود یہہ نہایت کوتہ اندیشی اور قلّتِ معرفت ہے کہ ناپائیدار حیات کا اہتمام تصرّفِ خاص الٰہی سے تسلیم کر لیا جاوے لیکن جو حقیقی حیات اور لازوال زندگی ہے یعنے معرفتِ الٰہی اور نورِ باطنی یہہ صرف اپنی ہی عقلون کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ کیا وہ خدا جس نے جسمانی سلسلہ کے برپا رکھنے کے لئے اپنی الوہیّت کی قوی طاقتون کو ظاہر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی تسلّی اور تشفّی کے لئے بحرِ عظیم کی طرح جوش مار رہے ہین اب یہہ کیونکر ہو سکے کہ کوئی شخص صرف سوہنہ کی واہیات باتون سے اِس نور بزرگ کی کسرِ شان کرے ہان اگر کسی کے دلکو یہہ وہم پکڑتا ہے کہ یہہ تمام دقائق و معارف و لطائف

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وثلّة من الاٰخرین اے عیسٰی مین تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا یعنے رفعِ درجات کرونگا یا دُنیا سے اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو اِن پر جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجّت اور برہان اور برکات کے روسے دوسرے لوگون پر قیامت تک فائق رکھونگا پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہے۔ اِس جگہ عیسٰی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے پھر بعد اسکے اُردو مین الہام فرمایا۔ **مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤنگا۔ دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر** کما صبر اولوا العزم۔ اِس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوا العزم نبیون کی طرح صبر کر۔ فلما تجلّی ربّه للجبل جعله دکا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلّی کریگا تو انہین پاش پاش کر دیگا۔ قوة الرحمان لعبید الله الصمد۔ یہہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مُطلق ظاہر کریگا۔ مقام لا تترقی العبد فیه بسعی الاعمال یعنے عبد الله الصمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبت خاص عطا ہوتا ہے کوششون سے حاصل نہین ہو سکتا۔ یا

کیا ہے اور بغیر وسیلہ انسانی ہاتھون کے زبردست قدرتین دکھائی ہین وہ روحانی طور پر اپنی طاقت ظاہر کرنے کے وقت ضعیف اور کمزور خیال کیا جاسکتا ہے کیا ایسا خیال کرنے سے وہ کامل رہ سکتا ہے یا اُسکی روحانی طاقتون کا ثبوت میسر آسکتا ہے۔ حقیقی تسلّی جس کی بُنیاد ایک محکم یقین پر ہونی چاہئے صرف قیاسی خیالات سے ممکن نہین بلکہ خیالات قیاسی کی بڑی سے بڑی ترقی ظنِّ غالب تک ہے اور وہ بھی اُس حالت مین کہ جب قیاس انکار کی طرف جُھک نہ جائے غرض عقلی وجوہ بالکل غیر تسلّی بخش اور آخری حدِ عرفان سے پیچھے رہے ہوئے ہین اور اُنکی اعلیٰ سے اعلیٰ پہنچ صرف ظاہری اٹکلون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خواص کہ جو قرآن شریف مین ثابت کرکے دکھلائے گئے ہین کسی دوسری کتاب سے بھی مستخرج ہوسکتے ہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

داؤد عامل بالناس رفقاو احسانا۔ واذا حُیّیتم بتحیّۃ فحیّوا باحسن منہا۔ وامّا بنعمۃ ربّک فحدّث۔ تُوسٹ ڈوو ہاٹ آئی ٹولڈ یو۔ تمکو وہ کرنا چاہئے جو مین نے فرمایا ہے۔ اشکر نعمتی رأیت خدیجتی۔ انک الیوم لدنیا مکین امین۔ انک الیوم لدینا ذو حظ عظیم۔ انت محدّث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ۔ اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کرو۔ اسلام کا جواب احسن طور پر دے اور اپنے رب کی نعمت کا لوگون کے پاس ذکر کر میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے اُسکو قبل از وقت پایا۔ آج تجھے حظِ عظیم ہے تو محدّث اللہ ہے تجھ مین مادّہ فاروقی ہے۔ سلام علیک یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکین امین۔ ذو عقل متین۔ حِبّ اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصلّ علیٰ محمد۔ ما ودّعک ربّک وما قلیٰ۔ الم نشرح لک صدرک۔ الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر۔ بیت الفکر و بیت الذکر۔ ومن دخلہ کان امنا۔ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے اور دوست خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) پر درود بھیج۔ یعنے یہہ اُسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک نہین کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے کیا ہم نے تیرا سینہ نہین کھولا کیا ہم نے ہریک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر مین باخلاص وقصد تعبد و صحت نیت و حُسن ایمان داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن مین آجائیگا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے

تک ہے جن سے روح کو حقیقی انشراح اور عرفان حاصل نہین ہوتا اور اندرونی آلائیشون سے پاکیزگی میسّر نہین آتی بلکہ ایسا انسان فقط سفلی خیالات کا بندہ بنکر مقاماتِ حریری کے ابوزید کی طرح اپنے علوم و فنون کو مکر و فریب کا آلہ بناتا ہے اور سب لسّانی اور خوش بیانی اُسکی دامِ تزویر ہی ہوتی ہے۔ کیا انسان کی کمزور عقل اپنی تنہائی کی حالت مین اُسکو اُس محبس سے نکال سکتی ہے کہ جو جذباتِ نفس اور جہل اور غفلت کی وجہ سے اُسکے نصیب ہو رہا ہے۔ کیا انسانی خیالات مین کوئی ایسی طاقت بھی موجود ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم اور قوت سے برابر ہو سکے۔ کیا خدا کے پاک انوار جو روح پر اثر ڈال سکتے ہین اور عمیق شکوک سے نجات بخش سکتے ہین یہہ بات خدا کے غیر کو بھی حاصل ہے ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ ایسے دہوکے اُن لوگون کو لگے ہوئے ہین جنہون نے کبھی یہہ نہین سوچا کہ ہماری حقیقی نجات کس درجہ عرفان پر موقوف ہے اور طاقتِ الٰہی ہمارے روح پر کہانتک کام کرسکتی ہے اور خدا کے بعنایت فضل سے

تو مناظرہ کا سیدھا راستہ یہہ ہے کہ وہ شرائطِ مذکورہ بالا کی رعائیت سے اُس کتاب کے لطائف و معارف و خواص پیش کرے اور جس طرح قرآنِ تمام عقائدِ باطلہ کی رَدّ پر مشتمل ہے اور جس طرح وہ پاک کلام ہر یک عقیدہ صحیحہ کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کرتا ہے اور جس طرح اُن صُحف مقدسہ مین معارف و حقائق الٰہیہ مندرج ہین اور جس طرح اُن مین تنویر

کہ جو اُس چوبارہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت مین بیان فرمایا ہے جسکے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بہی نکلتی ہے اور وہ یہہ ہے مبارِک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ ۔ یعنے یہہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر یک امر مبارک اِسمین کیا جائیگا۔ پہر بعد اسکے اِس عاجز کی نسبت فرمایا ۔ رُفِعتَ وجعلتَ مبارکًا ۔ تو اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا ۔ والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون ۔ یعنے جو لوگ اُن برکات و انوار پر ایمان لائینگے کہ جو تجہہ کو خدا تعالیٰ نے عطا کئے ہین اور ایمان اُنکا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہون سے امن مین آجائینگے اور وہی ہین جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہین ۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ ۔ قل اللّٰہ حافظہ ۔ عنایت اللّٰہ حافظک

کس درجہ قربت اور شناخت پر ہم پہنچ سکتے ہین اور وہ کس درجہ تک ہمارے آگے سے حجاب اُٹھا سکتا ہے - اِنکی معرفت صرف ناکارہ وہمون تک ختم ہے اور جو معرفت یقینی اور قطعی اور انسان کی نجات کے لئے ازبس ضروری ہے وہ اُنکی عقل عجیب کے نزدیک محال اور ممتنع ہے لیکن جاننا چاہئیے کہ یہہ اُنکی سخت غلطی ہے کہ جو عقلی خیالات پر قناعت کر رہے ہین حقّانی معرفت کی راہ مین بے شمار راز ہین جنکو انسان کی کمزور اور دود آمیز عقل دریافت نہین کر سکتی اور قیاسی طاقت بباعث اپنی نہائت ضُعف کی الوہیت کے بلند اسرار تک ہرگز پہنچ نہین سکتی سو اُس بلندی تک پُہنچنے کے لئے بجز خدا کے عالی کلام کے اور کوئی زینہ نہین جو شخص دلی سچائی سے خدا کا طالب ہے اُسکو اُسی زینہ کی حاجت پڑتی ہے اور تا وقتیکہ وہ محکم اور بلند زینہ اپنی ترقیات کا ذریعہ نہ ٹھہرایا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قلب کے متعلق خواص عجیبہ اور تاثیرات غریبہ پائے جاتے ہین جنکو ہم نے اِس کتاب مین ثابت کر دیا ہے وہ سب اپنی کتاب مین پیش کر کے دکھلاوے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک کسی کے غوغو کرنے سے

نحن نزلناہ وانا لہ لحافظون - اللہ خیر حافظا وھو ارحم الرّاحمین - ویخوفونک من دونہ - أئمة الکفر - لا تخف انک انت الاعلی - ینصرک اللہ فی مواطن - ان یومی لفصل عظیم - کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - لا مبدّل لکلماتہ - بصائر للناس - نصرتک من لدنی - انی منجیک من الغم - وکان ربّک قدیرا - انت معی و انا معک خلقت لک لیلًا ونہارًا - اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک - انت منی بمنزلة لا یعلمھا الخلق -

مخالف لوگ ارادہ کرین گے کہ تا خدا کے نور کو بجھا دین - کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے - عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے - ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہین - خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الرّحمین ہے اور تجھ کو اور اور چیزون سے ڈرائینگے - یہی پیشوایان کفر ہین - مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے یعنے حجّت اور برہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تو ہی غالب ہے - خدا کئی میدانون مین تیری مدد کریگا یعنے مناظرات و مجادلات بحث مین تجھ کو غلبہ رہیگا - پھر فرمایا کہ میرا دن حق اور باطل مین فرق بیّن کریگا خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولون کو ہے کوئی نہین

جاوے تب تک انسان حقانی معرفت کے بلند مینار تک ہرگز پہنچ نہین سکتا بلکہ ایسے تاریک اور پُرظلمت خیالات مین گرفتار رہتا ہے کہ جو غیر تسلّی بخش اور بعید از حقیقت ہین اور بباعث فقدان اُس حقانی معرفت کے اُسکی سب معلومات بہی ناقص اور ادہورے رہتے ہین اور جیسی سوئی بغیر دہاگہ کی نکمّی اور ناکارہ ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے چاند کی نور مین کچہہ فرق نہین آسکتا بلکہ ایسے شخص کی حالت نہائیت افسوس کی لائق ہے کہ جواتبک بدیہی صداقت سے بےنصیب اور محروم رہنے کی لئے دانستہ ضلالت کی راہون مین قدم رکہتا ہے۔ ہماری مخالفون مین سے کئی صاحب مشہور و نامور ہین اور جہانتک ہم خیال کرتے ہین اُنکی علم اور فہم کی نسبت ہمارا یہی یقین ہے کہ اگر انصاف پر آوین تو ان صداقتون کو بدیہی طور پر سمجہہ سکتی ہین۔ ہماری نیّت مین ہرگز نفسانیت کا جہگڑا نہین اور بجز اسکی کہ دُنیا مین سچائی اور نیکی پہیلائی جائے اور کوئی غرض نہین اس لئے مُنصف مزاج ذی علم لوگون سے یہی درخواست ہے کہ وہ بہی ایک ساعت کے لئے صادقانہ نیّت کو استعمال مین لاوین۔ جس حالت مین اُنکی فراخ دلی اور نیک طینتی اُنکی قوم مین مسلّم الثبوت ہے تو ہم کیونکر نا امید ہوسکتی ہین یا کیونکر گمان کرسکتے ہین کہ اُس نیک منشی کا اُس سے زیادہ وسیع ہونا ممکن نہین اس لئے گو مین نے ابتک کسی صاحب مخالف کو منصفانہ قدم اُٹہاتے نہین پایا لیکن تاہم ابہی تک رائے میری ایک محکم یقین پر قائم ہے اور بہت مضبوط امید سے مین خیال رکہتا ہون کہ جب ہماری منصف مزاج مخالفین نہائیت غائر اور عمیق نظر سے اس طرف متوجہ ہونگے تو خود اُنکی اپنی نگاہین اُنکے وساوس دور کرنیکے لئے کافی ہونگی۔ مجہے امید تہی کہ اس کتاب کے حصہ سوم کے شائع ہونے سے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کہ جو خدا کی باتون کو ٹال دے۔ یہہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہین مین اپنی طرف سے تجہے مدد دونگا مین خود تیرا غم دور کرونگا۔ اور تیرا خدا قادر ہے تو میرے ساتہہ اور مین تیرے ساتہہ ہون تیرے لئے مین نے رات اور دن پیدا کیا جو کچہہ تو چاہے کر کہ مین نے تجہے بخشا تو مجہہ سے وہ منزلت رکہتا ہے جسکی لوگونکو خبر نہین۔ اس آخری فقرہ کا یہہ مطلب نہین کہ منہیات شرعیہ تجہے حلال ہین بلکہ اس کے یہہ معنے ہین کہ تیری نظر مین منہیات مکروہ کئے گئے ہین اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت مین ڈالی گئی ہے گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندہ کی مرضی بنائی گئی اور سب ایمانیات اسکی نظر مین بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء وقالوا ان ھو الا افک افتری۔ وما سمعنا بھذا فی آباءنا الاولین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضھم علی بعض۔ اجتبیناھم واصطفیناھم کذالک لیکون آیۃ للمومنین۔ ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا۔ قل ھو اللہ عجیب کل یوم ھو فی شان۔ ففھمنا سلیمان۔ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلماً وعلوا۔ سنلقی فی قلوبھم الرعب۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین۔ سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک۔ فاتخذوا من مقام

کوئی کام سینے کا اُس سے انجام پذیر نہین ہو سکتا اسی طرح عقلی فلسفہ بغیر تائید خدا کی کلام کے نہائیت متزلزل اور غیر مستحکم اور بے ثبات اور بے بُنیاد ہے۔

پائے استدلالیان چوبین بود ⁂ پائے چوبین سخت بے تمکین بود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ برہمو سماج اور آریہ سماج کے دانشمند اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر صداقت حقہ کی طرف ایک پیاسہ کی طرح دوڑینگے مگر افسوس کہ اب مین دیکھتا ہون کہ میری فراست نے خطا کی اور مجھے اِس بات کو سُننے سے نہائیت ہی دل شکنی ہوئی کہ برہمو صاحبون اور آریون نے میری کتاب کو غور سے نہین پڑہا بالخصوص مجھے کو پنڈت شیو نراین صاحب کے ریویو کے دیکھنے سے ایک عالم تعصب کا برہمو صاحبون کی طبعیت مین نظر آیا (خدا رحم کرے) افسوس کہ پنڈت صاحب کی اُن حقانی صداقتون سے کہ جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہین کچھ بھی فائدہ نہ اُٹھایا اور اسقدر قوی اور مضبوط دلائل کی روشنی سے پنڈت صاحب کی تعصب کی تاریکی کچھ بھی دور نہ ہوئی یہہ امر یقیناً سخت حیرت کے لائق ہے کہ ایسے فہیم اور ذی علم لوگ ایسے کامل ثبوت کو دیکھ کر اُسکے قبول کرنے مین دیر کرین ۔ پنڈت صاحب نے اس انکار سے نہ صرف حد انصاف سے ہی تجاوز کیا ہے بلکہ حق پوشی کر کے اپنی قوم کی ہمدردی سے بلکہ خدا سے بھی فارغ ہو بیٹھے ہین اور مجھے اِس بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہین کہ پنڈت صاحب کا انکار کسقدر ناانصافی سے بھرا ہوا ہے یہہ بات خود ہر شخص پر کُھل سکتی ہے کہ جو اول میری کتاب کو دیکھے کہ مین نے کیونکر ضرورت وحی اللہ اور نیز اُسکی وجود کا ثبوت دیا ہے اور پھر پنڈت صاحب کی تحریر پر نظر ڈالے کہ اُنہون نے میرے مقابلہ پر کیا لکھا ہے اور میرے دلائل کا کیا جواب دیا ہے سو جو لوگ پنڈت صاحب کی قوم مین سے اِس کتاب کو غور سے پڑہینگے اُنکی روحون پر ہرگز پنڈت صاحب پردہ ڈال نہین سکتے بشرطیکہ کوئی فطرتی پردہ نہ ہو۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ابراهیم مصلّٰی ۔ اور کہینگے کہ یہہ جھوٹ بنا لیا ہے ہمنے اپنے بزرگون مین یعنی اولیا سلف مین یہہ نہین سُنا حالانکہ بنی آدم یکسان پیدا نہین کئے گئے بعض کو بعض پر خدا نے بزرگی دی ہے اور اُنکو دوسرون مین سے چُن لیا ہے یہی سچ ہے تا مومنون کے لئے نشان ہو ۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف تک ہی ختم ہین ۔ نہین بلکہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجائب ہے اور اُسکے عجائبات کبھی منقطع نہین ہوتے ہر یک دن مین وہ ایک شان مین ہے ۔ پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنے اِس عاجز کو اور لوگون نے محض ظلم کی راہ سے انکار کیا حالانکہ اُنکے دل یقین کر گئے ۔ سو عنقریب ہم اُنکے دلون مین رعب ڈالدینگے کہ خدا کی طرف سے نور اُترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو ۔ ابراہیم پر سلام ہم نے اُسکو خالص کیا اور غم سے نجات دی ۔ ہم نے ہی یہہ کام کیا ۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیون کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہین یہہ طریقہ م

⁂ والفضل من اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ منہ

ہ ۔ خداوند کریم کی اِس ... سے مواخذہ سے دربار ... لین اور اسیر ملین ۔ ترسم آن قوم کہ بر دُردکشان مے خندند ⁂ در سر کار خرابات کنند ایمان را ⁂ رب اغفر وارحم ۔ دوستان عیب کنندم کہ چرا دل بتو دادم ⁂ باید اول بتو گفتن کہ چنین خوب چرائی ⁂

غلطنامہ براہین احمدیہ حصہ چہارم

صفحہ	سطر	کونسا مقام	غلط	صحیح
۲۸۹	۱۰	حاشیہ نمبر ۱۱	کاغ دل باشہ	کاغ دل باشد
۲۹۰	۱۵	″	مغینات	مغیبات
۲۹۹	۵	″	جب ہی کے	جب ہی کہ
۳۰۹	۱۶	″	مرصل	وصل
۳۱۱	۸	″	نقابقا	بقابقا
۳۱۵	۱۹	″	عیان	عنان
۳۱۶	۵	″	پرد	برد
۳۲۶	آخری سطر	″	اس قلو مطلق کی	اس قلو مطلق کی ہتی
″	۲۰	″	آیات	آزات
۳۳۰	۵	″	مذہبی	بدیہی
″	۷	حاشیہ نمبر ۳	مخلوق پرست	مخلوق پرستون
۳۸۰	۸	حاشیہ نمبر ۱۱	ہمدم	ہدم
″	۱۱	″	خدای	خداہی
″	۵	″	یانے والا	یاسنے والا
۳۸۴	۶	″	کمال وکامل	باکمال وکامل
۴۲۶	۱	″	جو جسم وجان	وجسم وجان
۴۷۵	۱	″	اسی لوگون	ایسے لوگون
۵۰۵	۸	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	تولوا	تو بوا
″	۹	″	کر	کرو
″	۱۰	″	اصلاح کو	اصلاح کرو
۵۱۳	۴	″	نیک بوہ	نیک بوء
″	۵	″	باخود	یاخود
۵۱۴	۹	″	لو	کو
۵۱۵	۲	متن	نحی الموتے	تحی الموتے
۵۲۱	۱	″	ویولتخذ اللہ	ولو لو لتخذ اللہ
۵۱۷	۲	حاشیہ نمبر ۱۱	متنبع ہوتا ہے	متتبع ہوتا ہے

صفحہ	سطر	کونسا مقام	غلط	صحیح
۵۲۵	۱	حاشیہ نمبر ۱۱	ولی حضور سے اپنی نماز	ولی حضور سے اپنی نماز مین
۵۰۵	۲	″	ربوبیت کو	حق ربوبیت کو
۵۰۶	۳	″	لم یخلطوا	لم یلبسوا
۳۷۹	۱	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	غیبہ	غلبہ
۴۰۰	۸	″	تشبیہ اس امر مین	کہ تشبیہ اُس امر مین
۴۰۳	۲	″	ہی مانگا	بھی مانگا
۴۳۳	۲	″	کرتا وہ	کرتا رہ
۴۵۴	۶	″	اغراض	اعراض
۴۶۰	۸	″	یک باعث	ایک باعث
۴۶۶	۹	″	سچے طالب	سچی طلب
۴۸۰	۵	″	آئی لو یو	آئی لو یو
″	″	″	آئی ایم وویو	آئی ایم ودیو
۴۸۴	۳	″	ہی از وڈیو	ہی از ودیو
۴۸۶	۴	″	بنک حقاً	فیک حقاً
۴۹۵	۱۲	″	اتصا	اتصال
۴۹۶	۱۰	″	بس اس	پس اس وجہ سے
۴۹۸	۶	″	جمت ہی	رحمت ہی
″	۱۳	″	ہوتا ہی	ہونا ہی تھا
۵۰۳	۸	″	غنیمت حس	غیبت حس
۵۳۰	۳	حاشیہ نمبر ۱۱	اس عاجز کی طرف	اس عاجز کیطرف رجوع کرین اور
۵۳۳	۴	″	خود ہی ہو	خود وہی ہو
۵۶۲	۴	″	افسوس کہ ٹپند صاحب کے	افسوس کہ ٹپند صاحب نے
۵۱۶	۷	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	پہاڑ آسمان ہوی	پہاڑ آسان ہوی
۵۲۱	۸	″	متابعت ومحبت علی قدر مراتب	علی قدر متابعت ومحبت مرتب
۵۶۰	۴	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	یعلمہا الخلق	لا یعلمہا الخلق
۵۶۱	۸	″	ففہمنا سلیمان	ففہمناہا سلیمان

ہم اور ہماری کتاب

ابتدا مین جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اُسوقت اسکی کوئی اور صورت تھی پھر بعد اسکے قدرت
الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد کو **موسیٰ** کیطرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نتھی یعنی
یہ **عاجز** بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک مین سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے **اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ**
کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نتھی سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہرًا و
باطنًا حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہین کہ کس اندازہ اور مقدار تک اسکو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے
کہ جسقدر اُسنے جلد چہارم تک انوار حقیّت اسلام کے ظاہر کئے ہین یہ بھی اتمام حجّت کے لئے کافی ہین - اور اُسکے فضل و
کرم سے امید کیجاتی ہے کہ وہ جب تک شکوک اور شبہات کی ظلمت کو بکلی دور نکرے اپنی تائیدات غیبیّہ سے مددگار
رہیگا اگرچہ اس عاجز کو اپنی زندگی کا کچھ اعتبار نہین لیکن اس سے نہایت خوشی ہے کہ وہ **حیّ و قیّوم** کہ جو فنا اور موت سے
پاک ہے ہمیشہ تا قیامت دین اسلام کی نصرت مین ہے اور جناب **خاتم الانبیا** صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ ایسا اسکا فضل ہے
کہ جو اُس سے پہلے کسی نبی پر نہین ہوا - اسجگہ اُن نیک دل ایمانداروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہون نے اس کتاب کے طبع ہونے
کے لئے آج تک مدد دی ہے خدا تعالیٰ اُن سب پر رحم کرے اور جیسا اُنہون نے اُسکے دین کی حمایت مین اپنی دلی محبت سے
ہر یک دقیقہ کوشش کے بجالانے مین زور لگایا ہے خداوند کریم ایسا ہی اُنپر فضل کرے - بعض صاحبون نے اس کتاب کو
محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینون کو خدا نے کھولدیا اور صدق اور ارادت کو اُن کے دلونمین
قایم کر دیا ہے - لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہین کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہین اور سنت اللہ
اپنے پاک نبیون سے بھی یہی رہی ہے کہ اوّل اوّل ضعفا اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے
ہین اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی مقدرت کے دل کو بھی اس
کام کے انجام دینے کیلئے کھول دیگا - **وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر**